خواتین اسلام کے لئے انمول تحفہ ...... عورتوں کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
قرآن وسُنت کی روشنی میں صحیح عقائد اعلیٰ اخلاق اور نیک اعمال کا بے مثال مجموعہ
گلدستہ خواتین جس میں جدید مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے
زندگی و بندگی کے خصوصی مسائل کا خزانہ

سُنّی بہشتی زیور اشرفی

بفیضِ روحانی

تاجدارِ اہلسنت شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی حفظہ اللہ

تالیف

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد

(مکتبہ انوار المصطفےٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔حیدرآباد-اے پی)

﴾ بہ نگاہ کرم تاجدارِ اہلسنت حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین امام المتکلمین سید المفسرین
سلطان المشائخ شہزادۂ حضور غوث الثقلین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی ﴿

نام کتاب : سُنی بہشتی زیور اشرفی

تصنیف : ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

تصحیح ونظر ثانی : خطیب ملت مولانا سید خواجہ معز الدین اشرفی

قیمت: 120 روپے

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی کی چند تصانیف :

شرح اسماء الحسنیٰ باری تعالیٰ عزوجل	۱۰۰/	حقیقتِ توحید	۱۷۰/	سُنّی بہشتی زیور اشرفی	۱۲۰/
فضائل لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه	۲۵/	حقیقتِ شرک	۵۰/	امہات المؤمنین	۸۰/
شیطانی وساوس کا قرآنی علاج	۳۰/	اللہ تعالیٰ کی کبریائی	۳۰/	حضور ﷺ کی صاحبزادیاں	۳۵/
استخارہ (مشکلات سے چھٹکارہ)	۸/	شانِ مصطفیٰ ﷺ	۱۰۰/	عورتوں کا حج وعمرہ	۵۰/
قوتِ حافظہ اورامتحان میں کامیابی	۸/	سُنّت وبدعت	۶۰/	گناہ اورعذاب الٰہی	۲۰/
ضدی اورنافرمان اولاد کا علاج	۸/	اسلامی نام	۲۰/	مغفرت الٰہی بوسیلۃ النبی ﷺ	۲۵/
نورانی راتیں (نمازیں اور دُعائیں)	۱۰/	سیدالانبیاء ﷺ	۲۰/	عبدیت مصطفیٰ ﷺ	۲۵/
شادی میں رکاوٹ اوراُس کا علاج	۸/	اطاعتِ رسول	۱۵۰/	مظہرذات ذوالجلال	۶۰/
بسم اللہ کے حیرت انگیز فوائد	۸/	معرفتِ الٰہی	۳۰/	معارف اسم 'محمدؐ' ﷺ	۲۰/
عذابِ قبر سے نجات	۸/	ذکرالٰہی	۳۰/	شہادتِ توحید ورسالت	۲۵/
آیت الکرسی کے روحانی برکات	۸/	برکاتِ توحید	۵۵۰/	قصص المنافقین من آیات القرآن	۱۵۰/
بلاؤں کا علاج	۸/	توبہ واستغفار	۲۰/	ویڈیواورٹی وی کا شرعی استعمال	۱۵/
طلب اولاد	۸/	قرآنی علاج	۸/	تبلیغی جماعت کی گستاخانہ تعلیمات	۲۰/
وظیفہ آیت کریمہ حل المشکلات	۸/	مقدمات میں کامیابی	۸/	جماعت اسلامی اورشیعہ مذہب	۱۵/
رُوحانی علاج	۱۰/	فاتحہ سے علاج	۸/	جماعت اہلحدیث کا فریب	۱۰/
میاں بیوی کے جھگڑوں کا توڑ	۸/	آیاتِ حفاظت	۸/	اہلحدیث اورشیعہ مذہب	۱۵/
آیاتِ رزق	۸/	قرض سے چھٹکارہ	۸/	جماعت اہلحدیث کا نیا دین	۲۵/
وظیفہ کلمہ طیبہ	۸/	رقت انگیز دُعائیں	۸/	کرامات غوث اعظم رضی اللہ عنہ	۵۰
رنج وغم کا علاج (سکونِ قلب)	۸/	نظرِ بد کا توڑ	۸/	نصابِ اہلسنت	۲۰۰
جنات وشیاطین سے حفاظت	۸/	فتنہ اہلحدیث	۱۸۰	مہلک امراض کا امراض	۸/
قرآن مجید کے غلط وگستاخانہ تراجم	۲۰/	خلقِ عظیم	۳۰/	تذکرہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام	۱۰۰/
قربانی اوراہلحدیث	۱۵/	سُنّتِ مسواک	۸/	سیرتِ رسولِ عربی ﷺ کی جامعیت	۵۰/
اہلحدیث اورقادیانی	۱۵/	حَیاء اورپردہ	۷۰/	شبِ قدر	۳۰/
اسلام اورتوہم پرستی	۲۵/	اسلام کا نظام اخلاق	۴۰/	شانِ صوفیاء اوراہلحدیث کی گستاخیاں	۴۰/

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علیٰ سید الأنبیآء والمرسلین
وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین . . . . أما بعدُ

ایمان کے معنی

Islamic Beliefs (Soul of Islam)

ایمان کے لغوی معنٰی ہیں 'امن دینا' شریعت میں ایمان اُن اسلامی عقائد کا نام ہے جنہیں مان کر انسان عذاب الٰہی سے امن میں آجاتا ہے یعنی تمام اُن چیزوں کو ماننا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ لائے۔ ایمان کہتے ہیں **'التصدیق بما جاء النبی** ﷺ' دل کی سچائی کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی جملہ ہدایات کو مان لینا ایمان ہے۔

امام اعظم سیدنا ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: **الایمان اقرار باللسان ومعرفة بالقلب** ایمان زبان سے اقرار اور دِل سے پختہ یقین کرنے کو کہتے ہیں۔

محبتِ رسول شرط ایمان : Having Love of the Prophet

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (متفق علیہ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی مومن ہو نہیں سکتا یہاں تک کہ میں اُسے اُس کے ماں باپ' اُس کی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں (بخاری ومسلم)

رسول کی محبت کے بغیر ایمان نہیں ہوسکتا' ایمان کے اندر کمال نہیں ہوسکتا اگر رسول کی محبت سب کی محبت پر غالب نہ ہو۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ رسول سے محبت نہ ہو اور ایمان ہو۔ ایمان نام ہے رسول کی محبت کا۔ حضور ﷺ کی محبت مدار ایمان بلکہ عین ایمان ہے جب تک حضور ﷺ کی محبت ماں باپ اولاد بلکہ تمام جہاں سے زیادہ نہ ہو' کوئی شخص مومن کامل

نہیں ہوسکتا۔ حضور ﷺ کی تعظیم وتوقیر ہر مسلمان پر فرضِ ایمان بلکہ جان ایمان ہے اور آپ کے تمام دشمنوں سے عداوت ودشمنی رکھے اگر چہ وہ اپنا باپ یا بیٹا یا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ اس لئے کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ رسول سے بھی محبت ہو اور اُن کے دشمنوں سے بھی الفت ہو (شفا شریف)

مُحبتِ رسُول کا ثمر : Reward of Prophet's Love

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی؟ فرمایا، تو نے قیامت کے لئے کیا سامان اکٹھا کیا ہے؟ تو اُس شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ: نہ بہت نمازوں، نہ بہت روزوں، اور نہ بہت صدقات کوتوشہ بنایا ہے (نماز، روزہ کا کوئی بڑا ذخیرہ تو میرے پاس نہیں ہے)، لیکن مجھے اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ بہت محبت ہے، تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، تیرا حشر اُس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ تیری محبت ہے (یعنی اگر تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو گھبرامت، تجھے میری معیت وسنگت حاصل ہوگی) **المرء مع من احب وانت مع من احببت** (بخاری شریف، ترمذی)

صحابی رسول کا عقیدہ دیکھو۔ محبوب کریم ﷺ نہ تو مجھے اپنی عبادات، نمازوں اور روزوں پہ ناز ہے اور نہ ہی اپنے صدقات وخیرات کو سامانِ آخرت سمجھتا ہوں، مجھے تو فقط ایک ہی سہارا ہے **اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ** کہ آپ کی اور اللہ تعالیٰ کی محبت میرے سینے میں جلوہ گر ہے، تو آقا ومولیٰ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کا جس سے پیار ہوگا وہ روزِ قیامت اسی کے ساتھ اُٹھے گا، چونکہ تمہیں مجھ سے محبت ہے اس لئے قیامت کے دن تو ہمارے ساتھ ہوگا۔

اور یہ بات قطعی ہے کہ جو شخص بھی رحمتِ دوعالم ﷺ کے ساتھ ہوگا وہ یقیناً جنت میں داخل ہوگا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ حضور اکرم ﷺ کی محبت ہی جنت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ قیامت کے روز کلمہ، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ تمام عبادات اُسی کی قبول ہوں گی جس کے دل میں محبتِ مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کی جلوہ گری ہوگی۔

مُحَبَّتِ رَسُول

تاجدارِ اہلسنت حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

وہ میری جان بھی جان کی جان بھی، میرا ایمان بھی روحِ ایمان بھی
مہبطِ وحیِ آیات بھی اور قرآن بھی، روحِ قرآن بھی
نور و بُشریٰ کا یہ امتزاج حسین جیسے انگشتری میں چمکتا نگیں
عالمِ نور میں نورِ رحمٰن بھی، عالمِ انس میں پیکرِ انسان بھی
نہ نبی کو ملی وسعتِ دم زدن نہ ملک کی زباں کو مجالِ سخن
لی مع اللہ وقتٌ سے ظاہر ہوا ہے تمہارے لئے ایک وہ آن بھی
مجھ سے مت پوچھ معراج کا واقعہ ہے مشیت کے رازوں کا اک سلسلہ
دل کو ان کی رسائی پہ ایمان بھی، عقل ایسی رسائی پہ حیران بھی
کیا بتاؤں قیامت کا میں ماجرا، رحمتوں غفلتوں کا ہے اک معرکہ
دل کو انکی شفاعت پہ ایمان بھی، عقل اپنے کئے پر پشیمان بھی
ناز سے ایک دن آپ نے یہ کہا، یہ بتا طائرِ سدرۃ المنتہٰی
ہے تیرے سامنے عالمِ کُن فکاں، تو نے پائی کسی میں مری شان بھی
بولے یہ حضرت جبرئیل امیں، اے نگاہِ مشیت کے زہرہ جبیں
ہو ترا مثل کوئی کبھی اور کہیں، رب نے رکھا نہیں اسکا امکان بھی

ضروریاتِ دین :

اللہ تعالیٰ کو ایک اور واجب الوجود ماننا' اس کی ذات وصفات میں کسی کو شریک نہ سمجھنا' ظلم اور جھوٹ وغیرہ تمام عیوب سے اُس کو پاک ماننا' اُس کے ملائکہ اور اُس کی تمام کتابوں کو ماننا' قرآن مجید کی ہر آیت کو حق سمجھنا' حضور ﷺ اور تمام انبیائے کرام کی نبوت کو تسلیم کرنا' ان سب کو عظمت والا جاننا اور اُن کی ہر بات جو قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو اُسے حق ماننا' حضور ﷺ کو خاتم النبیین ماننا' اُن کے بعد کسی نبی کے پیدا ہونے کو جائز نہ سمجھنا' قیامت' حساب وکتاب اور جنت ودوزخ کو حق ماننا' نماز وروزہ اور حج وزکوٰۃ کی فرضیت کو تسلیم کرنا' زنا چوری اور شراب نوشی وغیرہ حرام قطعی کی حرمت کا اعتقاد کرنا اور کافر کو کافر جاننا وغیرہ۔

مسئلہ : جو شخص کسی کافر کے لئے اُس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دُعا کرے یا کسی مُرتد کو مرحوم یا مغفور یا بہشتی کہے یا کسی مُردہ ہندو کو بیکنٹھ باشی (سورگ واسی آنجہانی) کہے وہ کافر ہے اور کسی نے ایسا کہد یا ہوتو اس پر لازم ہے کہ فوراً توبہ کر کے اور کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کرے اور اپنی بیوی سے دوبارہ نکاح کرے۔ یونہی مشرکین کو ختم قرآن صدقہ وخیرات وغیرہ کا ثواب بخشنا حرام ہے کہ اس میں بھی اُن کے لئے دُعا مغفرت ہے۔ (بہارِ شریعت)

کافر کو کافر کہنا : یہ بات محض غلط ہے کہ کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہئے۔ خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کو کافر کہہ کر پُکارا ہے ﴿**قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ**﴾ (اے حبیب) آپ فرما دیجئے اے کافرو !

عقیدہ : مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر جاننا ضروریاتِ دین سے ہے اگر چہ کسی خاص شخص کی نسبت یہ یقین نہیں کیا جا سکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان یا معاذ اللہ کفر پر ہوا تا وقتیکہ اس کے خاتمہ کا حال دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو مگر اس سے یہ نہ ہوگا کہ جس شخص نے قطعاً کفر کیا

ہوا ُس کے کفر میں شک کیا جائے کہ قطعی کافر کے کفر میں شک بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے۔
کس کا خاتمہ ایمان پر ہوا؟ اور کس کا خاتمہ کفر پر ہوا؟ یہ اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے ہم کو اس کا علم نہیں، مگر ہم کو اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے کہ مسلمان کو مسلمان کہیں اور کافر کو کافر کہیں۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ میاں جتنی دیر اُسے کافر کہو گے اتنی دیر اللہ اللہ کہو، ثواب ملے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم کب کہتے ہیں کہ کافر، کافر کا وظیفہ پڑھتے رہو۔ ہمارا مقصود تو یہ ہے کہ مسلمان کو مسلمان جانو اور کافر کو کافر جانو۔ اور کوئی تم سے پوچھے تو مسلمان کو مسلمان کہہ دو اور کافر کو کافر کہہ دو۔ مصلحت کی وجہ سے اُس کے کفر پر پردہ نہ ڈالو۔ (بہارِ شریعت)

ایمان اور عمل : الحمدللہ ہمارا دین اسلام ہے اور ہم مسلمان ہیں اور ہمارا مذہب اہل سنت و جماعت ہے۔ جاننا چاہئے کہ دینِ اسلام میں عقائد جڑ ہیں اور اعمال شاخیں۔ جس طرح درخت کی جڑ کٹ جائے یا خراب ہو جانے سے شاخیں مُرجھا کر فنا ہو جاتیں ہیں اسی طرح عقائد کے نہ ہونے یا بگڑ جانے سے اعمال خراب و برباد ہو جاتے ہیں اس لئے اعمال سے پہلے عقائد کا صحیح و درست ہونا بہت ضروری ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ایمان کی حفاظت اور شریعت کی پیروی دین کا علم حاصل کئے بغیر ممکن نہیں۔۔اسی لئے آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا 'علم دین سیکھنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے' (مسند امام اعظم)

قرآن کریم نے ایمان کو تمام اعمال کی اساس قرار دیا ہے۔ اعمال، عبادات، شریعت کی پابندی یہ سب ایمان کے بغیر قابل قبول نہیں، نہ ایسے شخص کو مومن و مسلم کہا جا سکتا ہے جو اللہ ورسول پر ایمان لانے کا اعلان کئے بغیر احکام اسلام کی پابندی کرتا ہو یا وہ ایمان کا دعویدار تو ہو لیکن نص قطعی سے ثابت شدہ ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا منکر ہو، مثلاً فرض عبادات میں سے کسی ایک کا انکار کرے، قرآن کی کسی آیت یا کسی حرف کا انکار کرے یا اس کے بیان کردہ احکام و واقعات میں سے کسی کا انکار کرے یا اُن کو مشکوک جانے۔ حضور نبی کریم ﷺ

کے فضائل ومناقب کا منکر ہو، یا آپ کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہو۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے جن چیزوں کو حرام وحلال قرار دیا اُن میں سے کسی حرام کو حلال اور حلال کو حرام جانتا ہو وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ ایمان تمام ضروریاتِ دین کی تصدیق کا نام ہے اور کسی ایک چیز کے انکار سے کم یا ناقص نہیں بلکہ رخصت ہوجاتا ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ ایمان میں عمل ہے۔۔عمل میں ایمان نہیں۔ جیسے ایمان میں ڈاڑھی ہے، ڈاڑھی میں ایمان نہیں ہے کیونکہ بہت سے کفار اور بد مذہب بھی ڈاڑھی رکھتے ہیں بلکہ سکھ مذہب میں ڈاڑھی رکھنا مذہبی علامت ہے۔ بہر حال ایمان پر تمام اعمال کا دارومدار ہے ایمان کا ثمر وفائدہ اعمال صالحہ ہی سے حاصل ہوتا ہے اور اعمال صالحہ ایمان ہی کے ذریعہ مفید ومقبول ہیں ۔۔ بغیر ایمان کے اعمال کے پہاڑ بھی بنا دیئے جائیں تو راکھ ہیں۔ قرآن نے ایمان سے محروم افراد کے کاموں کی مثال 'راکھ' سے دی ہے جس کو ہوا کے جھونکے اُڑا اُڑا کر فنا کردیتے ہیں اور اُن کا کوئی وجود نہیں رہتا۔

ایمان کی کیفیت : حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ایمان کیا ہے؟ ارشاد ہوا کہ: جب تمہیں اپنی نیکی خوش کرے اور اپنی بُرائی غمگین کرے تو تم مومن ہو (یعنی نیکی میں لذت اور بُرائی سے نفرت علامتِ ایمان ہے) عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ گناہ کیا ہے؟ فرمایا : **اذا حاك فى نفسك شىء فدعه**، جو چیز تمہارے دل میں چبھے اُسے چھوڑ دو (احمد)

الاثم حاك فى الصدر وخشيت ان يطلع عليه الناس گناہ وہ ہے جو دل میں چبھے (محسوس ہو) اور لوگوں پر ظاہر ہونے سے خوف ہو۔

ہمیں اپنے ایمان کا محاسبہ کرنا (جائزہ لینا) چاہئے کہ ہم کو نیکی میں کس قدر لذت اور بُرائی سے کس قدر نفرت ہورہی ہے۔۔قلبی کیفیات کا جائزہ لیں۔

اسلام اور عقائد

Fundamental Islamic Beliefs

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے جو ان پانچ ارکان کو دل کی تصدیق کے ساتھ مانتا اور زبان سے اقرار کرتا ہے وہ مسلمان ہے۔

۱۔ توحید و رسالت کا اقرار یعنی کلمہ طیبہ **لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ**
اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود (لائق عبادت) نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

۲۔ نماز (روزانہ پانچ مرتبہ فرض ہے)

۳۔ رمضان المبارک کے روزے

۴۔ زکوٰۃ (صاحبِ نصاب کے لئے چالیس روپیہ سال بھر میں جمع رہیں تو سال گذرنے پر ایک روپیہ اللہ تعالیٰ کے نام مستحقین کو دینا فرض ہے)

۵۔ حج (صاحبِ استطاعت پر عمر بھر میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے)

اسلامی کلمے

۱۔ کلمہ طیبہ **لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ**
اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود (عبادت کے لائق) نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

۲۔ کلمہ شہادت **اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ** گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود (عبادت کے لائق) نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اُس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

۳۔ کلمہ تمجید سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ
اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے اور سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود (عبادت کے لائق) نہیں اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اور گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں مگر اللہ کی مدد سے جو بہت بلند عظمت والا ہے۔

۴۔ کلمہ توحید لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَـہٗ لَـہُ الْمُلْکُ وَلَـہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرِ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْیءٍ قَدِیْرٌ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود (عبادت کے لائق) نہیں، وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کے لئے بادشاہی ہے اور اُسی کے لئے تعریف ہے وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے اور وہ زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا اُسی کے قبضہ میں ہر قسم کی بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے۔

۵۔ کلمہ ردّ کفر اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ شَیْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ بِہٖ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ بِہٖ تُبْتُ عَنْہُ وَتَبَرَّاْتُ مِنَ الْکُفْرِ وَالشِّرْکِ وَالْمَعَاصِیْ کُلِّھَا وَاَسْلَمْتُ وَاٰمَنْتُ وَاَقُوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـہِ اے اللہ ! بیشک میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں جان بوجھ کر تیرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤں اور میں معافی چاہتا ہوں تجھ سے ہر اس چیز کے بارے میں کہ جس کو میں نہیں جانتا ہوں، توبہ کی میں نے اس سے اور بیزار ہوا میں کفر سے، شرک سے اور تمام گناہوں سے اور مسلمان ہوا میں اور ایمان لایا میں اور میں کہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود (عبادت کے لائق) نہیں، محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

۶۔ کلمہ استغفار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهِ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُہٗ عَمَدًا اَوْ خَطَأً سِرًّا اَوْ عَلَانِیَةً وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْٓ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ لَآ اَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُیُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں جو میرا پروردگار ہے ہر گناہ سے جو میں نے جان بوجھ کر کیا یا بھول کر چھپ کر کیا یا ظاہر ہو کر اور میں اُس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اُس گناہ سے جس کو میں جانتا ہوں اور اُس گناہ سے بھی جس کو میں نہیں جانتا (اے اللہ) بیشک تو غیبوں کا جاننے والا (Knowledge of Unseen) اور عیبوں کا چھپانے والا اور گناہوں کا بخشنے والا ہے اور گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں مگر اللہ کی مدد سے جو بہت بلند عظمت والا ہے۔

استغفار : اَسْتَغْفِرُ اللّٰهِ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْهِ

میں اللہ تعالیٰ سے بخشش (معافی) مانگتا ہوں جو میرا پروردگار ہے ہر گناہ سے اور میں اُس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

ایمان مُجمل : اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ کَمَا هُوَ بِاَسْمَآئِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِهٖ ایمان لایا میں اللہ تعالیٰ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور صفوں کے ساتھ ہے اور میں نے اُس کے سب حکموں کو قبول کیا۔

ایمان مُفصل : اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ

ایمان لایا میں اللہ تعالیٰ پر، اور اُس کے فرشتوں پر اور اُس کی کتابوں پر اور اُس کے رسولوں پر۔ اور قیامت پر اور اس بات پر کہ تقدیر کی اچھائی اور بُرائی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور میں اس پر ایمان لایا کہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہونا ہے۔

ان سب کلموں اور ایمان مجمل اور ایمان مفصل کو زبانی یاد کر لینا اور معنوں کو خوب سمجھ کر سچے دل سے یقین کے ساتھ اُن پر ایمان لانا چاہیے کیونکہ یہی وہ کلمے ہیں جن پر ایمان و اسلام کی بنیاد ہے جب تک ان کلموں پر ایمان نہ لائے کوئی مسلمان نہیں ہوسکتا۔

ان سب اسلامی کلموں، ایمان مجمل اور ایمان مفصل کی تشریح و تفصیل کے لئے ہماری حسب ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں :

کلمہ طیبہ	فضائل کلمہ طیبہ، معارف اسم محمد ﷺ
کلمہ شہادت	شہادت توحید ورسالت، شانِ مصطفیٰ ﷺ
کلمہ تمجید	تسبیح الٰہی، حمد الٰہی، اللہ تعالیٰ کی کبریائی، فضائل و برکات لاحول ولاقوۃ
کلمہ توحید	توحید کی فضیلت
کلمہ ردّ کُفر	حقیقت شرک، حقیقت کفر، قصص المنافقین من آیات القرآن، سُنت و بدعت، گناہ اور عذاب الٰہی
کلمہ استغفار	توبہ واستغفار، مغفرت الٰہی بوسیلۃ النبی ﷺ
ایمان مجمل	شرح اسماء الحسنیٰ (رُوحانی علاج مع وظائف)
ایمان مفصل	حقیقتِ توحید، فرشتوں کی حقیقت، جن اور شیاطین، شیطانی وساوس کا قرآنی علاج، قرآن مجید اور آسمانی کتابیں، ارشادات قرآنی، بعثت انبیاء، فضائل وخصائص مصطفیٰ، حضور ﷺ کا نظامِ اخلاق، سیرتِ رسول عربی کی جامعیت، بیماری سے تدفین تک، احوالِ برزخ، قیامت اور احوالِ محشر، احوالِ جنت، دوزخ اور عذابِ الٰہی

مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔حیدرآباد

کلمہ طیبہ

لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود (عبادت کے لائق) نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں

یہی کلمہ توحید ہے جسے پڑھ کر انسان صاحب ایمان بنتا ہے یہی کلمہ توحید بندے کی طرف سے توحید اور رسالت کو دل سے قبول کرنے اور زبان سے اظہار کا اقرار ہے اسی کلمہ توحید کے اقرار کے لئے اللہ تعالیٰ نے عرش معلیٰ پر لکھ دیا۔ کلمہ توحید کے دو جز ہیں پہلا جزء **لا الـہ الا اللـہ** ہے۔اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ایسی ہستی نہیں ہے جو عبادت اور بندگی کے لائق ہو۔ اسلام کے سارے نظام فکر وعمل کی بنیاد توحید پر ہے زمین وآسمان کی اس کائنات میں عبادت وبندگی کی مستحق صرف ایک ہی ذات ہے جس کا نام اللہ ہے وہ اکیلا سب کا معبود ہے الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ سارے کمالات کی جامع اور جملہ نقائص سے اس کی ذات منزہ اور پاک ہے۔کلمہ طیبہ کا دوسرا جزء **محمد رسول الله** رسول اللہ ﷺ کی رسالت ہے یعنی توحید کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت کا اقرار وتصدیق کرنا اور شہادت دینا ہے۔ ان دونوں جزوں کو دل وجان سے قبول کرنے کا نام ایمان ہے۔

تاجدار اہلسنت حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی فرماتے ہیں:

لاالـہ الا الله محمد رسول الله کو کلمہ توحید کہتے ہیں حالانکہ اس کلمہ طیبہ میں توحید اور رسالت کا سبق ہے۔ **لاالـہ الا اللـہ** نے ہمیں یہ سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی الٰہیت اور الوہیت میں لاشریک ہے اور **محمد رسول اللـہ** نے سمجھایا کہ حضور ﷺ اپنے کمالات رسالت ونبوت میں وحدہ لاشریک ہے۔تو وہاں توحید الٰہیت ہے اور یہاں توحید رسالت ہے۔ معلوم ہوا کہ مشرک کی دو قسمیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی کو

شریک کرے وہ بھی مشرک، اور جو رسول کی ذات وصفات میں کسی غیر رسول کو شریک کرے وہ بھی مشرک۔

لااله الا الله یہ رسول کا ذکر ہے اور **محمد رسول الله** یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ **لااله الا الله** یہ رسول کا کلام ہے اور **محمد رسول الله** یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ قرآن نے بھی کہا ہے: اے محبوب ﴿**قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ**﴾ اے محبوب تم کہو کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، تم کہو کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، تم کہو کہ نہ وہ کسی کی اولاد، نہ اُس کی کوئی اولاد ہے وہ ﴿**لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ**﴾ ہے۔ تم کہو یعنی یہ تمہاری بات بنے۔ مرضی الٰہی یہ ہے کہ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کلام تو ہمارا ہو اور زبان تمہاری:

قل کہہ کے اپنی بات بھی منہ سے ترے سُنی اتنی ہے گفتگو ترے اللہ کو پسند!

ہماری صفات تو تم دُنیا کو بتاؤ۔ اور فرمادو ﴿**اَللّٰهُ اَحَدٌ ۚ**﴾ اور تمہاری صفات ہم ارشاد فرماتے ہیں ﴿**مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ**﴾ **لااله الا الله** تم کہو **محمد رسول الله** میں کہوں۔ جو **لااله الا الله** کہے گا وہ سُنت مصطفیٰ ادا کرے گا اور جو **محمد رسول الله** کہے گا وہ سُنتِ کبریا ادا کرے گا۔ جب تک سنت مصطفیٰ نہ پاؤ گے تمھیں آگے بڑھنے کی اجازت نہ ملے گی۔ اگر کوئی انسان آپ کی غلامی کے بغیر ہماری صفات کو جانے مانے، ہرگز عارف یا موحد نہیں۔ جب تک کہ آپ کی بتائی ہوئی توحید آپ کے دامن پاک سے لپٹ کر نہ مانے۔ رسالت کی دستگیری کے بغیر صحیح توحید حاصل نہیں ہوتی۔

کلمہ طیبہ **لااله الاالله محمد رسول الله** سے کفر کی گندگی دور ہوتی ہے۔ اُسے پڑھ کر کافر، مومن ہوتا ہے اس سے دل کی زنگ دور ہوتی ہے اس سے غفلت جاتی ہے دل میں بیداری آتی ہے۔ یہ حمد الٰہی و نعت مصطفوی کا مجموعہ ہے۔

لااله الاالله محمد رسول الله

اللّٰہ تعالیٰ پر ایمان

Creator of the Worlds Almighty Allah

اللہ کے معنٰی : اللہ اسم ذات ہے اور یہ لفظ اُن تمام صفات کا جامع ہے جو متعدد صفاتی ناموں میں الگ الگ پائی جاتی ہیں اسی لئے قادر' علیم' رحیم' عزیز' حی' سمیع وغیرہ مخلوق کو بھی کہہ سکتے ہیں مگر اللہ کسی کو نہیں کہہ سکتے۔

خیال رہے کہ رب تعالیٰ کی صفات دو قسم کی ہیں۔بعض وہ ہیں جن کی تجلی مخلوق پر نہیں پڑی اور اُن کو کسی معنی سے مخلوق کے لئے استعمال نہیں کر سکتے جیسے واجب الوجود' معبود' خالق' قدیم۔بعض کے نزدیک رحمٰن بھی اور بعض صفات وہ ہیں جن کی جھلک مخلوق پر ڈالی گی اور مخلوق پر بھی ان کا بول دینا درست ہے جیسے حی' سمیع' بصیر' مالک' عزیز' رؤف' رحیم۔۔۔یہ صفات مجازاً بندے کے لئے بھی بولی جاتی ہیں' مگر مخلوق کے لئے ان ناموں کے معنٰی دوسرے ہی ہوں گے۔

تیری ذات تجھ سے ہے اے خدا تیری شان جلّ جلالہٗ
نہیں تجھ سا کوئی تیرے سوا تیری شان جلّ جلالہٗ

اے اللہ! تیرا نام اللہ ہے جو تیرے سوا کسی اور کے لئے نہیں اور یہ صرف تیرے لئے ہی ہے کیونکہ تیرے سوا اور کوئی اللہ ہوسکتا نہیں۔۔تیرا نام اسم اعظم ہے اور لفظ اللہ کا ایک ایک حرف کامل ہے اور تیری ذات پر دلالت کرتا ہے ۔۔اللہ وہ ہے کہ جسے روز ازل میں ہر روح نے مانا کہ تو ہمارا اللہ ہے۔۔اے اللہ! تو اس لئے اللہ ہے کہ ہر کوئی تیرا طالب ہے اور تو اس کا مطلوب ہے کوئی تجھے کسی نہ کسی رنگ میں اپنا محبوب بنائے بیٹھا ہے۔۔ اے اللہ! تو اس لئے اللہ ہے کہ ہر کوئی تیری تلاش میں شام وسحر سرگرداں ہے۔۔ اے اللہ! تو اس لئے بھی اللہ ہے کہ ہر بندے کی منزل تو ہی ہے ہم تیرے ہیں اور تو ہمارا ہے۔

اے اللہ! تو اس لئے اللہ ہے کہ تجھے اللہ کہنے سے دل سکون کے سمندر میں ڈوب جاتا ہے اور ایسا سکون پاتا ہے جو تیرے سوا اور کہیں سے نہیں مل سکتا ۔۔اے اللہ! جسے تو نے چاہا اپنی معرفت سے مالا مال کر دیا۔ تو اس لئے بھی اللہ ہے کہ تیرا نام لینے سے دلِ بےقرار' قرار پاتا ہے ہر دل تیرا شیدا ہے ہر روح تجھ پر شیفتہ اور فریفتہ ہے تیری شان اعلیٰ ہے اتنا حسین وجمیل ہے ہمارے فہم وادراک سے بلند و بالا ہے۔۔ تو اس لئے بھی اللہ ہے کہ تو ہمارا معبود اور ہم تیرے بندے ہیں کیونکہ تیرے سوا اور کوئی معبود بننے کے لائق نہیں ۔ ہر چیز تیری تسبیح خواں ہے اور ہر چیز تیری بارگاہ ہی میں سجدہ ریز ہوتی ہے۔۔اللہ وہ ہے جو احد اور واحد ہے اس کی ذات میں کوئی دوسرا اُس کا شریک نہیں ۔ وہ کائنات کی ہر شئے کا خالق ہے ہر شئے کا رب اور ہر شئے کا مالک ہے۔۔اللہ وہ ہے کہ زمین وآسمان کے خزانے اسی کے قبضہ میں ہیں کیونکہ وہ ارض وسماء کا مالک ہے۔۔اللہ وہ ہے جو ہمارے دلوں کی چُھپی ہوئی چیزوں اور سینوں میں ڈھکے ہوئے رازوں کو جانتا ہے۔۔اللہ وہ ہے جو تحت الثریٰ اور فوق ثریا تک کی تمام پوشیدہ حقیقتوں کو جاننے والا ہے۔۔اللہ وہ ہے جو رات کو دن میں اور دن کو رات میں بدلتا ہے۔۔اللہ وہ ہے جو آسمانوں سے بارش برسا کر زمین سے سبزہ اگاتا ہے۔۔اللہ وہ ہے جو خاکی بندوں کو اپنے نوری ملائکہ سے بڑھ کر شان عطا فرما دیتا ہے۔۔اللہ وہ ہے جو سالکوں کو راہ حق دکھاتا ہے اور طالبوں کی طلب پوری کرتا ہے ۔۔اللہ وہ ہے جو اپنی رحمت سے ہر چیز کو پال رہا ہے اور اپنے رحم سے اپنے بندوں پر فضل وکرم کی بارش کرتا ہے۔۔اللہ وہ ہے کہ اپنے ملک میں جیسے چاہتا ہے عزت بخشتا ہے اور جس سے چاہتا ہے عزت چھین لیتا ہے جسے وہ عطا فرمائے اُسے کوئی روک نہیں سکتا اور جس سے وہ چھینے اُسے کوئی دے نہیں سکتا۔ وہ اپنے ملک کی ہر چیز کا مالک ہونے کے ساتھ محافظ بھی ہے۔۔ اللہ وہ ہے کہ جب کسی چیز کو کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو کہتا ہے 'کُنْ' تو پس 'فَيَكُوْنُ' وہ اسی وقت جس طرح چاہتا ہے ہو جاتی ہے

مسائل :

(۱) اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں کہنا ممنوع اور نا جائز ہے۔

(۲) اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں بڑھو (بوڑھے) کا لفظ استعمال کیا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

(۳) کوئی شخص بیمار نہیں ہوتا یا بہت بڑھا ہے مرتا نہیں' اس کے لئے یہ نہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ اُسے بھول گئے ہیں۔

(۴) جن لوگوں کا نام عبدالخالق' عبدالرزاق' عبدالرحمٰن' عبدالغفار' عبدالقیوم' عبداللہ ہے ان کو خالق' رزاق' غفار' قیوم' اللہ......وغیرہ کہہ کر پکارنا حرام ہے

(۵) اللہ تعالیٰ کے لئے ایسا نام مقرر کرنا جو قرآن وحدیث میں نہ آیا ہو یہ بھی ناجائز ہے جیسے کہ سخی یا رفیق کہنا' کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اسماءتوقیفیہ ہیں یعنی شرع میں موقوف۔ یوں ہی اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی ایسا نام مقرر کرنا جو اُس کے مرتبے سے فروتر ہوں یا جن سے عیوب و نقائص اس کی طرف منسوب ہوتے ہیں جائز نہیں۔ مثلاً اُسے رام یا پرماتما کہنا۔ اسی طرح اس پر ایسے ناموں کا اطلاق جائز نہیں جن کے معنیٰ معلوم نہیں ہیں اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ جلال الٰہی کے لائق ہیں یا نہیں (خزائن العرفان)

خواص اور فوائد : اللہ تعالیٰ کے صفات وافعال بہت ہیں اس لئے اس کے نام بھی بہت ہیں' نیز اُس کے بندوں کی حاجتیں بھی بہت ہیں' لہذا رب تعالیٰ کے نام بھی بہت ہیں کہ بندہ جو حاجت لے کر آئے اسی نام سے اُسے پکارے۔ بیمار پکارے **یا شافی الامراض**۔ گنہگار پکارے '**یا غفار**' بدکار پکارے '**یا ستار**' وغیرہ' خیال رہے کہ جتنے نام رب تعالیٰ کے ہیں اتنے ہی نام رسول اللہ ﷺ کے بھی ہیں جیسا کہ کتب تصوف دیکھنے والوں پر ظاہر ہے خدائے قدوس کا کمال' مصطفےٰ کے جمال میں نظر آتا ہے۔

اسمائے حسنیٰ کا عمل کرتے وقت اس اسم کے لفظ اور ترجمہ پر پوری توجہ رکھیں تا کہ عمل میں

جلد سے جلد کامیابی ہو جس نام کا عمل شروع کریں اس کو **یــا** کے ساتھ پڑھیں جیسے **یاحَی ' یــا قیوُّم ' یا رشید ' یاصبور** وغیرہ۔اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کے علاوہ بھی سینکڑوں نام ہیں مگر یہ مشہور نام لکھے ہیں جن کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے ان کے علاوہ بہت سے مشہور اسمائے حسنٰی ہیں مثلاً **الرب ' الستا ر الغافر المقیت۔**

علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ہر اسم اس کے خزانوں میں سے کسی خزانہ کی کنجی ہوا کرتا ہے جب کوئی شخص کسی اسم الٰہی کا ورد کرتا ہے تو اس شخص کی روح اور اس اسم میں ایک خاص مناسبت پیدا ہو جاتی ہے جو رفتہ رفتہ بندے کو ذات خداوندی کے قریب کر دیتی ہے اس وقت اس بندہ پر انوار الٰہی کا ظہور ہونے لگتا ہے اور حسب استعداد وہ فیضان حاصل کرتا ہے (روح البیان)

۹۹ اسمائے حسنٰی باری تعالیٰ عزوجل :

قرآن پاک میں ہے ﴿ **وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا** ﴾ اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں بہت اچھے نام' تو اس کو اُن ناموں سے پکارو۔

حدیث شریف میں ہے' ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **ان اللــه تسـعة وتسعین اسمًا من احصٰها دخل الجنة** (بخاری' مسلم) بیشک اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو کوئی ان کو یاد کرے وہ جنتی ہو گیا۔

علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام ننانوے میں منحصر نہیں ہیں۔ حدیث کا مقصود یہ ہے کہ ان ناموں کے پڑھنے اور یاد کرنے سے انسان جنتی ہو جاتا ہے۔

حصول برکت' رزق میں وسعت' جسمانی وروحانی صحت اور دین وایمان کی سلامتی کیلئے بہترین مجرب وظیفہ ہے۔ نماز فجر کے بعد تلاوت کلام پاک سے فارغ ہو کر ایک مرتبہ اسمائے حسنٰی وِرد کرنا چاہئے۔ خود نہ پڑھ سکتے ہوں تو کسی سے پڑھوا کر سُن لیجئے۔

اسمائے حسنٰی باری تعالیٰ عزوجل

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ
الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ
الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ
الْعَلِيْمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ
السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ الْحَلِيْمُ
الْعَظِيْمُ الْغَفُوْرُ الشَّكُوْرُ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ الْحَفِيْظُ الْمُقِيْتُ
الْحَسِيْبُ الْجَلِيْلُ الْكَرِيْمُ الرَّقِيْبُ الْمُجِيْبُ الْوَاسِعُ الْحَكِيْمُ
الْوَدُوْدُ الْمَجِيْدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيْدُ الْحَقُّ الْوَكِيْلُ الْقَوِیُّ
الْمَتِيْنُ الْوَلِیُّ الْحَمِيْدُ الْمُحْصِی الْمُبْدِئُ الْمُعِيْدُ الْمُحْيِ
الْمُمِيْتُ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الْاَحَدُ
الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ
الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِی الْمُتَعَالِ الْبِرُّ التَّوَّابُ الْمُنْعِمُ الْمُنْتَقِمُ
الْعَفُوُّ الرَّءُوْفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ الرَّبُّ
الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِیُّ الْمُغْنِی الْمَانِعُ الضَّآرُّ النَّافِعُ
النُّوْرُ الْهَادِی الْبَدِيْعُ الْبَاقِی الْوَارِثُ الرَّشِيْدُ الصَّبُوْرُ

عقائد :

(☆) اللہ ایک ہے' اُس کا کوئی شریک نہیں' نہ ذات میں' نہ صفات میں' نہ اسماء میں' نہ افعال میں' نہ احکام میں' نہ سلطنت میں۔

(☆) واجب الوجود ہے یعنی اُس کا وجود ضروری ہے اور عدم محال۔ وہ قدیم وازلی ہے یعنی ہمیشہ سے ہے باقی وابدی ہے یعنی ہمیشہ رہے گا۔ وہی معبود برحق اور اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت و پرستش کی جائے۔ اس کے سوا کسی اور معبود برحق کا وجود ہی نہیں۔ نہ چھوٹا نہ بڑا' نہ اصلی نہ ظلی' نہ خدا نہ خدا زادہ' یہ نہیں کہ وہ تو معبود اعظم ہے باقی چھوٹے چھوٹے معبود اور بھی موجود ہیں۔

(☆) وہ حی وقیوم ہے۔ موت نہ اس پر کبھی طاری ہوئی اور نہ آئندہ کبھی طاری ہوسکتی ہے۔ وہ اپنی ذات سے قائم ہے اور سب کو سنبھالے ہوئے ہے۔ خود زندہ ہے اور سب کی زندگی اس کے ہاتھ میں ہے جسے جب چاہے زندہ کرے اور جب چاہے موت دے۔

(☆) وہ الصمد ہے یعنی سب سے بے نیاز اور بے پروا' سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا کسی آن کسی لمحہ محتاج نہیں۔

(☆) اللہ تعالٰی کی ہستی کا یقین ہر شخص کی فطرت میں داخل ہے خصوصاً مصیبتوں میں' بیماریوں میں' موت کے قریب' اکثر یہ فطرت اصلیہ ظاہر ہو جاتی ہے اور بڑے بڑے منکرین بھی خدا ہی کی طرف رجوع کرنے لگتے ہیں اور ان کی زبانوں پر بھی بے ساختہ اللہ کا نام آ ہی جاتا ہے۔

(☆) اللہ تعالٰی قدرت والا ہے' وہ ہر چیز کو جانتا ہے' سب کچھ دیکھتا ہے' سب کچھ سنتا ہے' وہی سب کو جلاتا اور مارتا ہے۔ وہی سب کو روزی دیتا ہے وہی جس کو چاہے عزت اور ذلت دیتا ہے اور وہ جو کچھ چاہے کرتا ہے' کوئی اس کے مثل اور مقابل نہیں۔

(☆) اللہ تعالٰی جسم وجسمانیات سے پاک ہے یعنی نہ وہ جسم ہے نہ اس میں وہ باتیں پائی

جاتی ہیں جوجسم سے تعلق رکھتی ہیں بلکہ یہ اُس کے حق میں محال ہیں' لہذا وہ زمان ومکان' طرف وجہت' شکل وصورت' وزن ومقدار' زیادہ ونقصان (کمی وبیشی)' حلول واتحاد (حلول یعنی سما جانا' اتحاد یعنی دو چیزوں کا مل کر ایک ہوجانا)' توالد وتناسل' حرکت وانتقال' تغیر وتبدل وغیر ہا جملہ اوصاف واحوال جسم سے منزہ وبَری ہے اور قرآن وحدیث میں جوبعض ایسے الفاظ آئے ہیں مثلاً **یَدٌ** ' **وجهه** ' **رجل** ' **ضحك** وغیر ہا جن کا ظاہر جسمیت پر دلالت کرتا ہے اُن کے ظاہری معنیٰ لینا گمراہی وبد مذہبی ہے۔ اس قسم کے الفاظ میں تاویل کی جاتی ہے کیونکہ اُن کا ظاہر مُراد نہیں کہ اُس کے حق میں محال ہے (جو کبھی کسی طرح نہ ہوسکے) مثلاً **یَدٌ** کی تاویل قدرت سے' اور **وجهه** کی ذات سے' **استواء** کی غلبہ وتوجہ سے کی جاتی ہے۔ لیکن بہتر واسلم یہ ہے کہ بلاضرورت تاویل بھی نہ کی جائے بلکہ حق ہونے کا یقین رکھے اور مُراد کو اللہ تعالیٰ کے سپُرد کرے کہ وہی جانے اپنی مُراد۔ ہمارا تو اللہ ورسول کے قول پر ایمان ہے کہ **استواء** حق ہے۔ **یَدٌ** حق ہے اور اُس کا **استواء** مخلق کا سا **استواء** نہیں۔ اُس کا **یَدٌ** مخلوق کا سا **یَدٌ** نہیں۔ اُس کا کلام' دیکھنا' سننا مخلوق کا سا نہیں۔

(☆) جس طرح اللہ تعالیٰ عَالم اور عَالم کی ہر چیز کا خالق ہے اُسی طرح ہمارے اعمال وافعال کا بھی وہی خالق ہے۔

(☆) جوشخص اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے علاوہ کسی اور چیز کو قدیم مانے یا عَالم کے حادث ہونے میں شک کرے وہ کافر ہے۔

(☆) ذات وصفات الٰہی کے علاوہ جتنی چیزیں ہیں سب حادث ہیں یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں۔

(☆) خیر وشر' کفر وایمان' طاعت وعصیاں' اللہ تعالیٰ ہی کی تقدیر وتخلیق سے ہے۔

(☆) حقیقۃً روزی پہنچانے والا وہی ہے فرشتہ وغیرہ وسیلہ اور واسطہ (Means of approach) ہیں۔

(☆) اللہ تعالیٰ کو نہ اُونگھ آئے نہ نیند کہ نیند بھی ایک قسم کی موت ہے۔ تمام جہاں کا نگاہ رکھنے والا' نہ تھکے نہ اُکتائے' تمام عَالم کا پالنے والا اور نظام عَالم کی تدابیر فرمانے والا ہے۔ ماں باپ سے زیادہ مہربان اور بڑا حلم والا ہے۔ اسی کی رحمت ٹوٹے دلوں کا سہارا' اُسی کے لئے بڑائی اور عظمت ہے۔

حکایت : ایک دفعہ موسیٰ علیہ السلام نے فرشتوں سے پوچھا کہ کیا رب تعالیٰ کو نینداور اُونگھ آسکتی ہے۔ حکم الٰہی پہنچا کہ تم اپنے ہاتھ میں دو پانی سے بھرئی ہوئی کچی شیشیاں لو۔ آپ نے اس پرعمل کیا' کچھ دیر بعد نیند کا جھونکا آیا تو ہاتھ سے شیشیاں گر کر ٹوٹ گئیں۔ وحی آئی کہ اے موسیٰ! جب تم نیند میں دو شیشیاں نہ سنبھال سکے تو اگر مجھے نیند آتی تو میں زمین وآسمان کیسے سنبھال سکتا (کبیر وروح البیان) خیال رہے کہ یہ سوال اطمینان قلب کے لئے تھا نہ کہ بدعقیدگی سے۔۔انبیاءکرام پیدائشی عارف باللہ ہوتے ہیں۔

(☆) اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں بے شمار حکمتیں ہیں خواہ ہم کو معلوم ہوں یا نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے وہی اچھا ہے خواہ ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ علیم وخبیر یعنی بہت زیادہ جاننے والا بہت زیادہ حکمتوں والا ہے اور وہ اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کسی کام کو بُرا سمجھنا یا اُس پر اعتراض کرنا یا ناراض ہونا یہ کفر ہے۔

(☆) اللہ تعالیٰ کی مشیت وارادہ کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا' مگر اچھے پر خوش ہوتا ہے اور بُرے پر ناراض۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ وہ ایسے کام کا حکم نہیں فرماتا جو انسان کی طاقت سے باہر ہو۔ گناہوں کا بخشنے والا اور توبہ قبول فرمانے والا ہے۔

(☆) اللہ تعالیٰ ہی ہر ذی روح کو رزق دیتا اور روزی پہنچاتا ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی مخلوق کو وہی روزی دیتا اور وہی اس کی پرورش کرتا ہے۔ وہی ساری کائنات کی تربیت فرماتا اور ہر چیز کو آہستہ آہستہ درجہ بدرجہ بتدریج اُس کے کمال مقدار تک پہنچاتا ہے۔ وہی رب العلمین ہے۔ حقیقۃً روزی پہنچانے والا وہی ہے۔ ملائکہ وغیرہم وسیلے اور ہمارے' اُس کے درمیان واسطے (Intermediation) ہیں۔

(☆) اللہ تعالیٰ مالک علی الاطلاق ہے جو چاہے اور جیسا چاہے کرے۔ جسے جو چاہے دے اور جس سے جو چاہے چھین لے۔ کسی کو اس پر قابو نہیں اور نہ کوئی اس کے ارادے سے اُسے باز رکھنے والا۔ اُس پر کوئی حکم نہیں کر سکتا۔ اُس پر ثواب یا عذاب نہیں یا بندے کے ساتھ لطف یا اس کے ساتھ وہ کرنا جو اس کے حق میں بہتر ہو' اُس پر کچھ واجب نہیں' وہ جو کچھ کرتا ہے وہ اس کا فضل اور اس کی مہربانی ہے۔

(☆) کوئی شخص اپنے حقوق کا اظہار کر کے' اس سے کسی چیز کا مستحق اور حقدار بن جائے یہ اُس کی شان بے نیازی کے خلاف ہے مثلاً کوئی شخص عبادت و ریاضت میں مصروف رہ کر' اس کا مدعی نہیں بن سکتا کہ وہ اس کے بدلے میں اُسے جنت دے ہی دے گا۔ ہاں اس نے اپنے کرم سے وعدہ فرما لیا ہے کہ وہ اپنے مسلمان بندوں کو اجر عظیم عطا فرمائے گا اور انھیں جنت میں داخل فرمائے گا لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ اجر' اس نیک کام کرنے والے کی مرضی کی مطابق ہی ہو۔ اُسے اختیار ہے کہ جس صورت سے چاہے اُسے اجر عطا فرمائے اور اپنی نعمتوں سے نوازے۔

(☆) اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے یا کرے گا عدل وانصاف ہے اور ظلم و جور سے وہ پاک وصاف ہے۔ ظلم کہتے ہیں حد سے تجاوز کرنے کو' خدا کی ذات ایسی ہے جو ہر قسم کے عیب ونقص سے پاک ہے تو حد سے متجاوز نہیں ہوتا کہ نہ اس کے لئے حد ہے نہ وہ محدود' بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت زدہ مخلوق پر ظلم ہو رہا ہے لیکن اگر دقیق نظر سے دیکھا اور غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ نہ معلوم کیا کیا مصلحتیں اس میں پوشیدہ ہیں اور کون کون سے اعمال کا نتیجہ ہیں' اُس نے فرما دیا ہے کہ بمتقاضائے عدل کفار کو جہنم میں داخل فرمائے گا اس کے وعدے وعید نہیں بدلتے۔ اُس نے وعدہ فرما لیا ہے کہ کفر کے سوا ہر چھوٹے بڑے گناہ کو جسے چاہے معاف کر دے گا۔

(☆) نفع ضرر اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ مظلوم کی فریاد کو سُنتا اور ظالم سے بدلہ لیتا ہے۔ ہاں ظالم کو ڈھیل دیتا ہے کہ ظلم سے باز آ جائے۔ قہر وغضب فرمانے والا ہے۔ اس کی پکڑ

نہایت سخت ہے جس سے بے اُس کے چھڑائے کوئی چھوٹ نہیں سکتا۔ جس کو چاہے بلند کر دے اور جس کو چاہے پست۔ ذلیل کو عزت دے اور عزت والے کو ذلیل کر دے۔ جس کو چاہے راہ راست پر لائے اور جس کو چاہے سیدھی راہ سے الگ کر دے۔ جسے چاہے اپنا مقبول بنالے اور جسے چاہے مردود کر دے۔

(☆) اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق عالمِ اسباب میں، مسببّات کا اسباب سے ربط فرما دیا ہے۔ آنکھ دیکھتی ہے، کان سنتا ہے، آگ جلاتی ہے، پانی پیاس بجھاتا ہے۔ وہ چاہے تو آنکھ سُنے، کان دیکھے، پانی جلائے، آگ پیاس بجھائے، نہ چاہے تو لاکھ آنکھیں ہوں، دن کو پہاڑ نہ سوجھے، کروڑوں آگ ہوں ایک تنکے پر داغ نہ آئے، کس قہر کی آگ تھی جس میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو کافروں نے ڈالا، کوئی پاس بھی نہ جا سکتا تھا، اُسے ارشاد ہوا اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی ہو ابراہیم پر۔۔اور وہ آگ گلزار بن گئی۔

(☆) اللہ تعالیٰ کی ذات صفات سلبیہ سے مبرّا اور پاک ہے مثلاً وہ جاہل نہیں، بے اختیار و بے کس نہیں، کسی بات سے معذور وہ عاجز نہیں، اندھا نہیں، بہرا نہیں، گونگا نہیں، ظالم نہیں، تمام حوادث سے پاک ہے۔

(☆) حیات، قدرت، سمع، بصر، کلام اور ارادہ ومشیت، اس کے صفات ذاتیہ ہیں مگر کان، آنکھ، زبان سے اس کا سننا دیکھنا کلام کرنا نہیں کہ یہ سب اجسام ہیں اور اجسام سے وہ پاک ہے۔ انسان اپنے دیکھنے اور سننے کے لئے بہت سی چیزوں کا محتاج ہے مثلاً کان آنکھ وغیرہ، پھر اگر کان آنکھ بھی ہوں اور قوت بصارت یا سماعت نہ ہو تو وہ آلہ بھی بیکار رہے پھر اگر دونوں جمع ہوں اور کوئی چیز درمیان میں حائل ہو یا آواز بہت پست یا بہت دور کی ہو تب بھی انسان دیکھنے اور سننے سے عاجز رہتا ہے۔ غرض انسان اپنے اوصاف میں محتاج ہے لیکن خدا کسی کا محتاج نہیں۔ ہر پست سے پست آواز کو سنتا ہے ہر باریک سے باریک کو، کہ خوردبین سے محسوس نہ ہو وہ دیکھتا ہے۔

(☆) مثل دیگر صفات کے اس کا کلام بھی قدیم ہے، حادث ومخلوق نہیں، یوں ہی اس کا

کلام آواز سے پاک ہے اور یہ قرآن عظیم جس کو ہم اپنی زبان سے تلاوت کرتے' مصاحف میں لکھتے ہیں اس کا کلام قدیم بلاصوت (آواز سے پاک) ہے اور یہ ہمارا پڑھنا لکھنا اور ہماری آواز یہ حادث ہے یعنی ہمارا پڑھنا حادث ہے (کہ پہلے نہ تھا اب پایا گیا) اور جو ہم نے پڑھا وہ قدیم ہے ہمارا لکھنا حادث ہے اور جو لکھا وہ قدیم۔ ہمارا سننا حادث ہے اور جو سُنا وہ قدیم' ہمارا حفظ کرنا حادث ہے اور جو ہم نے حفظ کیا قدیم یعنی متجلّی (تجلی والا) قدیم ہے۔

(☆) اللہ تعالیٰ کا علم ہر شئے کو محیط ہے یعنی تمام موجودات' معدومات' ممکنات' محالات کو ازل میں جانتا تھا اور اب جانتا ہے اور ابد تک جانے گا۔ دلوں کے خطروں اور وسوسوں پر اس کی نظر ہے۔ اُسے سب کی خبر ہے اور اس کے علم کی کوئی انتہا نہیں۔ وہ غیب وشہادت' غائب حاضر سب کو جانتا ہے۔ علم ذاتی اس کا خاصہ ہے۔ جو شخص علم ذاتی' غیر اللہ کے لئے ثابت کرے کافر ہے۔ علم ذاتی کے یہ معنٰی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دیئے بغیر خود حاصل ہو۔

(☆) تکوین وتخلیق اسی کے لئے ہے یعنی وہی ہر شئے کا خالق ہے۔ تمام عالم اسی کا پیدا کیا ہوا ہے اور آئندہ بھی ہر چیز وہی پیدا کرے گا۔ چھوٹے سے چھوٹا ذرّہ اور عالم کا مادہ (آگ پانی ہوا خاک جنہیں اربع عناصر کہتے ہیں) سب اسی کی مخلوق ہے۔ چیزوں کے پیدا کرنے میں وہ کسی کا محتاج نہیں۔ نہ اُس کو کسی مدد کی ضرورت ہے اگر وہ چاہتا کہ فلاں کام ہو جائے تو وہ ہو جاتا ہے چنانچہ نص قرآنی کن فیکون سے ظاہر ہے یعنی وہ حکم دیتا ہے کہ ہو جا اور وہ خود بخود ہو جاتا ہے۔ تخلیق عالم اسی پر ہوئی۔ اور جس کو وہ چاہتا ہے کہ وہ نہ ہو وہ کبھی لباس وجود میں نہیں آ سکتا' کبھی ظہور پذیر نہیں ہوسکتا۔ غرض وہی ہر شئے کا خالق ہے ذوات ہوں خواہ افعال سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ مارنا جلانا' چلانا' صحت دینا' بیمار ڈالنا' غنی کرنا' فقیر کرنا وغیرہ صفات جن کا تعلق مخلوق سے ہے اور جنہیں صفات اضافیہ اور صفات فعلیہ بھی کہتے ہیں اُن سب کو صفات تخلیق وتکوین کی تفصیل سمجھنا چاہئے۔

(☆) اللہ تعالیٰ ہر ممکن پر قادر ہے کوئی ممکن اس کی قدرت سے باہر نہیں۔ اور جو چیز محال ہے اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کی قدرت اُسے شامل ہو' محال اُسے کہتے ہیں جو

موجود نہ ہو سکے اور جب مقدور اور تحت قدرت ہوگا تو موجود ہو سکے گا پھر محال نہ رہا مثلا فنائے باری تعالیٰ محال ہے اگر تحت قدرت ہو تو ممکن ہوگی اور جس کی فنا ممکن ہو وہ خدا نہیں۔ تو ثابت ہوا کہ محال پر قدرت ماننا اللہ کی الوہیت ہی سے انکار کرنا ہے۔

(☆) اللہ تعالیٰ ہر کمال وخوبی کا جامع ہے اور ہر اس چیز سے جس میں عیب ونقصان کا اس میں ہونا ہو' محال ہے۔ بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو نہ نقصان' وہ بھی اس کے لئے محال ہے مثلا جھوٹ' دغا' خیانت' ظلم' جہل' بے حیائی' وغیرہ عیوب اس پر قطعا محال ہیں اور یہ سمجھنا کہ محالات پر قادر نہ ہوگا تو قدرت ناقص ہو جائے گی ۔۔۔ باطل محض ہے کہ اس میں قدرت کا کیا؟ نقصان تو اس محال کا ہے کہ تعلق قدرت کی اس میں صلاحیت نہیں۔

فائدہ: وہابیہ دیوبندیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو جھوٹ پر قدرت ہے۔ بایں معنیٰ کہ وہ جھوٹ بول سکتا ہے یہ محض باطل ہے اور محال کو ممکن ٹھہرانا' اور خدا کو عیبی بتانا بلکہ خدا سے انکار کرنا ہے جبکہ کذب (جھوٹ) تو ایسا گندا اور گھنوانا عمل ہے جس سے تھوڑی سی ظاہری عزت والا بھی بچنا چاہتا ہے بلکہ حقیر سے حقیر انسان بھی اپنی طرف اس کی نسبت کرتے شرماتا ہے۔ کیا کوئی مسلمان اپنے رب پر ایسا گمان کر سکتا ہے؟ مسلمان تو مسلمان کہ اس کے لئے رب تعالیٰ کی امان ہے۔۔معمولی سمجھ والا' یہودی اور نصرانی بھی ایسی بات اپنے رب کی نسبت لکھنا اور کہنا درکنار' سننا گوارہ نہ کرے گا۔ جو خدائے قدوس کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے وہ یہودیوں اور نصرانیوں سے بدتر ہے مگر وہابیہ دیوبندیہ میں شرم وغیرت کہاں۔

العظمۃ للہ اگر کذب الٰہی' خدائے قادر وقیوم کا جھوٹا ہونا ممکن ہو تو اسلام پر وہ طعن لازم آئیں کہ اُٹھائے نہ اُٹھیں اور کافروں ملحدوں کو اعتراض وعناد کی وہ راہیں ملیں کہ مٹائے نہ مٹیں۔ حشر ونشر' حساب کتاب' جنت ونار' ثواب وعذاب کسی پر یقین کی کوئی راہ نہ ملے کہ آخر ان پر ایمان صرف اخبارِ الٰہی سے ہے جب اسی میں کذب (جھوٹ) ممکن ہو تو عقل کو ہر خبرِ الٰہی میں احتمال رہے گا کہ شاید ٹھیک نہ ہو ۔۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

لقاءالٰہی (دیدارالٰہی) پرایمان :

لقاءالٰہی پرایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کی تصدیق کی جائے کہ آخرت میں اللہ عزوجل کا دیدار ہوگا چنانچہ قرآن حکیم نے لقاءالٰہی کومومن کے لئے بہترین نعمت قرار دیا ہےاورفرمایا ہے ﴿ **فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا** ﴾ (کہف/۱۱۰) کہ جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہوتو اُسے چاہئے کہ وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے (جوشخص آخرت میں دیدار باری تعالیٰ کی تمنا رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ عمل صالح کو اختیار کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کوشریک نہ کرے)۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن ایمان والوں کو دیدار خداوندی نصیب ہوگا۔

حدیث پاک میں ہے کہ **انکم سترون ربکم یوم القیامه کما ترون القمر لیلة البدر** تم عنقریب اپنے اللہ کواس طرح دیکھو گےجس طرح چودھویں رات کا چاند دکھائی دیتا ہے۔

اس حدیث میں تشبیہ محض دیکھنے میں ہے چانداور ذات باری تعالیٰ میں تشبیہ نہیں ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دیدار مواجہہ اورقرب وبعد میں نہ ہوگا اسی آنکھ کوقوت بصیرت عطا ہوجائے گی۔ جولوگ دیدارِالٰہی کودل کی آنکھ(چشم بصیرت) سے دیکھتے ہیں وہ قیامت کے دن بچشم سَر دیکھیں گے۔ عَالم آخرت حقیقت کے ظاہر ہونے کا مقام ہے۔جوآج باطن ہےکل ظاہرہوگا' جوآج پوشیدہ ہے وہ کل واضح ہوگا۔ شارع علیہ السلام نے جوکچھ فرمایا ہے اس پرایمان رکھنا چاہئے۔ہاں اس کی کیفیت سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کومعلوم نہیں۔

﴿ **وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۙ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ** ﴾ (القیٰمۃ/۲۳) کئی چہرےاس روز تروتازہ ہوں گےاوراپنے رب کے(انوارِ جمال) کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

اہل سنت کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ دارِآخرت میں اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کواپنے

دیدار سے مشرف فرمائیں گے۔ لیکن معتزلہ، خوارج اور دیگر بدعتی فرقے اس بات کا انکار کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ رؤیت کے لئے جن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، ذات باری ان سے مبرّا ہے۔ اس لئے رؤیت کا تحقّق ناممکن ہے۔ وہ کہتے ہیں رؤیت کے لئے دیکھنے والے کا بینا ہونا، جس کو دیکھا جارہا ہے اس کا محسوس ہونا، کسی جہت میں پایا جانا، نہ زیادہ نزدیک اور نہ زیادہ دور ہونا ضروری ہے اور جب اللہ تعالیٰ جہت سے، محسوس ہونے سے، دوری اور نزدیکی سے پاک ہے تو اس کی رؤیت کیسے متحقق ہو سکتی ہے۔

اہل سنت اس کا جواب دیتے ہیں کہ تم عَالم آخرت کے حقائق کو عَالم دنیا پر قیاس کررہے ہو جو سراسر نادانی ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ رؤیت متحقق ہوگی اور ان شرائط کے پائے جانے کے بغیر متحقق ہوگی۔ کیف، جہت اور ثبوتِ مسافت کے تکلفات کے بغیر آنکھیں ربِ کریم کا دیدار کریں گی، نیز کثیر احادیث سے جو مجموعی طور پر حدِ تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں، رویت خداوندی کا ثبوت ملتا ہے۔ اتنی کثیر احادیث کا انکار کیونکر ممکن ہے۔

صحیحین کی حدیث ہے جو جریر البجلی سے منقول ہے: **قال کنا جلوسا عند النبی صلی الله تعالیٰ وسلم اذا نظر الی القمر لیلة البدر فقال انکم سترون ربکم کما ترون هٰذا القمر لیلة البدر لاتضامون فی رؤیته** ہم حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے اچانک حضور ﷺ نے چودھویں کے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جس طرح چودھویں کے چاند کو دیکھ رہے ہو۔

زید ابن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ یہ دعا مانگا کرتے: **اللهم انی اسئلك برد العیش بعد الموت ولذة النظر علیٰ وجهك والشوق الیٰ لقاء ك** الٰہی میں تجھ سے موت کے بعد آرام دہ زندگی کا سوال کرتا ہوں۔ مجھے اپنے رُخِ انور کو دیکھنے کی لذت عطا فرما اور اپنی ملاقات کا شوق بخش!

اہلِ جنت جب لذّتِ دیدار سے محظوظ ہوں گے تو جنت کی کسی اور نعمت کی طرف وہ توجہ نہ کریں گے۔ **عن جابر قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم**

اهل الجنة فی نعیمهم اذ سطع علیهم نور فرفعوا رؤسهم فاذا لرب تبارك وتعالیٰ قد اشرف علیهم من فوقهم وقال السلام علیکم یا اهل الجنة وذلك قوله تعالیٰ سلام قولا من رب رحیم ۔ قال فینظر الیهم وینظرون الیه ولایلتفتون بشیء من النعیم ماداموا ینظرون الیه حتی یجب عنهم ویبقیٰ نوره وبرکته فی دیارهم ... رواه ابن ماجه والدار قطنی (مظہری) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اہلِ جنت اپنی نعمتوں سے لطف اندوز ہورہے ہوں گے کہ اچانک ایک نور چمکے گا وہ اپنے سروں کو اُٹھائیں گے، پس وہ دیکھیں گے کہ ان کا رب تبارک وتعالیٰ اُن کی طرف توجہ فرما ہے اور انہیں سلام دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف دیکھے گا اور وہ بندے مشاہدۂ جمالِ الٰہی میں یوں مستغرق ہوں گے کہ جنت کی نعمتوں کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھنا بھی انہیں گوارہ نہ ہوگا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے اوپر حجابِ عظمت ڈال لیں گے۔ اس کا نور اور اس کی برکت ان میں باقی رہے گی (تفسیر ضیاء القرآن)

کیا دُنیا میں دیدارِ الٰہی ممکن ہے : حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں **تعبد الله کانك تراه** اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ حدیث کے الفاظ **کانك تراه** کا بعض لوگ یہ مفہوم لیتے ہیں کہ دنیا میں اللہ عزوجل کا دیدار ہوسکتا ہے وہ کہتے ہیں **تعبد الله کانك تراه** اشارہ ہے مقام فنا کی طرف کہ جب بندہ اپنی ذات کو فراموش کردے گویا کہ اُس کا وجود ہی نہیں ہے تو اس منزل پر پہنچ کر وہ خدا کو دیکھ لے گا لیکن یہ معنیٰ کرنا صحیح نہیں۔ حدیث کے الفاظ **تعبد الله کانك تراه** کا مطلب یہ ہے کہ تم عبادت میں اتنا خلوص خشوع اور خضوع پیدا کرو کہ گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ **فان لم تکن تراه** تو اگر چہ تم اس کو دیکھتے نہیں تو وہ تم کو دیکھ رہا ہے اور جب وہ تم کو دیکھ رہا ہے تو پھر عبادت و بندگی ایسی ہونی چاہیئے جیسی کہ مالک کی موجودگی میں ہوتی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:**واعلموا انکم لن تروا ربکم حتی تمرتوا** (مسلم شریف) جان لوتم اس دنیا میں خدا کونہیں دیکھ سکتے حتیٰ کہ تم مرجاؤ۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دنیا میں دیدارِ باری تعالیٰ ممکن نہیں' البتہ آخرت میں مومن کواس کے دیدار کا شرف حاصل ہوگا جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔

دُنیا میں دیدارِ الٰہی حضور ﷺ کے ساتھ خاص ہے:

دُنیا میں بحالت بیداری اللہ تعالیٰ کی زیارت کا شرف صرف حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنے سَر کی آنکھوں سے دیکھا۔ صحابہ کرام کا یہ ہی مسلک ہے۔ اولیاء اللہ کو بھی بحالت بیداری اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں ہوسکتا۔

خواب میں دیدارِ الٰہی: دل کی نگاہ سے یا خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار دوسرے انبیاء علیہم السلام بلکہ بہت سے اولیاء کرام کو بھی نصیب ہوا اور آخرت میں ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ اپنا دیدار دکھائے گا مگر یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار بلا کیف ہے یعنی دیکھیں گے مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیسے؟ اور کس طور پر دیکھیں گے۔ یہ ایمان رکھو کہ قیامت میں ضرور اس کا دیدار ہوگا جو آخرت کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت ہے۔ (جنتی زیور)

جس مسلمان کے بھی نصیب جاگیں گے خواب میں اُسے دیدار الٰہی ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ کے دیدار کی کیفیت الفاظ کے ساتھ بیان نہیں کی جاسکتی۔ قیامت کے روز جو دیدار ہوگا اس کی کیفیت ونوعیت اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ فرشتوں کو جنت میں دیدارِ الٰہی ہوگا۔ عورتیں بھی آخرت میں دیدارِ الٰہی سے مشرف ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ کا دیدار خواب میں صحیح اور حق ہے۔ سلف صالحین سے اس کے متعلق روایات ملتی ہیں۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے اور عرض کیا اے پروردگار! سب عبادتوں میں افضل ترین عبادت کون سی ہے اور تیری بارگاہ میں پہنچنے کا نزدیک تر راستہ کونسا ہے' فرمایا قرآن مجید کی تلاوت۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ انھوں نے ایک سو بار اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا تھا۔ ابن سرین رحمۃ اللہ علیہ جو اکابر تابعین اور خواب کی تعبیر بتانے والوں کے امام مانے جاتے ہیں' فرماتے ہیں' جو شخص خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھے گا اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ بہشت میں جگہ پائے گا اور رنج وغم سے نجات پائے گا'۔

یہ درحقیقت مشاہدہ قلبی ہے اور ظاہری آنکھ سے دیکھنے سے قاصر ہے۔ اگر کوئی آنکھ سے دیکھے تو وہ دیکھنا مثالی ہے' حق تعالیٰ مثل نہیں مگر مثالی ہے۔ قرآن مجید نے اس مثال کو کس انداز میں بیان کیا ہے ﴿**مثل نورہٖ کمشکوٰۃ فیھا مصباح المصباح فی زجاجۃ**﴾ اللہ کے نور کی مثال اس نور کی سی ہے جس میں چراغ ہو اور چراغ شیشے کے فانوس میں روشنی دے رہا ہو۔

اللہ تعالیٰ کی ذات مصباح وزجاجہ یا چراغ' شیشہ اور فانوس کی تشبیہ سے پاک ہے۔ اُسے زیتون کے درخت کی تشبیہ بھی زیب نہیں دیتی۔ ہاں' اس کے نور کی مثال میں یوں ہے جس طرح قرآن کو حبل متین' سے مثال دی گئی ہے۔ حقیقت میں ایک رسی قرآن کے مشابہ نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح عالم خواب بھی عالم مثال ہے۔ اس کلام کی پوری تحقیق حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل سے معلوم ہوتی ہے۔

فرشتوں (Angels) پر ایمان

☆ فرشتے اللہ تعالیٰ کی ایک نورانی مخلوق ہے جو نہ مرد ہیں اور نہ عورت، وہ اللہ تعالیٰ کے معصوم بندے ہیں اور وہی کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا انھیں حکم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور عبادت میں رہتے ہیں وہ ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہوں سے پاک ہیں۔

☆ فرشتوں کے وجود پر ایمان لانا ضروریات دین میں ہے فرشتوں کے وجود کا انکار کرنے اور کسی فرشتہ کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ طاقت دی ہے کہ وہ جس شکل میں چاہیں اس شکل میں ظاہر ہو جائیں، وہ کبھی انسان کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور کبھی دوسری شکلوں میں بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ زمین و آسمان ہر جگہ موجود رہتے ہیں مگر ہماری نظروں سے پوشیدہ ہیں۔

☆ فرشتے کھانے پینے وغیرہ جسمانی لوازم سے پاک ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مختلف کاموں پر مقرر کیا ہے۔

☆ فرشتوں کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے رسول بھی جانتے ہیں۔ سب سے افضل و اعلیٰ اور مشہور چار فرشتے ہیں:

۱۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام (پیغمبروں کے پاس اللہ تعالیٰ کے احکام یعنی وحی لایا کرتے تھے)

۲۔ حضرت میکائیل علیہ السلام (پانی برسانے اور مخلوق کو روزی پہنچانے پر مقرر ہیں)

۳۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام (جو قیامت کے دن صور پھونکیں گے جس سے موجودہ عالم سب فنا ہو جائے گا)۔

۴۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام جنھیں ملک الموت کہا جاتا ہے (جو ہر جاندار کی رُوح نکالنے پر مقرر ہیں)

مسئلہ : بعض لوگ اپنے دشمن کو یا سختی کرنے والے کو ملک الموت کہتے ہیں ایسا کہنا ناجائز ہے قریب کفر کے ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ تمام مخلوقات کے دس حصے تصور کئے جائیں تو نو حصے صرف فرشتے ہی ہیں۔ چار مقرب فرشتوں کے علاوہ فرشتوں کے بعض کام یہ ہیں:

کراماً کاتبین : انسان کی نیکی و بدی لکھنے پر مامور ہیں۔

منکر و نکیر : قبر (Grave) میں مُردے سے سوال کرنے پر مقرر ہیں انسان کے مر جانے کے بعد اس کی قبر میں یہ دو فرشتے آتے ہیں۔

کچھ فرشتے اس کام پر مقرر ہیں کہ دُنیا میں گھومتے رہیں اور جہاں کہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر پاک ہوتا ہو یا قرآن مجید کی تلاوت جاری ہو یا وعظ و نصیحت کی باتیں ہوتی ہوں، علمائے دین تقریر کرتے ہوں یا درود پاک کا وِرد ہوتا ہو یا علم دین کی تعلیم ہوتی ہو ...... ایسی مقدس و بابرکت مجلسوں اور محفلوں میں حاضر ہوں اور جتنے لوگ اس پاک مجلس میں ذکر خیر سُنتے ہیں شریک ہوں اُن کی حاضری کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شہادت دیں۔

کچھ فرشتے انسانوں کی حفاظت کرنے پر مقرر ہیں وہ آفتوں اور بلاؤں سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حفاظت کرتے ہیں، کچھ فرشتے حضور سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں درود شریف ہی پڑھنے پر مقرر ہیں، کچھ فرشتے صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت اور تسبیح و تہلیل ہی میں مشغول ہیں، کچھ فرشتے عرش اُٹھانے والے ہیں، کچھ فرشتے جنت کے انتظام پر مقرر ہیں، کچھ فرشتے دوزخ کے انتظام پر مقرر ہیں، کچھ فرشتے زمین میں گھومتے رہتے ہیں اور جہاں کہیں کوئی اُمتی ہمارے حضور ﷺ پر درود وسلام نچھاور کرتا ہے اس کو حضور ﷺ کی مقدس بارگاہ میں ادب و احترام کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

قیامت کے دن فرشتوں کو بھی دیدارِ الٰہی نصیب ہوگا۔ امام اہلسنت ابوالحسن اشعری نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ فرشتوں کو بہشت میں دیدارِ الٰہی ہوگا امام بیہقی نے بھی اسی خیال کا اظہار فرمایا ہے۔

فرشتوں کی پیدائش روزانہ جاری ہے ہر روز بے شمار بنتے ہیں جن کی گنتی ان کا بنانے

والا ہی جانتا ہے۔ فرشتے قیامت تک تسبیح الٰہی کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: **من صلی علی تعظیما لحقی خلق الله عزوجل من ذلك القول ملكا له' جناح بالمشرق واٰخر بالمغرب يقول عزوجل له' صل علیٰ عبدی كما صلی علیٰ نبيی فهو يصلی عليه الی يوم القيٰمة** جو مجھ پر میرے حق کی تعظیم کے لئے درود بھیجے' اللہ تعالیٰ اس درود سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جس کا ایک پَر مشرق اور دوسرا مغرب میں۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے کہ درود بھیج میرے بندے پر جیسے اس نے درود بھیجا میرے نبی ﷺ پر۔ پس وہ فرشتہ قیامت تک اس پر درود بھیجتا رہتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے کہ اس کا ایک بازو مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں۔ جب کوئی شخص مجھ پر محبت کے ساتھ دُرود بھیجتا ہے تو وہ فرشتہ پانی میں غوطہ لگا کر اپنے پَر جھاڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر قطرہ سے جو اُس کے پَروں سے ٹپکتا ہے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے کہ قیامت تک درود پڑھنے والے کے لئے استغفار کرتے رہیں۔

☆ ملائکہ قیامت تک زندہ رہیں گے۔ ملائکہ کے لئے قیامت سے پہلے موت نہیں۔ فرشتے اس وقت مریں گے جب پہلا صور پھونکا جائے گا۔ ملک الموت اُن کی روح قبض کریں گے پھر خود بھی مر جائیں گے۔

جِنّ کا بیان : Creation of (invisible) Jinn

جن آگ سے پیدا کئے گئے ہیں ان میں بعض کو اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت دی ہے کہ وہ جو شکل چاہیے بن جائیں۔ شریر و بدکار جن کو شیطان کہتے ہیں۔ ابلیس کا نام عزازیل تھا گمراہ ہونے کے بعد ابلیس لقب ہوا یعنی دھوکہ باز' وہ فرشتہ نہ تھا بلکہ جن تھا' آگ سے

پیدا کیا گیا تھا مگر بہت بڑا عابد زاہد تھا یہاں تک کہ گروہ ملائکہ میں اس کا شمار ہوتا تھا جب اللہ تعالیٰ نے سجدہ کا حکم دیا اس نے انکار کر دیا اور غرور میں حضرت آدم علیہ السلام کی توہین کرتے ہوئے بشر کہہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے توہین کی نیت سے نبی کو بشر کہنے والے کو ہمیشہ کے لئے مردود وذلیل قرار دے کر پھینک دیا۔

یہ بات قابل غور ہے کہ ابلیس علم ومعرفت میں یہ مقام رکھتا تھا کہ اس کو طاؤس الملائکہ کہا جاتا تھا پھر اس سے یہ حرکت کیسے صادر ہوئی ؟ ابلیس کا کفر محض عملی نافرمانی کا نتیجہ نہیں، کیونکہ کسی فرض کو عملاً ترک کر دینا اصول شریعت میں فسق وگناہ ہے کفر نہیں۔ ابلیس کے کفر کا اصل سبب حکم ربانی سے معارضہ اور مقابلہ کرنا ہے کہ آپ نے جس کو سجدہ کرنے کا مجھے حکم دیا ہے وہ اس قابل نہیں کہ میں اس کو سجدہ کروں یہ معارضہ بلا شبہ کفر ہے۔ ابلیس مشرک نہیں بلکہ موحد تھا اللہ تعالیٰ کو واحد ویکتا مانتا تھا اللہ تعالیٰ کو عبادت کے لائق سمجھتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک اور برداشت نہیں کرتا تھا ابلیس وشیطانی توحید کی شدّت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی نبی کی تعظیم وتوقیر برداشت نہیں کیا۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ تعظیمی کرنے سے انکار کر دیا۔ نبی کی توہین کرنے اور بشر ومٹی کہنے کے جرم میں مردود قرار دے کر زمین پر پھینک دیا گیا۔ شیطان لعنتی اور مردود بن کر زمین پر رہنا پسند کیا لیکن توبہ کرتے ہوئے سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ کا اقرار نہیں کیا۔ یہی ابلیسی توحید ہے نبی کی تعظیم کو شرک وبدعت تصور کیا اور یہی وسوسے انسانی ذہنوں میں ڈال رہا ہے۔

جن کی عمر طویل ہوتی ہے جن کے وجود کا انکار کرنا، یا یہ کہنا کہ جن اور شیطان بدی کی قوت کا نام ہے کفر ہے کیونکہ جن کا موجود ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ گذشتہ صدی میں سرسیّد احمد خان نے محض اپنی ذاتی عقل کے بل بوتے پر ان کے وجود کا انکار کیا ہے اور اس کے چند پیروکار مغربی تہذیب کا دلدادہ گروہ اس کی تائید کر رہا ہے اور انکار کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ اگر جنات کا کوئی وجود ہوتا وہ نظر ضرور آتے۔ یہ بات خلاف قرآن وحدیث ہے قرآن پاک میں جنات اور شیاطین کا ذکر آیا ہے جو جنات اور شیاطین کے وجود کی قطعی

اور پختہ دلیل ہے اہل اسلام کے سامنے قرآن پاک کے بعد انکار کی کوئی گنجائش نہیں رہتی ۔

احادیث سے ثابت ہے کہ جنوں میں کسی کے پَر بھی ہوتے ہیں اور وہ ہوا میں اڑتے پھرتے ہیں اور بعض سانپوں اور کتّوں کی شکل میں گشت لگاتے پھرتے ہیں اور بعض انسانوں کی طرح رہتے سہتے ہیں لیکن اکثر ان کی رہائش گاہ بیابان یا ویران مکان اور جنگل اور پہاڑ ہیں ۔

جنات کی پیدائش آگ سے ہوئی ہے ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿**كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ**﴾ (الکھف/ ۵۰) ابلیس قوم جن سے تھا سواُس نے نافرمانی کی اپنے رب کے حکم کی ۔ **فَفَسَقَ** کی فاء اس امر کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ اس کے فسق اور حکم عدولی کی وجہ ہی یہ تھی کہ اس کا عنصر ناری تھا ۔ اُس کی فطرت میں تمرد اور سرکشی تھی ۔ ابلیس چونکہ فرشتوں میں رہتا تھا اس لئے وہ بھی اس حکم میں داخل تھا ۔ خیال رہے کہ ابلیس جنات کا مورث اعلیٰ ہے جیسے انسان کے آدم علیہ السلام ہیں ۔ ابلیس اپنے بارے میں خود کہتا ہے ﴿ **خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ** ﴾ مجھے آگ سے پیدا کیا گیا ۔ دوسری جگہ فرمایا گیا ہے ﴿**وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ**﴾ (الحجر/۲۷) نیز فرمایا گیا ﴿**و خلقته من مارج من نار**﴾ ۔

شیطان اپنی عبادت کی وجہ سے چونکہ فرشتوں میں رہتا تھا اس لئے جب تمام فرشتوں کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں اس وقت شیطان (جن) بھی سجدے کے حکم میں شامل ہوگیا ۔ جیسے بادشاہ اپنے سپاہیوں کو کچھ حکم کرے تو اُن کے ساتھ رہنے والے سائیس دَربان، خدام اور فراش بھی اس حکم میں داخل ہوجاتے ہیں دوسرے الفاظ میں اگر کسی معزز کو دعوت دی جائے تو اس کے ساتھ اس کے ملازمین اور خدمت گزار بھی دعوت میں شریک رہتے ہیں ۔ شیطان (ابلیس) کی حیثیت بھی فرشتوں کے مقابلے میں خادم اور فراش سے زیادہ نہیں تھی ۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ سیدنا آدم علیہ السلام کے لئے سجدہ کا حکم سنتے ہی سارے

فرشتے بلا تامل آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ میں گر گئے ۔سب سے پہلے حضرت جبرئیل علیہ السلام سجدے میں جھکے' پھر میکائیل علیہ السلام' پھر اسرافیل علیہ السلام' پھر عزرائیل علیہ السلام اور پھر سارے فرشتے ۔اس لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو سب سے بڑا درجہ عطا فرمایا گیا یعنی خدمت انبیاء (تفسیر خزائن العرفان)

آسمانی کتب پر ایمان

The Scriptures

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے بہت سی کتابیں اپنے رسولوں پر اُتاری ہیں۔ یہ سب کتابیں سچی ہیں' سب اللہ کا کلام ہیں' ان سب کو ماننا اوران پر ایمان رکھنا مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی اُتاری ہوئی چھوٹی چھوٹی کتابیں یا ورق جو قرآن مجید سے پہلے اُتارے گئے انھیں صحیفے کہتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام' حضرت شیث علیہ السلام' حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت ادریس علیہ السلام' حضرت موسیٰ علیہ السلام .... وغیرہ پر صحیفے اُتارے گئے۔

گُل چھوٹی بڑی آسمانی کتابیں (۱۰۴) مشہور ہیں۔ صحیح تعداد اللہ تعالیٰ جانے اور اُس کا رسول ﷺ ۔لیکن بلا تعین تعداد سب پر ایمان لانا چاہئے۔ سب آسمانی کتابوں میں مشہور اور بڑی یہ چار کتابیں ہیں جو ان رسولوں پر نازل ہوئی ہیں۔

- توریت حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام
- زبور حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام
- انجیل حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
- قرآن مجید حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ

قرآن مجید سب کتابوں سے افضل واکمل اور آخری کتاب ہے۔ قیامت تک قرآن ہی کا حکم چلتا رہے گا اس وقت قرآن مجید کے سوا دوسری کتابوں کا حکم نہیں رہا۔

قرآن مجید : قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام اور مقدس کتاب ہے جو اُس نے سب سے افضل رسول خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل کیا۔ قرآن دینِ اسلام کا سرچشمہ، رشد و ہدایت کا منبع، دعوت وارشاد کا مصدر، علم وعرفان کا خزانہ اور اپنے بے شمار کمالات ومحاسن کے ساتھ پوری دُنیائے باطل کے لئے چیلنج ہے۔ قرآن مجید اکمل واضح ضابطہ حیات ہے جو زندگی کے ہر شعبہ میں انسان کی پوری رہنمائی انجام دیتا ہے اور زندگی کے تمام مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ قرآن حکیم کے عجائب اور علوم ومعارف لامحدود اور غیر متناہی ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿**مافرطنا فی الکتب من شیئی**﴾ ہم نے کتاب میں کوئی چیز چھوڑ نہیں رکھی۔ ﴿**ونزلنا علیکم الکتب تبیانا لکل شیئی**﴾ ہم نے تم پر کتاب ہر چیز کا روشن بیان بنا کر اُتاری، یعنی قرآن میں ہر چیز کا واضح بیان موجود ہے۔ قرآن مجید میں اولین وآخرین کا علم ہے، قرآن مجید اولین وآخرین کا رہنما اور رہبر ہے۔ قرآن مجید میں ماضی کی خبریں، مستقبل کی پیشنگوئیاں اور حال کے لئے مکمل رہنمائی ہے یہ ایک فیصلہ کن سنجیدہ اور باوقار کتاب ہے۔

قرآن مجید روشنی ہے نور ہے، سامان نجات ہے۔ دِلوں کے زنگ کا علاج ہے۔ وہ اللہ کی مضبوط رسّی ہے نور مبین ہے ذکر حکیم اور صراط مستقیم ہے قرآن بھی معجزہ (Miracle) ہے اور صاحبِ قرآن بھی معجزہ ہے۔ قرآن مجید حضور ﷺ کا زندہ معجزہ ہے دائمی معجزہ ہے ابدی معجزہ ہے اس کا اعجاز ہر وقت ہر آن موجود ہے یہ معجزہ آج بھی ہر مسلمان کے ہاتھ میں ہے، حفاظ کے سینوں میں ہے اور بچہ بچہ کی زبان پر ہے۔ قرآن مجید کے سوا تمام کتابوں کے احکامات کو گھٹا دیا، بدل دیا اور بڑھا دیا گیا ہے۔ اسلام چونکہ آخری اور ہمیشہ رہنے والا دین ہے لہذا قرآن مجید کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر رکھی ہے چنانچہ وہ

فرماتا ہے: ﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ﴾ بے شک ہم نے قرآن اُتارا اور یقیناً ہم خود اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

لہٰذا قرآن مجید میں کمی وزیادتی محال وناممکن ہے اور جو یہ کہے کہ اس میں کچھ پارے یا سورتیں یا آیتیں بلکہ ایک حرف بھی کسی نے کم کردیا یا بڑھادیا یا بدل دیا وہ قطعاً کافر ہے۔

نزولِ قرآن Revealation of the Holy Quran :

قرآن مجید کے نزول دو ہیں۔ پہلا تو یہ کہ رمضان المبارک کے مہینے کی ایک رات میں جسے شبِ قدر کہتے ہیں لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر نازل ہوگیا۔ دوسرا یہ کہ آسمانِ دُنیا سے حضور ﷺ پر (۲۳) سال میں حسبِ ضرورت تھوڑا تھوڑا، بندوں کی حاجتوں اور مصلحتوں کے مطابق بتدریج وقفہ وقفہ سے نازل ہوا۔

حضور نبی کریم ﷺ مکہ معظّمہ کے ایک پہاڑ جبلِ نور (غارِحرا) عبادت کی غرض سے تشریف لے جایا کرتے تھے اور کئی کئی دن تک عبادت میں مصروف رہا کرتے تھے۔ حضور ﷺ اسی غارِحرا میں عبادتِ الٰہی میں مشغول تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ سے فرمایا کہ ﴿اِقۡرَاۡ﴾ پڑھئے۔ آپ نے فرمایا کہ 'میں نہیں پڑھتا' اسی طرح تین مرتبہ ہوا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے سینے سے لگا کر چھوڑا اور فرمایا کہ ﴿اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِىۡ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ۚ اِقۡرَاۡ وَرَبُّكَ الۡاَكۡرَمُ ۙ الَّذِىۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ يَعۡلَمۡ ﴾ (سورۂ علق) (اے محبوب) پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا خون بستہ سے انسان کو بنایا۔ آپ پڑھیں اور آپ کا رب ہی سب سے زیادہ کریم ہے جس نے قلم سے (لکھنا) سکھایا، انسان کو سکھایا جو (وہ) نہ جانتا تھا۔

قرآن مجید اور نزولِ وحی کی ابتداء جس لفظ سے ہوئی ہے وہ ﴿اِقۡرَاۡ﴾ ہے۔ اِقۡرَاۡ کے معنٰی پڑھو، مطالعہ کرو ہوتے ہیں۔ ﴿اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِىۡ خَلَقَ ﴾ اللہ کے نام سے پڑھو

جس نے انسان کو پیدا کیا' اپنے خالق اور معبود کے واسطے پڑھو جس نے انسان کو پیدا کیا' اللہ کے نام کا واسطہ دیا جارہا ہے کہ وہ خالق و معبود ہے لہذا اس کی ذات کی خاطر پڑھو۔ اسلام کی حقانیت کو معلوم کرنے کے لئے پڑھنا ضروری ہے۔ دین و مذہب کی معرفت حاصل کرنے کے لئے پڑھنا ضروری ہے۔ دینی معلومات میں اضافہ کے لئے پڑھنا ضروری ہے۔ مسائل کی تحقیق کے لئے پڑھنا ضروری' شخصیت کے نکھار اور علمی صلاحیت میں اضافہ کے لئے پڑھنا ضروری' صحیح عقائد کو جاننے کے لئے پڑھنا ضروری' باطل عقائد سے واقف ہونے کے لئے پڑھنا ضروری' بدمذہب اور بدعقیدہ شیاطین کے تعاقب کے لئے پڑھنا ضروری' اسلاف صالحین کے کارناموں سے واقفیت کے لئے پڑھنا ضروری' **تخریب کاروں** کی حرکات کے مشاہدہ کے لئے پڑھنا ضروری' اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ بلکہ نورِ محمد ﷺ اور سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قیامت تک یعنی ماضی حال و مستقبل سب کو دیکھنے کے لئے پڑھنا ضروری' تاریخ انسانیت کے مشاہدے اور واقفیت کے لئے پڑھنا ضروری' اقوامِ عالم اور ادیانِ عالم کا تحقیقی جائزہ مقصود ہو تو پڑھنا ضروری ....اپنے وجود سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے پڑھنا ضروری' الختصر اپنے کو انسان ثابت کرنے اور انسانیت کی زندگی گذارنے کے لئے پڑھنا ضروری ہے۔ اگر انسان نہ پڑھے تو وہ محض خون کا لوتھڑا ہے ﴿ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ﴾ انسان معظم و مکرم تو صرف پڑھنے سے ہوا ہے ﴿ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴾ جہالت کا علاج صرف پڑھنے سے ہوگا۔ لہذا قرآن مجید اور نزولِ وحی کی ابتداء علم کی اہمیت سے ہوتی ہے۔ قرآن مجید کا یہی پیغام ہے **اِقْرَاْ اِقْرَاْ اِقْرَاْ** پڑھو ...... پڑھو...... پڑھو۔

قرآن مجید کا مثل ممکن نہیں :

عرب کے لوگ جو قرآن مجید کے مخالف تھے انہوں نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب نہیں ہے

تو ان سے کہا گیا کہ اگر یہ کسی انسان کی بنائی ہوئی کتاب ہے تو تم اس کے مثل دس سورتیں بنا ڈالو۔ وہ لوگ نہیں بنا سکے۔ کہا گیا' اچھا ایک ہی سورت بنا کے لے آؤ۔ تو وہ لوگ ایک سورت بھی نہیں بنا سکے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم قرآن مجید کے مثل ایک سورت بھی ہرگز نہیں بنا سکتے بلکہ یہاں تک فرمایا کہ اگر تمام انسان اور جنات مل کر کوشش کریں تب بھی قرآن مجید کی مثل نہیں بنا سکتے' چنانچہ مخالفین نے بڑی کوششیں کیں مگر عربی زبان کے ماہر ہونے کے باوجود ایک سورت بھی نہیں بنا سکے اور تقریباً ساڑھے چودہ سو سال میں قرآن مجید کے بہت سے دشمن عربی زبان کے ماہر ہوئے لیکن کوئی بھی آج تک ایک سورت نہیں بنا سکا۔

آدابِ تلاوت ومسائل : Way of recitation

☆ قرآن مجید کے فضائل بے شمار ہیں اور تلاوت کا اجر و ثواب بھی بے حد و بے حساب ہے۔ صاحبِ قرآن حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **خَیۡرُکُمۡ مَنۡ تَعَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ وَعَلَّمَہٗ** (بخاری) تم میں سے افضل و بہتر وہ ہے جس نے قرآن کی تعلیم حاصل کی اور دوسروں کو تعلیم دی۔

☆ جس کے سینہ میں کچھ قرآن نہیں وہ ویران مکان کے مثل ہے۔ (ترمذی)

☆ حضور اکرم ﷺ چونکہ خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں اسی لئے قرآن مجید بھی تمام کتابوں کی خاتم ہے اب کوئی اور کتاب' کہیں اور کسی پر قیامت تک نازل نہیں ہوگی۔

☆ قرآن مجید کی تلاوت پاک حالت میں باوضو ہو کر کرنی چاہئے۔ لباس بھی صاف ستھرا اور پاکیزہ ہونا چاہئے۔ تلاوت شروع کرتے وقت **اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ** پڑھنا سنت ہے اور ہر سورہ کی ابتداء میں **بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ** پڑھنا سنت ہے ورنہ مستحب ہے۔ تلاوت کرتے ہوئے اگر کوئی بات چیت کرنی پڑے تو **اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ** اور **بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ** دوبارہ پڑھ لینا چاہئے۔

☆ قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا' زبانی پڑھنے سے افضل ہے کہ یہ پڑھنا بھی ہے اور دیکھنا بھی

اور ہاتھ سے اس کا چھونا بھی۔ یہ سب عبادت ہے۔ (بہارشریعت)

چند چیزوں کا دیکھنا عبادت ہے۔ قرآن مجید، کعبہ معظّمہ، روضۃ النبی ﷺ، ماں باپ کا چہرہ محبت سے، اور عالمِ دین کا چہرہ عقیدت سے۔

☆ حیض ونفاس والی عورتوں کا قرآن مجید کو چھونا جائز نہیں۔ اگر چھونا پڑے تو کسی علحدہ کپڑے سے چھوئیں۔

☆ قرآن مجید کی تلاوت اس وقت تک کرنی چاہئے جب تک انسان کی طبیعت برداشت کرے، اگر مجبوری یا طبیعت کے نہ چاہنے کی صورت میں تلاوت کی جائے تو توجہ اور خلوص میں کمی پیدا ہوجاتی ہے لہذا فرمایا گیا کہ تلاوت اس وقت تک کی جائے جب تک طبیعت مائل بہ تلاوت رہے۔ (بخاری شریف)

☆ جوشخص قرآن مجید کو پڑھ کر بھلا دے اُسے قیامت کے روز کٹے ہوئے ہاتھ سے ملاقات کرنا پڑے گا (ابوداؤد)

قرآن مجید کو یاد کر کے بھلا دینا گناہ ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جوشخص قرآن پڑھ کر بھول جائے قیامت کے دن کوڑھی ہوکر آئے گا (ابوداؤد) اور قرآن مجید میں ہے کہ ایسا شخص اندھا اُٹھایا جائے گا۔ حافظ قرآن کی مثال بندھی ہوئی اونٹنی جیسی ہے اگر اُس کی حفاظت رکھے تو بندھی رہے گی اور اگر کھول دے تو چلے جائے گی۔ (صحیح مسلم)

☆ قرآن مجید پُرانا اور بوسیدہ ہوگیا، اس قابل نہ رہا کہ اس میں تلاوت کی جائے اور یہ اندیشہ ہے کہ اوراق منتشر ہوکر ضائع ہوجائیں گے تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط سے دفن کیا جائے اور قرآن پر مٹی نہ پڑے۔ قرآن مجید بوسیدہ ہوجائے تو اُسے جلایا نہ جائے (عالمگیری) (اکثر مساجد میں بوسیدہ اور پُرانے قرآن مجید کو محفوظ کمرے میں رکھا جاتا ہے لہذا اُن مساجد میں محفوظ کروا دیا جائے)

☆ قرآن مجید کے اُوپر کوئی دوسری کتاب نہ رکھیں یہاں تک کہ جس صندوق میں قرآن مجید ہو اُس پر بھی کوئی کپڑا نہ رکھیں۔ (بہارشریعت)

☆ عورت کو عورت سے قرآن مجید پڑھنا، غیر محرم نابینا سے پڑھنے سے بہتر ہے کہ اگر چہ وہ اُسے دیکھتا نہیں مگر آواز تو سُنتا ہے اور عورت کی آواز بھی عورت ہے یعنی غیر محرم کو بلاضرورت سُنانے کی اجازت نہیں۔ (بہارِشریعت)

☆ سب سے بڑا عبادت گذار وہ ہے جو سب سے زیادہ قرآنِ مجید کی تلاوت کرے (کنزالعمال)

☆ موت کو کثرت سے یاد کرنے اور قرآن کی تلاوت سے دِل کا زنگ صاف ہو جاتا ہے۔ (مشکٰوۃ)

☆ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم قرآن پڑھا کرو تم کو ہر حرف کے عوض دس نیکیاں ملے گی الٓمّٓ (ا۔ل۔م) ایک حرف نہیں بلکہ الف لام میم تین حروف ہیں۔ الف کی دس نیکیاں، لام کی دس اور میم کی دس نیکیاں...... یہ تیس نیکیاں ہوئیں (مشکٰوۃ)

☆ جس نے قرآن پڑھا اور اُس کو یاد کر لیا، اس کے حلال کو حلال سمجھا اور حرام کو حرام جانا، اُس کے گھر والوں میں سے اُن دس شخصوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت (Intercession) قبول کرے گا جس پر جہنم واجب ہو چکا تھا (ترمذی)

☆ جب بلند آواز سے قرآن مجید پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر سُننا فرض ہے جب کہ وہ مجمع بغرض سُننے کے حاضر ہو، ورنہ ایک کا سُننا کافی ہے اگر چہ اور لوگ کام میں ہو۔ (فتاویٰ رضویہ)

☆ جب قرآن پڑھا جائے تو سُنو اور پوری طرح متوجہ ہو جاؤ تا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر رحم کیا جائے (قرآن)

☆ مجمع اور محفل میں سب بلند آواز سے قرآن پڑھیں یہ حرام ہے اکثر تیجوں میں (قرآن خوانی کی محافل جیسے فاتحہ، سیوم، چہلم کے موقعوں پر) سب لوگ بلند آواز سے قرآن پڑھتے ہیں یہ حرام ہے اگر چند اشخاص پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے کہ آہستہ پڑھیں۔ (بہارِشریعت)

☆ قرآن مجید کو خوش الحانی سے یعنی اچھی آواز و لہجے میں تجوید کے ساتھ پڑھنا چاہئے۔ قرآن مجید کے حروف اور الفاظ کو صحیح مخارج وصفات اور دیگر قواعد کے ساتھ ادا کرنے کا

نام تجوید ہے۔ قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھنا فرض ہے کیونکہ قرآن مجید تجوید ہی کے ساتھ حضور ﷺ پر نازل ہوا اور اسی طرح ہم تک پہونچا ہے۔ اگر کوئی شخص قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھنا نہ سیکھے تو وہ گناہ گار ہوگا۔

☆ ثواب رسانی (ایصالِ ثواب) کے لئے قرآن مجید پڑھنے پر اُجرت لینا اور دینا دونوں ناجائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

☆ قرآن مجید کا چھوٹا کرنا مکروہ ہے (درمختار) آج کل پاکٹ سائز میں قرآن مجید چھپوائے جاتے ہیں جن کا قلم اتنا باریک ہوتا ہے کہ پڑھنے میں دشواری ہوتی ہے اور غلطی کا امکان ہوتا ہے بلکہ حمائل بھی نہ چھپوائی جائے کہ اس کا حجم (سائز) بہت کم ہوتا ہے۔ (بہارشریعت)

☆ لیٹ کر قرآن مجید پڑھنے میں کوئی حرج نہیں جب کہ پاؤں سمٹے ہوئے ہوں۔(بہارشریعت)

☆ روٹی پکاتے وقت، چلتے ہوئے اور کام کرنے کی حالت میں قرآن مجید کی تلاوت جائز ہے جب کہ دل نہ بٹے ورنہ مکروہ ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

☆ غسل خانہ اور نجاست کی جگہ پر قرآن مجید کی تلاوت کرنا ناجائز ہے۔ (غنیۃ)

☆ جہاں کوئی شخص علم دین پڑھا رہا ہے یا طالب علم علم دین کی تکرار میں مشغول ہیں یا مطالعہ کر رہے ہوں وہاں بلند آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کرنا منع ہے۔(بہارشریعت)

☆ قرآن مجید اُلٹا پڑھنا یعنی دوسری رکعت میں پہلی والی سے اُوپر کی سورت پڑھے یہ مکروہ تحریمی ہے مثلاً پہلی میں ﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴾ پڑھی اور دوسری میں ﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴾۔ قرآن مجید اُلٹا پڑھنے پر سخت وعید آئی ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو قرآن الٹ کر پڑھتا ہے کیا وہ خوف نہیں کرتا کہ اللہ اس کا دِل الٹ دے اور اگر بھول کر الٹا پڑھ گیا تو اس پر نہ گناہ نہ سجدہ سہو۔

مسئلہ : بچوں کی آسانی کے لئے پارہ عم (تیسواں پارہ) قرآن مجید کی ترتیب کے خلاف پڑھنا جائز ہے۔

نبوت ورسالت پر ایمان

(Prophets)

اللہ تعالیٰ کی یہ بہت بڑی حکمت ورحمت ہے کہ اُس نے اپنے فضل وکرم سے بندوں کی ہدایت کے لئے انسانوں ہی میں سے افضل واکمل عالی ذات واعلیٰ صفات فرماں برداراور مقبول بندوں کو نبی ورسول بنا کر دُنیا میں بھیجا جو اللہ تعالیٰ کا پیغام (وحی) بندوں تک پہونچاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء ومرسلین کے ذریعہ سے اپنی رضامندی اور ناراضی کے کاموں سے آگاہ کردیا اس لئے کہ جب ہم لوگ باوجود ہم جنس ہونے کے کسی دوسرے شخص کی صحیح رائے بغیر اس کے ظاہر کئے ہوئے نہیں معلوم کرسکتے اور یہ نہیں جانتے کہ یہ کس چیز سے خوش اور راضی ہے اور کس چیز سے ناخوش وناراض ہے تو اللہ تعالیٰ کی مرضی ونامرضی کو بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے کیوں کر جان سکتے تھے۔ نہ کسی کو عذاب وثواب کی اطلاع ہوسکتی تھی، نہ عالم آخرت کی باتیں معلوم ہوسکتی تھیں، نہ عبادت کا صحیح طریقہ معلوم ہوسکتا تھا، نہ عبادت کے ارکان وشرائط اور آداب کا پتہ لگ سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات تک رسائی تو خیال میں بھی نہیں آسکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان انبیاء واسطہ ہوتے ہیں۔ انبیاء علیہم کی اطاعت کرنے والا مقبول اور مخالف مردود ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر ہمیں تنہا ہماری عقلوں پر چھوڑ دیتا تو ہم کبھی پورے طور سے سعادت ونجات کا راستہ نہیں معلوم کرسکتے تھے۔ دُنیا کے عقلاء کا حال ہم دیکھ رہے ہیں کہ مادیات ومشاہدات (رات دن مشاہدے اور تجربہ میں آنے والی چیزوں) میں بھی ایک بات پر متفق نہیں ہیں بلکہ ایک ہی شخص کبھی کچھ اور کبھی کچھ رائے قائم کرلیتا ہے تو روحانیت اور عالم غیب وعالم آخرت کے بارے میں وہ کیوں کر صحیح بات معلوم کرسکتے تھے لہذا ماننا پڑے گا کہ بغیر واسطہ انبیاء تنہا عقلِ انسانی سعادت ونجات کا راستہ معلوم نہیں کرسکتی۔ اللہ تعالیٰ نے

انبیاء علیہم السلام پر بندوں کی ہدایت کے لئے جتنے احکام نازل فرمائے تھے انہوں نے وہ سب پہنچا دیئے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کا جاننا اور اُن پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح ہر نبی کی نبوت پر ایمان لانا ضروری ہے۔ نبوت حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی اور ہمارے رسول محمد مصطفٰے ﷺ پر ختم ہوئی۔

وحی نبوت' انبیاء کے لئے خاص ہے جو اُسے کسی غیر نبی کے لئے مانے کافر ہے۔ ولی کے دل میں جو باتیں القاء ہوتی ہیں اُس کو الہام کہتے ہیں۔ انبیائے کرام تمام مخلوق وفرشتوں سے افضل ہیں۔ ولی کتنے ہی بڑے مرتبہ والا ہوٴ نبی کے برابر نہیں ہوسکتا۔ جو کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل یا برابر بتائے کافر ہے۔

نبی اور رسول میں فرق : نبی تو ہر وہ پیغمبر ہے جسے شرفِ نبوت سے سرفراز کیا گیا ہو جب کہ رسول اُسے کہتے ہیں جسے نبوت کے بعد منصبِ رسالت پر بھی سرفراز کیا گیا ہو اور اُسے کسی مخصوص قوم کی طرف دعوت وتبلیغ کا باقاعدہ پیغام اور پروگرام دے کر بھیجا گیا ہو۔ یہ پروگرام اُسے کتاب یا صحیفے کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے سپرد کیا ہو۔ اس لحاظ سے ہر رسول' نبی تو ہوتا ہے لیکن ہر نبی' رسول نہیں ہوتا......یعنی جس نبی پر کتاب نازل ہو (شریعت اور نیا دین ملا) جیسے ہمارے رسول سیدنا محمد مصطفٰے ﷺ یا حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام اُن کو رسول کہیں گے اور جن کو کتاب اور نیا دین (شریعت) نہیں ملا بلکہ اپنے رسول کے دین کی اشاعت وترویج کی وہ صرف نبی ہیں اُن کو رسول نہیں کہیں گے۔

رسول وہ ہے جو دینے کے لئے آئے (کتاب اور نیا دین)۔ نبی وہ ہے جو رب کی طرف سے کچھ کہنے آئے۔ ہر رسول' نبی ہے مگر ہر نبی' رسول نہیں۔

رسالت کا مرتبہ نبوت سے بالاتر ہے اگرچہ کُل انبیاء کی تعداد کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے اور اُن ہی میں تین سو تیرہ (۳۱۳) رسول ہونا مشہور ہے۔

☆ ہر نبی ورسول پر ایمان لانا اور اُن کو دل سے سچا ماننا مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے۔

☆ نبی سب مرد تھے نہ کوئی جن نبی ہوا، نہ کوئی عورت نبی ہوئی۔

☆ نبی اور فرشتے معصوم ہوتے ہیں یعنی گناہ اُن سے نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے میں نبی سے بھول نہیں ہوسکتی، محال ہے۔

تمام انبیاء کرام معصوم گناہوں سے پاک اور سچے ہوتے ہیں۔ انبیاء کرام اپنے منصبِ نبوت سے کبھی معزول نہیں ہوئے۔ جو کچھ بھی پیغمبروں نے کہا، ہمیشہ سچ کہا، اور جو کچھ وہ لائے وہ اپنے اللہ کی طرف سے لائے۔ انہوں نے ہمیشہ تمام احکامات کو پورا کیا۔ انبیاء نے جو کچھ بھی کہا اپنے اللہ کی طرف سے کہا۔

﴿ فَاعْلَمُوْآ اَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴾ (المائدہ/۹۲)

جان لو کہ بجز اُس کے اور کچھ نہیں کہ ہمارے رسول پر پہنچانا ہے ظاہر (کنزالایمان)

جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمّہ صرف واضح طور پر حکم پہنچا دینا ہے (نورالعرفان)

خوب جان لو کہ ہمارے رسول کا فرض تو بس پہنچا دینا ہے (ہمارے احکام کو) کھول کر۔ (ضیاءالقرآن)

﴿ وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴾ (النور/۵۴)

اور نہیں ہے (ہمارے) رسول کے ذمّہ بجز اس کے کہ وہ صاف صاف پیغام پہنچا دے۔

انبیاء کرام احکام تبلیغیہ میں کمی بیشی یا چھپانے سے معصوم ہیں کہ یہ حرکت اُن سے نہ تو جان بوجھ کر صادر ہو نہ خطاً۔ انبیاء کرام شرک، کفر، بدعقیدگی، گمراہی اور ذلیل حرکتوں سے ہر وقت بفضلہٖ تعالیٰ معصوم ہیں۔ نبوت سے پہلے اور اس کے بعد عمداً سہواً ایک آن کے لئے بھی بدعقیدہ نہیں ہوسکتے۔ انبیاء کرام سے عموماً یا سہواً گناہ کبیرہ وصغیرہ سرزد نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ بات اُن کے مناصب جلیلہ اور مراتب عالیہ کو زیب دیتی ہے۔ **صلوٰت الله علیهم اجمعین**

اماموں کو انبیاء علیہم السلام کی طرح سمجھنا گمراہی اور بددینی ہے۔ عصمتِ انبیاء علیہم السلام کے یہ معنٰی ہیں کہ اُن کے لئے حفظ الٰہی (اللہ کی حفاظت) کا وعدہ ہوگیا۔ جس کے سبب ان سے گناہ کا صادر ہونا شرعاً محال ہے یعنی ناممکن ہے۔ بخلاف ائمہ واکابر اولیاء کہ

اللہ عز وجل انہیں محفوظ رکھتا ہے۔ ان سے گناہ ہوتا نہیں مگر ہوتو شرعاً محال بھی نہیں ہے۔ (بہارشریعت)

انبیائے کرام عارف باللہ پیدا ہوتے ہیں۔ آدم علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی ساقِ عرش پر **لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ** لکھا ہوا پایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام پیدائشی عارف باللہ ہیں اور بغیر استاد پڑھا لکھا ہونا بھی ثابت ہوا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی فرمایا ﴿**اِنِّیْ عَبْدُاللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا**﴾ میں اللہ کا بندہ ہوں کہ اُس نے مجھے کتاب عطا فرمائی اور نبی بنایا ...... ﴿**وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَادُمْتُ حَیًّا وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ**﴾ (مریم/۳۰) یعنی مجھے تاحیات نماز زکوٰۃ کا حکم دیا اور اپنی والدہ سے سلوک کرنے والا بھی ہوں۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام وقتِ پیدائش ہی سے حکمتِ نظری یعنی رب کی ربوبیت، اپنی نبوت اور عطائے انجیل کو بھی جانتے ہیں اور حکمتِ عملی، تہذیب الاخلاق و تدبیر منزل سے بھی باخبر ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بچپن شریف میں ہی اپنی کافر قوم پر توحید کی ایسی حجت قائم فرمائی کہ سبحان اللہ آفتاب و چاند تاروں کے ڈوبنے اور اُن کے حالات بدلنے کو اُن کی مخلوقیت کی دلیل بنایا کہ میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ سیدالانبیاء حضور ﷺ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ فرما کر اُمت کی شفاعت فرمائی۔ معلوم ہوا کہ رب کو، اپنے کو، اپنے مراتب کو، اور اپنے درجات کو، نیز اُمت مرحومہ کو جانتے پہچانتے پیدا ہوئے ہیں۔

☆ نبی کی تعظیم فرض عین بلکہ فرائض کی اصل ہے کسی نبی کی ادنیٰ توہین و تکذیب کفر ہے۔

☆ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں (Graves) میں اسی طرح زندہ ہیں جیسے دُنیا میں تھے اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہونے کے لئے ایک آن کو انھیں موت آئی ہے پھر زندہ ہو گئے۔ اُن کی زندگی شہیدوں کی زندگی سے بہت بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کیا ہے کہ وہ انبیائے کرام کے جسموں کو خراب کرے لہذا اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ امام الانبیاء حضور ﷺ نے شبِ معراج بیت المقدس میں تمام انبیائے کرام کو نماز پڑھائی

...... اگر انبیائے کرام بعد وفات زندہ نہ ہوتے تو بیت المقدس میں نماز پڑھنے کے لئے کیسے آتے۔ حضرت یونس علیہ السلام کچھ روز مچھلی کے پیٹ میں رہے تھے مگر مچھلی کی غذا بن کرنہیں۔ نبی کا جسم تو قبر کی مٹی بھی نہیں کھاتی، چہ جائیکہ مچھلی کھائے بلکہ امانتِ الٰہی بن کر۔ اسی لئے قرآن کریم نے فرمایا ﴿**فالتقمه الحوت**﴾ انہیں مچھلی نے نگل لیا جیسے موتی کو نگل لیتی ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ مچھلی نے انہیں کھالیا۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس مچھلی کا پیٹ عرشِ اعظم سے افضل ہے کہ ایک نبی کا کچھ دن تجلی گاہ رہا۔ جب مچھلی کا پیٹ عرش اعظم سے افضل ہوگیا تو سیدہ آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کا وہ شکم پاک جس میں سیدالانبیاء نو ماہ تک جلوہ افروز رہے وہ تو عرش سے کہیں افضل ہے۔

مسئلہ : فقہاء کا اس میں اتفاق ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی قبرانور کا وہ حصہ جو جسم پاک سے ملا ہوا ہے خانہ کعبہ اور عرش اعظم سے بھی زیادہ افضل ہے۔ (شامی کتاب الحج، مدارج)

☆ انبیاء علیہم السلام کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ وہ احتلام سے محفوظ ہوتے ہیں اور وجہ وہی ہے کہ احتلام میں شیطان کی مداخلت ہوتی ہے اور شیطانی مداخلتوں سے انبیاء کرام پاک ہوتے ہیں۔ انبیائے کرام تک شیطان کی پہنچ نہیں، اور وہ انھیں نہ تو گمراہ کرسکے اور نہ بے راہ چلا سکے۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان سے فرمایا ﴿**اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰن**﴾ (الحجر/۴۱) اے ابلیس! میرے خاص بندوں پر تیرا کچھ قابونہیں چلے گا۔ شیطان نے خود بھی اقرار دیا تھا کہ ﴿**وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۙ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ**﴾ (الحجر/۴۰) تیری عزت وجلال کی قسم ان سب کو گمراہ کردوں گا لیکن تیرے خاص بندوں (مخلص بندوں) پر میرا کچھ قابونہیں چلے گا۔

انبیائے کرام کو خواب سے احتلام نہیں ہوتا کہ اس میں شیطانی اثر ہے بلکہ ان کی بیبیاں بھی احتلام سے پاک ہیں۔ انبیائے کرام کو جماہی نہیں آتی کیونکہ یہ بھی شیطانی اثر ہے اسی لئے اس وقت لاحول پڑھتے ہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جس راستے سے گذرتے ہیں وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ جن پر نبی کی

نظرِ کرم ہو جائے وہ بھی شیطان سے محفوظ رہتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو غیب کی باتیں بتائیں (Knowledge of Unseen)۔ نبی کے معنٰی 'غیب کی خبریں دینے والا' ہے۔ زمین وآسمان کا ہر ہر ذرہ ہر نبی کی نظر کے سامنے ہے۔ یہ علم غیب اللہ تعالیٰ کے دیئے سے ہے لہذا یہ علم عطائی ہوا اور اللہ تعالیٰ کا علم چونکہ کسی کا دیا ہوا نہیں ہے بلکہ خود اُسے حاصل ہے لہذا ذاتی ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی' لامحدود ولا متناہی اور ہمیشہ رہنے' کبھی فنا وختم نہ ہونے والا ہے۔ مخلوق کا علم اللہ تعالیٰ کا عطائی' محدود اور حادث یعنی ختم وفنا ہونے والا ہے۔ اب جب کہ اللہ تعالیٰ کے علم اور رسول کے علم میں فرق معلوم ہو گیا تو ظاہر ہو گیا کہ نبی ورسول کے لئے اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا علمِ غیب ماننا شرک نہیں بلکہ ایمان ہے۔ انبیائے کرام غیب کی خبریں دینے کے لئے ہی آتے ہیں۔ جنت' دوزخ' حشر نشر' عذاب ثواب یہ سب غیب نہیں تو اور کیا ہے۔

☆ کوئی اُمتی زہد وتقویٰ (Fear of Allah)' نیکی وپرہیزگاری' طاعت وعبادت میں نبی سے نہیں بڑھ سکتا۔ انبیاء سوتے جاگتے ہر وقت یادِ الٰہی میں لگے رہتے ہیں۔

☆ انبیاء کی تعداد مقرر کرنی ناجائز ہے ان کی پوری تعداد کا صحیح علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے لہذا بلا تعین تعداد اللہ تعالیٰ کے تمام نبیوں اور رسولوں پر ایمان لانا چاہئے۔

☆ انبیائے کرام کے اجسام کا برص وجذام وغیرہ ایسے امراض سے جو مخلوق کے لئے باعثِ **تنفر** اور نفرت وَ دُوری کا بہانہ بن سکے' پاک ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ چھ باتیں کسی نبی میں نہیں پائی جاتیں: (۱) ولد الزنا ہونا (۲) بدصورتی (۳) بے عقلی (۴) بُزدِلی (۵) پَست ہمتی (۶) نامردُمی

☆ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں ورسولوں کی سچائی وصداقت اور قدرت کی نشانیاں ظاہر کرنے کے لئے عجیب وغریب' حیرت اور تعجب میں ڈالنے والے ایسے خلاف عادات کام کرائے جو کسی مخلوق سے ممکن نہیں اور اس سے منکرین عاجز ہو جائیں وہ معجزہ (Miracle) ہے۔ معجزہ نبوت کی علامت ہے جو دعویٰ نبوت کرنے والے کے ہاتھ پر ظاہر ہو۔ اولیاء اللہ

کے ہاتھ پر جو عجیب بات ظاہر ہواُسے کرامت کہتے ہیں۔ کفار کے ہاتھ سے جو عجوبہ ظاہر ہواُسے استدراج کہتے ہیں۔ انبیاء کے معجزے جو قرآن مجید اور احادیث شریف میں بیان ہوئے ہیں سب حق و سچ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی دلیل ہیں جیسے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی جسے قرآن کریم میں ناقۃ اللہ (اللہ کی اونٹنی) فرمایا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کا سانپ ہوجانا اور فرعونی جادوگروں کے سانپوں واژدہوں کو نگل جانا' یوں ہی آپ کا ید بیضاء (روشن ہاتھ)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مُردوں کو زندہ کرنا' مادرزاد اندھے' اور کوڑھی کو اچھا کردینا اور پرندوں کی شکل کے کھلونے مٹی سے بنا کر ان میں پھونک مار کر سچ مچ کے پرندے بنا دینا اور پھر انہیں ہوا میں اُڑا دینا ...... ہمارے حضور ﷺ کے معجزے تو بہت ہیں۔ ڈوبے ہوئے سورج کو پلٹانا' اشارہ سے چاند کے دو ٹکڑے کردینا' اُنگلیوں سے پانی جاری ہونا' تھوڑے سے کھانے کا کثیر جماعت کے لئے کافی ہوجانا' دودھ کی معمولی مقدار سے کثیر افراد کا سیراب ہونا' کنکریوں کا تسبیح پڑھنا' لکڑی کے ستون میں ایسی صفت پیدا ہوجانا جو خاص انسانی صفات سے ہے یعنی نہ صرف تھرتھرانا اور رونا بلکہ فراق محبوب کا اس میں احساس پیدا ہونا' درختوں اور پتھروں کا آپ کو سلام کرنا' درختوں کو بُلانا اور اُن کا آپ کے حکم پر چل کر آنا' جانی دشمنوں کو جانثار و دوست بنانا' روحوں کو پاکیزہ بنانا اور دِلوں کو بدل دینا' قرآن کریم حضور نبی کریم ﷺ کا زندہ معجزہ ہے دائمی معجزہ ہے ابدی معجزہ ہے اس کا اعجاز ہر وقت ہر آن موجود ہے یہ معجزہ آج بھی ہر مسلمان کے ہاتھ میں ہے حفاظ کے سینوں میں ہے اور بچہ بچہ کی زبان پر۔ جس کے مقابلہ میں دُنیا کی ساری قوتیں جن وانسان عاجز رہے عاجز ہیں اور قیامت تک عاجز رہیں گے۔

معراج امام الانبیاء حضور ﷺ کا بہت ہی خاص معجزہ ہے نبوت کے بارہویں سال ۲۷ رجب دوشنبہ رات کے مختصر حصہ میں مسجد حرام (کعبہ اللہ شریف) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تشریف لے گئے جہاں تمام انبیاء علیہم السلام نے حضور اکرم ﷺ کی اقتداء کی'

حضور ﷺ سب کے امام بنے اور تمام انبیاء مقتدی بن کر پیچھے نماز ادا کئے۔ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں' معنی اول آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھانے کے بعد ساتوں آسمانوں' جنت و دوزخ اور عرش و کرسی تک بلکہ اس سے بھی اُوپر حالت بیداری میں اپنے جسم کے ساتھ تشریف لے گئے۔ شہزادۂ حضور غوث اعظم مخدوم الملت محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اک قدم فرش پہ ہے ایک قدم عرش پہ ہے
ان کو نزدیک ہے جو دُور ہے سبحان اللہ

اللہ تعالیٰ کا وہ قرب خاص حاصل ہوا کہ کسی نبی اور فرشتہ کو کبھی نہ حاصل ہوا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوا اور بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے کلام کیا' اسی کو 'معراج' کہتے ہیں:

غیب کیا چیز ہے ! دیکھ آئے ہیں وہ غیب الغیب
یعنی وہ ذات جو مشہور ہے سبحان اللہ

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چُھپا تم پہ کروڑوں درود

☆ شرح عقائد میں لکھا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو معراج جسمانی جاگنے میں ہوئی۔ صرف روحانی معراج کا قائل ہونا بدعت و گمراہی ہے۔ مسجد حرام سے بیت المقدس تک تشریف لے جانا تو قطعی ہے قرآن سے ثابت ہے لہذا مطلقاً معراج کا انکار کفر ہے اور زمین سے آسمان تک اور اُس کے آگے احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اس کا انکار بدعت وگمراہی ہے۔ حضرت محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ معراج میں حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنی سَر کی آنکھوں سے دیکھا ہے جمہور صحابہ کا یہی مذہب ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت واسطوں وسیلوں (Means of approach / Intermediation) سے ملتی ہے جیسے دُنیا میں مال کے وسیلہ سے رزق، ماں باپ کے وسیلہ سے اولاد، آنکھ کے وسیلہ سے بینائی وروشنی، زبان کے وسیلہ سے ذائقہ، استاد اور کتاب کے وسیلہ سے علم وغیرہ...... ایسے ہی عالَمِ ایمانیات میں نبی کو احکام وغیرہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے واسطے سے ملتے ہیں اور اُمت کو نبی کے واسطے وسیلہ (Intermediation) سے۔ اللہ تعالیٰ دوسرے واسطوں وسیلوں کو کبھی اُٹھا بھی لیتا ہے مگر نبی کا واسطہ کبھی نہیں اُٹھاتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے وسیلہ کے پیدا کئے گئے، حضرت آدم وحوّا بغیر ماں باپ کے پیدا کئے گئے۔ بنی اسرائیل کو بغیر وسیلہ کسان وباورچی من وسلوٰی کی روزی دی گئی۔ مائدہ والوں کو بغیر وسیلہ غیبی دسترخواں دیا گیا بلکہ خود نبی کو بغیر وسیلہ جبرئیل علیہ السلام کلام عطا ہوا۔ موسیٰ کلیم اللہ طور پر بغیر وسیلہ رب سے کلام کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے بغیر وسیلہ جبرئیل معراج میں رب تعالیٰ سے کلام کیا، مگر ایسی مثال نہیں ملے گی کہ بغیر وسیلہ نبی کسی کو ایمان یا احکام دیئے ہوں، اُمت کو جو ملے گا نبی کے وسیلہ سے ملے گا۔

ابلیس بغیر وسیلہ نبی مومن ہونا چاہا، مَردود کردیا گیا اور پھینک دیا گیا۔

وہ جس کو ملے ایمان ملا، ایمان تو کیا رحمٰن ملا

قرآن بھی جب ہی ہاتھ آیا، جب دِل نے وہ نورِ ہدیٰ پایا

مسئلہ : کسی شخص کو نبی کہنے کے لئے قرآن وحدیث سے ثبوت چاہیئے۔ ہندوؤں اور سکھوں کے پیشواؤں کے بارے میں نبی ہونے پر قرآن وحدیث سے کوئی ثبوت نہیں۔ اس لئے انھیں نبی نہیں کہہ سکتے۔

ہمارا نبی

(امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی)

سب سے اعلیٰ واولیٰ ہمارا نبی — سب سے بالا و وَالا ہمارا نبی
اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی — دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی
بزمِ آخر کا شمع فروزاں ہوا — نور اوّل کا جلوہ ہمارا نبی
بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں — شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی
خلق سے اولیاءؔ اولیاء سے رُسُل — اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
حُسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم — وہ ملیح دِل آرا ہمارا نبی
جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی — اِن کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی
کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے — دینے والا ہے سچا ہمارا نبی
لامکان تک اُجالا ہے جس کا وہ ہے — ہر مکان کا اُجالا ہمارا نبی
کیا خبر کتنے تارے کِھلے چُھپ گئے — پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی
جس نے مُردہ دِلوں کو دی عمرِ ابد — ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی
غمزدوں کو رضاؔ مُژدہ دیجئے کہ ہے — بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی

فضائل وکمالات مصطفٰی ﷺ

Superiority of our Prophet

اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان بلکہ تمام عالم اور سارے جہاں کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفٰی ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا اور اپنے پیارے حبیب ﷺ کے مقدس نور سے تمام کائنات کو پیدا فرمایا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ **اول ما خلق الله نوری** سب سے پہلی مخلوق (First Creation) میرا نور ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا ہے **وَكُلُّ الْخَلَائِقِ مِنْ نُوْرِیْ** اور تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے میرے نور سے پیدا فرمایا **وَاَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ** اور میں اللہ کا نور ہوں۔۔ **کنت نبیا وآدم بین الماء والطین** میں اس وقت نبی تھا جب آدم علیہ السلام آب وگل کی منزلیں طے کر رہے تھے۔

I was the Prophet while the Prophet Adam was passing through his creation stages of water and soil) Almighty Allah has created my light first and all creations are derived from my light and myself is from the light of Allah

ایک روز صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ **متیٰ وجبت لك النبوة** حضور آپ کو خلعتِ نبوۃ سے کب سرفراز فرمایا گیا؟ حضور ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا **وآدم بین الروح والجسد** مجھے اس وقت شرفِ نبوۃ سے مشرف کیا گیا جب آدم علیہ السلام کی نہ ابھی رُوح بنی تھی اور نہ جسم۔(ترمذی)

حدیث قدسی ہے **كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ نُوْرُ مُحَمَّدٍ** (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) میں خزانہ مخفی تھا تو میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے نور محمد کو پیدا کیا۔ کہ اُن کو جب تک نہ پہچانو گے مجھ کو نہ پہچانو گے۔اُن کو جب تک نہ مانو گے مجھے بھی نہیں مان سکتے۔ ان کی اطاعت میری اطاعت۔

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس مقدس نور کو اُن کی پیشانی میں امانت رکھا' حضرت آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ ہو گئے اور تمام فرشتوں نے اُن کے سامنے سجدہ کیا۔ یہی نور جب حضرت نوح علیہ السلام کو ملا تو طوفان میں اسی نور کی بدولت ان کی کشتی سلامتی کے ساتھ جودی پہاڑ پر پہنچ کر ٹھہر گئی۔ اسی نور محمدی کا فیضان تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب نمرود کافر نے آگ کے شعلوں میں ڈال دیا تو وہ آگ ایک دم ٹھنڈی ہو گئی اور سلامتی و راحت کا باغ بن گئی۔ حضرت ذبیح اللہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو اسی نور کی برکت سے چھری ذبح نہ کر سکی۔

☆ دُنیا اور دُنیا کی ساری نعمتیں حضور ﷺ کے صدقہ میں ہیں۔ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو مخاطب ہو کر فرمایا ہے **لولاك لما خلقت الافلاك** اے محبوب اگر تجھے پیدا کرنا نہ ہوتا تو میں افلاک کو نہ پیدا کرتا۔ **لولاك لما خلقت الدنيا** اے محبوب اگر تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔ رسول کی میلاد مقصود تھی اس لئے زمین کا فرش بچھا دیا' رسول کی میلاد مقصود تھی اس لئے آسمان کا شامیانہ لگا دیا۔ رسول کی میلاد مقصود تھی اس لئے چاند وسورج کے چراغ جلا دیئے۔ رسول کی میلاد مقصود تھی اس لئے ستاروں کی قندیلیں روشن کر دیں۔ رسول کی میلاد مقصود تھی اس لئے آبشار کے نغمے جاری کر دیئے۔ رسول کی میلاد مقصود تھی اس لئے دریا کو رواں دواں کر دیا۔ رسول کی میلاد مقصود تھی اس لئے کائنات کو اپنی نعمتوں سے آراستہ کر دیا۔ یہ زمین بھی میلاد والی زمین ہے' یہ آسمان بھی میلاد والا آسمان ہے' یہ چاند سورج بھی میلاد والے ہیں۔ اب اگر کسی کو میرے رسول کی میلاد سے اختلاف ہو تو اس میلاد والی زمین کو چھوڑ دے۔ یہ ساری کائنات اور افلاک کی تخلیق اسی وجہ سے ہوئی کہ رسول کی میلاد مقصود تھی۔

میرے رسول کی میلاد کے صدقے میں کسی کو نبوت ملی' کسی کو ولایت ملی' کسی کو قرآن ملا' کسی کو انجیل ملا' کسی کو زبور عطا ہوئی' کسی کو توریت ملی ۔۔۔ اور ہم سب کو رسول کی غلامی مل گئی۔ رسول کا کلمہ پڑھنے کی سعادت مل گئی۔ ایمان والوں کو ایمان ملا اور کفر

والوں کو رسول کی دھرتی پر رہنے کی مہلت مل گئی ۔۔۔ یہی ذکر میلادِ مصطفیٰ ہے۔ معلوم ہوا کہ رسول کی میلاد کا ذکر کرنا سنتِ کبریا ہے اور ذکر کا سُننا سُنتِ انبیاء ہے۔

الغرض نورِ محمدی ﷺ برابر ایک پیشانی سے دوسری پیشانیوں میں منتقل ہوتا رہا اور اپنے فیوض و برکات کے جلووں سے ہر دور کے لوگوں کو نورانیت بخشتا رہا۔ یہاں تک کہ یہ نورِ پاک حضور ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو ملا جن کی وجہ سے ابرہہ بادشاہ کا وہ لشکر جو کعبہ اللہ ڈھانے کا ارادہ لئے آیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس لشکر اور تمام ہاتھیوں کو چھوٹے چھوٹے پرندے ابابیلوں کی کنکریوں سے ہلاک و برباد کر دیا اور اللہ کا مقدس گھر کعبۃ اللہ ایک کافر کے حملوں سے سلامت رہا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے یہ نورِ پاک منتقل ہو کر حضور ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہٗ کو ملا اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو تفویض ہوا۔ ایام حمل میں طرح طرح کے فیوض و برکات کا ظہور ہوتا رہا' فرشتے آکر نبی آخرالزماں ﷺ کی تشریف آوری کی بشارت وخوشخبری سنایا کرتے تھے۔

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے دن صبح صادق کے وقت مکہ معظّمہ میں ہوئی۔حضور ﷺ کی تشریف آوری کے لئے انبیائے کرام نے دعائیں مانگیں اور تمنائیں فرمائی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں دُعائے حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور بشارت حضرت عیسیٰ علیہما السلام اور اپنی والدہ ماجدہ کا خواب ہوں جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا کہ اُن کے سامنے ایک نور ظاہر ہوا مشرق ومغرب' زمین وآسمان ایک دَم روشن ہوگئے حتیٰ کہ شام کے محلات اور بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں نظر آنے لگیں۔ خواب ہی مُرادِ نظارہ ہے کیونکہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے خواب تو ولادت سے پہلے دیکھا تھا۔ ولادت شریف کے وقت یہ نور اور نور سے ملک شام کے محلات وتصور بیداری میں آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا حاملہ ہوتے ہی خواب دیکھا تھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ اے آمنہ کیا تم کو خبر ہے کہ تم اس اُمت کے نبی سے حاملہ ہو۔ (مرقات)

مصطفٰی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام　　شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند　　اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا میلاد شریف پڑھنا جیسے سنت الٰہیہ، سُنت رسول ﷺ اور سُنت ملائکہ ہے۔

فضیلت شبِ ولادت :

علامہ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں کہ شب ولادت سیدعالم ﷺ شبِ قدر سے افضل ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس کی تین وجوہ ہیں :

(۱) شبِ ولادت آپ کی ذات گرامی کے ظہور کی رات ہے اور شبِ قدر آپ کو عطا کی گئی اور اس مسئلہ میں کسی کو بھی نزاع نہیں ہے اسی اعتبار سے شبِ ولادت شبِ قدر سے افضل ہے۔
(۲) شبِ قدر نزولِ ملائکہ کی وجہ سے مشرف ہے اور شبِ ولادت آپ کے ظہور کی وجہ سے مشرف، اور وہ ذات جس کی وجہ سے شبِ ولادت کو فضیلت دی گئی، یقیناً ان صفات سے افضل ہے جن کی وجہ سے شبِ قدر کو فضیلت دی گئی، لہذا شبِ ولادت شبِ قدر سے افضل ہوئی (۳) لیلۃ القدر میں صرف امت محمد ﷺ پر فضل واقع ہوا ہے اور شبِ ولادت میں تمام موجودات پر اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم ہوا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿**وَمَـــــا اَرْسَـلْـنٰكَ اِلَّا رَحْـمَةً لِّـلْعٰلَمِيْنَ**﴾ لہذا آپ کی وجہ سے تمام مخلوقات پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں عام ہوئی ہیں۔ لہذا شبِ ولادت کا نفع زیادہ ہے اور یہی افضل ہے۔

حضور ﷺ کے میلاد کی خوشی کے لئے قرآن کریم کا ارشاد ہے ﴿**قُلْ بِـفَـضْلِ اللّٰـهِ وَبِـرَحْـمَةِ وَبِـذَالِكَ فَـلْيَفْرَحُوْا**﴾ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے ساتھ خوشیاں مناؤ۔ رحمت کی آمد پر خوشی منانا حکمِ الٰہی کے عین مطابق ہے۔

مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ آپ کی ولادت پاک کے مہینے میں تمام اہلِ اسلام ہمیشہ محفلِ میلاد مناتے چلے آئے ہیں اور اسی خوشی میں کھانا پکا کر کھاتے رہے ہیں اور دعوت

طعام کرتے آرہے ہیں اوران مبارک راتوں میں قسم قسم کے صدقات سے وہ صدقہ دیتے رہے ہیں اوراظہارِ سرور فرحت کرتے چلے آئے ہیں اوراس نیک کام میں حتی الوسع زیادہ کوشش کرتے آئے ہیں۔ اورآپ کا میلاد پڑھنے کا خاص اہتمام کرتے رہے ہیں جن کی برکتوں سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم ظاہر ہوتا رہا ہے اور ولادتِ باسعادت کے ایام میں محفلِ میلاد منانے کے خواص میں سے یہ امر مجرب ہے کہ اس سال میں امن وامان رہتا ہے اور ہر مقصود اور مراد پانے میں جلدی آنے والی خوشخبری ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمتیں فرمائے کہ جس نے ماہِ ولادت کی راتوں کو عید بنالیا۔

سید عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں محافلِ میلاد کا انعقاد ہمیشہ سے علمائے سلف کا طریقہ چلا آرہا ہے۔

جس طرف چشمِ محمد کے اشارے ہوگئے　　　جتنے ذرّے سامنے آئے ستارے ہوگئے

بخاری شریف میں ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت کی خبر جب باندی ثویبہ نے ابولہب کو سُنائی اُس وقت اُس نے خوشی کے عَالم میں باندی ثویبہ کو آزاد کردیا تھا۔ ابولہب کے مرنے کے بعد سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے اُس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ جہنم میں تمہارا کیا حال ہے؟ ابولہب نے کہا کہ جب محمد (ﷺ) کی ولادت کی خبر باندی ثویبہ نے سُنائی تھی اُس وقت اُس کو آزاد کردیا تھا۔ اس خوشی کے اظہار کی وجہ سے دوشنبہ کے دن میرے عذاب میں کمی ہوجایا کرتی ہے۔ غور فرمایئے ! ایک کافر جب حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی مناتا ہے تو اُس کے عذاب میں کمی ہوتی ہے اگر مسلمان حضور نورِ مجسم ﷺ کی ولادت کی خوشی میں عید میلاد النبی ﷺ کے جلسے جلوس قائم کرے تو اُن کو ثواب کتنا ملے گا۔

اعلانِ نبوت : حضور نبی کریم ﷺ نے وحی کی ابتداء ہونے کے بعد یعنی چالیس سال کی عمر شریف میں نبوت کا اعلان فرمایا اور ۱۳ سال یعنی ۵۳ برس کی عمر شریف تک مکہ معظّمہ میں تبلیغِ اسلام فرماتے رہے پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے جس

کو ہجرت کہتے ہیں۔ ۱۰ سال مدینہ منورہ میں تبلیغ اسلام فرمانے کے بعد ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ ہی کے دن عالمِ جاودانی کو رونق افروز ہوئے اس وقت عمر شریف ۶۳ سال تھی۔ آپ کی قبرِ شریف(Holy Shrine) مدینہ منورہ میں ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے میری قبر کی زیارت کی (Visiting Holy Shrine) اُس پر میری شفاعت (Intercession) واجب ہوگئی۔

☆ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو رحمۃ للعالمین یعنی سارے عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ یہ حضور ﷺ کی خاص صفت ہے جو کسی نبی کو حاصل نہیں۔

☆ حضور ﷺ خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں۔ حضور ﷺ کے زمانہ میں یا اس کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا، جو شخص حضور ﷺ کے زمانہ میں یا حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبوت ملنے کو مانے یا کسی نئے نبی کے آنے کو ممکن مانے وہ شخص کافر ہے۔

☆ حضور ﷺ افضل الخلق (ساری مخلوق میں سب سے افضل) اور اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق ہیں۔ حضور ﷺ کا فرمان اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے......حضور ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت۔ حضور ﷺ کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ اللہ رسول کی اطاعت اور احکام کو مِلانا ایمان ہے :

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ (النساء/۵۹) اے ایمان والو ! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا

﴿مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا﴾ (النساء۴/۸۰) جس نے رسول کی فرمانبرداری کی بیشک اُس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے روگردانی کی تو نہیں بھیجا ہم نے آپ کو اُن پر نگہبان بنا کر۔

اس آیت میں یہ بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اس کے رسول کے واسطہ سے کی جائے۔ اطاعت الٰہی کے لئے اطاعت رسول شرط ہے کیونکہ اطاعت رسول کے بغیر اطاعت خُدا ممکن ہی نہیں ہے۔ اب نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن کی تفہیم

وترجمانی کے لئے رسول کے اقوال واعمال وکردار کی ضرورت ہے کیونکہ قرآن تو کتاب صامت ہے اور رسول قرآن ناطق ہیں۔ کتنا کھول کر بتا دیا کہ اللہ کا مطیع وہی ہے جو اس کے رسول کا مطیع ہو۔ لاکھ دعویٰ کرے اطاعت رسول اور اتباع قرآن کا وہ جھوٹا ہے جب تک رسول کریم کی سنت کا پابند نہ ہو۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اُس نے رب تعالیٰ کی اطاعت کی، اور جس نے مجھ سے محبت کی اُس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی، تو منافقین آپس میں کہنے لگے کہ یہ شرک کی تعلیم ہے۔ آج جن لوگوں کو حضور ﷺ کی تعریف وتعظیم میں شرک نظر آتا ہے وہ حضور ﷺ کی تعریف پر شرک کے فتوے دیتے ہیں، یہ بیماری آج کی نہیں بلکہ بڑی پُرانی اور موروثی ہے یہ بیماری زمانہ نبوی میں منافقین کو بھی تھی جو اِدھر منتقل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس بیماری سے بچائے۔ (آمین)

☆ تمام دُنیا کو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے اختیار میں کر دیا ہے اور آسمان وزمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں حضور ﷺ کے مقدس ہاتھوں میں دے کر آپ کو اپنی تمام نعمتوں اور عطاؤں کا مالک اور تقسیم فرمانے والا بنا دیا ہے چنانچہ ہر قسم کی عطائیں حضور ﷺ ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں:

میں تو مالک ہی کہوں گا ہو مالک کے حبیب — یعنی محبوب ومحبّ میں نہیں میرا تیرا
کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے — دینے والا ہے سچا ہمارا نبی
کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے — ہر کار بنایا تمہیں مختار بنایا
بے یار ومددگار جسے کوئی نہ پوچھے — ایسوں کا تمہیں یار ومددگار بنایا

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں وہ سب حضور ﷺ کے دستِ اقدس سے عطا فرمائی ہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں اللہ دینے والا ہے اور میں اس کو تقسیم کرنے والا ہوں **اللہ المعطی وانا قاسم**

رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں — رب ہے معطی یہ ہیں قاسم

☆ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے مثل پیدا ہی نہیں فرمایا۔ آپ نبیوں سے، رسولوں سے، عرشِ اعظم سے، کعبہ معظّمہ سے افضل ہیں۔ کعبہ، بیت اللہ یعنی اللہ کا گھر ہے اور حضور ﷺ نور اللہ ہیں۔ گھر میں نور ہی کا تو اُجالا ہوتا ہے۔ خانہ کعبہ تو کیا، خلد بریں کو بھی حضور ﷺ ہی کے دم قدم سے آبادی ملی۔

تعجب کی جا ہے کہ فردوس اعلیٰ   بنائے خدا اور بسائے محمد ﷺ

کعبہ دیکھنے والا حاجی ہے مگر حضور ﷺ کو ایمان کے ساتھ دیکھنے والا صحابی ہے جو تمام سے افضل ہے۔

☆ حضور ﷺ کے کسی قول و فعل و عمل (سنت و حدیث) کو جو حقارت کی نظر سے دیکھے یا آپ کی شان میں کوئی ادنیٰ گستاخی یا توہین و بے ادبی کرے یا آپ کو جھٹلائے یا آپ کے کلام میں شک کرے یا آپ میں کوئی عیب نکالے یا آپ کی کسی سُنت کو بُرا سمجھے یا مذاق اُڑائے وہ اسلام سے خارج اور کافر ہے۔ (شفا شریف)

جامع کمالات: حضور ﷺ کی ذات جامع کمالات حسنات و مجموعہ خصائل ہے :
اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام کو مختلف کمالات و درجات عطا فرمائے ہیں، کوئی کلیم اللہ ہیں، کوئی خلیل اللہ، کوئی ذبیح اللہ ہیں اور کوئی روح اللہ ہیں۔ ہمارے حضور سرور دو عالم ﷺ کو وہ وہ درجات و کمالات عطا ہوئے ہیں جو کسی کے وہم و گمان میں نہیں آ سکتے۔ سارے کمالات جو اور نبیوں و رسولوں کو ایک ایک دو دو ملے، حضور ﷺ کو وہ سب ہی ملے اور زیادہ بھی۔ حضور ﷺ کے مراتب کا ذکر کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔ دیگر انبیاء کرام کسی خاص قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے مگر حضور ﷺ کی نبوت سب کے لئے عام ہے۔ حضور ﷺ نبیوں کے بھی نبی ہیں۔ تمام انبیاء کرام حضور ﷺ کے اُمتی اور مقتدی ہیں۔ تمام انبیاء ہر کام میں مرضیِ الٰہی کے خواہاں لیکن اللہ تعالیٰ، حضور ﷺ کی رضا چاہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی رضا اسی میں ہے کہ سب گناہگارانِ اُمت بخش دیئے جائیں :

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم　　　خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ (امام احمد رضا بریلوی)

تمام انبیاء کرام چند معجزات لے کر آئے لیکن حضور ﷺ سر سے پاؤں تک معجزہ ہیں، معجزہ بن کر آئے ہیں۔ حضور ﷺ اپنے تمام صفات میں سب سے منفرد و بے مثال ہیں:

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں

وہی پھول خار سے دور ہے، وہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

☆ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ بنائے گئے تو ہمارے حضور نبی کریم ﷺ حبیب اللہ بنائے گئے۔

☆ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جس آگ میں ڈالے گئے وہ آگ بجھ گئی تو حضور ﷺ کے آنے سے آتش کدہ ایران جو ہزاروں سال سے بھڑک رہا تھا بجھ گیا۔

☆ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے کلہاڑے سے بُت خانہ کے بُت پاش کئے تو حضور ﷺ کا کمال یہ کہ کعبہ اللہ میں نصب ۳۶۰ بُت اپنے دائیں ہاتھ کے اشارے سے توڑ ڈالے اور بُت منہ کے بل گر گئے۔

☆ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر عصا مار کر بارہ چشمے جاری کئے تو حضور ﷺ نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں سے پانی کی نہر جاری کر دی جو کہ ناممکن تھی، جب کہ پتھر سے پانی کا نکلنا ممکن تھا۔

☆ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریائے نیل عبور کیا تو دریا نے راستہ چھوڑ دیا، جب کہ ادھر غلامان مصطفیٰ جب دریا عبور کرتے ہیں تو پانی ہی سڑک بن جاتا ہے اور کپڑے بھی گیلے نہیں ہوتے۔

☆ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی ایک دن میں سارا پانی پی جاتی تھی تو حضور ﷺ کی ناقہ، حضور ﷺ کی نبوت کی گواہی دیتی تھی اور کئی بار اونٹ آپ کے پاس آ کر اپنے مالک کی شکایت کرتے۔

☆ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہا نرم ہو جاتا تھا جو کہ اس کی

فطرت ہے مگر حضور ﷺ کے ہاتھوں میں کنکریوں نے کلمہ پڑھ کے آپ کی نبوت کی شہادت دی۔

☆ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے پرندے مسخر تھے تو اِدھر غلام مصطفٰی حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سامنے آتے ہوئے شیر سے کہتے ہیں **یا ابا الحارث انا مولیٰ رسول الله** اے شیر (خبردار) میں غلام رسول ہوں۔

☆ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو زمین پر بادشاہت عطا کی گئی تو حضور ﷺ کو زمین کے سرخ وسفید پر حکومت اور خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں۔

☆ اگر یہ کہا جائے کہ سلیمان علیہ السلام کے پاس جِن اگر نافرمانی کرتے تو آپ سزا دیتے' مگر حضور ﷺ کے پاس آنے والے جِن بھی آپ کی عظمت کو جُھک کر سلام کرتے۔

☆ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوائیں مسخر کی گئیں اور صبح سے دو پہر تک ایک مہینے کا سفر طے کرتے' مگر حضور ﷺ ایک رات کے تھوڑے حصے میں مسجد حرام سے لے کر لامکان کی سیر کر کے آ گئے۔

ذکرِ ولادت (ذکرانبیاء) اور سلام :

﴿**سَلَامٌ عَـلَيْـهِ يَـوْمَ وُلِـدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا**﴾ (مریم/۱۵) (حضرت یحیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوا) سلامتی ہے اُن کی پیدائش کے دن اور اُن کی وفات کے دن اور جس دن وہ زندہ اُٹھائے جائیں۔

پیدائش' وفات اور حشر کے دن انسان کے لئے خصوصی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحیٰ علیہ السلام کا اکرام فرمایا کہ انھیں ان تینوں اہم موقعوں پر امن وسلامتی عطا فرمائی۔

﴿**وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا**﴾ (مریم/۳۳) (حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے متعلق ارشاد فرمایا) اور مجھ پر سلامتی ہو جس دن میں پیدا ہوا اور

جس دن میں مَر وں (وفات پاؤں) اور جس دن زندہ اُٹھایا جاؤں۔

معلوم ہوا کہ نبی ولادتِ زندگی' وفات' حشر ہر جگہ اللہ کے امن وسلامتی میں رہتے ہیں۔ انبیائے کرام اپنے انجام سے باخبر رہتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رب کی نعمت کے اظہار کے لئے اپنے فضائل بیان کرنا نبی کی سنت ہے۔

ذکرِ ولادت اور ذکرِ وفات کے موقعوں پر سلام بھیجنا انبیاء کی سنت ہے۔

﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ۚ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِى الْعٰلَمِيْنَ ۚ اِنَا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ (صٰفت/۸۰) اور پیچھے آنے والوں میں ہم نے اُن کا ذکرِ خیر چھوڑا (باقی رکھا)۔ سلام ہونوح پر سارے جہاں والوں میں۔ بیشک ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی صلہ دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آنے والی اُمتوں میں حضرت نوح علیہ السلام کی شہرت اور نیک نامی کو باقی رکھا۔ ہرقوم آپ کی ثنا خواں اور ہر اُمت آپ کی تعریف کرتی ہے چنانچہ آپ کے بعد کے انبیاءکرام آپ کی حمد وثناء کرتے رہے اب بھی اُن کا ذکرِ خیر جاری ہے۔

معلوم ہوا کہ بعد وفات ذکرِ خیر دُنیا میں رہنا اللہ کی رحمت ہے۔ لوگ اپنا ذکرِ خیر باقی رکھنے کے لئے بڑی کوششیں کرتے ہیں مساجد' کوئیں' پُل' مسافر خانے' دینی مدارس' کتب خانے وغیرہ بناتے ہیں' کتابیں لکھی جاتی ہیں۔

فرشتے' جنات' جانور' انسان تاقیامت نوح علیہ السلام کو سلام عرض کرتے ہیں۔

نیکوکاروں (محسنین) کا ذکرِ خیر باقی رہتا ہے فرشتے انھیں سلام بھی کرتے رہتے ہیں۔

﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ۚ سَلٰمٌ عَلٰٓى ابراهيم ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ (الصفٰت/۱۱۰) اور پیچھے آنے والوں میں ہم نے اُن کا ذکرِ خیر چھوڑا۔ سلام ہوابراہیم پر' نیکی کرنے والوں (محسنین) کو ہم اسی طرح بدلہ (اجر) دیتے ہیں۔

﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِى الْاٰخِرِيْنَ ۚ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ (الصفٰت/۱۲۱) اور پیچھے آنے والوں میں ہم نے ان دونوں کا ذکرِ خیر

چھوڑا۔ موسیٰ اور ہارون پر سلام ہو بیشک ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ۔ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ۔ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ (الصفٰت/۱۳۰) اور پیچھے آنے والوں میں ہم نے اُن کا ذکرِ خیر چھوڑا۔ سلام ہو الیاس پر، بیشک ہم نیکی کرنے والوں (محسنین) کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

﴿وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ (الصفٰت/۱۸۲) اور سلام ہو پیغمبروں پر، اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا رب ہے۔

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ انبیاء کرام کو علیہ السلام کہنا چاہئے، جیسے موسیٰ علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام۔ کسی اور بزرگ کے نام پر علیہ السلام نہ کہا جائے جیسے امام حسین علیہ السلام، کیونکہ علیہ السلام نبیوں کے لئے ہے۔

دوسرے یہ کہ حضور ﷺ پر سلام بھیجنا **یانبی سلام علیك یا السلام علیك ایها النبی** جائز ہے۔ (کنز الایمان، تفسیر نور العرفان)

﴿قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ﴾ (النمل/۵۹) (اے حبیب) آپ فرمائیں سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور سلام اُس کے منتخب بندوں پر۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا تقاضا یہ ہے کہ جب اُس کی حمد کی جائے تو ان پاک ہستیوں (حضور ﷺ کے صحابہ، اہل بیت اطہار) پر بھی درود وسلام کے گلہائے رنگین نچھاور کئے جائیں۔ علمائے کرام جب بھی تقریر شروع کرتے ہیں یا خطبہ دیتے ہیں یا کوئی کتاب تالیف کرتے ہیں تو اس کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد سے اور اس کے نبی کریم ﷺ پر درود وسلام سے کرتے ہیں۔ **الحمد لله** بھی کہا کریں اور **یانبی سلام علیك** بھی کہا کریں کیونکہ سلام کرنے کا حکم ہے۔ اس لئے نماز کے شروع میں کہتے ہیں **الحمد لله** اور آخر میں کہتے ہیں **السلام علیك ایها النبی**۔ اور حضور ﷺ کے طفیل سارے منتخب بندوں کو سلام کیا جاتا ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِىِّ ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾ (الاحزاب/۵۹) بیشک اللہ تعالیٰ اور اُس کے تمام فرشتے نبی مکرم پر درود بھیجتے ہیں،

اے ایمان والو ! تم بھی (بڑے ادب و محبت سے) ان پر دُرود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو۔ احادیث میں ہے کہ دُرود مکمل کرنے کے لئے آل پاک کا ذکر بھی چاہیئے۔ نماز میں آل پاک پر بھی دُرود پڑھا جاتا ہے۔ دُرود کامل وہ ہے جس میں صلوٰۃ و سلام دونوں ہوں۔ التحیات میں سلام پڑھا جاتا ہے اور دُرود ابراہیمی میں نبی اور آل نبی پر دُرود بھیجا جاتا ہے۔ جب بھی حضور ﷺ کا اسمِ مبارک لیا جائے (نبی کا ذکر کیا جائے) درود شریف پڑھے۔ جب نام گرامی لکھے تو ساتھ درود پاک لکھے، اسم مبارک سُنا جائے تو دُرود شریف پڑھا جائے۔

ان تمام آیات کا حاصل یہ ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی جائے نبی پر درود و سلام بھیجا جائے۔ انبیائے کرام کی ولادت، وفات، سیرت اور فضائل کا ذکر جب بھی کیا جائے سلام عرض کیا جائے۔ شہزادۂ غوث الثقلین سید الخطباء مخدوم الملت حضور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہٗ بارگاہِ رسالتمآب علیہ التحیۃ والثناء میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ　　　صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد
مَنْ عَلَیْنَا رَبُّنَا اِذْ بَعَثَ مُحَمَّدًا　　　اَیَّدَہٗ بِاَیِّدِہٖ اَیِّدِنَا بِاَحْمَدًا
اَرْسَلَہٗ مُبَشِّرًا اَرْسَلَہٗ مُمَجَّدَا　　　صَلُّوْا عَلَیْہِ دَآئِمًا صَلُّوْا عَلَیْہِ سَرْمَدًا
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اے میرے مولیٰ کے پیارے　　　نور کی آنکھوں کے تارے
اب کسے سیّد پُکارے　　　تم ہمارے ہم تمہارے
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

فضائل دُرود شریف (Ricitation of Durood)

حضور نبی کریم ﷺ پر کثرت سے دُرودشریف پڑھنا موجبِ کمال ایمان ہےاور علامتِ محبت ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

دُرودشریف پڑھنے والے کا جسم اور لباس پاک صاف ہونا چاہئے۔ دُرودشریف پڑھتے ہوئے حضور ﷺ کا تصور کرنا چاہئے۔ اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے کھڑے ہوکر، بیٹھ کر، تنہائی میں، مجمع میں، آہستہ یا آواز سے جیسے اور جہاں میسر ہونہایت ادب واحترام اور مکمل وارفتگی کے ساتھ دُرودشریف میں مشغول رہے۔

درودشریف بہترین وظیفہ اور قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔ ایک مرتبہ درودشریف پڑھنے سے اللہ تعالٰی دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے دس درجات بلند کرتا ہے، دس نیکیاں عطا فرماتا ہے، دس گناہ مٹاتا ہے، دس غلام آزاد کرنے کا ثواب اور بیس غزوات میں شمولیت کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ (جذب القلوب)

درودشریف دُعا کی قبولیت کا سبب ہے اس کے پڑھنے سے شفاعت مصطفٰے ﷺ واجب ہوجاتی ہے۔ (جذب القلوب)

درودشریف سے مصیبتیں ٹلتی ہیں، بیماریوں سے شفاء حاصل ہوتی ہے، خوف دور ہوتا ہے، ظلم سے نجات حاصل ہوتی ہے، دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے، اللہ تعالٰی کی رضا حاصل ہوتی ہےاور دل میں اس کی محبت پیدا ہوتی ہے، فرشتے اس کا ذکر کرتے ہیں، اعمال کی تکمیل ہوتی ہے، دل وجان، ذات ومال کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے، پڑھنے والا خوشحال ہوجاتا ہے، برکتیں حاصل ہوتی ہیں، اولاد دراولاد چار نسلوں تک برکت رہتی ہے۔ (جذب القلوب)

درودشریف پڑھنے سے قیامت کی ہولناکیوں سے نجات حاصل ہوتی ہے سکراتِ موت میں آسانی ہوتی ہے دُنیا کی تباہ کاریوں سے خلاصی (نجات) ملتی ہے تنگدستی دور ہوتی ہے بھولی ہوئی یعنی گم ہوجانے والی چیزیں یاد آجاتی ہیں، ملائکہ درود پاک پڑھنے

والے کو گھیر لیتے ہیں' درود شریف پڑھنے والا جب پُل صراط سے گزرے گا تو نور پھیل جائے گا اور وہ اس میں ثابت قدم ہو کر پلک جھپکنے میں نجات پائے گا اور عظیم تر سعادت یہ ہے کہ درود شریف پڑھنے والے کا نام حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے' روزِ قیامت مدنی تاجدار ﷺ سے مصافحہ کی سعادت نصیب ہوگی اور ان شآء اللہ خواب میں یا حالتِ بیداری میں حضور ﷺ کا دیدار نصیب ہوگا۔ (جذب القلوب)

درود شریف اور دُعائے وسیلہ : Durood and Intermediation

اذان کے بعد جو دُعا پڑھی جاتی ہے اس کو دُعائے وسیلہ کہتے ہیں۔ درود شریف پڑھ کر دُعائے وسیلہ پڑھی جائے۔ حضور نبی الرحمہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جب مؤذن کی اذان سنو تو جیسے وہ کہتا ہے تم بھی کہتے جاؤ پھر جواب سے فارغ ہو کر مجھ پر درود شریف پڑھو کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے میرے واسطے وسیلہ طلب کرو کہ وسیلہ جنت میں ایک مقام ہے جو بندگانِ خدا سے کسی ایک بندہ کے واسطے سزاوار ہے مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہوں گا تو جو شخص میرے واسطے وسیلہ طلب کرے گا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔ (مسلم شریف)

دُعائے وسیلہ(Supplication of Intermediation): **اللھم رب ھذہ الدعوة التامة والصلوٰة القائمة آت محمد ن الوسیلة والفضیلة والدرجة الرفیعة وابعثه مقام محمودا الذی وعدته واجعلنا فی شفاعته یوم القیامة انك لاتخلف المیعاد** اے اللہ ! اس مکمل دعوت اور قیامت تک باقی رہنے والی نماز کے رب' محمد ﷺ کو وسیلہ عطا فرما اور تمام مخلوق پر برتری وفضیلت اور بلند درجہ عطا فرما اور انھیں مقامِ محمود پر فائز فرما جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے اور ہمیں قیامت کے دن اُن کی شفاعت میں داخل فرما دینا' بے شک تو وعدہ خلافی نہیں فرماتا۔

جنت میں سب سے اعلیٰ درجہ کو وسیلہ کہتے ہیں جو جنت کے تمام درجات کی نسبت عرش سے قریب تر ہے۔ یا وسیلہ سے مُراد محبوب خدا ﷺ کو روزِ حشر عرشِ اعظم پر بٹھانا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے محبوب کو بہترین سبز پوشاک پہنا کر عرش پر بٹھائے گا اور حکم دے گا کہ جو چاہو کہو اور جو چاہو مانگو۔

☆ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو مجھ پر دُرود شریف پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔ وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر دُرود شریف نہ پڑھے۔ (مشکوٰۃ)

☆ حضور ﷺ کا نامِ مبارک لکھے تو دُرود شریف ضرور لکھے کہ بعض علماء کے نزدیک اس وقت دُرود شریف لکھنا واجب ہے (بہارِ شریعت) دُرودِ شریف یعنی صلی اللہ علیہ وسلم کے بدلے صلعم، عم، صـــ، عـــ لکھنا ناجائز و سخت حرام ہے۔ انگریزی میں لفظ محمد کا اختصار MD. یا Mohd. کیا جاتا ہے اسطرح لکھنا جائز نہیں بلکہ Mohammed لکھا جائے)

یونہی رضی اللہ عنہ کی جگہ رضـــ ۔ رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ رحـــ لکھتے ہیں یہ بھی نہ چاہئے۔ جن لوگوں کے نام محمد، احمد، علی، حسن، حسین ہوتے ہیں اُن ناموں پر صـــ رضـــ رحـــ بناتے ہیں یہ بھی ممنون ہے کہ اس جگہ یہ شخص مُراد ہے اس پر دُرود کا اشارہ کیا معنیٰ؟ (بہارِ شریعت)

☆ حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں 'پہلا شخص جس نے دُرود شریف کا اختصار ایجاد کیا اُس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا' صرف مال کی چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو اس بدنصیب نے مال نہیں بلکہ عظمتِ مصطفٰی ﷺ کی چوری کرنے کی کوشش کی تھی۔

درودِ ابراہیم : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّد كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ٥ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰٓى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ٥

الٰہی ! حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر درود بھیج جس طرح تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر' بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ الٰہی! برکت دے حضرت محمد ﷺ کو اور حضرت محمد ﷺ کی آل کو جس طرح تو نے برکت دی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل کو۔ بیشک تو تعریف کیا گیا ہے بزرگ ہے۔

خزینہ فضائل و برکات : یہ درود شریف ہر نماز خصوصاً نمازِ جمعہ کے بعد مدینہ منورہ کی جانب منہ کر کے (۱۰۰) مرتبہ پڑھنے سے بے شمار فضائل و برکات حاصل ہوتے ہیں۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً وَّسَلَاماً عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

درود برائے مغفرت : **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰينَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ** حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص یہ درود پاک پڑھے' اگر کھڑا تھا تو بیٹھنے سے پہلے اور بیٹھا تھا تو کھڑے ہونے سے پہلے اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

ایک پسندیدہ درود شریف : **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ**

امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک روز حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی' انہوں نے یہ درود حضور ﷺ کی خدمت میں پڑھا جس کو حضور ﷺ نے پسند فرمایا۔

درود شریف شافعی : **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ**

امام اسماعیل ابن ابراہیم مدنی نے امام شافعی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ

اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ کیا۔ انہوں نے فرمایا اس درود شریف کی برکت سے مجھے تعظیم واحترام کے ساتھ بہشت میں لے جایا گیا۔

درودِ خضری : **صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ**

یہ ایسا درودِ پاک ہے کہ نہ فقط روضہ نبی اکرم ﷺ کی حاضری نصیب ہوتی ہے بلکہ مراد دین پائی جاتی ہیں اور محبت میں یقیناً اضافہ ہوتا رہتا ہے فی الحقیقت درود خضری ایک بڑی نعمت ہے۔

دَرُود تَاج

درود تاج بے پناہ فیوض و برکات کا منبع ہے اور یہ عاشقانِ رسول ﷺ کا محبوب وظیفہ ہے۔ جو شخص عروج ماہ، شب جمعہ میں بعد نماز عشاء باوضو پاک کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ایک سوستر (۱۷۰) مرتبہ اس درود پاک کو پڑھے اور سورہے تو گیارہ شب متواتر اسی طرح کرنے سے ان شآء اللہ اُس کو زیارت سرکار ﷺ نصیب ہوگی۔

سحر و آسیب جن و شیطان کے دفع کرنے کے لئے اور چیچک دفع کرنے کے لئے گیارہ مرتبہ پڑھ کر دم کرے ان شآء اللہ فائدہ ہوگا۔

دشمنوں ظالموں حاسدوں اور حاکموں کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے اور دفع الم و افلاس کے لئے چالیس شب متواتر بعد نماز عشاء اکتالیس مرتبہ پڑھے،

رزق کی کُشادگی کے لئے سات مرتبہ روزانہ بعد نماز فجر وِرد رکھے۔

حاملہ عورت کو کوئی خلل ہو تو سات روز برابر سات مرتبہ پانی پر دم کرکے پلائے۔

برائے ہر مقصود و مطلوب بعد نصف شب باوضو چالیس مرتبہ پڑھے ان شآء اللہ مقصد میں کامیابی ہوگی اور مُراد برآئے گی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ دَافِعِ الْبَلَآءِ وَالْوَبَآءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ اِسْمُهٗ مَكْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ مَّنْقُوْشٌ فِى اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ سَيِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ جِسْمُهٗ مُقَدَّسٌ مُعَطَّرٌ مُّطَهَّرٌ مُّنَوَّرٌ فِى الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ شَمْسِ الضُّحٰى بَدْرِ الدُّجٰى صَدْرِ الْعُلٰى نُوْرِ الْهُدٰى كَهْفِ الْوَرٰى مِصْبَاحِ الظُّلَمِ جَمِيْلِ الشِّيَمِ شَفِيْعِ الْاُمَمِ ۚ صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَاللّٰهُ عَاصِمُهٗ وَجِبْرِيْلُ خَادِمُهٗ وَالْبُرَاقُ مَرْكَبُهٗ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُهٗ وَسِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى مَقَامُهٗ وَقَابَ قَوْسَيْنِ مَطْلُوْبُهٗ وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُهٗ وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُهٗ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ۚ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ ۚ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ ۚ اَنِيْسِ الْغَرِيْبِيْنَ ۚ رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۚ رَاحَةِ الْعَاشِقِيْنَ ۚ مُرَادِ الْمُشْتَاقِيْنَ ۚ شَمْسِ الْعَارِفِيْنَ ۚ سِرَاجِ السَّالِكِيْنَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِيْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَآءِ وَالْغُرَبَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ ۚ نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ ۚ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ ۚ وَسِيْلَتِنَا فِى الدَّارَيْنِ ۚ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَيْنِ وَالْمَغْرِبَيْنِ ۚ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ مَوْلَانَا وَمَوْلَى الثَّقَلَيْنِ ۚ اَبِى الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ ۚ يٰۤاَيُّهَا الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۚ

صحابہ کرام کی فضیلت : Virtue of the Companions

صحابہ کرام وہ مقدس نفوس قدسیہ ہیں جنہوں نے اپنی آنکھوں سے حضور نبی کریم ﷺ کے جمال کو دیکھا' آپ کی پاکیزہ صحبت سے فیض یاب ہوئے' قرآن اور دین کو حضور ﷺ کی زبان سے سنا اور اپنی جان و مال حضور ﷺ پر نثار کردیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابی کے مرتبہ کو اب کوئی نہیں پا سکتا' دُنیا بھر کے اولیاء' اقطاب' ابدال' غوث وقطب...... صحابیِ رسول کے درجہ ومقام کو حاصل نہیں کرسکتے۔ حضور نبی مکرم ﷺ کے صحابہ ساری اُمت سے افضل اور بہتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی صحبت اور نصرت کے لئے صحابہ کرام کو پسند کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآنی سانچے میں ڈھلی ہوئی پاکیزہ ترین جماعت ہے اور اسی جماعت صحابہ کے افضل ترین افراد یعنی خلفائے راشدین نے درحقیقت رسول اکرم ﷺ کی روش' اور منشاء کے عین مطابق دُنیا میں اسلامی نظام حیات کو برپا کیا۔ آج دُنیا بھر کے مسلمان ان کے مرہونِ منت ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ ہدایت کے راستہ کی رہبری فرماتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معیارِحق بنا رہے ہیں۔ '**ما انا علیه واصحابی**' جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔ میری روش پر چلو میرے صحابہ کی روش پر چلو۔'**علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین**' تم پر میری سنت لازم ہے خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے۔

اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ جو صحابہ کرام پر طعن کرے وہ ملحد اور اسلام کا دشمن ہے اس کا علاج اگر توبہ نہ کرے تو تلوار ہے ۔۔ صحابہ کرام پر تبرا کرنے والا زندیق اور منافق ہے (الکبائر للذہبی)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے تو صحابہ کے نصف پیمانہ دینے کے ثواب تک نہیں پہنچ سکتا۔ حدیث **خیر القرون قرنی** (سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے) اس مطلب کی وضاحت کرتی ہے۔ اس سے برھ

کر اور کونسی دلیل کی ضرورت ہے کہ صحابہ کرام نے حضور ﷺ کے جمالِ جہاں تاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ حضور ﷺ کی پاکیزہ صحبت سے فیضیاب ہوئے' قرآن اور دین کو زبانِ رسالت سے براہ راست سنا۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات سے واقف ہوتے رہے یعنی جان و مال راہ مصطفٰی میں نثار کرتے رہے۔ صحابی ایسے خوش نصیب مومن کو کہیں گے جس نے ایمان کی حالت میں حضور ﷺ کو دیکھا اور ایمانی حالت میں دنیا کو خیر باد کیا۔ حضور ﷺ کو ایمان سے ایک نگاہ دیکھنا صحابی بنا دیتا ہے۔

ولی کتنا ہی بڑا درجہ رکھتا ہو مگر وہ کسی صحابی کے برابر نہیں ہوسکتا۔ صحابہ میں سب سے بڑا مرتبہ خلیفہ اول امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے پھر دوسرے خلیفہ امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے پھر تیسرے خلیفہ امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ہے اور پھر چوتھے خلیفہ امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کا ہے' پھر باقی عشرۂ مبشرہ (حضرت طلحہ' حضرت زبیر' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت سعید بن زید اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضوان اللہ علیہم اجمعین) پھر اصحابِ بدر اور اصحابِ احد' پھر باقی اصحابِ بیعتِ رضوان' پھر باقی صحابہ کا مرتبہ ہے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

جو شخص سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یا سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے افضل بتائے وہ گمراہ' بدمذہب اور جماعتِ اہل سنت سے خارج ہے۔ خود سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھے ابوبکر وعمر سے افضل بتائے گا وہ میرے اور تمام اصحاب رسول اللہ ﷺ کا منکر ہوگا اور جو مجھے ابوبکر وعمر سے افضل کہے گا میں اُسے دردناک کوڑے لگاؤں گا۔ بیشک انبیاء و مرسلین کے بعد تمام مخلوقات سے افضل سیدنا ابوبکر ہیں' پھر سیدنا عمر ہیں' پھر سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

کُل صحابہ کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار سے زیادہ ہیں۔ تمام صحابہ کرام معیارِ حق ہیں۔ ابن عساکر کی روایت ہے کہ ایک شخص کی وفات کا وقت قریب آ گیا تو اس سے کلمہ طیبہ پڑھنے کے لئے کہا گیا۔ اُس نے جواب دیا کہ میں اس کے پڑھنے پر قادر نہیں ہوں کیونکہ

میں ایسے لوگوں کے ساتھ اُٹھتا بیٹھتا تھا جو مجھے ابوبکر وعمر کو بُرا بھلا کہنے کی تلقین کرتے تھے۔

اللہ اکبر ! کتنا عظیم ہے اُن حضرات کا مقام۔ جب اُن بزرگوں کو بُرا کہنے والوں کے ساتھ نشست وبرخاست کی یہ سزا ہے تو جو بُرا کہتا ہے خود اُس کی کیا سزا ہوگی؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو میرے صحابہ میں سے کسی کو گالی دیتا ہوا مرا' تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک جانور کو مسلط کردے گا جو اس کے گوشت کو کھائے گا اور وہ اس کی تکلیف قیامت تک پائے گا۔ (شرح الصدور)

ابن ابی الدنیا نے ابواسحاق سے روایت کی' انہوں نے کہا کہ میں نے ایک میت کو غسل دیا۔ اب جو میں نے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو اس کی گردن میں ایک سانپ لپٹا ہوا ہے تو لوگوں نے بتایا کہ یہ صحابہ کرام کو گالیاں دیتا تھا۔ معاذ اللہ۔

کسی بھی صحابی رسول کے بارے میں بغض ونفرت کا جذبہ پالنا حرام قطعی ہے۔۔حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور انھیں میرے بعد نشانہ نہ بناؤ' جس نے اُن سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی وجہ سے اُن سے محبت کی' اور جس نے اُن سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے اُن سے بغض رکھا' جس سے انھیں تکلیف پہونچائی اُس نے مجھے تکلیف دی' اُس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی اور جو اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہونچائے گا تو قریب ہے کہ وہ اُس کو اپنی پکڑ میں لے لے۔(ترمذی)

اکابر اُمت نے صحابہ کرام کے مقام ومرتبہ کو جانا تھا اس وجہ سے اُن کے قلوب میں اُن کی عظمت ومحبت اور اُن کا احترام تھا۔اہلسنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ صحابہ کرام کا تذکرہ عقیدت ومحبت سے کیا جائے' اُن کا ذکر بُرائی سے کرنا حرام ہے۔

مومن کی پہچان یہ ہے کہ وہ تمام صحابہ کرام واہلبیت اطہار سے اچھی عقیدت رکھے۔ قرآنِ مجید نے یہ دُعا بیان فرمائی ہے ﴿رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَاتَجْعَلْ فِىْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (الحشر/۱۰) اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے

(صحابہ کرام، سلف صالحین) اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔ اے ہمارے رب بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔ (کنزالایمان)

ہمیں صرف اپنی ذات کے لئے ہی دُعا نہ کرنا چاہئے بلکہ صحابہ کرام، سلف صالحین کے لئے دُعا گو ہونا چاہئے۔ ان کے لئے دُعائے مغفرت (مراتب ودرجات کی بلندی کی دُعا) کرے۔ مومنین کی تین جماعتیں ہیں (۱) مہاجرین (۲) انصار (۳) ان کے دُعا گو مومن ۔۔لہٰذا روافض (شیعہ)، اہلحدیث (غیر مقلد)، خوارج (وہابی) ان تینوں سے خارج ہیں کیونکہ اس آیت میں صحابہ کرام کے بعد والے مومنوں کی علامات بتائی گئی ہیں کہ وہ اہلبیت اطہار اور صحابہ کرام کے دُعا گو ہیں اور اُن کے سینے عام مسلمان خصوصاً صحابہ کرام کے لئے پاک ہیں۔

صحابہ کرام کے بارے میں بُری ذہنیت شیعیت کی دین ہے۔جن کے دل ودماغ میں شیعیت اور رافضیت کے جراثیم ہوتے ہیں انھیں کی زبان سے صحابہ کرام کے بارے میں اُن کی عظمت وشان کے خلاف بات نکلتی ہے۔ روافض (شیعہ)، اہلحدیث (غیر مقلد)، خوارج (وہابی) نے توہین صحابہ کرام کے علاوہ کوئی اور جرم نہ بھی کیا ہوتا تو یہی اُن کو گمراہ ہونے کے لئے کافی تھا لیکن یہ لوگ توہین صحابہ کرام کے ساتھ ساتھ سینکڑوں قسم کی ضلالتوں میں مبتلا ہیں۔ (تحقیق کے لئے ہماری ان کتابوں کا مطالعہ بہت ضروری ہے: اہلحدیث اور شیعہ مذہب، جماعت اسلامی اور شیعہ مذہب، جماعت اہلحدیث کا نیا دین، جماعت الحدیث کا فریب)

صحابہ کرام کے بارے میں روافض (شیعوں) کا عقیدہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اہل ایمان سے دشمنی یہود کا شیوہ اور کافروں کی علامت ہے۔ شیعہ بھی چونکہ اپنی عادات واطوار عقائد وخصوصیات کے اعتبار سے یہود کا ایک فرقہ ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شیعیت یہودیت ہی کا چربہ ہے۔ ابن عبدالبر صدیوں پہلے کہہ چکے ہیں کہ یہودی اور رافضی ایک ہی سکہ کے دورُخ ہیں، ابن عبدالبر نے یہودیوں اور رافضیوں کے درمیان عقائدی مماثلت ومشابہت کی نشاندہی کی ہے۔

شیعہ، یہود کے مانند، مخلصین مومنین خصوصاً صحابہ کرام سے جو کہ روئے زمین پر پاکیزہ

اور اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ جماعت ہیں دلی بغض اور عداوت رکھتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں یہود ومشرکین کو مومنین کا شدید دشمن بتایا ہے ﴿**لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا**﴾ (المائدہ) مومنین کا سخت ترین دشمن لوگوں میں سے یہودا اور مشرکین کو پائے گا۔

یہود کے مانند شیعہ بھی صحابہ کرام کے سب سے بڑے اور بدترین دشمن ہیں' کفار قریش کی صحابہ دشمنی قبول اسلام کے بعد محبت صحابہ میں تبدیل ہوسکتی ہے مگر شیعوں کی دشمنی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں جلائے جانے کے بعد بھی ہرگز نہیں بدل سکتی۔ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ کو خدا کہنے والی ایک جماعت کو آپ نے آگ میں جلایا تھا مگر جلتے وقت بھی انہوں نے شرک وبغض صحابہ نہ چھوڑا۔ عمرو بن شرجیل کا یہ قول بڑا عبرت آموز ہے کہتے ہیں کہ رافضی' یہود ونصاریٰ سے بھی ایک قدم آگے ہیں۔ اگر یہود سے پوچھا جائے کہ تمہاری ملت میں سب سے افضل کون ہے تو وہ جواب دیں گے اصحاب موسیٰ۔ عیسائیوں سے یہی سوال پوچھا جائے تو وہ کہیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواری۔ لیکن اگر رافضیوں سے پوچھا جائے کہ **من شر اهل ملتكم** تمہاری ملت سے بدترین لوگ کون ہیں تو یہ بدبخت کہیں گے اصحاب محمد ﷺ۔ (العیاذ باللہ)

☆ حضور ﷺ سے محبت کی علامت یہ بھی ہے کہ آل واصحاب' مہاجرین وانصار' ازواج مطہرات اور بنات طاہرات اور جمیع متعلقین ومتوسلین سے محبت رکھے اور ان سب کے دشمنوں وگستاخوں سے عداوت رکھے اگر چہ وہ اپنا باپ یا بیٹا یا بھائی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سب دشمنوں کے شر سے بچائے اور حضور ﷺ کی سچی محبت اور اُن کے سب دشمنوں سے کامل عداوت عطا فرمائے اور اسی حُب وبغض پر کہ اُسے محبوب ومقبول ہے دُنیا سے اُٹھائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

اہلبیت کے فضائل Virtue of the Family Members of the Prophet (Peace and Blessings be upon him) : ارشاد نبوی ﷺ ہے :

اَدِّبُوا اَوْلَادَكُمْ عَلٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ حُبِّ نَبِيِّكُمْ وَحُبِّ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ

اپنی اولاد کو تین چیزیں سکھاؤ' اپنے آقا ﷺ سے محبت' اہل بیت کی محبت اور قرآن کا پڑھنا (الجامع الصغیر) نبی کریم ﷺ کے اہلبیت کے فضائل آسمان کے تاروں اور زمین کے ذرّوں کی طرح بیشمار ہیں اور کیوں نہ ہوں جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے دسترخوان سے حضور ﷺ ہاتھ پونچھ لیں تو وہ دسترخوان آگ میں نہ جلے تو وہ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا وحسنین کریمین طاہرین جن کا خمیر خون خیر الرُسل سے ہے اُن کا کیا پوچھنا اور وہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن کے سینہ شریف پر حضور ﷺ کا وصال ہوا اور جن کے حجرے میں حضور ﷺ قیامت تک کے لئے آرام فرما ہوں اُن کا کیا کہنا' حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عظمت تو دیکھو کہ اِدھر پنجتن پاک میں شامل' اُدھر چار یار میں داخل' ایک ہاتھ اہل کساء میں ہے تو دوسرا ہاتھ خلفائے راشدین میں ہے۔ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی نسلِ مصطفیٰ ﷺ کی اصل ہیں۔علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دروازے سے ولایت تقسیم ہوتی ہے۔۔ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی مشکلکشا ہیں۔

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾

(الاحزاب/۳۳) اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو کہ تم سے دور کر دے ہر قسم کی ناپاکی اور تمہیں پوری طرح پاک وصاف کر دے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے اہلبیت کو ہر ظاہری و باطنی گندگی سے پاک رکھا۔ نبی کریم ﷺ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جسم اطہر کو سونگھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اُن کے جسم اطہر سے جنت کی خوشبو آتی ہے (مبسوط سرخسی) اسی لئے آپ کو زھرا کہتے ہیں یعنی جنت کی کلی اور اسی آیت سے لفظ پنجتن پاک لیا گیا ہے کہ کساء کی حدیث سے پنجتن لیا گیا

کیونکہ کمبل شریف میں پانچ تن ہی تھے نبی کریم ﷺ، فاطمہ زہرا، علی مرتضیٰ، حسن، حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور پاک اس آیت سے لیا گیا۔

﴿**قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبىٰ**﴾ (شوریٰ)

اے محبوب فرمادو کہ میں تم سے نبوت پر اُجرت نہیں مانگتا سوا قرابت کی محبت کے۔

معلوم ہوا کہ جس نے اہلبیت سے محبت نہ کی اُس نے نبی کا حق ہی ادا نہ کیا۔۔رب تعالیٰ نصیب فرمادے۔

﴿**وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا**﴾ (آل عمران) اور سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑلو اور الگ الگ (متفرق) نہ ہو۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: **نحن حبل الله الذی قال الله فيه** (الصواعق محرقہ) وہ اللہ کی رسی ہم اہل بیت ہیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اہلبیتِ کرام کا دامن مضبوطی سے پکڑنا نجات کا ذریعہ ہے۔

﴿**فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَ نَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ**﴾ (آل عمران) پس فرمادو کہ آؤ تم اپنے اپنے بچوں اپنی اپنی عورتوں اپنی اپنی جانوں کو بلائیں۔

اس آیت میں علی مرتضیٰ، فاطمہ زہرا، حضرات حسنین کریمین کی ایسی چمکتی ہوئی منقبت ہے کہ جس سے ایمان چمک جاتا ہے کیونکہ علی مرتضیٰ کو حضور ﷺ نے اپنا نفس بتایا، حسنین کریمین کو اپنا بیٹا، فاطمہ زہرا کو **نساء** میں شامل فرمایا۔۔حضور ﷺ ان ہی چار کو لیکر نجران والوں کے مقابلہ میں مباہلے کے لئے تشریف لے گئے۔

﴿**يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا**﴾ (سورہ دہر آیات ۵تا۲۱)

یہ حضرات نذر پوری کرتے ہیں اور اُس دن سے ڈرتے ہیں جس کی مصیبت پھیلنے والی ہے۔

یہ پندرہ آیات علی مرتضیٰ، فاطمہ زہرا، حسنین کریمین، فضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل میں اُتریں جبکہ ان بزرگوں نے حسنین کریمین کی بیماری کے موقعہ پر تین روزوں کی منت مانی

اور شفاء ہونے پر روزے رکھے ۔۔افطار کے لئے ایک ایک روٹی کے حساب سے کھانا پکایا مگر افطار کے وقت ایک دن مسکین' دوسرے دن یتیم' تیسرے دن قیدی بھوکا آ گیا ۔۔ان بزرگوں نے روٹیاں اُسے دے دیں اور خود بھوکے سو گئے ۔۔اس پر یہ آیات اُتریں جن میں اُن بزرگوں کی ایسی شان بیان کی گئی کہ سبحان اللہ (خازن' خزائن العرفان)

﴿**مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ**﴾ (انفال) اللہ انہیں عذاب نہیں دے گا حالانکہ آپ اُن میں ہیں ۔ نبی کریم ﷺ دُنیا کے لئے امان ہیں آپ کی موجودگی میں دُنیا عذاب سے مامون ومحفوظ رہے گی ۔۔اب دیکھنا یہ ہے کہ اہل بیت بھی کسی کے لئے امان ہیں یا نہیں؟ سید عالم ﷺ کا ارشاد ہے: **النجوم امان لاهل السمآء واهل بيتى امان لامتى** (صواعق محرقہ) ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری اُمّت کے لئے امان ہیں ۔ **اهل بيتى امان لاهل الارض فاذا هلك اهل بيتى جاء اهل الارض من الآيات ما كانو يؤعدون** (صواعق محرقہ) میرے اہل بیت اہل زمین کے لئے امان ہیں ۔۔جب میرے اہل بیت ہلاک ہو جائیں گے تو اہل زمین کے پاس وہ نشانیاں آئیں گے جن سے انھیں ڈرایا گیا تھا ۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے رب سے عہد لے لیا ہے کہ اپنی اُمّت میں سے جس سے میں نکاح کروں یا جس کے ساتھ اپنی اولاد کا نکاح کروں وہ میرے ساتھ جنت میں ہو (طبرانی' حاکم عن ابی ہریرہ) میں نے رب سے عہد لے لیا کہ میرا اہلبیت کوئی بھی دوزخ میں نہ جاوے (ابوالقاسم عن عمران ابن حصین)

سرورِ کونین ﷺ کا ارشاد ہے: **اَنَا وَاَهْلِ بَيْتِىْ مُطَهَّرُوْنَ مِنَ الذُّنُوْبِ** کہ میں اور میرے اہلبیت گناہوں سے پاک ہیں (روح المعانی)

جس نے میرے اہلبیت سے کوئی سلوک کیا اُس کا بدلہ قیامت میں اُسے میں دوں گا (ابن عساکر عن علی المرتضٰی) اُس پر اللہ کا غضب ہو جو میرے اہلبیت کو ستا کر مجھے دُکھ پہنچائے (ویلمی عن ابی سعید) جو میرے اہلبیت سے جنگ کرے میں اُس کے مقابل ہوں اور جو

اُن سے صُلح کرے میں اُس سے صُلح میں ہوں (ترمذی' ابن ماجہ) جو مجھ سے اور حسن وحسین سے اور اُن کی ماں' اُن کے باپ سے محبت کرے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا (ترمذی) اولادعبدالمطلب جنتیوں کے سردار ہیں۔۔ میں' حمزہ' علی' جعفر' حسن' حسین' مہدی (ابن ماجہ' حاکم عن انس) قیامت میں سارے نسب اور سسرالی رشتہ ٹوٹ جاویں گےسوائے میرے نسب اورمیرے سُسرالی رشتہ کے(احمد' حاکم) **ينقطع يوم القيامة كل سبب ونسب الا سببی ونسبی** (حلیۃ الاولیاء) قیامت کے دن تمام تعلق اور نسب منقطع ہو جائیں گےسوائے میرے تعلق ونسب کے (مطلب اس کا یہ ہے کہ کل قیامت کے روز کسی کا حسب ونسب کام نہ آئے گا سوائے حضور سید عالم ﷺ کے حسب ونسب کے) اللہ نے فاطمہ اور اُس کی اولاد کو دوزخ پر حرام فرمادیا (بزاز' طبرانی عن ابن مسعود) قیامت میں اعلان ہوگا کہ اے اہلِ محشر سَر جھکالو آنکھیں بند کرلو' صراط پر فاطمہ بنت محمد گزرنے والی ہیں' پھر فاطمہ زہرا ستر ہزار حُوروں کے ہمراہ بجلی کی کوند کی طرح گزر جائیں گی (اخرجہ ابوبکر فی الغیابات عن ابی ایوب' صواعق) ہم سب سے پہلے اپنے اہلبیت کی شفاعت کریں گے پھر اقرب فالاقرب کی۔۔ (طبرانی عن ابن عمر) میرے اہلبیت کشتیِ نوح کی طرح ہیں جو اُس پرسوار ہوگیا نجات پا گیا' جو الگ رہا ڈوب گیا (حاکم عن ابی ذر)

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے تمام اہلبیت اطہار اور صحابہ کبار کی سچی غلامی نصیب کرے (آمین)

نسبت نبوی ﷺ : نسبت بہت ہی اعلیٰ چیز ہے ہر چیز کی قدر و قیمت کا تعین اُس کی نسبت سے کیا جاتا ہے۔ اعلیٰ نسبتوں کی چیزیں اعلیٰ قدر و قیمت کی ہوتی ہیں اور ادنیٰ نسبت کی چیزیں ادنیٰ قدر و قیمت کی ہوتی ہیں۔

حضور نبی مکرم ﷺ کی ازواج مطہرات' صاحبزادیاں' حسنین کریمین اور سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (اہل بیت اطہار) کو حضور ﷺ سے عظیم نسبت حاصل ہے۔ یہ وہ سلسلہ نسب ہے جو تمام نسبتوں سے اس لئے افضل و برتر ہے کہ اس کا مرکز ومحور وہ ہستی عظیم ہے

جو رب العزت کی مخلوق میں اپنا ثانی نہیں رکھتی ۔ یہ دُنیائے اسلام کا مسلمہ اصول ہے کہ جس چیز کی نسبت اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ سے ہو جائے وہ اپنی نوع میں دوسروں سے افضل واعلیٰ اور ممتاز ہو جاتی ہے۔

مُلک عرب (سرزمین حجاز) تمام ممالک سے اس لئے ممتاز ہے کہ وہ محمد عربی ﷺ کا وطن ہے مکہ معظّمہ شہر کو ام القریٰ کا درجہ حاصل ہونے میں یہی ایک نسبت کارفرما ہے کہ اس میں بیت اللہ شریف ہے اور دوسری عظمت کہ اس میں سید عالم ﷺ کی ولادت ہوئی۔ قریش اور بنو ہاشم کی ممتاز حیثیتیں حضور ﷺ کی نسبت سے قائم ہیں۔

قصوا اونٹنی کا اپنی جنس سے افضل ہونا اور بعد از مرگ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اُسے احترام کا گڑھا کھود کر دفن کرنے کی وجہ بھی یہی تھی کہ اُس پر نبی الانبیاء نے سواری فرمائی۔ یعفور اپنے تمام ہم جنس گدھوں سے اسی سبب سے برتر مانا گیا کہ سید عالم ﷺ نے اُسے سواری کے لئے منتخب فرمایا۔ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ایک حبشی غلام تھے اُن کا نام سُن کر پُرشکوہ تاجداروں کے سرنگوں ہونا باطنی وقار واحترام کی روشن دلیل ہے اور یہ تمام حشمت وشوکت حضور ﷺ کے ساتھ والہانہ عشق ومحبت اور غلامی کی نسبت سے ہے اصحاب رسول ﷺ کا بعد از انبیاء فضیلتوں اور عظمتوں کا وارث ہونا حضور ﷺ کی معیت وصحبت اور نظر التفات کا نتیجہ ہے۔ عشاق کا مدینہ منورہ کو پناہ گاہ عاصیان کہنا اور گنبد خضریٰ کو عرش معلیٰ کے ساتھ تشبیہ دینا سکنِ رسول ﷺ ہونے کی وجہ سے ہے۔ روضہ رسول ﷺ پر نزول ملائکہ اور رحمتوں کی برسات آقا ومولیٰ ﷺ کی نسبت سے ہے اور اسی طرح بنو فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اولادِ رسول ہونے اور قرابت کی نسبت کے سبب وہ مقام حاصل ہے جو کسی اور کے حصے میں نہیں آیا۔ مطلب یہ کہ جس چیز کی نسبت سید عالم رحمۃ للعالمین ﷺ سے ہو جائے بلندیاں اس کے قدم چوم لیتی ہیں اور اہلِ ایمان کے دلوں میں اس چیز کا احترام پیدا ہونا ایک قدرتی عمل ہے یہی وجہ ہے کہ اہلبیت رسول ﷺ کی محبت ومودّت انہی لوگوں کے دِلوں میں موجود ہے جن کا قلبی تعلق حضور ﷺ سے ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اہل بیت کرام کی بارگاہ میں عقیدت کا نذرانہ پیش کرتے ہیں :
آل النبی ذریعتی وھم الیہ وسیلتی ارجو بھم اعطیٰ غدًا بید الیمین صحیفتی (دیوان شافعی) آل نبی ﷺ بارگاہِ الٰہی میں میرا ذریعہ اور وسیلہ ہیں۔ امید ہے کہ قیامت کے دن اُن کے وسیلے سے مجھے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا۔

عارف باللہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: **حرمت الجنة علی من ظلم اھل بیتی وآذانی فی عترتی ومن اصطنع صنیعة الی احد من ولد عبد المطلب ولم یجازہ فانا اجازیه علیھا غدا اذا لقینی یوم القیامه** اُس شخص پر جنت حرام کردی گئی ہے جس نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا اور مجھے میری عترت کے بارے میں تکلیف دی اور جس نے عبدالمطلب کے کسی بیٹے کے ساتھ احسان کیا اور وہ اس کا بدلہ نہ دے سکا تو اُس کے احسان کا بدلہ کل قیامت کے دن میں دوں گا جب وہ مجھے ملے گا۔ (تفسیر ابن عربی، تفسیر روح البیان)

حضور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ میرے اہل بیت پر ظلم کرنے والے پر جنت حرام کردی گئی ہے اُن لوگوں کے لئے انتباہ ہے جو یزید لعین کو امیر المؤمنین خلیفہ برحق متقی پرہیز گار اور پیدائشی جنتی کہتے رہتے ہیں۔ روافض بھی یقیناً لعنتی اور مستحق جہنم ہیں کیونکہ روافض بھی اہل بیت اطہار پر ظلم کرنے والوں میں شامل ہیں۔ ازواج مطہرات اور حضور نبی کریم ﷺ کی تین صاحبزادیوں کی شان میں بکواس کرنا اور تہمت لگانا ان بدمذہبوں کا بنیادی عقیدہ ہے۔ روافض قطعاً محبان اہلبیت نہیں ہیں بلکہ وہ گستاخانِ اہلبیت ہیں۔ بدمذہب روافض کا باطل عقیدہ یہ ہے کہ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن حضور نبی کریم ﷺ کی حقیقی صاحبزادیاں نہیں ہیں بلکہ منہ بولی اور صرف منسوب صاحبزادیاں ہیں۔ روافض صرف سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کو حضور نبی کریم ﷺ کی اکلوتی صاحبزادی مانتے ہیں۔

یہ دور بڑا پُرفتن اور ابتلاء وآزمائش کا دور ہے اس دور میں اسلام کی تعلیمات پر

کاربند رہتے ہوئے ایمان کو محفوظ رکھنا نہایت دشوار ہو رہا ہے اسلام کے واضح مسائل اور مصدقہ چیزوں میں اپنی طرف سے ترمیم و تنسیخ کی جارہی ہے اور مسلمہ عقائد کو مسخ کیا جارہا ہے چنانچہ اولاد نبوی ﷺ کو بڑی بے باکی سے طعن و تشنیع کا ہدف بنایا جارہا ہے اور اس مبارک خاندان کے نسبی تقدس کو پامال کیا جارہا ہے بڑے نازیبا الفاظ کے ساتھ اُن کے وقار کو مجروح کیا جارہا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے اہلبیت سے محبت ایمان کی علامت ہے اور اُن سے بغض وعناد منافقت کی نشانی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: **من ابغض اهل البيت فهو منافق** (صواعق محرقہ) اہل بیت سے بغض رکھنے والا منافق ہے۔

جنت کی بشارت ہے اُن لوگوں کے لئے جن کے دِلوں میں اہل بیت اطہار کی محبت وعقیدت کے سمندر موجزن ہیں وہ لوگ نہایت خوش مقدر ہیں جو اصحاب رسول ﷺ اور اہلبیت رسول ﷺ سے محبت رکھتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے دن اپنی اونٹنی قصوا پر خطبہ دیتے ہوئے میں نے سُنا آپ نے فرمایا: **یاایها الناس انی ترکت فیکم من ان اختم به لن تضلوا کتاب الله وعترتی اهل بیتی** (ترمذی شریف)
اے لوگو میں نے تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اُسے پکڑے رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن عظیم) اور میرے گھر والے' عترت واہل بیت'

یہ ارشاد حضور نبی کریم ﷺ کی وصیت کی حیثیت رکھتا ہے۔

حضور سرورِ عالم ﷺ کے جملہ قرابت داروں خاندانِ بنوہاشم خصوصاً اہل بیتِ کرام کی محبت' اُن کا ادب واحترام عینِ ایمان بلکہ جانِ ایمان ہے۔ جس کے دِل میں اہلِ بیت کے لئے محبت نہیں وہ یوں سمجھے کہ اُس کی شمع ایمان بُجھی ہوئی ہے اور وہ منافقت کے اندھیروں میں بھٹک رہا ہے۔ جتنی کسی کی قرابت حضور ﷺ سے زیادہ ہوگی اتنی ہی اُس کی محبت واحترام زیادہ مطلوب ہوگا۔ بے شک اہلبیتِ پاک کی محبت ہمارا ایمان ہے لیکن یہ حضور ﷺ کی رسالت کا اجر نہیں بلکہ یہ شجرِ ایمان کا ثمر ہے۔ یہ اس عمل کی مہک ہے' یہ اس خورشید کی چمک ہے۔ جہاں ایمان ہوگا وہاں حُبِ آلِ مصطفٰی ضرور ہوگی۔

یہ گرہ اب تک نہ کُھلی کہ بعض لوگوں کے نزدیک حبِ آلِ مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کے لئے بغضِ اصحابِ حبیبِ کبریا کی شرط کہاں سے ماخوذ ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے اہلِ بیت کی محبت کا اگر حکم دیا ہے تو اپنے صحابہ کے احترام واکرام کی بھی تاکید فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں اہلِ بیت کے بارے میں فرمایا **مَثَلُ اَهْلِ بَيْتِىْ كَمَثَلِ سَفِيْنَةَ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَ فِيْهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرَقَ** یعنی میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی ہے جو اُس میں سوار ہوا نجات پا گیا اور جو پیچھے رہ گیا وہ ڈوب گیا ۔۔تو دوسرا ارشادگرامی یہ بھی ہے **اَصْحَابِى كَالنُّجُوْمِ** میرے صحابہ درخشاں ستاروں کی طرح ہیں۔

بحمدہٖ تعالیٰ یہ شرف اہل سنت کو ہی حاصل ہے کہ ہم اہل بیت کی محبت کی کشتی میں سوار ہیں اور ہماری نگاہیں صحابہ کرام کی جگمگاتی ہوئی روشنی پر مرکوز ہیں۔ہم زندگی کے سمندر کو آزمائشوں اور تکالیف کی کالی رات میں عبور کر رہے ہیں جو اس کشتی میں سوار نہ ہوا وہ غرق ہو گیا اور جس نے ان روشن ستاروں سے ہدایت حاصل نہ کی وہ راہِ ہدایت سے بھٹک گیا۔

امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن :

حضور نبی کریم ﷺ کی پاک بیبیوں (ازواج مطہرات) کوساری امت کی مائیں (امہات المؤمنین) کہا جاتا ہے ان میں سے ہر ایک کو جدا' جدا جب کہا جائے گا ام المؤمنین (مومنین کی ماں) کہا جاتا ہے حضوراقدس ﷺ کی نسبت مبارکہ کی وجہ سے ازواج مطہرات کا بھی بہت ہی بلند مرتبہ ہے ان کی شان میں قرآن حکیم کی بہت سی آیات بینات نازل ہوئیں جن میں ان کی عظمتوں کا تذکرہ اوران کی رفعت شان کا بیان ہے۔

﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ (الاحزاب/۶) نبی کریم ﷺ مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ اُن کے قریب ہیں اورآپ کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کوصراحتہ امت کی مائیں اورحضور ﷺ کوامت کے روحانی باپ قرار دیا۔

ایمان والوں کی مائیں کہنے کا راز یہ ہے کہ ایمان والوں کو دوسروں سے ممتاز کرنے کی علامت کو واضح کر دیا جائے اور یہ بتایا جائے کہ مومن' مسلمان اورصاحب ایمان وہ ہے جو حضور ﷺ کی ازواج مطہرات (پاک بیبیوں) کو اپنی ماں جانتا ہو' وہ ماں جس کی فرزندی کا شرف اس وقت نصیب ہوتا ہے جب ولاءنبوی اور ایمان میں کمال حاصل ہو۔ اشرارکوان کی فرزندی کا شرف نہیں مل سکتا۔

﴿یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ (الاحزاب/۳۲) 'اے نبی کی ازواج (مطہرات) تم نہیں ہو' دوسری عورتوں میں سے کسی عورت کے مانند'

ازواج النبی کا درجہ ہر ایک عورت سے بالاتر اورشان خاص کا حامل ہے۔ دنیا جہاں کی عورتوں میں کوئی ان کا ہمسر نہیں ۔ نبی کریم ﷺ کی مصاحبت کے باعث ان کا اجر دنیا بھر کی عورتوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔ ان کے درجات اوراحکام جداگانہ ہیں۔

امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن کی تعداد گیارہ تک پہونچتی ہے ان کے نام یہ ہیں :

(۱) حضرت خدیجہ الکبریٰ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۲) حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۳) حضرت عائشہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۴) حضرت حفصہ بنت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۵) حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۶) حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۷) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۸) حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۹) حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۱۰) حضرت صفیہ بنت حُییّ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۱۱) حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تو حضور ﷺ کے سامنے ہی انتقال ہوگیا تھا مگر نو بیویاں حضور ﷺ کی وفات اقدس کے وقت موجود تھیں۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں ہماری کتاب 'امہات المؤمنین)

رسول اللہ ﷺ کی اولادِ کرام :

حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں دیں۔ ان سب کے نام یہ ہیں:

(۱) سیدنا قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور نبی کریم ﷺ کے پہلے فرزند سیدنا قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو اعلان نبوت سے پہلے پیدا ہوئے اور انتقال بھی فرما گئے دو سال زندہ رہے حضور ﷺ کی کنیت 'ابوالقاسم' آپ ہی کے نام پر ہے۔

(۲) سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا' حضور ﷺ کی صاحبزادیوں میں سب سے بڑی تھیں اعلان نبوت سے دس سال پہلے جب حضور ﷺ کی عمر مبارک تیس سال کی تھی پیدا ہوئیں ۸ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔

(۳) سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد میں یہ سب سے چھوٹے ہیں اعلان نبوت کے بعد پیدا ہوئے اور بچپن میں انتقال فرما گئے۔ طیب و طاہر ان ہی کے لقب ہیں۔

(۴) سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اعلان نبوت سے سات سال پہلے جب حضور ﷺ کی عمر مبارک ۳۳ سال تھی مکہ معظّمہ میں پیدا ہوئیں ۲ھ میں ۲۱ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

(۵) سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اعلان نبوت سے چھ سال پہلے پیدا ہوئیں ۹ھ میں ۲۸ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

(٦) سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سیدہ النساء فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبوت کے پہلے سال میں پیدا ہوئیں جب کہ حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک اکتالیس سال تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ کو سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔

(۷) سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور ﷺ کو سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی ایک فرزند دیا ہے ان کا نام سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے وہ بہت ہی چھوٹی عمر میں وفات پا گئے۔ حضور ﷺ کی سب سے آخری اولاد ہیں۔

(حضور نبی کریم ﷺ کی اولاد کرام کی سوانح حیات میں ہم نے ایک مستقل رسالہ 'حضور ﷺ کی صاحبزادیاں' لکھا ہے جس میں تفصیلی حالات جمع کئے گئے ہیں)

تابعین عظام : حضور نبی کریم ﷺ کی اُمتِ مرحومہ کے وہ مسلمان جو صحابہ کرام کی صحبت میں رہے انھیں تابعین کہا جاتا ہے جیسے سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ اور سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ۔ وہ مسلمان جو تابعین عظام کی صحبت میں رہے وہ تبع تابعین کہلاتے ہیں۔ اُمت محمدیہ میں صحابہ کرام کے بعد تمام اُمت سے تابعین افضل و بہتر ہیں اور اُن کے بعد تبع تابعین کا مرتبہ ہے۔

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ (نعمان بن ثابت) رضی اللہ عنہ : قرآن کے بعد حضور سید المرسلین ﷺ کا سب سے بڑا عظیم و جلیل معجزہ امام اعظم سراج امت مجتہد مطلق سیدنا ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی ہے۔ آپ کا نام نامی 'نعمان' کنیت ابوحنیفہ اور لقب امام اعظم امام المسلمین ہے۔ آپ فارس کے بادشاہ نوشیرواں کی اولاد سے ہیں۔ آپ کے دادا مشرف باسلام ہوکر کوفہ شہر میں سکونت پذیر ہوئے' وہیں آپ ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ثابت اپنے بچپن کے زمانہ میں سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کی خدمت

میں لائے گئے تو سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے اُن کے لئے اوران کی اولاد میں خیر و برکت کی دُعا فرمائی۔ آپ کے زمانہ مبارکہ میں تقریباً بائیس صحابہ زندہ تھے جن میں سے سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آپ کی ملاقات ثابت ہےخصوصاً حضرت انس بن مالک' حضرت جابر بن عبداللہ' حضرت عبداللہ بن اوفیٰ' حضرت معقل بن یسا حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہم سے اورحضرت انس وحضرت جابر وحضرت واثلہ وغیرہ رضی اللہ عنہم سے آپ نے حدیثیں بھی روایت کی ہیں۔ حدیث شریف میں آپ کےمتعلق بشارت بھی دی گئی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نےفرمایا **لوکان العلم بالثریا لتناوله رجال من ابناء فارس** یعنی اگرعلم ثریا پرپہنچ جائے تو فارس کے جواں مردوں میں سے ایک جواں مردضرور اس تک پہنچ جائے گا۔ (تبییض الصحیفہ) معجم طبرانی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **لوکان الدین معلقا بالثریا لتناوله ناس من ابناء فارس** یعنی اگر دین ثریا میں معلق ہوجائے تو یقیناً مردان فارس کے لوگ اسے حاصل کرلیں گے (تبییض الصحیفہ) ان احادیث کریمہ میں **ابنائے فارس** اور **رجال فارس** سےسیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اوران کےاصحاب مراد ہیں۔ آپ نے چار ہزار مشائخ تابعین وتبع تابعین سےحدیث وفقہ حاصل کیا۔ اہل بیت کےچشم وچراغ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں جب حضرت امام ابوحنیفہ نے حاضری دی اور چند مسائل پر سیر حاصل تقریر فرمائی تو حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ اس قدر خوش ہوئے کہ جوشِ مسرت میں اُٹھ کر اُن کی پیشانی چوم لی (عقود الجمعان) پھرایک مدت تک آپ امام ممدوح کی خدمت میں حاضر رہےاورفقہ وحدیث کےمتعلق بہت سی نادر معلومات حاصل کیں۔ اسی طرح آپ نے حضرت امام باقر کےفرزند رشیداور جانشین حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کےفیض صحبت سے بھی بہت زیادہ علمی استفادہ فرمایااور یہ دونوں مقدس ہستیاں جن کے گھر سے فقہ وحدیث بلکہ تمام مذہبی علوم نکلے' اپنے سعادت مند شاگرد امام ابوحنیفہ کو اپنےعلمی فیضان سے ہمیشہ سرفراز فرماتی رہیں اوران دونوں بزرگوں اوردوسرے اکابر نے آپ کی وسعتِ معلومات پراپنی مہرتصدیق ثبت

فرمائی اورآپ کے تمام اساتذہ آپ پر انتہائی شفیق اورآپ کی علمی قابلیت کے مداح رہے۔
آپ نے تمام علوم میں کامل ہونے کے بعد گوشہ نشینی کا ارادہ فرمایا تو ایک رات آپ سرکار اقدس ﷺ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابوحنیفہ ! تم کو اللہ تعالیٰ نے میری سنت زندہ کرنے کے لئے پیدا فرمایا ہے تم گوشہ نشینی کا ارادہ ہرگز نہ کریں۔ اس بشارت کے بعد آپ درس وتدریس اور مسائل شرعیہ کے اجتہاد واستنباط میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ آپ کا مذہب ساری دُنیا میں پھیل گیا۔
سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ (۸۳) ہزار مسائل حل فرمائے ہیں جن میں سے (۳۸) ہزار مسائل عبادات سے متعلق ہیں اور باقی معاملات کے بارے میں ہیں جو آپ کی مرویات کو دیکھنا چاہے وہ موطا امام محمدؒ کتاب الاثارؒ اور حضرت امام ابویوسف کی کتاب الخرج ' کتاب الامالی حجر دین زیاد وغیرہا کا مطالعہ کرے ان میں امام اعظم کی روایت کردہ کئی سو حدیثیں صحیح اور حسن ملیں گی۔

اولیـــاء اللــه : اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو اپنا خاص قرب عطا فرماتا ہے انھیں اولیاء اللہ کہتے ہیں جو صاحبِ ایمان اور متقی ہو' اللہ اور رسول کی محبت کو دُنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ رکھتا ہو' اللہ تعالیٰ کی عبادت زیادہ کرتا ہو اور گناہوں سے بچتا ہو وہ اللہ تعالیٰ کا دوست اور پیارا ہوتا ہے اسی کو ولی کہتے ہیں۔ ولی وہ جو فرائض سے قربِ الٰہی میں مشغول رہے اور اطاعتِ الٰہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نورِ جلالِ الٰہی میں مستغرق ہو۔ ولی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفات کا عارف ہو اور طاعتوں پر مواظبت ومداومت کررہا ہو اور معاصی سے بچ رہا ہو اور لذت وشہوات میں منہمک نہ ہو۔ ولی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام پر صابر رہے۔ ولی وہ جو اللہ تعالیٰ کا علم رکھنے والا' اس کی اطاعت پر مداومت کرنے والا اور اس کی عبادت میں اخلاص برتنے والا ہو۔ ولی وہ ہے جس نے نفس وشیطان اور دنیا اور اپنی خواہشات سے منہ موڑ لیا اور اپنے چہرے کو مولیٰ عزوجل کی طرف پھیر دیا اور دنیا وآخرت (دونوں) سے بے رخی کر کے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور چیز کا طالب نہ ہو۔

ولی وہ ہے جس کے چہرے پر حیا' آنکھوں میں تری' دل میں پا کی' زبان پر تعریف' ہاتھ میں بخشش' وعدے میں وفا اور بات میں شفا ہو۔ ولی کی شان یہ ہے کہ جس کو دیکھ کر خدا یاد آجائے۔ سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر تم کسی کو ہوا میں اُڑتا ہوا دیکھو لیکن وہ شریعت کا پابند نہ ہو تو وہ استدراج ہے ولایت نہیں۔

بعض لوگ خلافِ شرع کام کرتے ہیں مثلاً نماز نہیں پڑھتے یا ڈاڑھی منڈاتے ہیں' غیر عورتوں کے ساتھ بے پردہ رہتے ہیں اور لوگ انھیں ولی سمجھتے ہیں' یہ بالکل غلط ہے۔ اسلامی شریعت کے خلاف کام کرنے والا ہرگز ولی نہیں ہوسکتا۔

سچے مجذوب کی پہچان یہ ہے کہ وہ کبھی شریعت کا مقابلہ نہیں کرے گا جیسے کہ اگر اس سے نماز پڑھنے کے لئے کہا جائے تو وہ انکار نہیں کرے گا۔ (ملفوظ امام احمد رضا خان بریلوی)

ولی کی پہچان یہ ہے کہ وہ اہلسنت و جماعت کا عقیدہ رکھتا ہو اور متقی و پرہیز گار ہو یعنی کوئی بد مذہب ولی نہیں ہوتا اور نہ کوئی بے عمل ولی ہوتا ہے۔

جو شخص ہوش و حواس میں رہ کر شریعت کی پابندی نہ کرے اور ولی ہونے کا دعویٰ کرے وہ ولی نہیں بلکہ مکار ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو اختیارات' تصرفات' کرامات عطا فرمایا ہے۔ اولیائے کرام سے جو بات عادت کے خلاف ظاہر ہو اُسے کرامت کہتے ہیں۔ اولیائے کرام کی کرامتیں بے شمار ہیں اُن میں سے چند کرامتیں یہ ہیں۔ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے ایک مرغی کی ہڈیوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا **قم باذن الله** یعنی اے مرغی اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا' تو وہ مرغی زندہ ہوگئی۔ اور ایک مرتبہ خلیفہ منتجد باللہ نے اشرفیوں کی تھلیاں آپ کی خدمت میں نذر پیش کیں۔ آپ نے ان تھیلیوں کو نچوڑا تو اُن میں سے خون بہنے لگا' آپ نے فرمایا اے خلیفہ تجھے شرم نہیں آتی کہ لوگوں کا خون چوس کر میرے پاس لائے ہو۔ خدا کی قسم اگر مجھے خاندانِ رسول ہونے کا احترام نہ ہوتا تو اس خون کو اتنا بہنے دیتا کہ تمہارے محلوں تک پہونچ جاتا۔ حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ نے اجمیر کے ایک بڑے

تالاب کا پانی ایک پیالہ میں لے لیا تو وہ تالاب اتنا سوکھ گیا کہ گویا اس میں کبھی پانی موجود ہی نہ تھا۔ کرامت کا انکار کرنا گمراہی و بد مذہبی ہے۔ (بہارِ شریعت)

اولیاء اللہ سے محبت رکھنی اور اُن کے افعالِ حسنہ (اچھے کاموں) کی پیروی کرنی باعثِ سعادت ہے۔ ولایت کے لئے کرامت کا ظاہر ہونا شرط نہیں البتہ شریعت کی پابندی ضروری ہے۔ اولیاء اللہ کو سوتے یا جاگنے میں بعض راز کی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں ان کو کشف و الہام کہتے ہیں اگر وہ بہ ظاہر موافقِ شرع ہیں تو قابلِ قبول ہیں ورنہ نہیں۔

اولیاء اللہ کو وسیلہ ٹھہرا کر بارگاہِ الٰہی میں التجا کرنی اور دُعا مانگنی جائز ہے مثلاً یوں کہے کہ الٰہی فلاں بزرگ کے وسیلہ سے یا تصدق و طفیل میں میرا کام کر دے۔

ولی سے دشمنی رکھنا خدا سے جنگ کرنا ہے : حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے ولی کو ایداء پہنچائی' اُس سے میری جنگ حلال ہوگئی۔ (حلیۃ الاولیاء) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: **ان اللہ قال من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب** (بخاری شریف) بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے ولی سے دشمنی رکھی' میں اُسے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔ یعنی ولیوں سے دشمنی رکھنے والے اُن سے دشمنی نہیں رکھتے' درحقیقت وہ خدا کے دشمن ہیں' کیونکہ اولیاء کرام محبوبانِ خدا ہیں اور محبوبوں کا دشمن کبھی دوست نہیں ہوسکتا' بظاہر وہ کتنا ہی خیر خواہ کیوں نہ ہو۔

دشمنانِ اولیاء' خدا سے جنگ کرتے ہیں اور اصول یہ ہے کہ دورانِ جنگ ایک فریق دوسرے فریق کی سب سے اعلیٰ اور بہتر چیز کو چھیننے کی کوشش کرتا ہے۔ خدا سے جنگ کے دوران اولیاء کے دشمنوں کا ایمان چھین لیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دشمنانِ اولیاء کو بے ایمانی کی حالت میں موت آتی ہے۔

خُدا محفوظ رکھے ہر بَلا سے خصوصاً گستاخیِ اولیاء سے (العیاذ باللہ منہ)

ولی کو آزمانے کی سزا : ظفر آباد میں یہ ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا کہ مسخروں نے ایک جنازہ بنایا اور ایک مسخرہ کو اس میں لِٹا کر سمجھا دیا کہ جنازہ غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کے پاس لے چلتا ہوں' جب وہ نماز پڑھنے کھڑے ہوں اور اللہ اکبر کہیں تو

نکل کر ہنسوتا کہ ہم سب لوگ مضحکہ اُڑائیں۔ بہرحال مصنوعی جنازہ لیے وہ لوگ حضرت مخدوم کے پاس روتے ہوئے آئے اور عرض کیا کہ حضور جنازہ حاضر ہے نماز پڑھا دیجئے۔ مسخروں کا مقصد یہ تھا کہ جب حضرت مخدوم تکبیر کہیں مُردہ اپنی چارپائی سے اُٹھ کر حضرت کے پاس آئے اور سلام کر کے کہے اے حضرت آپ کی کرامت میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ آپ نے مجھ بے جان کو زندہ فرما دیا' اس بنا پر آپ کو شرمندگی ہوگی اور ذلت ورُسوائی کا سبب ہوگا۔ بدبختوں کو یہ خیال نہ آیا کہ اگر یہ واقعی بزرگ نکلے تو انجام کیا ہوگا۔ حضرت مخدوم نے نورِ باطن سے سارا حال معلوم کرلیا تھا اسی لئے ابتداء میں احتراز فرمایا مگر جب مسخروں کا اصرار بڑھا تو آپ نے نماز جنازہ پڑھائی' تکبیر اولیٰ ہی میں وہ شخص جان بحق ہوگیا' اللہ اکبر کہتے ہی مصنوعی مردہ واقعی مردہ ہوگیا۔ مسخرے پیچھے کھڑے ہنس رہے تھے اور متوقع تھے کہ اب مُردہ اُٹھ کر سلام کرتا ہے مسخروں کوانتظار رہا کہ اب مصنوعی مردہ نکل کر ٹھٹھا مارتا ہے لیکن اُس نے جنبش تک نہیں کی' مُردہ نہ اُٹھا تو ہوش اُڑ گئے۔ نماز ختم ہوگئی تو حضرت مخدوم نے فرمایا کہ جنازہ لے جاؤ اور مردہ کو دفن کرو۔ لوگوں نے دیکھا تو واقعی اُس کو مُردہ پایا۔ بہت مضطرب ہوئے' روئے پیٹے اور پاؤں پر گر کر معافی مانگی' جب کہیں جا کر مُردہ میں زندگی پیدا ہوئی (معارج الولایت) جب یہ کرامت مشہور ہوئی' طالبِ حق جوق دَر جوق خدمتِ عالی میں حاضر ہونے لگے اور چھوٹا بڑا اقدمبوسی پر ٹوٹا پڑتا تھا۔
(خزینۃ الاصفیاء' حیات غوث العالم' سیر الاولیاء محفل اولیاء)

☆ ہندو فقراء کا ایک گروہ غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کی خدمت میں آیا اور بت خانہ اور بتوں کے جواز واہمیت پر بحث شروع کردی۔ فرمایا تم انھیں پوجتے ہو ذرا اُن سے اپنی تعریف تو کراؤ۔ پھر آپ نے قریب ہی بت خانہ میں جا کر ایک بت کو اشارہ کیا۔ وہ اپنی جگہ سے ہٹ کر فوراً آپ کے سامنے آ گیا اور آپ کی تعریف کی۔ یہ زندہ کرامت دیکھ کر تمام ہندو فقراء اور بہت سے ہندو اسی وقت مسلمان ہوگئے۔ (معارج الولایت' سیر الاخیار' محفل اولیاء)

بےایمانوں کا کوئی ولی (حمایتی و مددگار) نہیں :

جن لوگوں کو اولیاء اللہ کا دامن نصیب نہیں ہوا وہ گمراہی کے گڑھے میں پڑے ہیں۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ اولیاءِ کرام سے وابستگی اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالیہ تک رسائی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ بے یار و مددگار رہنا ہی بہت بڑا عذاب ہے۔

☆ ﴿وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ وَّلِيٍّ مِّنۡۢ بَعۡدِهٖ﴾ (الشوریٰ) اور جسے اللہ گمراہ کرے اُس کا کوئی ولی (رفیق) نہیں، اللہ کے مقابل۔ (یعنی گمراہ کا کوئی مددگار نہیں)

☆ ﴿وَمَنۡ يُّضۡلِلۡ فَلَنۡ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرۡشِدًا﴾ (الکہف) اور جسے گمراہ کرے تو، ہرگز اُس کا کوئی (ولی مرشد) حمایتی راہ دِکھانے والا نہ پاؤ گے (گمراہ کا نہ کوئی مددگار ہے نہ کوئی مُرشد و رہبر)

☆ ﴿وَمَا كَانَ لَهُمۡ مِّنۡ اَوۡلِيَآءَ يَنۡصُرُوۡنَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ سَبِيۡلٍ﴾ (الشوریٰ) اور اُن کے کوئی دوست نہ ہوئے کہ اللہ کے مقابل اُن کی مدد کرتے اور جسے اللہ گمراہ کرے اُس کے لئے کہیں راستہ نہیں۔

(یعنی کفار کو جن دوستوں پر دُنیا میں بھروسہ تھا، یا جن قرابت داروں کے متعلق اُن کا خیال تھا کہ قیامت میں ہماری مدد کریں گے وہ کوئی مدد نہ کریں گے)

☆ ﴿فَمَنۡ يَّهۡدِىۡ مَنۡ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ﴾ (الروم) تو اُسے کون ہدایت کرے جسے خدا نے گمراہ کیا اور اُن کا کوئی مددگار نہیں (بے یار و مددگار رہنا کفار کا عذاب ہے)

☆ ﴿وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ حَمِيۡمٍ وَّلَا شَفِيۡعٍ يُّطَاعُ﴾ (المومن) اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے۔

☆ ﴿وَمَا لَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ﴾ نہیں ہے تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔ (اور اللہ کے مقابل نہ تمہارا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار)

اولیاءِ کرام خدائی طاقت کے مظہر ہیں :

دولتِ ایمان سے مشرف ہونے کے بعد اہلِ عزم و ہمت ترقی کے مختلف درجات

طے کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ اس بلند مقام پر فائز ہو جاتے ہیں جس کی وضاحت حضور رحمت عالمیان ﷺ نے یوں بیان فرمائی کہ **لایزال العبد یتقرب الیّ بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ** اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ بندہ نفلی عبادات سے میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں ہی اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور میں ہی اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ (بخاری شریف)

جب بندے کو قرب نوافل کے ذریعے درجہ محبوبیت پر فائز کر دیا جاتا ہے تو نورِ جلالِ خداوندی اس کی آنکھوں میں آجاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وبصرہ الذی یبصربہ** (بخاری شریف) اور میں اسُ کی بصارت بن جاتا ہوں وہ اس سے دیکھتا ہے۔

یہ انسانیت کا کمال ہے کہ بندہ صفات خداوندی کا مظہر ہو جائے۔ جب اللہ تعالیٰ کی صفت سمع کی تجلیاں اس کی سمع میں چمکنے لگیں گی تو یہ ہر قریب و بعید کی آواز کیوں کر نہ سن لے گا۔ یہ اس کی ذاتی صفت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تجلی کا ظل ہے عکس ہے اور پرتو ہے۔ پرتو اور ظل غیر مستقل ہوتا ہے اور پرتو والا مستقل ہوتا ہے۔ پس اصل توحید تو یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کا اتنا قرب حاصل کرے کہ خدا کی صفات کا آئینہ بن جائے۔

اولیاء آنکھوں سے گناہ دُھلتے دیکھتے ہیں :

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جب لوگوں کا آپ وضو دیکھتے تو بعینہٖ اُن گناہوں کو پہچان لیتے جو دُھل کر پانی کے ساتھ گرتے، اور جُدا جُدا جان لیتے کہ یہ دُھوون گناہ کبیرہ کا ہے یا صغیرہ کا یا خلاف اولیٰ کا، بلا تفاوت اسی طرح جیسے اجسام کو کوئی مشاہدہ کرتا ہے۔ ایک مرتبہ کوفہ کی جامع مسجد کے حوض پر تشریف لے گئے، ایک جوان وضو کر رہا تھا، اُس کا پانی جو ٹپکا، امام نے اُس پر نظر فرمائی

اور جوان سے فرمایا: اے میرے بیٹے ماں باپ کو ایذا دینے سے توبہ کر' اُس نے فوراً عرض کی' میں اللہ عزوجل کی جناب میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔ ایک اور شخص کا دُھوون دیکھ کر فرمایا' شراب پینے سے اور آلات لہوولعب سننے سے توبہ کر۔ وہ بھی اسی وقت تائب ہوگیا۔

سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ' نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت علی خواص رضی اللہ عنہ گناہوں کے دُھوون جُدا جُدا پہچانتے کہ یہ حرام کا ہے یا مکروہ کا یا خلاف اولیٰ کا' ایک مرتبہ میں اُن کے ساتھ جامع ازہر کے حوض پر گیا' حضرت نے استنجاء کرنا چاہا مگر کچھ دیکھ کر لوٹ آئے۔ میں نے سبب پوچھا' فرمایا: ابھی اس میں کوئی کبیرہ گناہ دُھو گیا ہے اور میں نے اس شخص کو دیکھا تھا جو حضرت سے پہلے یہاں طہارت کر کے جا چکا تھا۔ میں اس کے پیچھے گیا اور اس سے بیان کیا کہ حضرت یوں فرماتے ہیں۔ اس نے کہا' واقعی حضرت نے سچ فرمایا' مجھ سے زنا واقع ہوگیا تھا' پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہوگیا۔ (میزان الشریعۃ الکبریٰ)

گھروں میں بولے جانے والے

چند کُفریہ کلمات

خود بچیں اور دوسروں کو بچائیں

دینِ اسلام کی کسی مشہور ومعلوم بات کا انکار کرنا یا اُس میں شک کرنا یا کسی شرعی حکم کا مذاق اڑانا یا کسی سنت کو ہلکا جاننا یا مذاق میں کوئی کفریہ جملہ بولنا کفر ہے۔

اس زمانے میں جہالت اورنئی تہذیب کی نحوست کی وجہ سے کچھ مرد اور کچھ عورتیں اس قدر بے لگام ہیں کہ جواُن کے مُنہ میں آتا ہے بَک دیا کرتے ہیں۔۔کبھی ہنسی مذاق' دل لگی یا غضب وغصّہ کے عالم میں بسا اوقات ایسے کلمات بھی مُنہ سے نکل جاتے ہیں جس سے لوگ کافر ہوجاتے ہیں اور اُن کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے مگر انہیں خبر بھی نہیں ہوتی کہ وہ کافر ہوگئے اور اُن کا نکاح ٹوٹ گیا۔ ہم یہاں چند کلماتِ کفریہ درج کرتے ہیں تاکہ ان کلمات سے لوگ خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں اور اگر خدانخواستہ یہ کفری الفاظ کسی کے مُنہ سے نکل جائیں تو فوراً ہی توبہ کرکے نئے سرے سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوجائے اور دوبارہ نکاح کرے۔اس نکاح میں عدت کی ضرورت نہیں۔ نقلِ کفر۔۔کفر نہ باشد۔۔

مسئلہ: جوشخص یہ کہہ دے کہ میں شریعت کونہیں مانتا یا شریعت کا کوئی حکم یا کسی سُنی مسلمان کا فتویٰ سُن کر یہ کہے کہ یہ سب ہوائی باتیں ہیں یا یہ کہہ دے کہ شریعت کے حکم اور فتویٰ کو چولہے بھاڑ میں ڈال دو یا یہ کہہ دے کہ میں شرع ورع کونہیں جانتی یا شوہر کا بیوی کو کسی حرام کام سے منع کرنے (فوٹو یا فلم یا بے پردگی سے روکنے) پر بیوی کا یہ کہنا کہ دوسری عورتیں بھی تو ایسا کرتی ہیں آگ لگی شریعت صرف میرے ہی لئے رہ گئی ہے یا یہ کہہ دے کہ ہم شریعت پر عمل نہیں کریں گے ہم تو برادری کی رسموں کی پابندی کریں گے یا یہ کہہ کہ بسم اللہ' سبحان اللہ روٹی کی جگہ کام نہ دے گا' ہمیں روٹی چاہئے۔۔تو ایسا کہنے والے کافر ہوجائیں گے۔

مسئلہ: جس شخص کو اپنے ایمان میں شک ہو یعنی کہتا ہے کہ مجھے اپنے مومن ہونے کا یقین نہیں' یا کہتا ہے معلوم نہیں کہ میں مومن ہوں یا کافر تو وہ کافر ہے۔ البتہ اگر اس کا مطلب یہ ہو کہ مجھے معلوم نہیں میرا خاتمہ ایمان پر ہوگا یا نہیں' تو وہ کافر نہیں۔ جو شخص ایمان و کفر کو ایک سمجھے یعنی کہتا ہے کہ سب ٹھیک ہے خدا کو سب پسند ہے۔۔ وہ کافر ہے۔

مسئلہ: ایک شخص گناہ کرتا ہے لوگوں نے اُسے منع کیا تو کہنے لگا اسلام کا کام اسی طرح کرنا چاہئے یعنی جو گناہ کو اسلام کہتا ہے وہ کافر ہے۔ اسی طرح کسی نے دوسرے سے کہا' میں مسلمان ہوں' اُس نے جواب میں کہا ''تجھ پر بھی لعنت ۔۔اور تیرے اسلام پر بھی لعنت'' ایسا کہنے والا کافر ہے۔(عالمگیری)

مسئلہ: اگر یہ کہا کہ خُدا مجھے اس کام کے لئے حکم دیتا' جب بھی نہ کرتا تو کافر ہے۔ یونہی ایک نے دوسرے سے کہا میں اور تم خدا کے حکم کے موافق کام کریں۔۔ دوسرے نے کہا میں خدا کا حکم نہیں جانتا' یا کہا۔۔ یہاں کسی کا حکم نہیں چلتا۔۔ کافر ہے۔(عالمگیری)

مسئلہ: ایک نے دوسرے سے کہا اپنی عورت کو قابو میں نہیں رکھتا؟ اُس نے کہا' عورتوں پر خُدا کو تو قدرت ہے نہیں۔۔ مجھ کو کہاں سے ہوگی؟ یا یہ کہے کہ عورتوں پر خدا بھی قابو نہیں رکھتا (ایسا کہنا کفر ہے)۔

مسئلہ: کسی سے کہا کہ گناہ نہ کر' ورنہ خدا تجھے جہنم میں ڈالے گا۔۔ اُس نے کہا میں جہنم سے نہیں ڈرتا۔۔ یا کہا' خدا کے عذاب کی کچھ پروا نہیں۔۔ ایسا کہنے والا کافر ہے (عالمگیری)

مسئلہ: کسی سے نماز پڑھنے کو کہا اُس نے جواب دیا کہ نماز پڑھتا تو ہوں مگر اس کا کچھ نتیجہ نہیں۔۔ یا کہا بہت پڑھی کیا فائدہ ہوا؟ یا کہا نماز پڑھ کر کیا کروں؟ کس کے لئے پڑھوں؟ ماں باپ تو مر گئے ۔۔ یا بہت پڑھ لی اب دل گھبرا گیا۔۔ یا کہا پڑھنا نہ پڑھنا

دونوں برابر ہے۔۔غرض اسی قسم کے کلمات کہنا جس سے فرضیت کا انکار سمجھا جاتا ہو۔۔یا نماز کی تحقیر ہوتی ہو یہ سب کفر ہے (بہارشریعت)

مسئلہ: مسلمان کو کلمات کفریہ کی تلقین اور تعلیم کرنا کفر ہے اگر چہ کھیل اور مذاق میں ایسا کرے۔۔یونہی کسی کی عورت کو کفر کی تعلیم کی اور یہ کہا' تو کافر ہو جا تا کہ شوہر سے پیچھا چھوٹے تو عورت کفر کرے یا یہ کرے' یہ کہنے والا کافر ہو گیا (بہارشریعت)

مسئلہ: اگر عورت نے کلمہ کفر کہا تب توبہ اور اسلام لانے کے بعد پہلے شوہر سے ہی نکاح پر مجبور کی جائے گی' یہ نہیں ہوسکتا کہ دوسرے سے نکاح کرے(درمختار)

مسئلہ: اگر مرد سے کوئی ایسا کلمہ جو کفر قطعی ہو تو عورت نکاح سے نکل جائے گی' پھر مرد کے اسلام لانے کے بعد اگر عورت راضی ہو تو دوبارہ اُس سے نکاح ہوسکتا ہے ورنہ جہاں پسند کرے نکاح کرسکتی ہے۔ اُس کا کوئی حق نہیں کہ عورت کو دوسرے کے ساتھ نکاح کرنے سے روکے۔۔اور اگر اسلام لانے کے بعد عورت کو بدستور رکھ لیا۔۔دوبارہ نکاح نہ کیا تو قُربت زنا ہوگی اور بچے ولدالزنا (درمختار و بہارشریعت)

مسئلہ: اگر توبہ کر کے اسلام قبول نہ کرے۔۔مُرتد کا نکاح بالاتفاق باطل ہے۔۔وہ کسی عورت سے نکاح نہیں کرسکتا۔۔نہ مسلمہ سے' نہ کافرہ سے۔۔نہ مُرتدہ وغیرہ سے(عالمگیری) مُرتد وہ شخص ہے جو اسلام کے بعد کسی امر کا انکار کرے جو ضروریاتِ دین سے ہو۔۔یعنی زبان سے کلمہ کُفر بکے جس میں تاویل صحیح کی گنجائش نہ ہو۔

مسئلہ: جو بطورِ مذاق وتمسخر' کفر کرے گا وہ بھی مُرتد ہے اگر چہ کہتا ہے کہ ایسا اعتقاد نہیں رکھتا (درمختار)

مسئلہ: جو شخص حضور ﷺ کی جانب منسوب' کسی چیز کی توہین کرے یا عیب لگائے مثلاً

آپ کے مقدس بال مبارک کوتحقیر سے یاد کرے یا آپ کے ناخن بڑے بڑے کہے یا آپ کا لباس مبارک کو گندہ اور میلا بتائے یا حضور ﷺ کی سنت کی تحقیر کرے مثلاً ڈاڑھی بڑھانا مونچھیں کم کرنا' عمامہ باندھنا' عمامہ کا شملہ لٹکانا' اور کدّ وکو اس وجہ سے ناپسند بتانا کہ حضور ﷺ کو پسند تھا تو ایسے افراد کافر ہوگئے ۔۔ یونہی کسی نے کہا کہ حضور ﷺ کھانا تناول فرمانے کے بعد تین بار انگشت ہائے مبارک چاٹ لیا کرتے تھے۔۔اُس پر کسی نے کہا کہ یہ ادب کے خلاف ہے تو یہ کہنا بھی علمائے کرام کے نزدیک کفر ہے۔اور یہ اس وجہ سے کہ کسی سنت پر عمل نہ کرنا سنت کے ثواب سے محرومی مگر اس کا مذاق اُڑانا اور حقیر جاننا کفر ہے۔

مسئلہ : قرآن شریف کی کسی آیت کے ساتھ مسخرہ پن کرنا کفر ہے جیسے بعض داڑھی منڈے کہہ دیا کرتے ہیں کہ قرآن میں ﴿**كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ**﴾ آیا ہے اور معنیٰ یہ بتاتے ہیں کہ صاف کراتے رہو۔ یا اکیلے نماز پڑھنے والے کہہ دیا کرتے ہیں کہ ﴿**إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى**﴾ اور معنیٰ یہ بتاتے ہیں کہ نماز تنہا پڑھا کرو۔۔ ان باتوں کے بول دینے سے انسان کافر ہو جائے گا۔۔کیونکہ قرآن مجید کے معنیٰ بدل ڈالنا بھی ہے اور اس کے ساتھ مسخرہ پن مذاق اور دل لگی بھی۔۔جس طرح بھوک کی شدت پر کہنا کہ میرے آنتیں ﴿**قُلْ هُوَ اللّٰه**﴾ پڑھ رہی ہیں (معاذ اللہ)

مسئلہ : رمضان کے روزے نہ رکھنے پر کہنا کہ روزے وہ رکھے جسے روزی نہ ملے ۔۔ یا۔۔ یہ کہنا کہ جب اللہ نے ہمیں کھانے کو دیا ہے تو بھوکے کیوں مریں ۔۔ یا۔۔اسی قسم کی اور باتیں بک دیں جن سے روزہ کی ہتک یا تحقیر ہوتی ہے یہ کفر ہے۔

مسئلہ : کسی مسکین نے اپنی محتاجی و پریشان حالی کو دیکھ کر یہ کہا کہ 'اے اللہ فلاں بھی تیرا بندہ ہے اُس کو تو نے کتنی نعمتیں دے رکھیں ہیں اور میں بھی تیرا بندہ ہوں مجھے کس قدر رنج وتکلیف دیتا ہے۔۔آخر یہ انصاف ہے'؟ ایسا کہنا کفر ہے۔

مسئلہ: کسی بااثر یا مالدار آدمی یا حاکم کی توجہ حاصل کرنے کے لئے لوگ کہہ بیٹھتے ہیں کہ اُوپر خدا ہے نیچے تم۔۔ یہ کلمہ کفر ہے (خانیہ) کیونکہ خدا کے لئے حد مقرر کرنا یا مخصوص جگہ بتانا کفر ہے۔

مسئلہ: کسی سے کہا کہ ان شآء اللہ تم اس کام کو کرو گے۔ یہ اس نے کہہ دیا کہ 'اجی میں بغیر ان شاء اللہ کروں گا' کافر ہو گیا۔

مسئلہ: کوئی شخص بیمار نہیں ہوتا یا بہت بوڑھا ہے مرتا نہیں۔ اس کے لئے یہ کہنا کہ اُسے اللہ تعالیٰ بھول گیا ہے۔ یا کسی زبان دراز آدمی سے یہ کہنا کہ خدا تمہارے زبان کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتا۔۔ پھر میں کس طرح مقابلہ کر سکتا ہوں؟ اللہ تعالیٰ کے لئے دونوں طرح الفاظ بولنے کفر ہیں۔

مسئلہ: ایک نے دوسرے سے کہا کہ خدا سے نہیں ڈرتا؟ اُس نے غصہ میں کہا 'نہیں' ۔۔یا۔۔ کہا خدا اس کے سوا کیا کر سکتا ہے کہ دوزخ میں ڈال دے؟ یا اُس نے کہا' خدا کہاں ہے؟ یہ سب کفریہ کلمات ہیں (عالمگیری)

مسئلہ: اللہ عزوجل کے نام کی تصغیر کرنا کفر ہے جیسے کسی کا نام عبداللہ یا عبدالخالق یا عبدالرحمٰن ہو' اُسے پکارنے میں آخر میں الف وغیرہ حروف ملا دیں' جن سے تصغیر سمجھی جاتی ہے (بحرالرائق)

مسئلہ: بیماری میں گھبرا کر اللہ تعالیٰ سے کہنے لگے یا کہنے لگی تجھے اختیار ہے چاہئے کافر مار یا مُسلمان مار یہ کہنا کفر ہے (کفر پر رضامندی کفر ہے)۔۔ یونہی مصیبتوں سے گھبرا کر یہ کہنا کہ تو نے مال لیا' اولاد لی اور یہ لیا وہ لیا۔۔ اب کیا کرے گا؟ اس طرح بکنا کفر ہے۔

مسئلہ: اولاد وغیرہ کے مَرنے پر رنج اور غصّہ میں اس قسم کی بولیاں بولنے لگے کہ خدا کو

بس میرا بیٹا ہی مارنے کے لئے ملا تھا یا خدا کو ایسا ظلم نہیں کرنا چاہئے تھا۔۔ اللہ نے بہت بُرا کیا کہ میرے اکلوتے بیٹے کو مار کر میرا گھر بے چراغ کر دیا۔۔ اس قسم کی بولیاں بول دینے سے عورت کافر ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: رُسُل الملائکہ حضرت جبریل علیہ السلام یا حضرت عزائیل علیہ السلام یا اور کسی مقرب فرشتے کی ادنیٰ سی بھی گستاخی کفر ہے۔۔ مثلاً چراغ کے بھڑ کنے یا لائٹ کے مسلسل کھلنے بند ہونے (Blink) پر یہ کہنا کہ اس کی عزرائیل روح قبض کر رہے ہیں۔۔ یا۔۔ کوئی جاہل اپنے کسی دشمن یا ڈاکو کو دیکھ کر توہین سے کہہ دے کہ 'ملک الموت' آ گئے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

مسئلہ: اسلام میں شک کرنا اور یہ کہنا کہ معلوم نہیں میں مسلمان ہوں یا کافر۔۔ یا اپنے اسلام پر افسوس کرنا' مثلاً یہ کہنا کہ میں مسلمان ہو گیا' یہ اچھا نہیں ہوا۔۔ کاش میں ہندو ہوتا۔۔ یا عیسائی ہوتا تو بہت اچھا ہوتا۔۔ یا یہ کہنا کہ یہ میں ہندو ہوں نہ مسلمان۔ میں تو انسان ہوں ۔۔ یا یہ کہنا کہ میں نہ مسجد سے تعلق رکھتا ہوں۔۔ نہ مندر سے۔ یا یہ کہنا کہ مسجد اور مندر دونوں ڈھونگ ہیں' میں کسی کو نہیں مانتا۔۔ یا یہ کہنا کہ کعبہ تو معمولی پتھروں کا ایک پُرانا گھر ہے۔ اُس میں کیا دھرا ہے کہ میں اس کی تعظیم کرو۔ یا کہنا کہ نماز پڑھنا بے کار آدمیوں کا کام ہے۔ ہم کو نماز کی کہاں فرصت ہے؟ یا اذان کی آواز سُن کر یہ کہنا کہ کیا خواہ مخواہ کا شور مچا رکھا ہے؟ یا یہ کہنا کہ نماز پڑھنا نہ پڑھنا دونوں برابر ہیں۔ یا یہ کہنا کہ نماز پڑھنے کا کچھ نتیجہ نہیں' بہت پڑھ لی کیا فائدہ ہوا؟ یا یہ کہنا کہ میں تو صرف رمضان میں نماز پڑھتا ہوں' باقی دنوں میں نہ کبھی پڑھی نہ پڑھوں گا۔۔ یا یہ کہنا نماز مجھے موافق نہیں آتی' میں جب نماز پڑھتا ہوں تو کوئی نہ کوئی نقصان ضرور ہو جاتا ہے۔ یا یہ کہنا کہ زکوٰۃ خدائی ٹیکس ہے جو مُلا لوگوں نے مالداروں پر لگا رکھا ہے۔ یا یہ کہنا کہ حج تو ایک تفریحی سفر ہے یا بلیک مارکیٹ کا دھندا ہے۔ میں ایسا کام کیوں کروں؟ وغیرہ وغیرہ ۔۔ اس قسم کی تمام بکواسیں کُھلا ہوا کفر ہیں۔

مسئلہ: وہ فرقے جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے اور کلمہ اسلام پڑھتے ہوں اور زبان سے کفریہ کلمات بولتے اور اُس پر اصرار کرتے ہوں یا وہ اپنی کتب میں کلمات کفریہ لکھتے ہوں یا ایسے لکھنے والوں کو اپنا پیشوا یا رہنما مانتے ہوں بلکہ صرف مسلمان جانتے ہوں وہ مُرتد کے حکم میں ہیں۔

مسئلہ: جو اپنے کو کہے میں پیغمبر ہوں، اور اس کا مطلب یہ بتائے کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں تو وہ کافر ہے، یعنی یہ تاویل مسموع نہیں کہ عُرف میں یہ لفظ رسول و نبی کے معنیٰ میں ہے (عالمگیری)

فال کو سچا ماننا کفر ہے: حدیث شریف میں ہے کہ کاہن یا نجومی جو غیب جاننے کا دعویٰ کرے، اُس کی بات کو سچا ماننا کفر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ غیب کا علم انبیائے کرام کو عطا فرماتا ہے، کاہن یا نجومی کو نہیں، جیسا کہ قرآن مجید کی سورۂ جن میں اس کی تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف اپنے رسولوں کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے ﴿**عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ**﴾ (جن/ ۲۷) غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ (سارے رسولوں میں حضور ﷺ کی جو شان ارفع واعلیٰ ہے وہ کسی پر مخفی نہیں ہے لہذا حضور ﷺ کو علم غیب خاص عطا کیا گیا ہے یہ شان محبوبیت ہے)

مسئلہ: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرنا، اُن کی جناب میں ادنیٰ سی بھی گستاخی کرنا، یا اُن کو فواحش و بے حیائی کی طرف منسوب کرنا کفر ہے

وہابی دیوبندی کفریہ عقائد کے چند نمونے:

عقیدہ (۱) حضور ﷺ کا مزار گرا دینے کے لائق ہے۔ اگر میں (بانی وہابی مذہب محمد بن عبد الوہاب نجدی) اس کے گرا دینے پر قادر ہو گیا تو گرا دوں گا (اوضح البراہین)

عقیدہ (۲) میری لاٹھی محمد ﷺ سے بہتر ہے کیونکہ اس سے سانپ مارنے کا کام لیا جا سکتا ہے اور محمد مَر گئے۔۔انہیں کوئی نفع باقی نہ رہا (اوضح البراہین)

عقیدہ (۳) محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جُملہ اہل عالم وتمام مسلمانانِ دیار مشرک وکافر ہیں اور اُن سے قتل وقتال کرنا' اُن کے اموال کو اُن سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے (ماخوذ : الشہاب الثاقب ۔حسین احمد مدنی)

عقیدہ (۴) غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ ﷺ کو ہے ایسا علم زید وعمر بچوں اور پاگلوں کو' بلکہ تمام جانوروں کو حاصل ہے رسول کی تخصیص نہیں (حفظ الایمان' اشرف علی تھانوی)

عقیدہ (۵) حضور نبی کریم ﷺ کو آخری نبی سمجھنا عوام کا خیال ہے اہل علم کا نہیں (تحذیر الناس مصنفہ بانی دارالعلوم دیوبند قاسم نانوتوی)

عقیدہ (۶) حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہوجائے تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا (تحذیر الناس مصنفہ بانی دارالعلوم دیوبند قاسم نانوتوی)

عقیدہ (۷) شیطان وملک الموت کو تمام رُوئے زمین کا علم ہے اور حضور علیہ السلام کے علم سے زیادہ ہے (براہین قاطعہ مصنفہ خلیل احمد انبیٹھوی)

عقیدہ (۸) نماز میں حضور ﷺ کا خیال گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوبنے سے بُرا ہے (صراط مستقیم مصنفہ اسمٰعیل دہلوی)

عقیدہ (۹) ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا' اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے (صراط مستقیم مصنفہ اسمٰعیل دہلوی)

عقیدہ (۱۰) سب انبیاء واولیاء اس کے رُوبرو ایک ذرّہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں (تقویۃ الایمان مصنفہ اسمٰعیل دہلوی)

عقیدہ (۱۱) حضور علیہ السلام کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کیجئے (تقویۃ الایمان)

عقیدہ (۱۲) حضور علیہ السلام پر افتراء باندھا کہ گویا آپ نے فرمایا' میں بھی ایک دن مَر کر مٹی میں ملنے والا ہوں' (تقویۃ الایمان مصنفہ اسمٰعیل دہلوی)

عقیدہ (۱۳) حضور علیہ السلام کا یومِ میلاد منانا کنھیّا کے جنم دن منانے کی طرح ہے (براہین قاطعہ مصنفہ خلیل احمد انبیٹھوی)

عقیدہ (۱۴) حضور علیہ السلام نے اُردو زبان دیوبند کے علماء سے سیکھی ہے (براہین قاطعہ مصنفہ خلیل احمد انبیٹھوی)

عقیدہ (۱۵) رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا (تقویۃ الایمان مصنفہ اسمٰعیل دہلوی)

عقیدہ (۱۶) رسول کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں (براہین قاطعہ مصنفہ خلیل احمد انبیٹھوی)

یوم آخرت پر ایمان

The Last Day (Day of Judgement)

بیماری (Sickness) کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان کو جو اذیت پہنچتی ہے مرض ہو یا اُس کے سوا کچھ اور، اللہ تعالیٰ اُس کے گناہوں کو دُور فرماتا ہے جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ، ام السائب کے پاس تشریف لے گئے، فرمایا تمہیں کیا ہوا جو کانپ رہی ہو۔ عرض کی بخار ہے اللہ اُس میں برکت نہ کرے۔ فرمایا بخار کو بُرا نہ کہو، کیونکہ وہ انسان کی خطاؤں کو اس طرح دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رحمتِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا بندہ جب عبادت کے اچھے طریقے پر ہو، پھر بیمار ہو جائے تو جو فرشتہ اُس پر مقرر ہے

اُس سے فرمایا جاتا ہے اُس کے لئے ویسے ہی اعمال لکھ جب مرض میں مبتلا نہ تھا یہاں تک کہ میں اُسے مرض سے رہا کروں یا اپنی طرف بلالوں یعنی موت دے دوں۔
حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کے دن مصیبت زدہ مسلمانوں کو ثواب دیا جائے گا تو راحت وآرام والے تمنا کریں گے کاش دُنیا میں قینچیوں سے ہماری کھالیں کاٹی جاتیں تاکہ ان جیسا ثواب ہم کو بھی ملتا۔

بیمار کے ساتھ کھانا : بعض لوگ بیمار کے ساتھ کھاتے ہوئے پرہیز کرتے ہیں اور اس مریض کا کپڑا نہیں پہنتے اور کہتے ہیں بیماری ایک آدمی کی دوسرے شخص کو لگ جاتی ہے۔ یہ سراسر جھوٹ ہے کہ ایک آدمی کی بیماری دوسرے آدمی کو اُڑ کر لگتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ **لاتعدی** بیماری اُڑ کر نہیں لگتی۔ اور فرماتے ہیں اس دوسرے کو تو پہلے کی اُڑ کر لگی اس سے پہلے کو کس کی لگی؟ جس مریض کے بدن سے نجاست نکلتی ہو اور کپڑوں کو لگتی ہو مثلاً جلد پر پیپ کی بیماری یا معاذ اللہ جزام وغیرہ ایسی بیماریوں میں تو بہتر ہے کہ اس کا کپڑا نہ پہنا جائے۔ اس خیال سے نہیں کہ اس کی بیماری لگ جائے بلکہ نجاست سے احتیاط کے لئے اور جہاں یہ نہ ہو کپڑا پہننے میں حرج نہیں۔ یوں ہی ساتھ کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں بلکہ دیکھا جائے کہ اگر معاذ اللہ بہ تقدیر الٰہی خود اسے وہی مرض ہو جائے جس سے وہ بچتا تھا تو اب وہ کیا کرے گا۔ لہٰذا اس خیال سے بچنا چاہئے کہ بیماری لگ جائے گی ایسا خیال مردود و باطل ہے تقدیر پر کسی کا بھروسہ نہیں، بیماری اور شفا سب اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے اپنی حرکت کسی عام بیماری والے کی دل آزاری کا سبب بن سکتی ہے اور دل آزاری کرنا حرام ہے۔ (احکام شریعت)

عیادت (Visiting of a sick) کا بیان

بیمار کا حال معلوم کرنے اور اس کے ساتھ ہمدردی کرنے کو عیادت کہتے ہیں۔ ہر مسلمان کے دوسرے مسلمان پر شرعی نقطہ نظر سے چند حقوق ہیں: سلام کا جواب دینا، مریض کی خیر وعافیت دریافت کرنا، مسلمان کے جنازوں میں شرکت کرنا، دعوت قبول کرنا، چھینک کا جواب دینا۔ (بخاری شریف)

بیماری تو بیماروں کے لئے ثواب کا ذریعہ ہے اور بیماروں کی عیادت تندرستوں کے لئے ثواب کا ذریعہ ہے جس کا نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ بھوکے کو کھانا کھلاؤ، مریض کی عیادت کرو اور قیدی کو چھڑاؤ۔ مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو جنت کے باغ میں ہوتا ہے یہاں تک کہ مریض کے پاس سے واپس لوٹ جائے۔ جو کسی مریض کی عیادت کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں غوطے لگاتا ہے یہاں تک کہ بیٹھ جائے، جب وہ بیٹھ جاتا ہے تو رحمت میں ڈوب جاتا ہے۔

امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کے لئے صبح کو جائے تو شام تک اُس کے لئے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور شام کو جائے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اُس کے لئے دُعائے مغفرت کرتے ہیں اور اُس کے صلے میں اُس کو جنت میں ایک باغ بھی دیا جائے گا۔

ان احادیث میں نبی کریم ﷺ نے بیماروں کی مزاج پرسی کرنے اور اُن کا حال معلوم کرنے کا حکم دیا اور یہ بھی بتایا کہ عیادت کرنے والے کو جو ثواب ملتا ہے اس کا اندازہ لگانے کے لئے یہ سُن لینا کافی ہے کہ عیادت کرنے والا جب تک مریض کے پاس رہتا ہے گویا جنت کے باغ میں ہوتا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں چاروں طرف سے گھیرے ہوتی ہے یعنی جنت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کرنے کے ذریعوں میں سے ایک ذریعہ عیادت بھی ہے۔

عیادت کا طریقہ : عیادت کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ مسلمانوں میں ہمدردی اور محبت پیدا ہو۔ بیمار کا دِل اکثر بہت نرم ہو جاتا ہے اس حالت میں جو کوئی اس کے ساتھ ہمدردی کرتا اور اس کا حال پوچھتا ہے تو مریض کے دل میں اس کے لئے جگہ ہو جاتی ہے اور اگر وہ اس سے پہلے نفرت بھی کرتا تھا تو اب محبت کرنے لگتا ہے۔

Dua for Deceased : حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

حضور اقدس ﷺ ایک اعرابی کی عیادت کو تشریف لے گئے اور یہ کلمات فرمائے **لَا بَاسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهِ تَعَالیٰ** کوئی حرج کی بات نہیں ان شآءاللہ یہ مرض گناہوں سے پاک کرنے والا ہے۔ نیز فرماتے ہیں (ﷺ) بہترین عیادت یہ ہے کہ مریض کے پاس سے جلد اُٹھ آئے، زیادہ دیر تک نہ بیٹھے۔ جب تم مریض کے پاس جاؤ تو اس سے اپنے لئے دُعا کرنے کی درخواست کرو کیونکہ اُس کی دُعا فرشتوں کی دُعا کے مانند ہے۔

جب مریض کے پاس جاؤ تو عمر کے بارے میں دِل خوش کُن بات کرو کیونکہ یہ بات کسی چیز کو رد نہ کرے گی اور اُس کے جی کو اچھا معلوم ہو۔ قرآن کریم کی جو آیات بھی یاد ہوں یا درود شریف وغیرہ تین یا پانچ یا سات مرتبہ پڑھ کر مریض پر پھونکنا چاہئے۔ سورۂ فاتحہ، سورۂ الفلق اور سورۂ الناس پڑھ کر مریض پر پھونکنا یا پانی پر پھونک کر اُس کو پلانا بہت ہی مفید ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی مسلمان کسی کی عیادت کو جائے تو سات مرتبہ یہ دُعا پڑھے **اَسْئَلُ اللّٰهُ الْعَظِيْمِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ اَنْ يَشْفِيْكَ** میں اللہ عظیم سے سوال کرتا ہوں جو عرشِ کریم کا مالک ہے اس بات کا کہ تجھے شفا عطا فرمائے۔ اگر موت نہیں آتی ہے تو اُسے شفا ہو جائے گی۔

ان حدیثوں کا منشاء یہ ہے کہ عیادت کرنے والے کو مریض کے پاس جا کر ایسی باتیں اور دُعائیں کرنا چاہئے جن سے اُس کی گھبراہٹ دور ہو، ایسی باتیں نہ کی جائیں جن سے اُس کو زیادہ گھبراہٹ ہو۔ اس وقت مریض کو توبہ کی تلقین کرنی چاہئے یعنی اگر وہ کوئی بدکار ہے تو اُس سے کہا جائے کہ تم اپنے پچھلے گناہوں سے توبہ کر کے آئندہ دین کی پابندی اور نیکیاں کرنے کا اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرلو تو اللہ تعالیٰ تم پر اپنا فضل فرمائے گا اور تمہاری بیماری کو دور کر دے گا۔

عیادت اور تحفہ : عیادت کرنے والے مریض کے لئے کوئی تحفہ لے جائیں تو بہتر ہے اس سے مریض خوش ہوگا، دل سے دُعا نکلے گی اور محبت بھی زائد ہوگی۔ مریض غریب

ہوتو تحفہ دینے کا بہت ہی ثواب ہے۔ مریض کی کوئی ایسی خواہش ہو جس سے اسکو کوئی نقصان نہ ہوتو اس کو پورا کردینا چاہیئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ ایک شخص کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور پوچھا کہ تمہارا دِل کس چیز کو چاہتا ہے تو اُس نے کہا کہ میرا دِل گیہوں کی روٹی کو چاہتا ہے تو نبی کریم ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ جس کے پاس گیہوں کی روٹی ہو وہ اپنے اس بھائی کو بھیج دے۔

اس کے علاوہ مریض سے اس کے علاج، دواؤں اور دوسری ضرورتوں کے متعلق بھی معلوم کرنا چاہیئے اور اُن کو پورا کرنے اور اُسکی مدد کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنا چاہیئے۔ اگر کوئی بیمار کی ضرورت خود پوری نہ کرسکے تو دوسرے لوگوں سے اس کی ضرورت کو بیان کرکے اُسے پورا کرانے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ بہرحال مریضوں کی عیادت کرنا، انکو اطمینان دلانا، اُن کے لئے دُعا کرنا، اپنے لئے اُن سے دُعا کرانا اور اُن کی مدد کرنے کی کوشش کرنا یہ سب کام نبی کریم ﷺ کی سنت ہیں جن کی پابندی ہر مسلمان کو کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

عورت کو غیر محرم کی عیادت کو جانا: Visiting to a marriable person

کوئی بھی غیر محرم رشتے دار خواہ سسرالی ہو یا میکے کا اُن کی عیادت وتعزیت (Condolence) کے لئے عورت بالکل نہیں جاسکتی۔ اگرچہ شوہر کی اجازت سے جائے، بلکہ اگر شوہر اس کی اجازت دے گا تو خود گنہگار رہوگا۔ (مروج النجاء لخروج النساء)

موت کا بیان

ہر شخص کی جتنی زندگی مقرر ہے اس میں نہ زیادتی ہوسکتی ہے نہ کمی، جب زندگی کا وقت پورا ہوجاتا ہے اس وقت حضرت عزرائیل علیہ السلام روح نکالنے کے لئے آتے ہیں۔ اس

وقت مرنے والے کو دائیں بائیں جہاں تک نظر جاتی ہے فرشتے ہی فرشتے دکھائی دیتے ہیں۔ اندھا اور نابینا شخص بھی فرشتوں کو دیکھے گا۔ موت مومن کے لئے تحفہ ہے۔ مسلمان کے پاس رحمت کے فرشتے ہوتے ہیں اور کافر کے پاس عذاب کے۔ اس وقت کافر کو بھی اسلام کے سچے ہونے کا یقین ہو جاتا ہے لیکن اس وقت کا ایمان معتبر نہیں کیونکہ ایمان تو اللہ ورسول کی بتائی ہوئی باتوں پر بے دیکھے یقین کرنے کا نام ہے یعنی غیب پر ایمان لانا۔ اور اب تو فرشتوں کو دیکھ کر ایمان لانا ہے اس لئے ایسے ایمان لانے سے مسلمان نہ ہوگا۔ مسلمان کی روح آسانی سے نکالی جاتی ہے اور اس کو رحمت کے فرشتے عزت کے ساتھ لے جاتے ہیں اور کافر کی روح بڑی سختی سے نکالی جاتی ہے اور اُس کو عذاب کے فرشتے بڑی ذلت سے لے جاتے ہیں (بہارشریعت)

عقیدہ : موت کے معنٰی روح کا جسم سے جُدا ہو جانا ہیں نہ یہ کہ روح مر جاتی ہے۔ جو روح کو فنا مانے بد مذہب ہے۔ (بہارشریعت)

حضور نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا: دُنیا میں ایسے رہو جیسے مسافر بلکہ راہ چلتا۔ مسلمان کو چاہئے کہ دُنیا میں نہ پھنسے' موت کو کثرت سے یاد کرے کہ اس کی یاد دنیوی تعلقات کی بیخ کنی کرتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا **اَکۡثَرُوۡ اذِکۡرِھَا ذِمِ اللَّذَاتِ الۡمَوۡتِ** (لذتوں کی توڑ دینے والی موت کو کثرت سے یاد کرو) مگر کسی مصیبت پر موت کی آرزو نہ کرے کہ اس کی ممانعت آئی ہے اور اگر کہنا ہی ہو تو یوں کہے الٰہی مجھے زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لئے خیر ہو اور موت دے جب موت میرے لئے بہتر ہو۔ (بہارشریعت)

مسلمان کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے نیک گمان رکھے اس کی رحمت کا امیدوار رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **اَنَـا عِـنۡدَ ظَنِّ عَبۡدِیۡ بِیۡ** میرا بندہ مجھ سے جیسا گمان کرتا ہے میں اُس کے ساتھ اُسی طرح پیش آتا ہوں۔

موت کی تمنا نہ کرے : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے اور اس کو آنے سے پہلے نہ بلائے' کیونکہ جب مومن مرجاتا ہے تو اس کے اعمال بھی ختم ہو جاتے ہیں اور مومن کے لئے زیادتی عمر میں بھلائی ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے کیوں کہ اگر نیک ہے تو امید ہے کہ اُس کی نیکیاں زائد ہوں گی اور اگر بد ہے تو شاید بھلائی کی طرف لوٹ آئے۔ (بخاری' نسائی)

بعض بزرگانِ دین کا کہنا ہے کہ جس نے موت کو بکثرت یاد کیا اُسے تین انعامات ملیں گے (۱) توبہ کی جلد توفیق ہوگی (۲) دل میں قناعت نصیب ہوگی (۳) عبادت میں خوشی ہوگی۔ اور جس نے موت کو بھلا دیا اُس پر تین مصیبتیں نازل ہوں گی (۱) توبہ میں ٹال مٹول (۲) بے صبری (۳) عبادت میں سستی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا** اور تو اپنا دُنیاوی حصہ نہ بھولنا یعنی کفن کو ہر وقت یاد رکھنا (مراد موت ہے)۔ **وابتغ فيما اتاك الله الدار الاخرة** اور جو اللہ نے تجھے دیا ہے اس کے بدلے آخرت کو خرید۔ دنیا کی چیزوں کو ایسی راہوں پر خرچ کرو کہ جس کے بدلے دارالآخرۃ میں جنت بھی ملتی ہے اور یاد رکھو کہ تم ہر چیز چھوڑ کر چلے جاؤ گے سوائے اپنے حصہ کے' اور وہ ہے کفن۔

انسان اپنی ساری زندگی میں جو کچھ جمع کرتا ہے اُس میں صرف اُس کا حصہ دو چادریں ہیں جس میں وہ لپٹا جائے گا۔

نبی کریم ﷺ ایک نوجوان شخص کے پاس نزع کے وقت تشریف لائے اور اس سے دریافت کیا کہ کیا حال ہے؟ اُس نے بتایا کہ اللہ کے ثواب کا امیدوار ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں جس شخص کے دل میں جمع ہوں گی اللہ تعالیٰ اُسے ڈر سے محفوظ فرما دے گا۔ (شرح الصدور)

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ مرنے والے میں تین علامتیں دیکھو، اگر اس کی پیشانی پر پسینہ آئے، آنکھوں میں آنسو آئیں اور نتھنے پھیل جائے تو یہ اللہ کی رحمت ہے اور اگر وہ اسی طرح آواز نکالے جس طرح اونٹ جس کا گلا گھونٹا گیا ہو، رنگ پھیکا پڑ جائے اور جھاگ ڈالنے لگے تو یہ اللہ کے عذاب نازل ہونے کی علامت ہے۔

ویلمی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ شعبان تک عمریں منقطع کی جاتی ہیں حتیٰ کہ انسان نکاح کرتا ہے اور اُس کے ہاں اولاد ہوتی ہے حالانکہ عنداللہ اُس کا نام مُردوں کی فہرست میں آچکا ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نصف شعبان کی رات میں اللہ تعالیٰ فرشتے کو وحی کرتا ہے کہ جس نفس کو اس سال قبض کرنا ہے کر لے۔ (شرح الصدور)

ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں عبداللہ بن عمرو سے روایت کی کہ دُنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے جب مومن مرجاتا ہے تو اس کی راہ فراخ کردی جاتی ہے وہ جنت میں جہاں چاہتا ہے گھومتا ہے۔

ابونعیم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے ابوذر ! دُنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور قبر امن کی جگہ ہے اور جنت اُس کا ٹھکانا ہے۔ اے ابوذر ! دُنیا کافر کی جنت ہے اور قبر اُس کا عذاب ہے اور جہنم (Hell) اُس کا ٹھکانا ہے۔

بیہقی نے شعب الایمان میں اور ویلمی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص مرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ آخرت کے لئے اس نے کیا کیا؟ اور انسان کہتے ہیں کہ ہمارے لئے کیا چھوڑا۔ (شرح الصدور)

حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر انسان کے دو دروازے ہیں ایک تو وہ جس سے اس کا عمل چڑھتا ہے اور دوسرا وہ جس سے اس کا رزق اُترتا ہے جب مومن مرجاتا ہے تو وہ دونوں روتے ہیں۔ (ترمذی)

عالمِ نزع اور تلقین :

☆ جب موت کا وقت قریب آئے اور علامتیں پائی جائیں تو سُنت یہ ہے کہ داہنی کروٹ لٹا کر قبلہ کی طرف منہ کر دیں اور یہ بھی جائز ہے کہ چت لٹائیں اور قبلہ کو پاؤں کریں کہ یوں بھی قبلہ کو منہ ہو جائے گا مگر اس صورت میں سر کو قدرے اونچا رکھیں اور قبلہ کو منہ کرنا دشوار ہو کہ اس کو تکلیف ہوتی ہو تو جس حالت پر ہے چھوڑ دیں۔ (درمختار)

☆ جانکنی کی حالت میں جب تک روح گلے کو نہ آئی اُسے تلقین کریں یعنی اُس کے پاس بلند آواز سے پڑھیں **اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ** مگر اُسے اس کے کہنے کا حکم نہ کریں۔ (بہارشریعت)

☆ جب اُس نے کلمہ پڑھ لیا تو تلقین موقوف کر دیں ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اُس نے کوئی بات کی تو پھر تلقین کریں کہ اُس کا آخر کلام ہو **لااله الا الله محمد رسول الله** (بہارشریعت)

تلقین کرتے وقت نیک پرہیزگار، پاک صاف لوگوں کا ہونا بہت اچھی بات ہے اور اس وقت وہاں سورۂ یٰسین شریف اور سورۂ رعد کی تلاوت اور خوشبو ہونا مستحب ہے مکان میں کتا اور تصویر نہ ہو۔ **جنب** یا حائض (حیض ونفاس والی عورتیں) نہ آنے پائے۔ کلمہ طیبہ سینہ پر دم آنے تک متواتر بآواز بلند پڑھا جائے، کوئی چلا کر بات نہ کرے، کوئی رونے والا بچہ مکان میں نہ آئے۔ بعد قبض (روح نکلنے کے بعد) نرم ہاتھوں سے آنکھیں بند کر دی جائیں **بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ** کہہ کر۔ جنازہ اُٹھتے وقت خبردار کوئی آواز نہ نکلے۔

پیٹ سے زندہ یا مُردہ بچہ نکالنا : عورت مر گئی اور اس کے پیٹ میں بچہ حرکت کر رہا ہے تو بائیں جانب سے پیٹ چاک کر کے بچہ نکالا جائے اور اگر عورت زندہ ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ مر گیا اور عورت کی جان پر بنی ہو تو بچہ کاٹ کر نکالا جائے اور بچہ بھی زندہ ہو تو کیسی ہی تکلیف ہو بچہ کاٹ کر نکالنا جائز نہیں۔ (درمختار- عالمگیری)

میت کے نہلانے کا بیان :

☆ میت کو نہلانا فرض کفایہ ہے یعنی اگر بغیر غسل کے دفن کر دیا گیا تو سب مسلمان گناہگار ہوں گے اور اگر چند لوگوں نے غسل دے دیا تو سب لوگوں کی طرف سے فرض ادا ہو گیا۔ (بہارشریعت، عالمگیری)

☆ مرد کو مرد نہلائے اور عورت کو عورت نہلائے۔ میت چھوٹا لڑکا ہے تو اسے عورت بھی نہلا سکتی ہے اور چھوٹی لڑکی کو مرد بھی نہلا سکتا ہے چھوٹے سے یہ مراد ہے کہ حدشہوت کو نہ پہنچے ہوں۔ (عالمگیری ۔ بہارِشریعت)

☆ عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے کیونکہ شوہر کے مرنے کے بعد عدت گذر جانے تک عورت اپنے شوہر کے نکاح میں باقی رہتی ہے۔ (عالمگیری۔ بہارِشریعت)

☆ اگر مُردہ عورت کو غسل دینے والا سوائے شوہر کے کوئی نہ ہو تو شوہر غسل نہیں دے سکتا، اس صورت میں مردہ عورت کو تیمّم کرا کے بغیر غسل کے ہی دفن کر دیا جائے گا۔

☆ عورت مر جائے تو شوہر نہ اُسے نہلا سکتا ہے نہ چُھو سکتا ہے اور دیکھنے کی ممانعت نہیں۔ (درمختار) اور عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر، عورت کے جنازے کو نہ کندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اتار سکتا ہے نہ منہ دیکھ سکتا ہے یہ محض غلط ہے صرف نہلانا یا اس کے بدن کو ہاتھ لگانا منع ہے۔ جنازے کو محض اجنبی ہاتھ لگاتے، کندھوں پر اٹھاتے اور قبر تک لے جاتے ہیں شوہر نے کیا قصور کیا ہے۔ (فتاوی رضویہ)

(☆) حیض و نفاس والی عورت کا انتقال ہو تو ایک ہی غسل کافی ہے کہ غسل واجب ہونے کے کتنے ہی اسباب ہوں سب ایک ہی غسل سے ادا ہو جاتے ہیں۔ (درمختار)

سفر میں مَرد یا عورت کی میت کو غسل دینا :

مرد کا سفر میں انتقال ہوا اور اس کے ساتھ عورتیں ہیں اور کافر مرد، مگر مسلمان مرد کوئی نہیں...... تو عورتیں اس کافر کو نہلانے کا طریقہ بتا دیں کہ وہ نہلا دے۔ اور اگر مرد کوئی نہیں اور

چھوٹی لڑکی ہمراہ ہے کہ نہلانے کی طاقت رکھتی ہے تو یہ عورتیں اُسے سکھا دیں کہ وہ نہلائے۔ یوں ہی اگر عورت کا انتقال ہوا اور کوئی مسلمان عورت نہیں اور کافرہ عورت موجود ہے تو مرد اس کافرہ کو غسل کی تعلیم کرے اور اس سے نہلوائے یا چھوٹا لڑکا اس قابل ہو کہ نہلا سکے تو اُسے بتائے اور وہ نہلائے۔ (عالمگیری)

نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس تختے پر غسل دینا ہو اس کو صاف کر کے چاروں طرف کوئی خوشبو سلگا دی جائے پھر میت کو اس پر لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی کپڑے سے ڈھک دیں، پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجاء کرائے پھر منہ، کہنیوں تک ہاتھ، سر کا مسح اور ٹخنوں تک پیر دھوئے جائیں یعنی وضو کے فرض ادا کرائے جائیں۔ کلی وغیرہ نہیں کرائی جائے گی، ہاں بھیگی ہوئی روئی سے دانت وغیرہ اور ناک صاف کر دی جائے گی۔ سَر کے بالوں (اور ڈاڑھی) کو پہلے صابن یا کسی دوسری چیز سے دھوئیں پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر پانی ڈالیں، پھر دائیں کروٹ پر لٹا کر پانی ڈالیں۔ اتنا پانی ڈالا جائے کہ جسم کا ہر حصہ تَر ہو جائے، پھر میت کی پیٹھ پر سہارا دے کر اُٹھائیں اور پیٹ پر ہاتھ پھیریں تاکہ اگر کچھ پیٹ میں ہو تو نکل جائے اور جو کچھ گندگی نکلے اُس کو صفائی سے دھو ڈالیں۔ وضو اور غسل دوبارہ کرانے کی ضرورت نہیں۔ آخر میں سَر سے پاؤں تک کافور کا پانی ڈال کر جسم کو نرمی کے ساتھ کپڑے سے پونچھیں۔ غسل کا پانی معمولی گرم ہونا چاہئے اور بہتر یہ ہے کہ اس میں کوئی ایسی چیز ڈال کر اس کو خوب پکا لیں جس سے بدن زائد صاف ہو۔ نہلانے کی جگہ پر پردہ ڈال دیا جائے اور وہاں غسل دینے والوں کے علاوہ کوئی نہ ہو اور یہ لوگ بھی جسم کے پوشیدہ حصوں پر بلاضرورت نظر نہ ڈالیں۔ نہلانے والا خود پاک وصاف ہونا چاہئے اور بہتر یہ ہے کہ میت کا کوئی قریبی رشتہ دار ہو۔ نہلانے والے پر یہ ذمہ داری ہے کہ اگر وہ مردے کی کوئی خوبی یا کمال دیکھے تو اس کو ظاہر کر دے مثلاً میت کا چہرہ چمکنے لگا، یا جسم سے خوشبو آنے لگی، اس قسم کی بات کو ظاہر کر دینا بہتر ہے لیکن

اگر کوئی عیب کی بات دیکھے تو ظاہر نہ کرے جیسے کسی کا منہ سیاہ ہو گیا یا جسم سے بدبو آنے لگی تو ایسی باتوں کو ظاہر نہ کرے اس سے مردے کے عزیزوں کو دُکھ ہوگا۔ مردے کے بالوں میں کنگھا کرنا، کسی جگہ کے بال یا ناخن کاٹنا جائز نہیں۔

عورت کے بالوں کو گُوندھنا : عورت کی میت کو غسل دینے کے بعد عورتوں کو چاہیے کہ وہ میت کے بالوں کو گوندھ دیں کیونکہ حضور ﷺ کی صاحبزادی کے بالوں کو گوندھ دیا گیا تھا لہذا عورت کے بالوں کو غسل دینے کے بعد کھلا چھوڑنا خلافِ شرع ہے۔ (بخاری شریف، نسائی شریف)

کیا میت کی آنکھ سے لینس نکالنے ضروری ہیں : ایسے آلات یا اعضاء جو آپریٹ کر کے بدن کے اندر فٹ کئے گئے ہوں جیسے ٹانگوں میں راڈ یا دل کے لئے بیڑی وغیرہ یا جو بدن کے ساتھ جڑے ہوئے یا چپکے ہوئے ہوں جیسے آنکھوں میں کنٹیکٹ لینس یا دانت یا ایسا شخص جس کی آنکھ کا ڈھیلا نہیں ہوتا آنکھ بند رہتی ہے جس کی وجہ سے دیکھنے میں اس کا چہرہ معیوب لگتا ہے اس میں مصنوعی ڈھیلا یا قورنیہ فٹ کر دیتے ہیں جس سے بینائی تو بحال نہیں ہوتی لیکن چہرے کا حسن بحال ہو جاتا ہے، اسی طرح مصنوعی ٹانگیں ہوتی ہیں۔ موت کے بعد میت کے بدن سے اُن کا جُدا کرنا ضروری نہیں ہے اور یہ نظریہ باطل ہے کہ ان کی وجہ سے میت کو قبر میں عذاب ہوگا۔ البتہ اگر مصنوعی ٹانگ ہے جو بدن کے ساتھ جڑی ہوئی یا باندھی ہوئی ہے اور کسی قطع و برید یا آپریشن کے بغیر اسے کھول کر اس لئے جدا کر دیا جائے کہ کسی زندہ ضرورت مند انسان کے کام آجائے تو اس میں حرج نہیں ہے اور اگر وہ کسی خیراتی ادارے یا مخیّر شخص سے محض برائے استعمال مستعار لی گئی تھی تو پھر اُسے لازماً جُدا کر کے متعلقہ ادارے یا شخص کو واپس کر دیا جائے۔ اسی طرح اگر دانت سونے کا ہے اور اُسے کسی قطع و برید یا آپریشن کے بغیر (یعنی میت کو ایذا پہنچائے بغیر) وارث مال سمجھ کر نکالنا چاہے تو نکال سکتا ہے ورنہ چھوڑ دے۔ (تفہیم المسائل، جلد اول)

کفن کا بیان :

☆ میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے۔ مرد کے لئے تین کپڑے سنت ہیں: لفافہ' ازار اور قمیص۔ (درمختار' عالمگیری' بہار شریعت)

☆ عورت کے لئے سنت ہے کہ پانچ کپڑوں کا کفن دیا جائے۔ لفافہ یعنی چادر (میت کے قد سے اس قدر زیادہ ہو کہ دونوں طرف باندھ سکیں) ازار یعنی تہ بند (چوٹی سے قدم تک یعنی لفافے سے اتنی چھوٹی جو باندھنے کے لئے زیادہ تھا) قمیص جسے کفنی کہتے ہیں (گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک اور یہ آگے پیچھے دونوں طرف برابر ہو۔ جاہلوں میں جو رواج ہے کہ پیچھے کم رکھتے ہیں یہ غلطی ہے۔ چاک اور آستین اس میں نہ ہوں اور عورت کے لئے کفنی سینہ کی طرف چیریں) اوڑھنی (تین ہاتھ یعنی ڈیڑھ گز کی ہونی چاہئے) سینہ بند (پستان سے ناف تک اور بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو) (فتاویٰ رضویہ ۔ عامہ کتب)

کفن دینے سے پہلے دونوں ہاتھ سیدھے کر دیئے جائیں' سینے کے اوپر یا ناف کے اوپر رکھنا جائز نہیں۔

☆ کفن اچھا ہونا چاہئے یعنی مرد عیدین و جمعہ کے لئے جیسے کپڑے پہنتا تھا اور عورت جیسے کپڑے پہن کر میکے جاتی تھی اس قیمت کا ہونا چاہئے۔ حدیث میں ہے مُردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ باہم ملاقات کرتے اور اچھے کفن سے تفاخر کرتے یعنی خوش ہوتے ہیں۔ سفید کفن بہتر ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مُردے سفید کپڑوں میں کفناؤ۔ (بہار شریعت)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میت اپنے غسل دینے والے' اُٹھانے والے' کفن دینے والے اور قبر میں اُتارنے والے کو پہچانتی ہے۔ (شرح الصدور)

کفن پہنانے کا طریقہ :

میت کو غسل دینے کے بعد اُس کا جسم کسی کپڑے سے خشک کر دیا جائے اور کفن پر خوشبو لگائی جائے۔ پہلے لفافہ (بڑی چادر) بچھایا جائے' اس پر تہبند اور قمیص (کفنی) کا ایک

حصہ بچھایا جائے اس پر میت کو رکھ کر پہلے کفنی پہنائیں اور میت کے جسم پر خوشبو مل دی جائے اور سجدے کے حصوں پر کافور ملا جائے' پھر تہبند اور اس کے بعد لفافہ لپیٹ دیں۔ پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے اور لفافہ کو سَر اور پاؤں کی طرف سے باندھ دیا جائے۔ عورت کو کفن پہنا کر اس کے بالوں کو سینے پر دونوں طرف ڈال دیا جائے اور اوڑھنی پیٹھ کے نیچے سے لا کر سر کے اوپر سے منہ پر نقاب کی طرح ڈال دی جائے۔ سینہ بند سب کپڑوں کے اُوپر پستان کے اُوپر سے ران تک لا کر باندھ دیا جائے۔ کفن کو کسی جگہ سے سیا نہیں جائے گا۔ قمیص میں نہ آستین لگائی جائے گی اور نہ چاک وغیرہ بلکہ ایک چادر کی طرح ہو گی جس کو درمیان سے پھاڑ دیا جائے گا تاکہ گلے کے اندر آ سکے۔ کفن پر انگلی کے اشارے سے کلمہ طیبہ لکھیں اس کی برکت سے ضرور میت کو فائدہ ہو گا۔

جنازہ (Funeral) :

غسل وکفن کے بعد جس قدر جلد ہو سکے نمازِ جنازہ اور دفن کا انتظام کیا جائے۔ عزیزوں اور دوستوں کے جمع ہونے کے انتظار میں میت کو دفن کرنے میں دیر کرنا سخت گناہ ہے۔ شیخین نے ابوسعید خدری سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب جنازے کو لوگ اپنے کاندھوں پر اُٹھاتے ہیں تو اگر نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ جلدی چلو اور اگر بُرا ہوتا ہے تو کہتا ہے افسوس کہاں لئے جاتے ہیں۔ انسان کے علاوہ ہر چیز اس کی آواز کو سنتی ہے اور اگر انسان اُسے سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔ (شرح الصدور)

☆ عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا ناجائز وممنوع ہے۔ (درمختار)

☆ طبرانی نے کبیر میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک حبشی مدینہ منورہ میں دفن ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس زمین سے یہ پیدا ہوا اُسی میں دفن ہوا۔

☆ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی موت کا فیصلہ کسی زمین میں فرمالیتا ہے تو اس کی کوئی نہ کوئی ضرورت اس زمین کی طرف پیدا کر دیتا ہے۔ (ترمذی)

☆ حاکم اور بیہقی نے 'شعب' میں ابن مسعود سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی موت جس زمین میں لکھی ہوتی ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کسی کام کے بہانے وہاں بھیجتا ہے اور اس کی روح وہاں نکلتی ہے تو قیامت کے دن زمین کہے گی کہ اے اللہ ! یہ امانت تیری ہے۔

ملک الموت کے لئے زمین طشت کی طرح کر دی گئی ہے کہ جہاں سے چاہیں جس کو چاہے اُٹھالیں۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے دریافت کیا کہ وباء کے زمانے میں کوئی مشرق میں ہو اور کوئی مغرب میں تو آپ کیا کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں روحوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بلاتا ہوں تو وہ میری ان دو انگلیوں کے درمیان آجاتی ہیں اور زمین کو طشت کی مانند کر دیا گیا ہے جہاں سے چاہتا ہوں اُٹھاتا ہوں۔ (شرح الصدور)

سیدنا سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں ملک الموت آئے اور اُن کے ساتھیوں میں سے ایک کو گھور کر دیکھنے لگے۔ جب آپ چلے گئے تو اس شخص نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ شخص کون تھے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ ملک الموت تھے۔ اس نے عرض کی کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ میری روح نکالنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تمہارا کیا ارادہ ہے؟ اس نے عرض کی کہ حضرت ہواؤں کو حکم دیں کہ وہ مجھے سرزمین ہند میں پہنچا دیں۔ آپ نے حکم دیا اور ہوائیں اس شخص کو سرزمین ہند میں چھوڑ آئیں۔ ملک الموت پھر تشریف لائے تو حضرت سلیمان نے ان سے دریافت کیا کہ تم نے میرے ایک ساتھی کو گھور کر کیوں دیکھتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ حضرت میں اس پر تعجب کر رہا تھا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس کی روح ہند میں قبض کروں اور یہ آپ کے پاس بیٹھا ہے کیسے ہند پہنچے گا۔ (شرح الصدور)

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص جس مٹی سے پیدا ہوتا ہے اسی میں دفن ہوتا ہے اور کسی نہ کسی بہانے سے اپنے مدفن تک پہنچ ہی جاتا ہے اور اس آیت میں بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ ﴿ **مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى** ﴾ یعنی ہم

نے تم کو اس مٹی سے پیدا کیا' اسی میں لوٹائیں گے اور اسی میں سے دوبارہ اُٹھائیں گے۔

☆ طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کی روح ملک الموت نے عالمِ دُنیا میں بہ حالت وضو قبض کی تو وہ قیامت میں مرتبہ شہادت پائے گا۔ (شرح الصدور)

موت کے وقت کی رسمیں : عام طور پر یہ رواج ہے کہ میت کے مرتے وقت جو لوگ موجود ہوتے ہیں وہاں دُنیاوی باتیں کرتے ہیں۔ جب انتقال ہو جاتا ہے تو رونے پیٹنے کی حالت میں بے صبری اور بعض وقت کفر کے کلمے منہ سے نکال دیتے ہیں کہ ہائے خدا نے بے وقت موت دے دی' ملک الموت نے ظلم کر دیا۔ کیا ہمارا ہی گھر موت کے لئے رہ گیا تھا............موت کے وقت دُنیاوی باتیں کرنا سخت غلطی ہے کیونکہ اس سے میت کا دھیان بٹنے کا اندیشہ ہے فقط آنکھوں سے آنسو بہیں یا معمولی آواز منہ سے نکلے۔ اگر کچھ صبر وغیرہ کے الفاظ بھی منہ سے نکل جائیں تو کوئی حرج نہیں مگر پیٹنا' منہ پر طمانچہ مارنا' بال نوچنا' کپڑے پھاڑنا' بے صبری کی باتیں منہ سے نکالنا نوحہ ہے اور نوحہ حرام ہے۔ نوحہ کرنے والے سخت گناہ گار ہیں۔

کسی قرابت دار یا رشتے دار کے آنے کے انتظار میں میت کے دفن میں دیر لگانا سخت منع ہے اور اس میں ہر طرح کا خطرہ ہی ہے۔ اگر زیادہ رکھنے سے میت کا جسم بگڑ جائے یا کسی قسم کی بُو وغیرہ پیدا ہو جائے تو اس میں مسلمان میت کی توہین ہے۔ قرابت دار آ کر میت کو زندہ نہیں کریں گے اور منہ دیکھ کر کیا کریں گے اس لئے دفن میں جلدی کرنا ضروری ہے۔

چند چیزوں میں بلا وجہ دیر لگانا منع ہے۔ لڑکی کی شادی کرنا' قرض کا ادا کرنا' نماز پڑھنا' توبہ کرنا' میت کو دفن کرنا اور نیک کام کرنا۔

بین کرنے اور واویلا کرنے کی ممانعت : حضور نبی کریم ﷺ نے عورتوں سے ارشاد فرمایا کہ شیطانی آواز کرنے سے باز رہو ...... جب تک آنکھ اور قلب سے

رونا صادر ہوتو یہ علامت رحمت اور شفقت کی ہے لیکن جب زبان سے واویلا اور ہاتھ سے جزع وفزع ظاہر ہوتو یہ شیطان کی طرف سے ہے (مسند ابی داؤد)

حضور ﷺ کی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وصیت :

سید عالم ﷺ نے آخری اوقات میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو متعدد وصایا فرمائی تھیں اُن میں سے ایک خصوصی وصیت 'ماتم' سے منع کرنے کے متعلق تھی کہ میرے وصال پر کسی قسم کا مروجہ ماتم نہ کیا جائے۔

حضور ﷺ نے اس وصیت میں مروجہ ماتم کے جمیع اقسام (چہرہ نوچنا اور پیٹنا' بال کھولنا' واویلا کرنا' بین کرنا اور نوحہ کرنا وغیرہ) سے تاکیداً منع فرمایا ہے گویا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وساطت سے تمام اُمت کو یہ وصیت فرمادی گئی ہے کہ جتنے بھی اہم مصائب مومن کو پیش آئیں اُن میں صبر اور استقامت پر رہے اور بے صبری کے ہمہ اقسام سے اجتناب کرے۔

اہلِ میت کو کھانا بھیجنا : جب کسی گھرانے کا کوئی فرد مرجائے تو اس کے رشتہ داروں اور ہمسایوں کو چاہیئے کہ وہ کھانا پکوا کر اُن کے گھر والوں کے لئے بھیجیں تاکہ اُن کا غم کم ہو۔ کھانا بھیجنا ایک طرح کا اظہارِ ہمدردی ہے کیونکہ میت کے گھر والے مرنے والے کی تجہیز وتکفین میں مصروف ہوتے ہیں۔ غم کی وجہ سے کھانا پکانے کی طرف وقت اور توجہ نہیں دے سکتے اس لئے کھانا بھیجنا ضروری ہے۔ کھانا صرف ایک دن تک ہی مسنون ہے مگر مجبوری کی حالت میں تین دن بھی بھیج سکتے ہیں۔

قبر کا بیان (عَالمِ برزخ)

دُنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں۔ مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام انسان اور جن کو حسب مراتب اس میں رہنا ہوتا ہے اور یہ عَالم اس دنیا

سے بہت بڑا ہے۔ برزخ کی مثال ماں کے پیٹ جیسی ہے یعنی انسان دُنیا میں آنے سے پہلے جس طرح ماں کے پیٹ میں تھا اسی طرح مرنے کے بعد قبر میں چلا جائے گا (عالمِ برزخ)۔

برزخ میں کسی کو آرام ہے اور کسی کو تکلیف۔ قبر (یعنی برزخ) آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے اور یہ کہ 'قبر یا تو جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا'۔ ایمان صحیح وسلامت ہے تو عالمِ برزخ جنت سے کم نہیں ورنہ عذاب جہنم (Punishment of Hell) کا پیش خیمہ ہے۔

قبر و دفن کا بیان :

☆ میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔جس جگہ موت ہوئی ہو اُسی جگہ دفن نہ کریں کہ یہ انبیاء علیہم السلام کے لئے خاص ہے بلکہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں۔

☆ عورت کا جنازہ اُتارنے والے محارم ہوں (شرعاً جس سے پردہ نہیں) یہ نہ ہوں تو دیگر رشتے والے' یہ بھی نہ ہوں تو پرہیزگار اجنبی کے اُتارنے میں مضائقہ نہیں۔ (عالمگیری' بہارشریعت)

مسئلہ : میت کو قبر میں رکھتے وقت یہ دُعا پڑھیں **بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ** (قانون شریعت)

☆ عورت کا جنازہ ہو تو قبر میں اُتارنے سے تختہ لگانے تک قبر کو کپڑے وغیرہ سے چھپائے رکھیں۔ (بہارشریعت)

☆ میت کو نہلانے کے بعد کفن پہنانے سے پہلے پیشانی پر کلمہ کی انگلی سے **بسم الله** شریف اور سینہ پر کلمہ طیبہ **لااله الا الله محمد رسول الله** لکھنا جائز ہے۔(بہارشریعت)

☆ مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر پر سورۂ بقرہ کا اول وآخر پڑھیں۔ سَر ہانے **الٓمّٓ** سے **مُفْلِحُوْنَ** تک اور پائنتی **اٰمَنَ الرَّسُوْلُ** سے ختم سورت تک پڑھیں۔ (بہارشریعت)

☆ دفن کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر تک ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں اُونٹ ذبح کر کے

گوشت تقسیم کر دیا جائے کہ اُن کے رہنے سے میت کو اُنس ہوگا۔ دُعا واستغفار کریں اور یہ دُعا کریں کہ منکر ونکیر کے سوالات کے جوابات میں ثابت قدم رہے۔ (بہار شریعت)

☆ قبر پر قرآن پڑھنے کے لئے حافظ مقرر کرنا جائز ہے۔ (درمختار) یعنی جب کہ پڑھنے والے اجرت پر نہ پڑھتے ہوں۔ (بہار شریعت)

☆ جب لوگ دفن کر کے لوٹتے ہیں مردہ اُن کے جوتوں کی آواز سنتا ہے مردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے تو جہاں پڑا رہ گیا یا پھینک دیا گیا غرض کہیں ہو اُس سے وہیں سوال ہوگا اور وہیں عذاب ثواب پہونچے گا یہاں تک کہ جسے شیر کھا گیا اس سے شیر کے پیٹ میں سوال ہوگا اور عذاب وثواب بھی وہیں ہوگا۔ قبر کے عذاب وثواب کا منکر گمراہ ہے۔

سوال منکر ونکیر :

مرنے کے بعد اگر دفن کیا جائے تو قبر میں ورنہ جس حال میں ہو مردے کے پاس دوفرشتے آتے ہیں ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں اور مردے سے یہ تین سوال کرتے ہیں :

۱۔ **مَنْ رَبُّكَ** تیرا رب کون ہے؟

۲۔ **مَادِيْنُكَ** تیرا دین کیا ہے؟

۳۔ **مَاكُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ** حضور ﷺ کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟

مُردہ اگر مسلمان ہے تو پہلے سوال کا جواب دے گا **رَبِّیَ اللّٰهُ** میرا رب اللہ ہے اور دوسرے کا **دِيْنِیَ الْاِسْلَامُ** میرا دین اسلام ہے اور تیسرے سوال کا جواب دے گا **هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ** ﷺ یہ اللہ کے رسول ہیں اللہ کی طرف سے اُن پر رحمت نازل ہو اور سلام۔

اب آسمان سے یہ آواز آئے گی کہ میرے بندے نے سچ کہا' اُس کے لئے جنت کا بچھونا بچھاؤ اور جنت کا کپڑا پہناؤ اور جنت کا دروازہ کھول دو۔ اب جنت کی ٹھنڈی ہوا اور خوشبو آتی رہے گی اور جہاں تک نگاہ پھیلے گی وہاں تک قبر چوڑی' کشادہ اور روشن کر دی جائے گی اور فرشتے کہیں گے سو جا جیسے دلہن سوتی ہے۔

یہ نیک پرہیزگار مسلمانوں کے لئے ہوگا۔ گناہگاروں کو اُن کے گناہ کے لائق ایک زمانہ تک عذاب ہوگا۔ بزرگوں کی شفاعت (Intercession) سے یا ایصال ثواب ودُعائے مغفرت سے یا محض اللہ کی مہربانی سے یہ عذاب اُٹھ جائے گا اور چین ہی چین ہوگا۔

کافر ومنافق مُردہ سب سوالات کے جواب میں کہے گا کہ **ھَاہْ ھَاہْ لَاۤاَدْرِیْ** افسوس مجھے تو کچھ معلوم نہیں۔ منکر ونکیر اُس کو جہنمی لباس پہنائیں گے' قبر میں جہنمی بچھونا بچھائیں گے اور جہنم کا دروازہ کھول دیں گے' جہنم کی گرمی اور بدبو قبر میں آئے گی اور عذاب کے فرشتے اس کو ہتھوڑے سے مارتے رہیں گے۔ قبر تنگ کردی جائے گی' سانپ اور بچھو اُس کو کاٹتے اور ڈنک مارتے رہیں گے۔ قیامت تک طرح طرح کے عذاب ہوتے رہیں گے۔

☆ انبیاء علیہم السلام سے نہ قبر میں سوال ہوگا اور نہ ہی انھیں قبر دبائے گی۔ جو مسلمان جمعہ یا رمضان مبارک میں مرے گا وہ منکر نکیر کے سوالات اور عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ (بہارشریعت)

☆ نبی' ولی' عالم دین' شہید' حافظ قرآن جو قرآن پر عمل بھی کرتا ہو اور جو منصب محبت پر فائز ہے اور وہ جسم جس نے کبھی گناہ نہ کیا اور وہ جو ہر وقت درود شریف پڑھتا ہے اُن کے بدن کو مٹی نہیں کھاسکتی۔ جو شخص انبیاء کرام علیہم السلام کو یہ کہے کہ' مرکر مٹی میں مل گئے' وہ گمراہ بددین خبیث مرتکب توہین ہے' (قانون شریعت)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی زبانوں کو ان کلمات کا عادی بناؤ **لَآاِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُـوْلُ اللّٰہِ ۰ اَللّٰہُ رَبُّنَا ۰ اَلْاِسْلَامُ دِیْنُنَا ۰ مُحَمَّدٌ نَبِیّنَا** کیوں کہ یہ سوالات قبر میں کئے جائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے مُردوں کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرو کیونکہ مُردہ کو بھی بُرے پڑوسی سے اسی طرف تکلیف ہوتی ہے جس طرح زندہ کو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب میت کو اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے اعمال صالحہ اس کو گھیر لیتے ہیں اب اگر عذاب اس کے سَر کی طرف سے آتا ہے تو تلاوت قرآن

اُسے بچاتی ہے اور اگر پیروں کی طرف سے آتا ہے تو اس کا نماز میں ٹھہرنا (قیام) بچاتا ہے اور اگر ہاتھ کی طرف سے آتا ہے تو ہاتھ کہتا ہے کہ **بخدا** یہ ہمیں صدقہ کے لئے کھولتا تھا اور دُعا کے لئے' اس لئے تجھ کو کوئی راہ نہیں۔ اگر منہ کی طرف سے آتا ہے تو اس کا ذکر اور روزہ رکھنا آگے آتا ہے اسی طرح نماز اور صبر ایک طرف کھڑا رہتا ہے کہ اگر کوئی کمی رہ جائے تو پوری کر دے۔ غرض کہ اس کے نیک اعمال اس سے عذاب کو اس طرح دفع کریں گے جس طرح کہ کوئی شخص اپنے اہل وعیال سے مصیبت دور کرتا ہے۔ اس کے بعد اس سے کہا جائے گا کہ خدا تجھ کو برکت دے' سو جا کیونکہ تیرے ساتھی بہت ہی اچھے ہیں۔ (شرح الصدور)

رُوح فنا نہیں ہوتی :

☆ مرنے کے بعد روح کسی دوسرے بدن میں پھر پیدا نہیں ہوتی بلکہ قیامت آنے تک برزخ میں رہتی ہے یہ خیال کہ روح دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے چاہے آدمی کا بدن ہو یا جانور کا یا پیڑ پالو میں یہ غلط ہے اس کا ماننا کفر ہے۔

موت یہ ہے کہ روح بدن سے نکل جائے لیکن نکل کر روح مٹ نہیں جاتی بلکہ عالم برزخ میں رہتی ہے اور ایمان وعمل کے اعتبار سے ہر ایک روح کے لئے الگ جگہ مقرر ہے۔ قیامت آنے تک وہیں رہے گی کسی کی جگہ عرش کے نیچے ہے اور کسی کی اعلیٰ علیین میں اور کسی کی چاہ زمزم شریف' بعض کی آسمان وزمین کے درمیان اور بعض کی قبر کے پاس۔ کافروں کی روح قید رہتی ہے۔ روح مرتی' مٹتی یا ختم نہیں ہوتی بلکہ باقی رہتی ہے اور جس حال میں بھی ہو اور جہاں کہیں بھی ہو روح کا تعلق اپنے جسم سے رہتا ہے بدن کی تکلیف سے روح کو بھی تکلیف ہوتی ہے اور بدن کے آرام سے روح کو بھی آرام ہوتا ہے جو کوئی قبر پر آئے اُسے دیکھتی' پہچانتی ہے اور اس کی بات سنتی ہے اور مسلمان کی نسبت تو حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب مسلمان مرجاتا ہے تو اس کی راہ کھول دی جاتی ہے جہاں چاہے جائے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں روح کے لئے کوئی جگہ دور یا نزدیک نہیں بلکہ سب جگہ برابر ہے۔ مردہ کلام بھی کرتا ہے اس کی بولی عوام جن اور انسان کے سوا حیوانات وغیرہ سنتے بھی ہیں۔ قبر میں جو کچھ عذاب وثواب مردے کو دیا جاتا ہے اور جو کچھ اس پر گذرتی ہے وہ سب چیزیں مردہ کو معلوم ہوتی ہیں زندہ لوگوں کو اس کا کوئی علم نہیں ہوتا۔ جیسے سوتا ہوا آدمی خواب میں آرام وتکلیف اور قسم قسم کے مناظر سب کچھ دیکھتا ہے لذت بھی پاتا ہے اور تکلیف بھی اُٹھاتا ہے مگر اس کے پاس ہی میں جاگتا ہوا آدمی ان سب باتوں سے بے خبر رہتا ہے۔

☆ دفن کے بعد قبر مُردے کو دباتی ہے مومن کو اس طرح جیسے ماں بچے کو اور کافر کو اس طرح کہ اِدھر کی پسلیاں اُدھر ہو جاتی ہیں۔

☆ قبر پر بیٹھنا سونا چلنا پاخانہ پیشاب کرنا حرام ہے۔ (بہار شریعت)

☆ قبر میں آرام وتکلیف کا ہونا حق ہے اور یہ عذاب وثواب بدن وروح دونوں پر ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جسم کے تمام حصوں کو جمع فرما کر وہی پہلا جسم بنائے گا اور روح اسی جسم میں داخل ہو کر قیامت کے میدان (Ground of Gathering) میں آئے گی اسی کا نام حشر ہے۔

عذاب قبر کا بیان : عذاب قبر حق ہے۔جس طرح مومنین صالحین کو قبر میں آرام ملتا ہے اور خوشی کے ساتھ قیامت تک رہنا ہوتا ہے اسی طرح کافروں، بدکاروں اور گناہ گاروں کو قبر میں عذاب ہوتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ دُعا فرماتے تھے کہ **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ** اے اللہ ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں عذاب قبر سے (بخاری)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ ڈاڑھی مبارک تر ہو جاتی تھی۔ سوال کیا گیا کہ آپ جنت ودوزخ کا تذکرہ کرکے نہیں روتے اور قبر کو دیکھ کر اس قدر روتے ہیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے اگر اس منزل سے نجات پائی تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے زیادہ آسان ہیں اور اگر اس سے نجات نہ پائی تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے زیادہ سخت ہیں۔ (ترمذی)

حضور نبی کریم ﷺ کا گذر کفار و مشرکین کے قبرستان کی طرف سے ہوا۔ آپ جس خچر پر سوار تھے وہ مچلنے (شوخی کرنے) لگا۔ اُس وقت حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے اگر تمہارے مرجانے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں دُعا کرتا کہ یہ عذاب تم کو سُنا دیا جاتا (آپ کی سواری نے عالم برزخ میں ہونے والے عذاب کو دیکھ لیا یا سُن لیا اور بدکنے لگی) انسان اگر عذاب قبر کا حال آنکھوں سے دیکھ لیں یا کانوں سے سُن لیں تو بے ہوش ہو جائیں گے۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ کافر پر اس کی قبر میں قیامت تک کے لئے ننانوے اژدھے مقرر کئے جاتے ہیں جو اُسے ڈستے رہتے ہیں۔ اُن کے زہر کا یہ عالم ہے کہ اگر ان میں سے ایک بھی زمین پر پھنکار ماردے تو زمین بالکل سبزی نہ اُگائے۔ (دارمی)

حضور نبی کریم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گذرے تو فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے معاملے میں نہیں۔ اُن میں سے ایک تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا پھر آپ نے ایک تَر شاخ لی اور اُس کے دو ٹکڑے کئے اور ہر قبر پر ایک ایک لگائی پھر فرمایا کہ شاید جب تک یہ خشک نہ ہوں' اللہ تعالیٰ اُن کے عذاب میں کمی فرمائے۔ (مشکوٰۃ)

بخاری شریف کی ایک طویل روایت میں رسول اللہ ﷺ کا ایک خواب روایت کیا گیا ہے جس میں عالم برزخ کے خاص خاص عذابوں کا ذکر ہے۔

۔ جھوٹے شخص جس کی جھوٹی باتیں جہاں میں مشہور ہو جاتی تھیں اس شخص کے کلّے لوہے کی قینچی سے گدی تک چیرے جارہے تھے اُس جھوٹے کے ساتھ یہ معاملہ قیامت تک ہوتا رہے گا۔

۔ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو علم قرآن عطا فرمایا تھا وہ رات کو اس سے غافل ہو کر سوتا رہتا تھا اور دن کو اس پر عمل نہیں کرتا تھا تو قیامت تک اس کا سَر پھوڑا جائے گا۔

۔ زنا کرنے والے کوآگ کے غار میں ڈالا جائے گا۔

۔ سودخور کوخون کی نہر میں ڈالا جائے گا۔

انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے یہ تمام واقعے سچے ہیں۔ حدیث سے کئی چیزوں کا حال معلوم ہوا۔ جھوٹ کی سزا' بےعمل عالم کی سزا' زنا اور سود کا عذاب۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کوتمام گناہوں سے محفوظ رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

عذابِ قبر دکھائی نہ دینے کی حکمتیں :

انسان اور جنات کو عذاب قبر دکھائی نہیں دیتا اور کانوں سے وہاں کے مصیبت زدوں کے چیخ وپُکار کی آواز بھی سُنائی نہیں دیتی۔ اس میں بہت بڑی حکمت ہے انسانوں اور جنات کو عالمِ برزخ سے واسطہ پڑتا ہے اگر اُن کو عذاب قبر دکھا دیا جائے یا کانوں سے قبروں کی چیخ وپُکار کی آواز سنادی جائے تو ایمان لے آئیں اور نیک عمل کرنے لگیں' حالانکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ایمان بالغیب معتبر ہے کہ صرف حضور نبی کریم ﷺ کی بات سُن کر مان لیں۔ حضور نبی مکرم ﷺ کے ارشادات کو بغیر حجت اور تذبذب وپس وپیش کے بغیر تسلیم کرنا ہی ایمان ہے۔ ایمان کہتے ہیں **'التصدیق بما جاء النبی** ﷺ' دل کی سچائی کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی جملہ ہدایات کو مان لینا ایمان ہے۔ گویا ایمان کا اولین مرحلہ نبی کی تصدیق ہے۔ ہر بات کو حق جاننا ہی ایمان ہے ﴿**إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّأَجْرٌ كَبِيرٌ**﴾ یقیناً جولوگ اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں اُن کے لئے مغفرت ہے اور بڑا اجر ہے۔

اگر دوزخ وجنت اور برزخ کے حالات آنکھوں سے دِکھا دیئے جائیں تو پھر ایمان بالغیب نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں آنکھوں سے دیکھے ہوئے پر ایمان لانا معتبر نہیں ہے اسی وجہ سے مرتے وقت ایمان لانے کا اعتبار نہیں ہے کیونکہ اس وقت عذاب کے فرشتے نظر آجاتے ہیں ﴿**فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا**﴾ (مومن/ ۸۵)

تو نہ ہوا اُن کا ایمان کہ انہیں فائدہ پہنچائے (پس اُنکو اُنکا ایمان لا نا نفع مند نہ ہوا) جب انہوں نے ہمارے عذاب کو دیکھ لیا۔

جب قیامت کو اُٹھ کھڑے ہوں گے اور پھر جنت دوزخ آنکھ سے دیکھ لیں گے تو سب ہی ایمان لے آئیں گے اور رسولوں کی باتوں کی تصدیق کرلیں گے مگر اس وقت کا ایمان اور تصدیق معتبر نہیں ہے۔

مرنے کے بعد روحانی کمالات :

حقیقتاً انسانیت وہ چیز ہے جو مرنے کے بعد بھی زندہ اور باقی رہتی ہے۔ انسان جسم اور روح کا مجموعہ ہے جسم اور روح ان دونوں میں جو اصل حقیقت ہے وہ روح ہے مرنے کے بعد جسم سڑ گل بھی سکتا ہے منتشر اور بکھر بھی سکتا ہے۔ مرنے کے بعد جسم انسانی فنا ہو جاتا ہے اجزائے جسمانی کا تعلق روح سے ہوتا ہے خواہ اجزاء بکھرے ہوئے ہوں یا اکٹھے ہوں۔ جسم فانی ہے روح باقی ہے اور روح کی صفات بھی باقی ہیں اس کے کمالات بھی باقی ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مرنے کے بعد جب انسان کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو قبر مومن اور کافر دونوں کو دباتی ہے مومن کو قبر ایسے دباتی ہے جیسے ماں اپنی اولاد کو محبت سے دباتی ہے قبر تو آغوشِ مادر ہے۔

اگر روح کو فانی قرار دیں تو یوں سمجھئے کہ قبر کا عذاب اور ثواب سب کچھ ختم اور حساب وکتاب بھی نہ ہو اور پھر حشر ونشر کیسا؟ سارا دین ختم ہو کر رہ جائے۔ مظہر تجلیاتِ صفاتِ الٰہی اور آئینہ جمالِ رب ہونا یہ روح کی صفت ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ یہ سب اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اللہ کا ذکر ہے یہ روح کی غذا ہے۔ مرنے کے بعد نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دوسری نیکیاں یقیناً باقی رہیں گے۔ مرنے کے بعد تمام روحانی صفتیں باقی رہیں گے۔ قبور کے اندر بھی روحانیت زندہ ہوتی ہے اور روحانی کمالات بھی باقی ہوتے ہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان نہر

کھودی گئی تھی تو اتفاقاً وہ نہر اسی راستے سے آئی جس میں اُحد کا قبرستان آتا تھا۔ مزدور کام کررہے تھے ایک مزدور نے کھدائی کرتے ہوئے زمین میں پھاوڑا مارا تو اتفاقاً وہیں ایک شہید دفن تھا وہ پھاوڑا اس شہید کے پاؤں کے انگوٹھے میں جالگا اورخون جاری ہوگیا (جذب القلوب، شیخ عبدالحق محدث دہلوی) یہ تو قبر میں حیات جسمانی کی دلیل ہے کہ مرنے کے بعد اُن کے جسم میں بھی زندگی موجود ہے اور چہ جائیکہ روح جو ہے ہی باقی۔

وصیت کا بیان

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے وصیت نہ کی، اس کو مُردوں کے ساتھ ہم کلام ہونے کی اجازت نہ ہوگی۔ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا مُردے بھی کلام کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں بلکہ وہ ملاقات بھی کرتے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دوعورتوں کو دیکھا، اُن میں سے ایک کلام کرتی ہے اور دوسری خاموش ہے حالانکہ دونوں جنتی ہیں۔ میں نے دریافت کیا تو بتایا کہ ایک بلاوصیت مرگئی تھی اس لئے کلام نہیں کرتی اور قیامت تک نہیں کرے گی۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میں اپنے پورے مال کی اللہ تعالیٰ کے واسطے وصیت کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، نہیں۔ میں نے کہا: اُس کے تہائی کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تہائی بہت ہے مت چھوڑو اپنے اہل وعیال کو اس حال میں کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔

حدیث سے معلوم ہوا کہ وصیت ایک تہائی مال تک جائز ہے اس سے زائد نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے بھی کم کرنا چاہیے اور حضور ﷺ کے الفاظ سے دلیل لاتے ہیں کہ آپ نے فرمایا **والثلث کثیر** کہ ایک تہائی بھی بہت ہے۔

زندہ اورمُردہ لوگوں کی ارواح کا نیند کی حالت میں ملاقات کرنا :

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ﴾ (الزمر/۴۲) اللہ جانوں کو قبض کرتا ہے ان کی موت کے وقت اور جنہیں موت نہیں آئی انہیں اُن کی نیند میں پھر اسے روک لیتا ہے جس پر موت کا حکم فرمادیا اور دوسری کو ایک وقتِ مقرر تک چھوڑ دیتا ہے۔

طبرانی نے اوسط میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی تفسیر کرتے ہوئے بتایا کہ مجھے معلوم ہوا کہ زندہ اور مردہ لوگوں کی ارواح نیند میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتی ہیں اور ایک دوسرے سے پوچھ گچھ کرتی ہیں۔ مُردوں کی ارواح کو اللہ روک لیتا ہے اور زندہ لوگوں کی ارواح اُن کے اجسام کی طرف واپس فرمادیتا ہے۔

ابن قیم کہتے ہیں کہ مُردہ لوگوں سے ملاقات پر ایک دلیل یہ ہے کہ زندہ مُردہ کو خواب میں دیکھتا ہے اور وہ مُردہ اس زندہ کو اُمورِ غیبیہ کی خبر دیتا ہے اور وہ بات اسی طرح ہوتی ہے جیسی کہ اس نے خبر دی ہوتی ہے۔

حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے دلائل میں کثیر بن صلت سے روایت کی کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر شہادت کی رات غنودگی طاری ہوئی تو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ فرمارہے تھے کہ تم ہمارے ساتھ نمازِ جمعہ ادا کروگے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے یہ خواب دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ فرمارہے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ زندہ افطار کروگے چنانچہ آپ جمعہ کے روز بہ حالت روزہ شہید کردیئے گئے۔

حاکم وبیہقی نے دلائل میں سلمٰی سے روایت کی کہ میں ام سلمہ کے پاس حاضر ہوئی تو اُن کو روتا ہوا پایا۔ میں نے دریافت کیا کہ کیوں روتی ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے رخسار سے آنسو جاری ہیں سر اقدس اور ڈاڑھی گرد آلود ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا معاملہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں مقتلِ حسین سے آرہا ہوں۔

مُردے کو بُرا کہنے کی ممانعت :

ویلمی نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مُردے کو قبر میں اس چیز سے تکلیف پہنچتی ہے جس چیز سے کہ اس کو گھر میں تکلیف پہنچتی تھی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مردوں کی اچھائیوں کا بیان کرو اور اُن کی بُرائیوں کے بیان سے باز رہو۔(ابوداؤد، ترمذی)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ اپنے مُردوں کا ذکر اچھے الفاظ میں کرو، کیونکہ اگر تم نے اُن کو بُرے الفاظ سے یاد کیا اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اہل جنت سے ہیں تو تم گنہگار ہو گئے اور اگر اہل جہنم سے ہیں تو وہ سزا کافی ہے جو اُن کو مل رہی ہے۔

تعزیت (Condolence) کا اسلامی طریقہ

تعزیت مسنون ہے حدیث میں آیا ہے جو اپنے بھائی مسلمان کی مصیبت میں تعزیت کرے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسے کرامت کا جوڑا پہنائے گا۔ جب تعزیت (پُرسے) کے لئے جائے تو اہل خانہ کو سلام کرے اور یہ کہے۔ اللہ تعالیٰ میت کی مغفرت فرمائے اور اُس کو اپنی رحمت میں ڈھانکے اور آپ کو صبر دے اور اس مصیبت پر ثواب عطا فرمائے۔

مسئلہ : تعزیت (Condolence) کا وقت موت سے تین دن تک ہے اس کے بعد تعزیت مکروہ ہے مگر جب تعزیت کرنے والا یا جس کی تعزیت کی جائے وہاں موجود نہ ہو یا موجود ہو مگر اُسے علم نہیں تو بعد تین یوم کے تعزیت کرنے میں حرج نہیں۔

مستحب یہ ہے کہ میت کے تمام اقارب کو تعزیت کریں چھوٹے بڑے مرد عورت سب کو، مگر عورت کو اس کے محارم ہی تعزیت کریں۔

میت کے لئے ایصال ثواب

نماز' روزہ' زکوٰۃ' صدقہ' حج' تلاوتِ قرآن' ذکر' زیارتِ قبور' خیر خیرات'......غرض ہر قسم کی عبادت اور ہر نیک عمل' فرض ونفل کا ثواب مُردوں کو پہنچایا جا سکتا ہے۔ ان سب کو پہنچے گا اور اس کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ سب کو پورا ملے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ 'جوشخص گیارہ مرتبہ سوۂ اخلاص (**قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ**) پڑھ کر اس کا ثواب مُردوں کو پہنچائے تو مُردوں کی گنتی کے برابر اُسے ثواب ملے گا' اور نابالغ نے کچھ پڑھ کر یا کوئی نیک عمل کر کے اس کا ثواب مردے کو پہنچایا تو ان شآءاللہ پہنچے گا۔ یہاں یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ثواب پہنچا دیا تو اپنے پاس کیا رہ گیا۔ ثواب پہونچانے والے کو بھی برابر ثواب ملے گا اس لئے کہ ثواب پہنچانے سے اپنے پاس سے کچھ نہ گیا۔ ایصال ثواب شرعا جائز ہے اس کا انکار قرآن وحدیث اور اجماع اُمت کی مخالفت ہے ہر شخص جانتا ہے کہ کھانا کھلانا یا قرآن پڑھنا اور پڑھوانا عملِ خیر ہے اور عملِ خیر کے لئے حکم منصوص ہے قرآن حکیم میں ارشاد ہے ﴿**وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ**﴾ یعنی عملِ خیر اور نیکی کرو تا کہ فلاح پاؤ۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری والدہ کا اچانک انتقال ہوگیا اور وصیت نہ کر سکیں۔ میرا خیال ہے کہ اگر بات چیت کرتیں تو صدقہ دینے کو فرماتیں۔ اب اگر میں صدقہ دوں تو اُن کو ثواب ملے گا؟ حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ملے گا۔ (بخاری' مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اگر میت مسلمان ہو تو تم اُس کے لئے غلام آزاد کرو یا اس کی طرف سے صدقہ دو یا حج کرو تو اس کا ثواب پہنچے گا۔ (ابوداؤد شریف)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ زندہ مُردے کے واسطے جو نیکی کرے گا مُردہ کو اُس کا ثواب ملے گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت قبر میں گناہ سمیت داخل ہوگی اور جب نکلے گی تو بے گناہ ہوگی کیونکہ وہ مومنین کی دُعاؤں سے بخش دی جاتی ہے۔ (طبرانی)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کی وفات کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ میں اپنی ماں کی طرف سے صدقہ کرنا چاہتا ہوں۔ کونسا صدقہ افضل رہے گا؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پانی۔ چنانچہ انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ ام سعد کا ہے۔

طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص صدقہ کرے تو اُس کا ثواب اپنے والدین کو پہنچائے کیوں کہ اس طرح اُس کے ثواب میں کچھ کم نہ ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص میت کو ایصال ثواب کرتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام اُسے نور طباق میں رکھ کر قبر کے کنارے پر کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے قبر والے یہ ہدیہ تیرے گھر والوں نے بھیجا ہے قبول کر، یہ سُن کر وہ خوش ہوتا ہے اور اُس کے پڑوسی اپنی محرومی پر غمگین ہوتے ہیں۔ (طبرانی)

بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے والدین کی وفات کے بعد اُن کی طرف سے حج کیا تو اللہ تعالیٰ اُسے جہنم کی آگ سے آزاد کردے گا اور جن کی طرف سے حج کیا گیا ہے اُن کو پورا اجر ملے گا نیز آپ نے فرمایا کہ سب سے بہتر صلہ رحمی یہ ہے کہ اپنے مُردہ رشتہ دار کی جانب سے حج کیا جائے۔

اعمالِ صالحہ کے لئے وقت کا مقرر کرنا : اپنی یا دوسروں کی سہولت کے لحاظ سے یا کسی مصلحت کی بناء پر کسی کام کے لئے خاص تاریخ یا دن اس طرح پر مقرر کر لینا کہ وہ کام اسی تاریخ یا اسی دن کیا جائے گا بلاشبہہ جائز ہے اور اس قسم کی تعین اور توقیت صحابہ کرام سے ثابت ہے بخاری اور مسلم میں روایت ہے حضرت شفیق رضی اللہ عنہ

نے فرمایا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کے دن وعظ فرمایا کرتے تھے۔
ظاہر ہے کہ شریعت نے وعظ کہنے کے لئے کوئی خاص دن مقرر نہیں کیا ہے جس دن چاہیں وعظ کر سکتے ہیں لیکن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کسی مصلحت یا لوگوں کی سہولت کی بناء پر جمعرات مقرر کرلیا۔ اُس زمانے میں کسی نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض نہ کیا کہ جس کام کے لئے شریعت نے کوئی دن مقرر نہیں کیا' آپ نے کیوں مقرر کیا۔ علمائے اُمت کا اتفاق ہے کہ توقیت عادی جائز ہے دنیوی اور اُخروی تمام کام اوقات کے تعین پر موقوف ہیں۔ مدارس اور مکاتب میں درس وتدریس کے اوقات بھی مقرر ہیں۔ تعطیل کے اوقات بھی مقرر ہیں اور امتحانات کے اوقات بھی مقرر ہیں۔ شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے اوقات بھی مقرر کئے جاتے ہیں۔ پس جس طرح ان تمام باتوں کے لئے توقیت اور تعین وقت جائز ہے بالکل اسی طرح سید عالم ﷺ کی فاتحہ کے لئے بارہویں' غوث اعظم کی فاتحہ کے لئے گیارہویں تاریخ مقرر کر لینا بھی درست ہے۔

حضور ﷺ کی نیاز کی اشیاء کی بارگاہِ نبوی میں مقبولیت :

انفاس العارفین میں امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت رسالت مآب ﷺ کے عرس مبارک کے دنوں میں ایک مرتبہ اتفاقاً خزانہ غیب سے کچھ میسر نہ آ سکا کہ میں کچھ طعام پکا کر آنحضرت ﷺ کی روح پرفتوح کی نیاز دلوا سکتا۔ لہذا تھوڑے سے بھُنے ہوئے چنے اور قند پر اکتفا کرتے ہوئے میں نے آپ کی ناز دلوائی۔ اسی رات بچشم حقیقت دیکھا کہ انواع واقسام کے طعام آنحضرت ﷺ کی بارگاہ میں پیش کئے جارہے ہیں۔ اسی دوران وہ قند اور چنے بھی پیش کئے گئے۔ انتہائی مسرت وخوشی سے آپ ﷺ نے وہ قبول فرمائے اور اپنی طرف لانے کا اشارہ فرمایا اور تھوڑا سا اس میں سے تناول فرما کر باقی اصحاب میں تقسیم فرمادیا۔

صدقہ جاریہ اور اولاد وغیرہ کی طرف سے استغفار کا نفع :

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یقیناً مرنے کے بعد جو چیزیں مومن کو اس کی نیکیوں سے پہنچتی ہیں اُن میں سے ایک علم ہے جس کو اُس نے پھیلایا ہو یا نیک اولاد چھوڑی ہو یا کوئی قرآن شریف ورثہ میں چھوڑ گیا ہو یا مسجد تعمیر کرا گیا ہو یا مسافر خانہ بنا گیا ہو یا نہر جاری کر گیا ہو یا اپنی زندگی و تندرستی کی حالت میں اپنے مال سے ایسا صدقہ کر گیا ہو جس کا ثواب مرنے کے بعد پہنچتا ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نیک بندے کا درجہ جنت میں بلند فرما دے گا۔ وہ کہے گا کہ اے اللہ یہ درجہ مجھے کیسے ملا؟ اللہ جل شانہٗ ارشاد فرمائے گا تیری اولاد نے تیرے لئے استغفار کیا جس کی وجہ سے یہ مرتبہ تجھ کو ملا۔

ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے روز بعض آدمیوں کے ساتھ پہاڑوں کی برابر نیکیاں ہوں گے وہ یہ دیکھ کر عرض کرے گا کہ یہ مجھے کہاں سے ملیں؟ ارشاد ہوگا' تیری اولاد کے استغفار کرنے کی بدولت تجھے یہ عنایت کی گئی ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میت اپنی قبر میں ایسا ہی (محتاج) ہوتا ہے جیسے کوئی ڈوبتا ہوا (پھر فرمایا کہ) وہ دُعا کا منتظر رہتا ہے جو اس کے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کی جانب سے اُسے پہنچ جائے۔ جب اُسے ان میں سے کسی کی دُعا پہنچتی ہے تو ساری دُنیا اور جو کچھ دُنیا میں ہے اس سب سے زیادہ اس کو وہ دُعا محبوب ہوتی ہے اور بیشک زمین والوں کی دُعا سے اللہ تعالیٰ قبر والوں پر پہاڑوں کے برابر ثواب داخل فرماتا ہے اور بیشک زندوں کا ہدیہ مُردوں کے لئے اُن کے واسطے استغفار کرنا ہے۔

زیارتِ قبور

Visiting Graves

عورتوں کا مزارات اولیاءٗ مقابر عوام دونوں پر جانے کی ممانعت ہے۔ (احکام شریعت)
رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں **لَعَنَ اللّٰہُ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ** اُن عورتوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جو زیارتِ قبور کو جائیں۔

مَردوں کے لئے قبروں کی زیارت کرنا بالاجماع مستحب ہے کیونکہ اس میں بہت زیادہ فائدے ہیں۔ اس سے دِل میں رقت پیدا ہوتی ہے آخرت کا خیال بندھتا ہے انسان کو خود اپنی موت یاد آتی ہے دُنیا کی فنا و ناپائیداری کا خیال دل میں آجاتا ہے جو تقویٰ کے لئے اکسیرِ اعظم کا کام کرتا ہے اس میں مشغلہ یہ ہے کہ مُردوں کے حق میں دُعائے خیر کرے اور اُن کے گناہوں کی معافی کا خواستگار رہو۔

شبِ براَت، شبِ قدر اور متبرک راتوں میں زیارت کے لئے جانا بھی افضل ہے اسی طرح عیدین کے موقع پر بھی بہتر ہے اولیائے کرام کے مزارات مقدسہ پر سفر کر کے جانا جائز ہے اُسے شرک و کفر کہنا کھلی ہوئی گمراہی اور بدمذہبی ہے۔ قبروں کی زیارت کا طریقہ یہ ہے کہ پائنتی کی جانب سے جا کر میت کے منہ کے سامنے کھڑا ہو اور یہ کہے **اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَاَنَا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃِ** اولیائے کرام کے مزارات پر حاضر ہو تو قبر پر ہاتھ نہ پھیرے، اُسے بوسہ نہ دے اور نہ سجدہ کرے بلکہ اگر زندگی میں اُن کے پاس جتنی دور یا نزدیک ہوتا، اب بھی قبر کی زیارت میں اسی کا لحاظ رکھے۔ (عالمگیری)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان اپنے کسی مسلمان کی زیارت پر پہنچتا ہے تو وہ اس سے اُنس حاصل کرتا ہے اور اُس کی باتوں کا جواب دیتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میت کو

سب سے زیادہ اُنس اس شخص کے آنے سے ہوتا ہے جو اس کا دُنیا میں بہترین دوست ہو۔

مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قبور کی زیارت کرو کیونکہ یہ موت کو یاد دلاتی ہیں۔

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قبروں کی زیارت کرو تاکہ آخرت کی یاد آئے اور مُردہ کو نہلاؤ کہ فانی جسم کا چھونا بہت بڑی نصیحت ہے اور جنازہ کی نماز پڑھو تاکہ یہ تمہیں غمگین کرے' کیوں کہ غمگین انسان اللہ کے سایے میں ہوتا ہے اور نیکی کا کام کرتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام' اولیاء اللہ کی ارواح سے مدد مانگنا جائز ہے۔ اہلِ کشف وکمال کا تو یہ مشغلہ ہے کہ وہ اکثر قبروں کی زیارت سے استفادہ کرتے ہیں۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تو فرمایا کہ حضرت امام کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر اجابتِ دُعا کے لئے عجیب جگہ ہے۔

فاتحہ کیا ھے ؟

مسلمان کو دُنیا سے جانے کے بعد قرآن مجید کی تلاوت یا کلمہ شریف اور درود شریف کی قرأت اور دوسرے اعمال صالحہ یا کھانے کپڑے وغیرہ (صدقہ کرنے کا) جو ثواب پہنچایا جاتا ہے اُسے عرف میں فاتحہ کہتے ہیں کیونکہ اس میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ اولیاء کرام کو جو ایصال ثواب کرتے ہیں اُسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں۔ عام محاورہ ہے کہ بڑوں کے حضور جو ہدیہ پیش کرتے ہیں اُسے نذر کہتے ہیں۔

کھانے پینے پر فاتحہ پڑھنا کیسا ہے؟

فاتحہ یا ایصال ثواب کے لئے کھانے پینے کی اشیاء کا سامنے ہونا ضروری نہیں البتہ یہ جائز اور بہتر ہے۔ حضور ﷺ نے جانور کی قربانی کر کے اس کے سامنے یہ دُعا فرمائی 'اے اللہ اسے میری اُمت کی طرف سے قبول فرما' (مسلم' ترمذی)

کھانے سامنے رکھ کر کچھ پڑھنا اور دُعائے برکت کرنا متعدد صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

غزوۂ تبوک کے دن نبی کریم ﷺ نے کھانے پر برکت کی دُعا فرمائی۔ (مسلم)
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے کھانا سامنے رکھ کر کچھ پڑھا اور دُعا فرمائی۔ (بخاری، مسلم)
ایک اور حدیث میں حضور ﷺ کا حلوہ پر دُعائے برکت فرمانا مذکور ہے۔ (بخاری، مسلم)
ان احادیث سے ثابت ہوا کہ کھانا سامنے رکھ کر تلاوت کرنا اور دُعا مانگنا جائز و مستحب ہے۔
مسلم شریف میں ہے کہ جس کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اُسے شیطان اپنے لئے حلال سمجھتا ہے یعنی بسم اللہ پڑھ کر کھانا پینا چاہئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا 'تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو' (الانعام/ ۱۱۸) آپ بتائیے کہ فاتحہ میں کیا پڑھا جاتا ہے؟ کیا چاروں قل اور سورۂ فاتحہ پڑھنے سے حرام ہو جاتا ہے؟ حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ بسم اللہ پڑھنے سے شیطان اس کھانے کو حلال نہیں سمجھتا اور قرآن کریم سے معلوم ہوا جس کھانے پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے وہ کافر نہیں کھاتے۔ اب نتیجہ یہ نکلا کہ فاتحہ پڑھنے سے کھانے کو حرام سمجھنا اور اُسے نہ کھانا کافروں اور شیطان کا طریقہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ فاتحہ پڑھنے سے کھانا برکت والا ہو جاتا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں 'نیاز کا وہ کھانا جس کا ثواب امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کو پہنچایا جائے اور اُس پر فاتحہ قل اور درود شریف پڑھا جائے تو وہ کھانا برکت والا ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔ شیخ شہاب الدین سہروری رحمۃ اللہ علیہ عوارف المعارف میں فرماتے ہیں 'تلاوت کرنے سے کھانے کے اجزاء ذکر انوار سے معمور ہو جاتے ہیں اور کھانے میں کوئی خرابی بھی پیدا نہیں ہوتی اور ایسا طعام کھانے سے دل کی کیفیت بھی بدل جاتی ہے۔

فاتحہ کا آسان طریقہ : فاتحہ دینے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ پہلے تین یا پانچ یا سات مرتبہ درود شریف پڑھے، پھر جس قدر ہو سکے قرآن شریف کی سورتیں اور آیتیں

تلاوت کرے۔کم سے کم چاروں **قُلْ** سورۂ فاتحہ، **الٓمّٓ** سے **مُفْلِحُوْنَ** تک پڑھے پھر آخر میں تین یا پانچ یا سات مرتبہ درود شریف پڑھے اور بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ اُٹھا کر یوں دُعا کرے: یا اللہ ! ہم نے جو کچھ پڑھا ہے اُس کا ثواب حضور رحمۃ للعالمین سید المرسلین ﷺ کو نذر پہنچا دے پھر اُن کے وسیلے سے جملہ انبیائے علیہم السلام، صحابہ کرام، تمام اولیاء اللہ اور علمائے عظام کو عطا فرما۔ پھر اگر کسی خاص بزرگ کو ایصالِ ثواب کرنا ہوتو اُن کا نام خصوصیت سے لے مثلاً یوں کہے کہ خصوصاً حضرت غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کو نذر پہونچا دے اور پھر جملہ مؤمنین و مومنات کی ارواح کو ثواب عطا فرما۔ اور کسی عام آدمی کو ایصالِ ثواب کرنا ہوتو اُس کا ذکر خصوصیت سے کرے کہ فلاں کی روح کو ثواب پہونچا دے اور پھر جملہ مؤمنین و مؤمنات کی ارواح کو ثواب پہونچا دے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

دُرودِ ابراہیم : **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَ عَلٰٓى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ٥ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ٥**

الٰہی! حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر درود بھیج جس طرح تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر، بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ الٰہی! برکت دے حضرت محمد ﷺ کو اور حضرت محمد ﷺ کی آل کو جس طرح تو نے برکت دی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل کو۔ بیشک تو تعریف کیا گیا ہے بزرگ ہے۔

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۙ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۙ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ

الْـمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴾ (الفاتحہ) سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا' مالک ہے روزِ جزا کا۔ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ چلا ہم کو سیدھے راستہ پر' اُن کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا' نہ اُن کا جن پر غضب ہوا اور نہ گمراہوں کا۔

﴿الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْـكِتٰـبُ لَارَيْـبَ فِيْـهِ هُـدًى لِّلْـمُتَّـقِيْـنَ ۚ الَّـذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُـقِيْـمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْـزِلَ مِـنْ قَبْـلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۚ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ (بقرۃ/۱۔۴)

الف لام میم۔ یہ وہ ذی شان کتاب ہے جس میں ذرا شک نہیں' یہ پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے' وہ جو ایمان لائے ہیں غیب پر (بے دیکھے) اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں' اور وہ جو ایمان لائے ہیں اُس پر (اے حبیب) جو اُتارا گیا ہے آپ پر اور جو اُتارا گیا آپ سے پہلے اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔

﴿وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴾ (البقرۃ/۱۶۳)

اور تمہارا خدا ایک خدا ہے نہیں کوئی خدا بجز اس کے' بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۚ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَـا فِى الْاَرْضِ ۚ مَنْ ذَا الَّـذِىْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْـفَهُـمْ ۚ وَلَا يُـحِيْـطُـوْنَ بِشَىْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴾ (البقرۃ/۵۵)

اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہ خود زندہ ہے' سب کو زندہ (قائم) رکھنے والا ہے' نہ اُس کو اُونگھ آتی ہے اور نہ نیند' اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔کون ہے جو سفارش کر سکے اس کے پاس بغیر اُس کی اجازت کے' جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ اُن کے پیچھے۔ اور وہ نہیں گھیر سکتے کسی چیز کو اُس کے علم

سے مگر وہ جتنا چاہے۔ اُس کی کرسی نے زمین وآسمان کو سما رکھا ہے اور نہیں تھکاتی اُسے زمین وآسمان کی حفاظت، اور وہی سب سے بلند عظمت والا ہے۔

﴿لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ؕ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ؕ لَانُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ؕ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ؕ لَایُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَاكَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَااكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَاتُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا ؕ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ؕ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ؕ وَاعْفُ عَنَّا ؕ وَاغْفِرْلَنَا ؕ وَارْحَمْنَا ؕ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ﴾

(البقرۃ/۲۸۴۔۲۸۶) اللہ تعالیٰ کا ہی ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے یا تم اُسے چھپائے رہو، تم سے اُس کا حساب لے گا۔ اللہ تعالیٰ پھر بخشش دے گا جسے چاہے گا اور عذاب دے گا جسے چاہے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ ایمان لایا یہ رسول کریم اس (کتاب) پر جو اُتاری گئی اس کی طرف اس کے ربّ کی طرف سے اور (ایمان لائے) مومن یہ سب دل سے مانتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اور اُس کے فرشتوں کو اور اُس کی کتابوں کو اور اُس کے رسولوں کو (نیز کہتے ہیں) ہم فرق نہیں کرتے کسی میں اُس کے رسولوں سے اور انھوں نے کہا ہم نے سُنا اور ہم نے اطاعت کی ہم طالب ہے تیری بخشش کے، اے ہمارے رب۔ اور تیری طرف ہی ہمیں لوٹنا ہے، اللہ تعالیٰ کسی شخص پر ذمہ داری نہیں ڈالتا مگر جتنی اس کی طاقت ہو۔ اس کو اجر ملے گا جو (نیک عمل) اس نے کیا اور اس پر وبال ہوگا جو (بُرا عمل) اس نے کمایا۔ اے ہمارے ربّ، نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بُھول لیں یا خطا کر بیٹھیں، اے ہمارے ربّ۔ نہ ڈال ہم پر بھاری بوجھ جیسے تو نے ڈالا تھا اُن پر جو ہم سے پہلے گزرے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! نہ ڈال ہم پر وہ بوجھ جس کے اُٹھانے

کی ہم میں قوت نہیں، اور درگزر فرما ہم سے اور بخش دے ہم کو، اور رحم فرما ہم پر، تو ہی ہمارا دوست (اور مددگار) ہے تو مدد فرما ہماری، کفار قوم پر۔

﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (ال عمران/١٨)

شہادت دی اللہ تعالیٰ نے (اس بات کی کہ) بیشک نہیں کوئی خدا سوائے اُس کے اور (یہی گواہی دی) فرشتوں نے اور اہل علم نے (ان سب نے یہ بھی گواہی دی کہ وہ) قائم فرمانے والا ہے عدل وانصاف کو۔ نہیں کوئی معبود سوائے اُس کے جو عزت والا حکمت والا ہے۔

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۚ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۚ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

(الحشر/۲۲۔۲۴) اللہ وہ تو ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جاننے والا ہر چھپی ہوئی اور ہر ظاہر چیز کا، وہی بہت مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اللہ وہی تو ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ سب کا بادشاہ، نہایت مقدس، سلامت رکھنے والا، ایمان بخشنے والا، نگہبان، عزت والا، ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا، متکبر ہے پاک ہے اللہ تعالیٰ اس شرک سے جو لوگ کر رہے ہیں وہی اللہ سب کا خالق، سب کو پیدا کرنے والا، (سب کی مناسب) صورت بنانے والا، سارے خوبصورت نام اسی کے ہیں۔ اُس کی تسبیح کر رہے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہی عزت والا، حکمت والا ہے۔

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۚ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾

(الاخلاص) اے حبیب! تم فرماؤ وہ (اللہ) یکتا ہے اللہ صمد (بے نیاز) ہے نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا (اس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے) اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے۔

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۙ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴾ (الفلق) اے حبیب! تم فرماؤ مَیں پناہ لیتا ہوں صبح کے پروردگار کی ہر اُس چیز کے شر سے جس کو اُس نے پیدا کیا ہے اور (خصوصا) رات کی تاریکی کے شر سے جب وہ چھا جائے اور اُن کے شر سے جو پھونکے مارتی ہیں گرہوں میں اور (میں پناہ لیتا ہوں) حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۙ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴾ (الناس)

تم کہومَیں اُس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا پرورِدگار ہے' سب لوگوں کا بادشاہ' سب لوگوں کا معبود' اُس کے شر سے جو دل میں بُرے خطرے (وسوسے) ڈالے اور دبک رہے وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں' خواہ وہ جنات میں سے ہو یا انسانوں سے۔

قیامت پر ایمان

Belief on The Last Day

اللہ تعالیٰ جس دن اس دُنیا اور دُنیا کی ہر چیز کو فنا کر کے دوبارہ سب کو زندہ کرے گا اور میدانِ حشر میں جمع کرے گا اور ہر ایک کے اچھے بُرے کاموں کا حساب لے کر نیکوں کو جنت میں بھیجے گا اور بُروں کو دوزخ (Hell) میں ڈال دے گا اسی دن کا نام 'قیامت' ہے۔

مسلمان ہونے کے لئے قیامت پر ایمان لانا بھی بہت ضروری ہے جو قیامت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

علاماتِ قیامت (قیامت کی نشانیاں) : مرنے سے پہلے جیسے بیماری کی شدت' موت کے سکرات اور نزع کی حالتیں ظاہر ہوتی ہیں ایسے ہی قیامت سے پہلے چند نشانیاں ظاہر ہوں گی انہیں کو علاماتِ قیامت یا آثارِ قیامت کہتے ہیں۔

علاماتِ صغریٰ (چھوٹی چھوٹی نشانیاں)

علاماتِ صغریٰ (چھوٹی چھوٹی نشانیاں) حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش سے وقوع میں آ چکی ہیں اور حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ظہور تک وقوع میں آتی رہیں گی۔

☆ حضور ﷺ کی وفات شریف ☆ تمام صحابہ کرام کا اس دُنیا سے رحلت فرما جانا

☆ علمِ دین اُٹھالیا جائے گا یعنی علماء نہ رہیں گے' جہالت زیادہ ہوگی۔

☆ شراب' زناکاری اور بے حیائی بہت بڑھ جائے گی۔ عورتوں کی تعداد مردوں سے بہت زیادہ ہوجائے گی یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس عورتیں ہوں گی۔ (بخاری مسلم)

☆ مال کی زیادتی ہوگی' عرب میں کھیتی اور باغ اور نہریں ہوجائیں گی۔ نہر فرات اپنے خزانے کھول دے گی اور وہ سونے کے پہاڑ ہوں گے۔

☆ مرد اپنی عورت کی اطاعت اور ماں باپ کا نافرمانی کرے گا۔

☆ دین پر قائم رہنا اتنا دشوار ہوگا جیسے مٹھی میں انگارا لینا' یہاں تک کہ آدمی قبرستان میں جا کر تمنا کرے گا کہ کاش میں اس قبر میں ہوتا۔

☆ وقت میں برکت نہ ہوگی یعنی وقت بہت جلد جلد تیزی سے گزرے گا۔

☆ لوگ امانت کو غنیمت' مالِ غنیمت کو اپنی ذاتی ملکیت اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھنے لگیں گے اور زکوٰۃ نکالنا اور ادا کرنا گراں و دشوار ہوگا یعنی زکوٰۃ کو جرمانہ سمجھیں گے۔

☆ اپنے دوست واحباب سے میل جول رکھے گا اور ماں باپ سے دور دور رہے گا۔

☆ نماز کے ارکان' فرائض وشرائط وغیرہ کا لحاظ کئے بغیر لوگ نمازیں پڑھیں گے یہاں تک کہ پچاس نمازوں میں سے ایک بھی قبول نہ ہوگی۔

☆ حیاء وشرم جاتی رہے گی نہ بڑوں کو چھوٹوں کا لحاظ ہوگا نہ چھوٹوں کو بڑوں کا پاس ولحاظ۔

☆ جھوٹ بولنا ہنر میں شمار ہوگا۔

☆ عورتیں مردانہ وضع اختیار کریں گے اور مَردوں کو زنانی وضع پسند ہوگی۔

☆ پچھلوں (گذرے ہوئے لوگوں) پرلعنت کریں گے انھیں بُرا کہیں گے۔

☆ علم دین پڑھیں گے مگر دین کے لئے نہیں بلکہ دُنیا کی عزت و وجاہت کی خاطر۔

☆ مسجد میں لوگ چلائیں گے شور مچائیں گے اور وہاں دُنیا کی باتیں بتائیں گے۔

☆ ملاقات کے وقت، سلام وجواب کے بجائے لوگ گالی گلوج سے ایک دوسرے کا استقبال کریں گے اور پیش آئیں گے۔

☆ گانے بجانے کی کثرت ہوجائے گی ہر گھر ومحفل میں ناچ گانا ہوگا۔

☆ ذلیل لوگ جنھیں تن کا کپڑا، پاؤں کی جوتیاں، بدن پر صاف کپڑے نصیب نہ تھے بڑی بڑی عمارتوں، محلوں، کوٹھیوں بنگلوں پر فخر کریں گے یعنی دنیا میں ایسا انقلاب آئے گا کہ ذلیل لوگ عزت والے بن جائیں گے اور عزیز لوگ ذلیل ہوجائیں گے جیسا آج کل دیکھا جارہا ہے کمینوں اور ذلیل لوگوں کا اپنا پیشہ چھوڑ کر اونچا بن جانا علامت قیامت ہے اور اس سے نظامِ عَالم کی تباہی ہے۔

☆ لونڈی اپنے مالک کو جنے گی یعنی لونڈی وخادمہ کے بطن سے مالک کی اولاد ہوگی یا یہ بھی مُراد ہوسکتا ہے کہ اولاد نافرمان ہوگی بیٹا، ماں سے ایسا سلوک کرے گا جیسا کوئی لونڈی سے تو گویا ماں اپنے مالک کو جنے گی۔

☆ سرخ آندھیاں آئیں گی، زلزلے بہت آئیں گے۔

☆ بیت المقدس شہر آباد ہوگا اور مدینہ منورہ ویران ہوگا۔ دوسری قومیں بار بار مسلمانوں پر حملہ کریں گی۔

☆ درندے جانور آدمیوں سے بات کریں گے۔

☆ بڑے دجّال سے پہلے تیس (۳۰) دجّال اور آئیں گے جو سب نبی ہونے کا دعویٰ کریں گے حالانکہ نبوت ختم ہوچکی ہے ہماری نبی محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ان دجّالوں میں سے بہت سے گذر چکے ہیں جیسے مسیلمہ کذاب، کلیجہ بن خویلد، اسود عنسی، سجاح، مرزا علی محمد باب، مرزا علی حسین بہاء اللہ، مرزا غلام احمد قادیانی......وغیرہ اور جو باقی ہیں ضرور ہوں گے۔

علاماتِ کُبریٰ (بڑی بڑی نشانیاں)

(Signs of the Last Day)

حضرت امام مہدی کا ظہور :

Appearance of Imam Mehdi

آپ حضور نبی مکرم رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں حَسنی سید ہوں گے(آپ کا نام محمدؐ والد کا نام عبداللہ اور آپ کی والدہ کا نام آمنہ ہوگا) آپ امام ومجتہد ہوں گے قیامت کے قریب جب تمام دُنیا میں کفر پھیل جائے گا اور اسلام صرف حرمین شریفین (مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ) ہی میں رہ جائے گا۔ اولیاء اور ابدال سب وہیں ہجرت کرکے جائیں گے۔ رمضان مبارک کا مہینہ ہوگا' ابدال کعبہ شریف کا طواف کررہے ہوں گے' حضرت امام مہدی بھی وہاں موجود ہوں گے۔ اولیاء انھیں دیکھ کر پہچانیں گے اُن سے بیعت لینے کو عرض کریں گے وہ انکار کریں گے غیب سے آواز آئے گی **ھذا خلیفة اللہ المھدی فاسمعوا لہ واطیعوہ** یہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں اُس کی بات سنو اور اُس کا حکم مانو۔ تمام لوگ اُن کے ہاتھ پر بیعت کریں گے پھر حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ سب کو اپنے ساتھ لے کر ملک شام آجائیں گے۔ (قانون شریعت) آپ کا زمانہ بڑی خیر وبرکت کا ہوگا اور آپ کے عدل وانصاف سے زمین بھر جائے گی۔

دجّال کا نکلنا Emergence of Dajjal : دجّال یہودی قوم کا ایک کافر ہے اور وہ کانا ہوگا۔ اس کی پیشانی پر ک ف ر یعنی کافر لکھا ہوگا جس کو ہر مسلمان پڑھے گا اور کافر کو نہ دکھائی دے گا۔ سب سے پہلے شام وعراق کے درمیان ظاہر ہوگا اور نبوت کا دعویٰ کرے گا ستر ہزار یہودی اس کے ساتھ ہوجائیں گے پھر یہ خدائی کا دعویٰ کرے گا اور اپنی عبادت کے لئے لوگوں کو کہے گا اس کے ساتھ ایک باغ اور ایک آگ ہوگی۔

جواس پر ایمان لائے گا وہ اس کو اُس باغ میں ڈالے گا جو حقیقت میں آگ ہوگی اور جو اس کا انکار کرے گا اس کو یہ اُس آگ میں ڈالے گا جو حقیقت میں جنت کا باغ ہوگا۔ جادو کے کرشمے اور بہت شعبدے دکھائے گا، واقع میں کچھ نہ ہوگا اسی لئے اس کے وہاں سے جاتے ہی لوگوں کے پاس کچھ نہ رہے گا۔ پانی برسائے گا تھوڑی دیر میں زمین سے سبزے اُگائے گا مُردوں کو زندہ کرے گا۔ یہ چالیس دن میں تمام زمین کا سفر کرے گا پہلا دن ایک سال کے برابر ہوگا دوسرا دن ایک مہینہ کے برابر اور تیسرا دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا۔ مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکے گا کیونکہ ان دونوں شہروں کے تمام دروازوں پر فرشتوں کا پہرہ لگا ہوگا فرشتے اُس کا منہ پھیر دیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اُترنا :

Descend of Prophet Isa

جب دجّال ساری دُنیا پھر پھر کر ملک شام کو جائے گا جہاں حضرت امام مہدی خلیفہ ہوں گے آپ مسلمانوں کا ایک لشکر جمع کر کے اس سے جنگ کے لئے تیار ہوں گے اُس وقت حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی منارہ پر دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمان سے اُتریں گے اور فجر کی نماز حضرت امام مہدی کے پیچھے ادا کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائیں گے دین محمدی کے تابع ہوں گے حضور ﷺ کی شریعت پر عمل کریں گے اور لوگوں سے عمل کروائیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس کی خوشبو سے دجّال پگھلنا شروع ہوگا جیسے پانی سے نمک گھلتا ہے دجّال بھاگے گا اور آپ اُس کی پیٹھ میں نیزہ ماریں گے اور اس ملعون کو قتل کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس میں یہ تاثیر ہوگی کہ جس کافر کو آپ کی سانس کی ہوا لگے گی وہ مر جائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب توڑیں گے اور خنزیر (سور) کا قتل کریں گے (اس کا یہ

مطلب نہیں کہ آپ سُوروں کا شکار کرتے رہیں گے بلکہ مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کو نہ کافر رہنے کی اجازت ہوگی اور نہ ہی سور کھانے شراب پینے کی اجازت ہوگی۔ اُس وقت کفار کے لئے دو ہی صورتیں ہوں گی یا اسلام یا قتل۔ یہ حضور ﷺ کا ہی حکم ہے جس کا ظہور اس دن ہوگا) سب آپ پر ایمان لائیں گے۔ اس وقت تمام جہاں میں صرف دینِ اسلام ہوگا۔ بچے سانپ سے کھیلیں گے۔ شیر اور بکری ایک ساتھ چریں (پھریں) گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نکاح کریں گے اولاد بھی ہوگی' چالیس سال تک رہیں گے اور بعد وفات روضہ انور میں دفن ہوں گے۔

یاجُوج ماجُوج کا نکلنا :

Appearance of Gog and Magog

دجّال کے قتل ہو جانے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا کہ مسلمانوں کو ساتھ لے کر آپ کوہ طور پر چلے جائیں کیونکہ اب یاجوج ماجوج کی ایسی قوم ظاہر ہوگی جن سے لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں ہے یاجوج ماجوج حضرت نوح علیہ السلام کے فرزند یافث کی اولاد سے ہے ان کی تعداد بہت زیادہ ہے یہ زمین میں فساد کرتے تھے موسم بہار میں نکلتے تھے اور سب کھیتوں اور جانوروں کو کھا جایا کرتے تھے جنگلی جانوروں سانپوں اور بچھوؤں تک کو چٹ کر جاتے۔

حضرت ذوالقرنین نے دو اونچے پہاڑوں کے درمیان ایک مضبوط تانبا لوہا پلائی دیوار بنا کر اُن کا آنا بند کر دیا۔ قربِ قیامت میں یہ دیوار اللہ تعالیٰ کے حکم سے ٹوٹ جائیگی اور یاجوج ماجوج نکل پڑیں گے اور دنیا میں قتل و غارت اور فساد کریں گے یہاں تک کہ کچھ تیر آسمان کی طرف بھی پھینکیں گے اور وہ تیر خون آلود ہو کر گرے گا۔ اس دوران حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمان کوہ طور پر محصور رہیں گے اور دُعا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ایک قسم کے کیڑے یاجوج ماجوج کی گردنوں میں پیدا کر دے گا جس سے دم بھر

میں وہ سب مرجائیں گے۔ یاجوج ماجوج کے مرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کے ہمراہ پہاڑ سے اُتریں گے پھر اللہ تعالیٰ کچھ پرندوں کو بھیجے گا جو اُن کی لاشوں کو اُٹھا کر جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا پھینک دیں گے پھر خوب بارش ہوگی اور زمین صاف ہو جائے گی۔ پھل اور اناج بکثرت پیدا ہوں گے برکت کا یہ حال ہوگا کہ ایک انارکو ایک جماعت کھائے گی اور دودھ میں اتنی برکت ہوگی کہ ایک گائے کے دودھ سے پورا قبیلہ آسودہ ہو جائے گا اور ایک بکری کا دودھ پورے ایک خاندان کے لئے کافی ہوگا۔ روئے زمین کے تمام کفار مسلمان ہوں گے یا قتل کر دیئے جائیں گے۔ یہودی کے قتل کے لئے پیڑ اور پتھر مسلمان سے کہیں گے کہ اے مسلمان میرے پیچھے یہودی ہے لہذا یہودی کو کہیں پناہ نہیں ملے گی سب قتل کر دیئے جائیں گے۔

تین زلزلے Earthquakes :

حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال تک زمین میں اقامتِ دین وحکومت عدل آئین فرما کر وفات پائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد جہجاہ نامی ایک بادشاہ ہوگا پھر جہجاہ کے بعد چند دوسرے بادشاہ بھی ہوں گے پھر لوگوں میں کفر وشرک کی رسمیں پھیلے گی اور علم بہت ہی کم رہ جائے گا۔ ہر طرف گمراہی ہو جائے گی، پھر تین جگہ زلزلوں سے لوگ زمین میں دھنس جائیں گے ایک جگہ مشرق میں، ایک جگہ مغرب میں اور ایک جگہ جزیرۃ العرب میں۔ اور یہ تینوں جگہیں وہ ہوں گی جہاں جہاں تقدیر کو جھٹلانے والے لوگ رہیں گے۔

آسمان سے دھواں Smoke from the Sky :

آسمان سے ایک دھواں ہوگا جس سے زمین سے آسمان تک اندھیرا ہو جائے گا مشرق سے مغرب تک تمام دنیا تاریک ہو جائیگی یہ آسمانی دھواں چالیس دن تک لگاتار مسلسل رہے گا مسلمانوں کو زکام ہوگا اور آواز بیٹھے گی۔ کافروں ومنافقوں پر بے ہوشی اور مستی طاری ہو جائے گی۔

سورج کا مغرب سے نکلنا :

Rising the Sun from the West

ماہ ذوالحجہ میں یوم النحر (یعنی قربانی کے دنوں) کے بعد رات نہایت لمبی ہوگی کہ بچے چلا اُٹھیں گے اور مسافر تنگ دِل ہو جائیں گے اور جانور چراگاہوں کے لئے شور مچائیں گے مگر صبح نہیں ہوگی جب سب لوگ بے قرار ہوکر توبہ توبہ پُکارنے لگیں گے تو سورج بہت معمولی روشنی کے ساتھ مغرب کی جانب سے طلوع ہوگا اور اتنا بلند ہوکر غروب ہو جائے گا جتنا چاشت کے وقت (دس بجے دن) ہوتا ہے پھر حسب دستور مشرق کی طرف سے طلوع ہوتا رہے گا اس کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا اور کسی کی توبہ قبول نہ ہوگی اس وقت اسلام لانا معتبر نہیں ہوگا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ﴿يَوْمَ يَأْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾ (الانعام) جس دن تمہارے رب کی وہ ایک نشانی آئے گی (مغرب سے سورج نکلنا) کسی جان کو ایمان لانا کام نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لائی تھی یا اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کمائی تھی۔

دَابَّةُ الْاَرض کا نکلنا : Appearance of the Beast

مغرب سے سورج طلوع ہونے کے بعد دابۃ الارض نکلے گا یہ عجیب شکل کا جانور ہوگا (چہرہ آدمی کی طرح، سَر گائے کی طرح، کان ہاتھی کی طرح اور سینہ شیر جیسا ہوگا)۔ مکہ مکرمہ میں صفا کا پہاڑ پھٹ جائے گا اور یہ جانور ظاہر ہوگا جو تمام شہروں میں بہت جلد پھرے گا بہت اچھی صحیح اور صاف عربی بولے گا اُس کے ایک ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور دوسرے ہاتھ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی۔ مسلمانوں کی پیشانی پر عصائے موسوی سے ایک لکیر بنا دے گا جس سے تمام چہرہ نورانی ہو جائے گا اور دونوں آنکھوں کے درمیان مومن باللہ لکھ جائے گا اور کافروں کی دونوں آنکھوں کے درمیان سلیمانی انگوٹھی سے ایک کالی مہر لگا دے گا جس سے پورا چہرہ کالا اور بے رونق

ہو جائے گا اور دونوں آنکھوں کے درمیان کافر باللہ تحریر ہو جائے گا اس کے بعد لوگ ایک دوسرے کو مومن اور کافر کہہ کر پُکارا کریں گے۔

دابۃ الارض اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک عجیب نشانی ہوگا اور اس کا نکلنا قرآن مجید اور حدیثوں سے ثابت ہے قیامت کی تین نشانیاں یعنی سورج کا مغرب سے نکلنا، دجال کا ظاہر ہونا اور دابۃ الارض کا نکلنا ہے۔ یہ نشانیاں ظاہر ہونے کے بعد کسی کا ایمان لانا اور نیکی کرنا اس کو نفع نہیں دے گا توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔

ٹھنڈی ہوا : حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور دابۃ الارض کے بعد جب قیامت آنے کو صرف چالیس سال رہ جائیں گے تب ایک ٹھنڈی خوشبودار ہوا چلے گی جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے گذرے گی جس کا اثر یہ ہوگا کہ مسلمان کی روح نکل جائے گی اور کافر ہی کافر رہ جائیں گے انہیں کافروں پر قیامت آئے گی۔

محشر میں لے جانے والی آگ :

قیامت کی تمام نشانیوں کے بعد مشرق سے ایک آگ اُٹھے گی جو سب کو گھیر کر ملک شام میں میدان محشر کی طرف لے جائے گی اور اب حشر و نشر کا سلسلہ قائم ہوگا۔

قیامِ قیامت (قیامت کا آجانا)

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد چالیس سال کا زمانہ ایسا گزرے گا جس میں کسی کو اولاد نہ ہوگی یعنی چالیس سال سے کم عمر کوئی نہ رہے گا اور دُنیا میں کافر ہی کافر ہوں گے اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوگا۔

محرم کی دس تاریخ جمعہ کے دن علی الصباح جب کہ لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا۔ لوگ صور کی آواز سنیں گے بے ہوش ہوکر گر پڑیں گے اور مر جائیں گے اسی کا نام '**نفخہ اولیٰ**' ہے۔ تمام انسان' جانور' دُنیا کی ہر چیز زمین' آسمان یہاں تک کہ صور اور خود حضرت اسرافیل علیہ السلام اور تمام فرشتے سب فنا ہو جائیں گے۔ قیامت کی ابتداء صور پھونکنے سے ہوگی۔ صور پھونکے جانے سے نہ صرف یہ کہ انسان مر جائیں گے بلکہ کائنات کا نظام ہی درہم برہم ہو جائے گا۔ آسمان پھٹ جائے گا۔ ستارے جھڑ جائیں گے اور بے نُور ہو جائیں گے چاند وسورج کی روشنی ختم کردی جائے گی' زمین ہموار میدان بن جائے گی' پہاڑ اُڑتے پھریں گے۔

﴿اَلْقَارِعَةُ ۙ مَاالْقَارِعَةُ ۚ وَمَآ اَدْرٰكَ مَاالْقَارِعَةُ ۭ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۙ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ﴾

دل دہلانے والی' کیا ہے وہ دل دہلانے والی' اور آپ کیا سمجھے وہ دل دہلانے والی کیا ہے' (وہ قیامت ہے) جس دن سب لوگ پھیلے ہوئے پروانوں کی طرح ہو جائیں گے اور پہاڑ ہو جائیں گے دُھنی ہوئی رنگ برنگی اُون کی طرح۔

سورۂ مرسلٰت میں فرمایا **﴿وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ﴾** اور جب پہاڑ اُڑا دیئے جائیں گے۔

سورۂ نبا میں فرمایا **﴿وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴾** اور چلائے جائیں گے پہاڑ تو ہو جائیں گے چمکتا ہوا ریت (اور پہاڑ چلائے جائیں گے تو وہ سراب (کی طرح بے حقیقت) ہوکر رہ جائیں گے۔

سورۂ نمل میں فرمایا ﴿وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ﴾ اور تو پہاڑوں کو دیکھے گا تو گمان کرے گا کہ وہ ٹھہرے ہوئے ہیں حالانکہ وہ بادل کی طرح اُڑتے ہوں گے (یعنی بڑے بڑے پہاڑ جن کوتم اس وقت دیکھ کر یہ خیال کرتے ہو کہ یہ ایسے جمے ہوئے ہیں کہ کبھی اپنی جگہ سے ہٹ ہی نہ سکیں گے ان پر ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ یہ روئی کے گالوں کی طرح اڑے اڑے پھریں گے اور بادل کی طرح تیز رفتار ہوں گے)۔

سورۂ واقعہ میں فرمایا ﴿وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴾ اور ریزہ ریزہ ہوجائیں گے پہاڑ، پھر ہوجائیں گے اُڑتا ہوا غبار۔

قیامت کے دن زمین صاف اور ہموار میدان بنادی جائے گی کوئی ٹیلہ اس پر نہ رہے گا۔

سورۂ ابراہیم میں فرمایا ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴾ جس دن زمینیں بدل دی جائیں گی دوسری زمینوں سے اور آسمان (بھی) اور سب لوگ نکل کھڑے ہوں گے اللہ کے سامنے جو ایک ہے سب پر غالب۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ ایسی زمین پر جمع کئے جائیں گے جس کا رنگ سفید ہوگا لیکن سفیدی مٹیالے رنگ کی طرف مائل ہوگی اس وقت زمین مثل میدہ کی روٹی کے ہوگی کسی کی اس میں نشانی نہ ہوگی۔ (بخاری شریف)

قیامت کے دن آسمان میں یہ تبدیلی ہوگی کہ اس کے ستارے جھڑ پڑیں گے اور بے نور ہوجائیں گے اور چاند سورج کی روشنی لپیٹ دی جائے گی نیز آسمان پھٹ پڑے گا اور اس میں دروازے ہوجائیں گے۔ سورۂ نبا میں فرمایا ﴿يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۙ وَفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴾ جس دن صور میں پھونکا جائے گا تو گروہ در گروہ تم چلے آؤ گے اور آسمان کھول دیا جائے گا تو وہ دروازے ہوکر رہ جائے گا۔ (یعنی آسمان پھٹ کر ایسا ہوجائے گا کہ گویا دروازے ہی دروازے ہیں)

سورۂ مرسلٰت میں فرمایا ﴿وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتۡ ﴾ اور جب آسمان میں جھروکے پڑ جائیں گے (اور جب آسمان چیر دیا جائے گا)۔

سورۂ فرقان میں فرمایا ﴿وَيَوۡمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالۡغَمَامِ وَنُزِّلَ الۡمَلٰٓئِكَةُ تَنۡزِيۡلًا ﴾ اور جس دن آسمان پھٹ کر بادل نمودار ہوگا اور فرشتوں کی جماعتیں اُتاری جائیں گی۔

سورۂ رحمٰن میں فرمایا ﴿فَاِذَا انۡشَقَّتِ السَمَآءُ فَكَانَتۡ وَرۡدَةً كَالدِّهَانِ ﴾ پھر جب آسمان پھٹ جائے گا تو ایسا سرخ ہو جائے گا جیسے گلاب کا پھول۔

سورۂ معارج میں فرمایا ﴿يَوۡمَ تَكُوۡنُ السَّمَآءُ كَالۡمُهۡلِ ﴾ جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا (پھٹنے کے ساتھ اس کا رنگ بھی بدل جائے گا اور سرخ ہو جائے گا)۔

سورۂ طور میں فرمایا ﴿يَوۡمَ تَمُوۡرُ السَّمَآءُ مَوۡرًا ﴾ جس دن آسمان سخت تھرتھرائے گا (کپکپا کر پھٹ پڑے گا)۔

سورۂ انشاق میں فرمایا ﴿اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ ۙ وَاَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَحُقَّتۡ ۙ وَاِذَا الۡاَرۡضُ مُدَّتۡ ۙ وَاَلۡقَتۡ مَافِيۡهَا وَتَخَلَّتۡ ۙ وَاَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَحُقَّتۡ ﴾ جب آسمان پھٹ جائے اور اپنے رب کا حکم مانے اور (یہ حکم ماننا) اُس پر حق ہے اور جب زمین دراز کر دی جائے اور جو اُس کے اندر ہے سب کو وہ باہر ڈال دے اور خالی ہو جائے اور اپنے رب کا حکم مانے اور یہ اس پر حق ہے۔

آسمان کو پھٹنے اور زمین کو کھینچ کر بڑھ جانے اور پھیل جانے کا حکم اُن کے رب کی طرف سے ہوگا دونوں اللہ تعالیٰ کی مخلوق (Creation) ہیں۔ مخلوق کو خالق کا حکم سننا اور عمل کرنا لازمی امر ہے یہ دونوں بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔

زمین کھینچ کر رَبڑ(Rubber) کی طرح بڑھا دی جائے گی اور عمارتیں اور پہاڑ وغیرہ سب برابر کر دیئے جائیں گے تاکہ ایک سطح مستوی پر سب اولین وآخرین بیک وقت کھڑے ہو سکیں اور کوئی حجاب حائل باقی نہ رہے زمین اپنے اندر کی چیزوں کو باہر ڈال دے گی اور خالی ہو جائے گی یعنی وہ اپنے اندر سے خزانے اور مُردے اور مُردوں کے اجزاء اُگل ڈالے گی اور ان تمام

چیزوں سے خالی ہو جائے گی جن کا تعلق بندوں کے اعمال کی جزا ملنے سے ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہی کی بادشاہت رہے گی۔ ساری مخلوق (Creation) کے فنا ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی موجود نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ﴿لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ﴾ آج کس کا راج ہے؟ آج کس کی حکومت وسلطنت ہے؟ کوئی جواب دینے والا موجود نہ ہوگا۔ لہذا اللہ تعالیٰ خود ہی فرمائے گا ﴿لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ آج صرف اللہ ہی کا راج ہے جو تنہا ہے اور قہار ہے یعنی آج کے دن بس اسی شہنشاہ مطلق کا راج ہے۔

اللہ تعالیٰ جب چاہے گا حضرت اسرافیل کو زندہ فرمائے گا اور صور کو دوبارہ پیدا فرما کر دوبارہ صور پھونکنے کا حکم دے گا۔ صور پھونکتے ہی تمام اگلے پچھلے فرشتے جن' انسان اور دُنیا کی ہر چیز سب موجود ہو جائیں گے۔ دوسری مرتبہ صور پھونکنے کے بعد سب سے پہلے حضور انور ﷺ اپنی قبر انور سے یوں نکلیں گے کہ آپ کے داہنے ہاتھ میں خلیفہ اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور بائیں ہاتھ میں خلیفہ ثانی حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہوگا۔ پھر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے قبرستانوں میں جتنے مسلمان دفن ہیں سب کو ساتھ لے کر حضور نبی کریم ﷺ میدان حشر میں تشریف لے جائیں گے۔

میدانِ محشر میں چونکہ اس دن سب لوگ ایک جگہ جمع کئے جائیں گے اسی مناسبت سے عربی میں اس دن کو یوم الحشر (جمع کئے جانے کا دن) کہتے ہیں اور اسی دن کو یوم الجزا اور یوم الدین (بدلہ دینے کا دن)' یوم الحساب (حساب کا دن)' اور یوم الفصل (فیصلہ کا دن) بھی کہتے ہیں۔

اللہ جل شانہٗ موت وحیات کی حکمت بیان فرماتا ہے ﴿الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾ (الملک/۲) جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش فرمائے کہ تم میں کون بہترین ہے عمل میں۔

یعنی موت وحیات کا یہ سلسلہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی جانچ کرے کہ کون بُرے کام کرتا ہے اور کون اچھے کام کرتا ہے۔ پہلی زندگی میں عمل کو موقع دے کر اور

طریق کار بتا کر انسان کو امتحان میں ڈالا پھر دوسری زندگی رکھی گئی جس کا اعلان انبیاء کرام کی زبانی واضح کر دیا گیا کہ اے انسانو ! تم کو مرنا ہے اور مرنے کے بعد جی اُٹھنا ہے اور جی اُٹھ کر خالق و مالک کے حضور میں جواب دہی کرنا ہے سورۂ مومنون میں انسان کی تخلیق اور اس کی پیدائش کے جملہ اطوار و حالات بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا ﴿**ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۚ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُوْنَ** ﴾ (المؤمنون/١٦) پھر بیشک تم اس کے بعد ضرور مرنے والے ہو، پھر قیامت کے دن یقیناً اُٹھائے جاؤ گے۔

قیامت کے دن مُردے قبروں سے نکل کر مختلف حالات میں محشر کی طرف جائیں گے۔ لوگ جب حساب دہی کے لئے لوٹیں گے تو وہ مختلف ٹولیوں میں بٹے ہوں گے نیک، نیکوں کے ساتھ۔ نمازی، نمازیوں کے ساتھ۔ غازی، غازیوں کے ساتھ اور شہید، شہیدوں کے ساتھ۔ اسی طرح چور، چوروں کے ساتھ۔ گناہ گار، گناہ گاروں کے ساتھ۔ قاتل، قاتلوں کے ساتھ۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جب قبروں سے نکل کر بارگاہِ الٰہی میں حساب کے لئے جا رہے ہوں گے تو اُس وقت وہ جُدا جُدا ہو کر جائیں گے۔

﴿**يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۚ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۚ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ**﴾ (الزلزال) اُس دن لوگ (اچھی بُری) مختلف حالتوں میں لوٹیں گے (پلٹ کر آئیں گے) تا کہ وہ اپنے اعمال دکھائیں جائیں تو جو ذرہ بھر نیکی کرے وہ اُسے دیکھے گا اور جو ذرہ بھر بُرائی کرے وہ اُسے دیکھے گا۔

خُدا فراموش انسان بڑی بے باکی اور بے حیائی سے زمین کے گوشے گوشے کو اپنے گناہوں سے داغ دار کرتا رہتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے کہ یہ درخت، یہ پتھر، یہ خاک کے ذرّے گونگے بہرے ہیں، انہیں اس کے کرتوتوں کا احساس تک نہیں۔ لیکن یہ اس کی نادانی ہے جب قیامت کے جھٹکوں سے کرۂ زمین پھٹ جائے گا اس میں چھپی ہوئی سب چیزیں آشکار ہو جائیں گے اُس وقت زمین کے وہ درخت جن کی گھنی چھاؤں میں وہ دادِ عیش دیتا رہا اور وہ چٹانیں جن کی اوٹ میں وہ گناہوں کی محفلیں آباد کرتا رہا وہ چشم دید

گواہوں کی طرح گویا ہوجائیں گے اور اس کے اعمال کا سارا حساب کتاب' کچا چٹھا (Balance Sheet) کھول کر سامنے رکھ دیں گے اس وقت اس کی آنکھ کھلے گی لیکن بے سود۔ (جب ٹی وی اور ریڈیو سے نشر ہونے والی آواز اور تصویر آن واحد میں دُنیا کے گوشے گوشے میں پہنچ جاتی ہے اور دیکھی وسُنی جاسکتی ہے۔ جب ٹیلی ویژن پر پیش کیا جانے والا پروگرام اپنی تفصیلات کے ساتھ دور دور تک دیکھا جا سکتا ہے مکانوں کی دیواریں' قلعوں کی فصیلیں' اونچے اونچے پہاڑ اور گھنے جنگلات ان تصاویر کو دیکھنے میں رکاوٹ پیدا نہیں کرسکتے۔ جب ٹیپ ریکارڈر کے ذریعے ہر آواز کو اس کے لب ولہجہ کے ساتھ مقید کیا جا سکتا ہے اور جب کوئی چاہے انہیں بار بار سُن سکتا ہے اگر راڈار کی آنکھ ہزاروں میل دور ہوائی اڈّوں سے اُڑنے والے جہازوں کا سراغ لگا سکتی ہے تو اب اس بات میں کوئی شبہہ نہ رہا کہ زمین کا ذرہ ذرہ ایک خاموش تماشائی کی طرح ہماری کارستانیوں کو دیکھ رہا ہے اور اس کا ریکارڈ مرتب کر رہا ہے۔ قیامت کے روز ہماری زندگی کی پوری فلم تفصیل سے ہمیں دکھا دی جائے گی پھر کسی میں یہ ہمت نہ ہوگی کہ وہ ان چیزوں کا انکار کر سکے)۔

قرآن کریم نے بڑی صراحت سے ان انتظامات کا تذکرہ کیا ہے جو قدرت کی طرف سے روز حساب کے فیصلوں کو عدل وانصاف کے تقاضوں کے مطابق کرنے کے لئے کر دیئے گئے ہیں۔ کراماً کاتبین موقع پر ہمارے نیک و بد اعمال کا تحریری ریکارڈ تیار کر رہے ہیں۔ ہمارے اعضاء قیامت کے دن سلطانی گواہ کی حیثیت سے پیش کئے جائیں گے ارشاد ہے ﴿اَلۡيَوۡمَ نَخۡتِمُ عَلٰٓى اَفۡوَاهِهِمۡ وَتُكَلِّمُنَاۤ اَيۡدِيۡهِمۡ وَتَشۡهَدُ اَرۡجُلُهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ﴾ (یٰسین/ ٦٥) آج ہم اُن کے مُونہوں پر مہر لگا دیں گے (Seal on their mouths and tongues) اور اُن کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور اُن کے پاؤں گواہی دیں گے ان کاموں کی جو وہ کرتے تھے۔۔ اگر پھر بھی کسی نے اپنی غلطی کو تسلیم کرنے سے انکار کیا تو اس کے سامنے اس کے ٹیپ ریکارڈ اور اس کی زندگی کی فلم پیش کر دی جائے گی۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

قرآن کریم نے متعدد مقامات پر اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ انسان ایک ذمہ دار مخلوق ہے جو

اچھے یا بُرے کام یہ کرتا ہے اس کے لئے جواب دہ ہے فرمایا ﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَاتُرْجَعُوْنَ ﴾ (المؤمنون/۱۱۵) کیا تم نے یہ سمجھ لیا کہ ہم نے تمہیں بے کار پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے۔

دوسری جگہ ہے ﴿اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ﴾ (بنی اسرائیل/۳۶) بیشک کان اور آنکھ اور دل (قیامت کے دن) ان سب سے پوچھا جائے گا۔

اسی حقیقت کو یہاں بھی ایک نئے اسلوب میں بیان کیا جارہا ہے کہ بڑے بڑے اعمال حسنہ یا افعال سیئہ کا تو کیا پوچھنا' اللہ تعالیٰ کے ہاں تو یہ اصول طے پاچکا ہے کہ اگر ذرہ کے برابر کوئی نیکی کرے گا تو اُسے معمولی سمجھ کر ضائع نہیں کردیا جائے گا بلکہ اس کو خوب حفاظت سے رکھا جائے گا اور جس نے وہ نیکی کی تھی اس کو دکھا دیا جائے گا اسی طرح معمولی سے معمولی گناہ بھی پورے اہتمام کے ساتھ محفوظ رکھا جائے گا اور اُسے بدکار کے سامنے پیش کردیا جائے گا۔

بسا اوقات انسان چھوٹی نیکی کو حقیر سمجھ کر اُسے نظرانداز کردیتا ہے اسی طرح صغیرہ گناہوں کی پروانہیں کرتا۔ انھیں معمولی خیال کرکے ان کا ارتکاب کرتا رہتا ہے۔ دونوں کو تنبیہ کردی کہ ذرہ کے برابر اگر نیکی کرو گے تو اس کا بھی اجر ملے گا۔ ذرہ کے برابر اگر بُرائی کرو گے تو اس کی بھی سزا ملے گی اس لئے نہ کسی نیکی کو حقیر سمجھ کر اس کو ترک کرو اور نہ کسی گناہ کو معمولی سمجھ کر اس کا ارتکاب کرو۔

یہاں ایک چیز دل میں کھٹکتی ہے کہ جب یہ اصول تسلیم کرلیا گیا کہ ہر شخص کو اُس کی ذرّہ برابر نیکی کا اجر اور ذرّہ برابر بدی کی سزا ملے گی تو کیا کفار نے جو نیک کام کئے ہیں انہیں قیامت کے دن اُن کا ثواب ملے گا ! یا نیک لوگوں نے جو گناہ کئے ہیں انہیں اُن کی سزا بھگتنی ہوگی ! علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ کفار کے نیک اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بے وضو نماز ادا کرے۔ اُن کے اعمال صالحہ کی قبولیت کے لئے ایمان شرط تھا۔ شرط کے مفقود ہونے کے باعث اُن اعمال کی کوئی حقیقت نہیں ہوگی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ

کفار کو اُن کے نیک اعمال کی جزا اِس دُنیا میں دے دی جاتی ہے۔ عزت، شہرت، اولاد، دولت کی کثرت، ان صورتوں میں اُن کا حساب چُکا دیا جاتا ہے۔ نہ قیامت پر اُن کا ایمان تھا نہ انہوں نے اِس نیت سے نیکیاں کی تھیں کہ انہیں اس روز اس کا ثواب ملے گا۔

وہ مومن جن سے خطائیں سرزد ہوئی ہوں گی تو اُن کے بارے میں فرمایا کہ جس شخص نے توبہ کر لی اُس کی خطائیں بخش دی جائیں گی۔ نامہ اعمال سے بھی انہیں محو کر دیا جائے گا یا اُن کی لغزشوں کی سزا انہیں دُنیا میں بیماری، غربت اور ناکامی کی شکل میں دے دی جائے گی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خدمتِ اقدس میں حاضر تھے اور کچھ کھا رہے تھے یہ بات سُن کر کھانا چھوڑ دیا۔ عرض کیا۔ کیا ہم اپنے تمام نیک و بد اعمال کو دیکھیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس دُنیا میں جو تمہیں تکلیف پہنچتی ہے یہ تمہاری خطاؤں کا نتیجہ ہے اور تمہاری نیکیاں محفوظ رکھی جائیں گی اور قیامت کے دن تمہارے حوالے کر دی جائیں گی۔

یوم قیامت اور اعمال کا فیصلہ :

نیکیوں اور بُرائیوں کا فیصلہ قیامت کے دن کیوں رکھا گیا؟ مرنے کے ساتھ ہی قبر میں کیوں فیصلہ نہیں ہو جاتا؟

اللہ تعالیٰ حکیم و علیم ہے اس کی حکمت چاہتی ہے کہ فیصلوں اور بدلوں کے لئے قیامت کے دن کا انتظار کیا جائے۔ اس دنیا میں انسان کا تعلق انسان سے بھی ہے اور دوسری مخلوق سے بھی ہے اور انسان کو حکم دیا گیا کہ ساری مخلوق سے اچھا برتاؤ اور سلوک کرے۔ کسی پر جانی یا مالی ظلم نہ کرے، مخلوق کے مخلوق پر جو حقوق ہیں واضح طور پر شریعت مطہرہ نے ان سے آگاہ فرما دیا ہے۔ نیک عمل اور بُرے عمل دونوں کی دو قسمیں ہیں۔ اول وہ اعمال کہ جو عمل کرتے ہی ختم ہو جاتے ہیں اور اُن کو کر لینے کے بعد انسان عذاب یا ثواب کا مستحق ہو جاتا ہے۔ دوم وہ اعمال کہ جو وجود میں آتے ہی ختم نہیں ہو جاتے بلکہ اُن کا اثر مسلسل

جاری رہتا ہے اور اس عمل کی وجہ سے اُس عمل کا کرنے والا برابر زیادہ سے زیادہ ثواب یا عذاب کا مستحق ہوتا چلا جاتا ہے مثلاً کسی نے مسجد یا دینی مدرسہ تعمیر کروایا یا نیک کام جاری کیا یا کنواں کھدوایا یا کوئی ایسا کام کر دیا ہے جس کا نفع اور اثر برابر جاری ہے تو بہر حال اس کا ثواب بھی جاری ہے وہ مَر بھی جائے گا مگر اس کا ثواب جاری رہے گا۔

اس کے برعکس کسی نے کوئی گناہ و برائی کا کام جاری کر دیا یا کسی کو گناہ کا راستہ بتا دیا یا کوئی ایسی کتاب لکھ دی جو انسانوں کو گناہوں پر اُبھارتی رہتی ہے اخلاق وعقائد کو بگاڑتی ہے۔ بہر حال اس کے نامہ اعمال میں یہ گناہ بھی لکھے جائیں گے۔ یہ شخص مَر بھی جائے گا مگر اس کا گناہ جاری رہے گا اور عذاب کا زیادہ سے زیادہ مستحق ہوتا جائے گا۔

انسان کے مرنے کے بعد بھی نیکیوں اور بُرائیوں میں اضافہ ہوتا رہے گا لہذا قبر (عالمِ برزخ) بھی دار العمل ہے اور آخرت میں جن اعمال کی وجہ سے عذاب یا ثواب ملتا ہے وہ اب بھی اس کے اعمال نامہ میں جاری ہیں تو پورے ان اعمال کا بدلہ جو اس کے اعمال نامہ میں لکھے جاتے ہیں (خواہ اس نے کئے ہوں یا وہ ان کے کرنے کا سبب بن گیا ہو) کیسے دے دیا جائے اور آخری فیصلہ کیونکر ہو۔ پھر حقوق العباد کے فیصلے بھی ہونا ضروری ہیں۔ اس لئے بھی قیامت کے دن پر فیصلہ رکھا گیا کیونکہ عالم برزخ میں تمام حق دار موجود نہ ہوں گے ہر شخص کی موت کا وقت جدا گانہ ہے۔ عدل وانصاب کا تقاضہ ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ (ظالم اور مظلوم) دونوں موجود ہوں تب فیصلہ کیا جائے۔ قیامت کے دن ہر قسم کے اعمال اور اعمال کے سلسلے ختم ہو جائیں گے اور تمام اولین وآخرین زندہ کر کے حاضر کئے جائیں گے اور اس روز فیصلے ہوں گے اور بدلے ملیں گے۔

دُنیا دار العمل ہے اس میں امتحان کے لئے آتے ہیں۔ عمل کی جگہ عمل کی جزا ملنے لگے تو ایمان بالغیب نہ رہے اور امتحان کا مقصد بے معنٰی ہو جائے پھر یہ کہ عمل برابر ہیں۔ نیکیوں سے بہت سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے رہتے ہیں اور توبہ کرنے کا بھی موقع ہے اس لئے یہ مناسب اور صحیح ہے کہ اس زندگی کے بعد دوسری زندگی میں فیصلے ہوں اور بدلے

دیئے جائیں۔ قیامت کا دن جب ختم ہوگا اور سب کے فیصلے ہو جائیں گے تو ہر ایک اپنے اپنے انجام کے مطابق دوزخ یا جنت میں پہنچے گا۔ قیامت کے فیصلہ کے بعد جنت کا فیصلہ ہو جانا ہی کامیابی ہے قرآن مجید میں ہے۔

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾

(ال عمران/۱۸۵) ہر شخص موت کا مزا چکھنے والا ہے اور تمہارے کاموں کے بدلے (تو) قیامت ہی کے دن پورے دیئے جائیں گے تو جو آگ سے بچایا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا تو وہ کامیاب ہوا اور دُنیا کی زندگی (تو) صرف دھوکے کا سامان ہے۔

بوسیدہ وسڑی ہڈیوں کو زندہ کرنا :

﴿وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴾

(یٰسین/۷۸) اور ہمارے لئے مثال بیان کرنے لگا اور بھول گیا اپنی پیدائش کو۔ کہنے لگا کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو جب وہ بوسیدہ ہو کر گل گئیں۔

اس آیت کریمہ میں گستاخ انسان کی جرأت بیجا بیان کی جارہی ہے کہ وہ اللہ تعالی کے لئے بھی عجیب وغریب بیہودہ مثالیں پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بوسیدہ اور گلی سڑی ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا۔ ایسا سوال کرتے وقت انسان اپنی پیدائش کو بھول گیا۔ اس کو اتنی بھی خبر نہیں کہ اُسے کس مادہ سے پیدا کیا گیا ہے۔

﴿قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ ﴾ فرمایئے انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں پیدا کیا' اور وہ ہر پیدائش کو خوب جاننے والا ہے۔

اے میرے محبوب ! آپ منکرینِ قیامت کو بتایئے جو یہ سمجھتے ہیں کہ بوسیدہ ہڈی کو زندہ کرنا محال ہے آپ انہیں بتائیں کہ ان بوسیدہ ہڈیوں کو وہ ہستی زندہ کرے گا جو خلاق علیم ہے جس کی قوتِ تخلیق کا یہ حال ہے کہ آسمان' مہر و ماہ' ستارے' فضائیں' ہوائیں زمین

سب اشیاء اس نے محض اپنے اَمرِ کُن سے پیدا کی ہیں اور جس کے علم کی وسعت کا یہ حال ہے کہ غیب وشہادۃ' ظاہر وباطن' جلی وخفی' سب امور کو جاننے والا ہے۔ ذرا عقل سے کام لو۔ کیا ایسے خلاق وعلیم کے لئے تمہاری بوسیدہ ہڈیوں میں روح ڈالنا کچھ مشکل ہے؟ ہرگز نہیں ! (تفسیر ضیاء القرآن)

غور کرنا چاہئے کہ جس نے نطفہ کو مختلف حالات سے گذار کر جیتی جاگتی تصویر دے کر روح ڈال دی بھلا اس کے لئے یہ کیوں کر ممکن ہے کہ مردوں کو زندہ نہ کر سکے !

﴿اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰى اَنْ يُّحْيِىَ الْمَوْتٰى﴾ (القیامۃ/۴۰) کیا وہ (اللہ) مُردے زندہ کرنے پر قادر نہیں؟

﴿وَهُوَ الَّذِىْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾ (الروم/۲۷) اور وہی ہے جو پہلی بار بناتا ہے پھر اُسے دوبارہ بنائے گا اور یہ اس پر بہت آسان ہے۔

یعنی تم خود ہی سمجھ لو کہ جس نے پہلی مرتبہ بغیر نظیر اور نقشہ اور خاکہ کے وجود بخش دیا وہ دوبارہ پیدا کرنے پر کیوں کر قادر نہ ہوگا؟ گو اس کے لئے اولین پیدائش اور دوسری پیدائش سب برابر ہے لیکن تمہارے محسوسات کے اعتبار سے اول بار پیدا کرنے سے دوسری بار دہرانا آسان ہونا چاہئے۔

﴿اِنَّمَا اَمْرُهٗۤ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ (یٰسین/۸۲) اُس کا حکم یہی ہے جب وہ کسی چیز کا ارادہ فرمائے تو اس سے کہے ہو جا تو وہ (فوراً) ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ تو وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا جن کی بلندی' وسعت اور گہرائیوں کا اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکتا ہے۔ کیا ایسی قادر وقیوم ہستی کے لئے دوبارہ زندہ کر کے اُٹھانا کوئی مشکل بات ہے؟ اس کی دیگر تخلیقات کے سامنے تمہاری حیثیت ہی کیا ہے۔ ذرا پہاڑ کے ساتھ سر جوڑ کر کھڑے ہو تو تمہیں اپنی قامت کی درازی کا پتہ چل جائے۔ ذرا ہاتھی کے ساتھ اپنا وزن تو کرو۔ ذرا ہرن کے ساتھ دوڑ تو لگاؤ' دیکھیں کون آگے نکلتا ہے۔ ایک بھینس کے ساتھ کھانے میں مقابلہ کر کے دکھاؤ۔ یہ قامت' یہ طاقت'

اور یہ حیثیت۔ اور اس کے باوجود ایسی خرمستیاں کہ قدرتِ الٰہی پر حرف گیری کرنے کی جرأت کرنے لگے ہو۔

تمہیں تو ایک معمولی سی چیز بنانی ہو تو اس کے لئے بیسیوں اجزاء فراہم کرنے پڑتے ہیں اگر ایک جزء بھی نایاب ہو جائے تو تمہاری ساری مہارتیں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت و جبروت کا یہ عالم ہے کہ ادھر ارادہ ہوا اور کُن کہا تو وہ چیز خواہ کتنی بڑی ہو' عدم محض سے عالمِ وجود میں آ جاتی ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

میدانِ حشر کا خوفناک منظر : قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی قبروں سے ننگے بدن' ننگے پاؤں اور بغیر ختنہ کئے ہوئے اُٹھیں گے۔ مسلمان یہ کہتے ہوئے قبروں سے نکلیں گے کہ **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنِّی الْحُزن ان ربنا لغفورٌ شکور** اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمارے غم کو دور کر دیا' بیشک ہمارا رب بخشنے والا' اور احسان کرنے والا ہے۔ اور کفار یہ کہتے ہوئے نکلیں گے کہ **یاویلنا من بعثنا من مرقدنا** ہائے افسوس کس نے ہمیں ہماری خواب گاہ سے اُٹھا دیا۔ میدان حشر میں سب جمع ہو جائیں گے۔ میدان کی زمین بالکل ہموار ہوگی اُس دن زمین تانبے کی ہوگی اور سورج ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا۔ کسی کے ٹخنوں تک' کسی کے گھٹنوں تک اور کسی کو کمر تک پسینہ چڑھ گیا ہوگا۔

ان تمام مصیبتوں کے باوجود کسی کا کوئی پُرسانِ حال نہ ہوگا۔ ہر شخص اپنی مصیبت میں گرفتار ہوگا۔ کسی کی کوئی مدد کرنے والا نہ ہوگا۔ سب نفسی نفسی کہیں گے۔

بھیک مانگنے والوں کی حالت : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی لوگوں سے مانگتا رہتا ہے حتٰی کہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کی ایک بوٹی بھی نہ ہوگی (یعنی بھکاری میدان حشر میں اس حال میں لایا جائے گا کہ اس کے چہرے پر صرف ہڈیاں ہی ہڈیاں ہوں گی جس سے محشر والے پہچان لیں گے کہ یہ بھکاری تھا)۔

بیوی سے ناانصافی : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس مرد کے پاس دو بیویاں ہوں اور اس نے ان کے درمیان انصاف نہ کیا ہوتو قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا پہلو گرا ہوا ہوگا۔ (مسلم)

قرآن مجید سے غفلت کی سزا : حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے قرآن مجید پڑھا اور پھر اُسے غفلت وسستی کی وجہ سے بھلا دیا وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ کوڑھی ہوگا اس کے ہاتھ یا انگلیاں گری ہوئی ہوں گی (بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دانت گرے ہوں گے کیوں کہ قرآن مجید پڑھتے رہنے سے یاد رہتا ہے اور پڑھتے رہنا زبان اور دانتوں کا عمل ہے)۔

بے نمازیوں کا حشر : حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے نماز کی پابندی نہ کی اُس کے لئے نماز نہ نور ہوگی، نہ دلیل ہوگی، نہ نجات کا سامان ہوگی ...... اور قیامت کے دن اس کا حشر فرعون، قارون، ہامان اور ابی ابن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (احمد ودرامی)

قاتل ومقتول : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن مقتول اپنے قاتل کو پکڑ کر اس طرح لائے گا کہ قاتل کی پیشانی اور اس کا سر مقتول کے ہاتھ میں ہوگا اور مقتول کی گردن کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا۔ وہ بارگاہِ الٰہی میں عرض کرے گا کہ اے رب مجھے اس نے قتل کیا تھا (اسی طرح وہ) اُسے عرش کے قریب لے پہنچے گا۔ (ترمذی ونسائی)

قاتل کی مدد کرنے والا : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی مومن کے قتل میں ذرا سا لفظ کہہ کر بھی مدد کی ہو

(قیامت کے دن) وہ اللہ تعالٰی سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان **آئس من رحمة الله** لکھا ہوگا جس کے معنٰی یہ ہیں کہ یہ اللہ کی رحمت سے نا امید ہے (ابن ماجہ)

زکوٰۃ نہ دینے والوں کا انجام :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جسے اللہ تعالٰی نے مال دیا اور اُس نے اُس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کا مال گنجا سانپ بنا دیا جائے گا جس کی آنکھوں پر ابھرے ہوئے دو نقطے ہوں گے وہ سانپ طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا پھر وہ سانپ اس کی دونوں باچھوں کو پکڑ کر کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ (بخاری)

﴿ بدمذہب اہلحدیثوں (غیر مقلدین) کا خیال ہے کہ سونے اور چاندی کا زیور جو ہمیشہ استعمال میں رہتا ہے اُس زیور پر زکوٰۃ ادا کرنا ضروری نہیں ہے یہ بالکل غلط ہے۔ نقد رقم، فلسڈ ڈپازٹ کی طرح رکھا ہوا زیور اور استعمال میں آنے والا زیور سب پر زکوٰۃ فرض ہے ﴾

حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ میں سب سے پہلے تین شخص جائیں گے اُن میں سے ایک وہ مالدار ہوگا جو اپنے مال سے اللہ کا حق ادا نہیں کرتا تھا یعنی زکوٰۃ نہیں دیتا تھا۔ (طبرانی)

بخل انسان کو زکوٰۃ دینے سے روکتا ہے قرآن مجید میں بے شمار مقامات پر بخل کی مذمت کی گئی ہے بلکہ بخیلوں کے لئے آخرت میں دردناک عذاب کی خبر دی گئی ہے اور عذاب کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے کہ ﴿ **وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ** ﴾ (اٰل عمران/۱۸۰) اور ہرگز نہ گمان کریں وہ لوگ جو **بخل** کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی کہ وہ **بخل** اُن کے حق میں بہتر ہے بلکہ وہ اُن کے حق

میں بہت بُرا ہے۔ عنقریب قیامت کے دن اُن کے گلے میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا اس چیز کا جس میں انہوں نے بخل کیا۔

اللہ کی راہ میں مال خرچ نہ کرنے کی وجہ سے انسان کے گلے میں مال و دولت کو ایک انتہائی وزنی طوق بنا کر انسان کے گلے میں ڈال دیا جائے گا اور پھر وہ اتنا گرم ہوگا کہ جسم پر لگنے سے راکھ کر ڈالے۔ عذاب کی یہ کیفیت کتنی دردناک اور بھیانک ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہر انسان کو اپنے غضب سے بچائے۔ اس طوق کی کیفیت اس طرح ہے کہ جس شخص کو اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو تو وہ مال روزِ قیامت ایک سانپ کی شکل میں بنا دیا جائے گا جو گنجا ہوگا اور اس کے سَر پر دو سیاہ نشان ہوں گے پھر وہ سانپ اس کی گردن میں طوق کی طرح ڈالا جائے گا جو اس کے دونوں جبڑوں کو پکڑے گا اور کہے گا کہ تیرا مال ہوں، تیرا خزانہ ہوں۔ (مرأۃ المناجیح)

اس سانپ کے زہر کا یہ عالم ہوگا کہ اس کی سانس سے گھاس جل جاتی ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے زکوٰۃ مال قیامت کے دن اس سانپ کی شکل کا ہوگا چونکہ بخیل بھی اپنے مال پر سانپ کی طرح بیٹھ گیا تھا کہ کوئی غریب اس کے مال کی ہوا بھی نہ پا سکتا تھا اس لئے آج وہ مال اس کے لئے سانپ بن گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن فقراء، اغنیاء کے لئے ہلاکت کا سبب بنیں گے جب وہ اللہ کی بارگاہ میں عرض کریں گے کہ اے اللہ ! انہوں نے ہمارے حقوق غصب کر کے ہم پر ظلم کیا تھا۔ رب فرمائے گا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ! آج میں تمہیں اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دوں گا، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی : ﴿**فِیۡۤ اَمۡوَالِهِمۡ حَقٌّ مَّعۡلُوۡمٌ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ**﴾ اغنیاء کے مال میں سائل اور فقراء کا ایک معین حق ہے۔

اگر غرباء فقراء وسائلین اگر غربت کے سبب دُنیا میں بُرائیوں میں مبتلا ہو جائیں تو قیامت کے دن مالدار و اغنیاء عذاب کے مستحق ہوں گے کیونکہ انہوں نے حق تلفی کرتے ہوئے بُرائیوں میں مبتلا کیا۔ اور اگر مالدار و اغنیاء دُنیا میں زکوٰۃ ادا کرتے اور فقراء وغرباء

کوان کا حق ادا کرتے تو یہ بُرائیوں سے دور رہتے اوران کی نجات کا سبب بنتے۔

حضور سید المرسلین ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات میرا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا جنہوں نے آگے پیچھے چیتھڑے لگائے ہوئے تھے اور جہنم کا تھوہر' ایلوا اور بدبودار گھاس جانوروں کی طرح کھا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا جبرئیل یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے عرض کی ! یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کا صدقہ (زکوٰۃ) نہیں دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نہیں بلکہ انہوں نے خود ہی اپنے آپ پر ظلم کیا ہے۔

آگ کے عذاب کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے :

Fire and Punishment

﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ نِ الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۙ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۙ كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِى الْحُطَمَةِ ۙ وَمَا اَدْرٰكَ مَا الْحُطَمَةُ ۙ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۙ الَّتِىْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۙ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۙ فِىْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ﴾ (الھمزہ) تباہی و بربادی ہے اس شخص کے لئے جو پیٹھ پیچھے عیب نکالنے والا اور طعنہ دینے والا ہو۔ جس نے مال جمع کیا اور گِن گِن کر رکھا۔ وہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال (دُنیا میں اُسے ہمیشہ زندہ) رکھے گا۔ ہرگز نہیں' وہ چورا چورا (نیست و نابود) کر دینے والی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ اور آپ کیا سمجھے چُورا چُورا (نیست و نابود) کر دینے والی کیا ہے۔ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو دِلوں پر چڑھ جائے گی۔ بیشک وہ اُن پر (ہر طرف سے) بند کی ہوئی ہوگی (بھڑکتے ہوئے شعلوں کے) لمبے لمبے ستونوں میں۔

اسی آیت سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ نہ کرنے والوں اور زکوٰۃ نہ دینے والوں کے لئے عذاب کا حکم اخذ کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں بخیل لوگوں کی مذمت کی گئی ہے کہ جو لوگ حبّ الٰہی کو چھوڑ کر مال و دولت کی محبت میں گھرے ہوئے ہیں اور اپنے مال کو گن گن کر رکھتے ہیں اور ایسے لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ ان کی دولت ہمیشہ ان کے کام آئے گی

اگر چہ دولت بھی کام کرتی ہے بشرطیکہ اُسے نیکی پر خرچ کیا جائے لیکن اگر اسے لذت نفس لہو لعب اور عیش وعشرت پر خرچ کیا جائے تو وہ جہنم میں لے جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے واضح کیا کہ انسان خیال کرتا ہے کہ حطمہ یعنی جہنم کیا ہے تو وہ ایک دہکتی ہوئی آگ ہے۔

عذاب الیم' عذاب کی بہت ہی سخت صورت ہے جس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَايُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۙ هٰذَا مَاكَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَاكُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴾ (التوبہ/ ۲۵) اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اُسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو (اے حبیب ﷺ) اُن سب کو خوشخبری سنا دیجئے دردناک عذاب کی' جس دن وہ (سونا چاندی) جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس سے داغی جائیں گی ان کی پیشانیاں اور ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں' یہ ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کر کے رکھا تھا تو چکھو مزہ اپنے جمع کرنے کا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص سونے اور چاندی کا مالک ہوتے ہوئے اُس کا حق ادا نہ کرے یعنی زکوٰۃ نہ دے تو قیامت کے دن اس سونے چاندی کے پترے بنائے جائیں گے اور اُن کو جہنم کی آگ میں ایسا تپایا جائے گا گویا کہ وہ خود آگ کے پترے ہیں' پھر اُن سے اُس شخص کی پیشانی پہلو اور پشت کو داغا جائے گا اور بار بار اسی طرح تپا تپا کر داغ دیئے جاتے رہیں گے قیامت کے پورے دن میں جس کی مقدار دُنیا کے حساب سے پچاس ہزار سال کی ہوگی اس میں مبتلا رہیں گے اس کے بعد انہیں جانے کا حکم ہوگا یعنی دوزخ میں انہیں پھینک دیا جائے گا۔ (مرأۃ المناجیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا کوئی سونے چاندی والا نہیں جو اس کا حق (زکوٰۃ) ادا نہ کرے مگر جب قیامت کا دن ہوگا تو اس کے لئے آگ کے پترے بنائے جائیں گے پھر ان پر دوزخ کی آگ میں دھونکا جائے گا اس کے پہلو' پیشانی اور پیٹھ داغی جائے گی جب بھی لائے جائیں گے لوٹائے جائیں گے

یہ دن بھر ہوتا رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے حتیٰ کہ بندوں میں فیصلہ کر دیا جائے گا تو یہ جنت یا دوزخ کا اپنا راستہ دیکھے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ تو اونٹ' فرمایا ایسا کوئی اونٹ والا نہیں جو اُن کا حق ادا نہ کرے اور اُن کا حق انہیں دوھنا بھی ہے انھیں گھاٹ پر لانے کے دن ۔مگر جب قیامت کا دن تو یہ ان اونٹوں کے سامنے کھلے میدان میں اوندھا ڈالا جائے گا جن میں سے ایک بچہ بھی کم نہ ہوگا یہ اونٹ اُسے اپنے سُم سے روندھیں گے اور اپنے منہ سے کاٹیں گے جب اس پر پہلا اونٹ گذرے گا تو پچھلا اونٹ واپس ہوگا یہ اس دن ہوتا رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے حتیٰ کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے تو یہ اپنا راستہ جنت یا دوزخ کی طرف دیکھے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ پھر گائے بکریاں۔ فرمایا ایسا کوئی گائے اور بکریاں والا نہیں جو اُن کا حق (زکوٰۃ) نہ دیتا ہو مگر جب قیامت کا دن ہوگا تو ان کے سامنے کھلے میدان میں الٹا ڈالا جائے گا جن میں سے کوئی جانور کم نہ ہوگا ان میں نہ تو کٹی ٹیڑے سینگ والا ہو نہ نبڑا۔ یہ اسے اپنے سینگوں سے گھونپیں گی اور اپنے کھروں کے ساتھ کچلیں گی۔ جب بھی پہلا گذرے گا تو پچھلا واپس ہوگا یہ اس دن ہوتا رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے حتیٰ کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا تو یہ اپنا راستہ جنت یا جہنم کی طرف دیکھ لے گے۔ (صحیح مسلم)

یادرکھو کہ زکوٰۃ نہ دینے والوں کے لئے رسوا کُن عذاب ہوگا۔ یہ عذاب کی وہ کیفیت ہے جو کافروں کے لئے ہے اور اُسے عذاب مہین یعنی ذلیل کرنے والا عذاب کہتے ہیں۔

زکوٰۃ نہ دینے کا طرز عمل ان کو آخرت میں کافروں کی صف میں لے جائے گا۔ دوزخ کے طبقات میں سب سے سخت اور نچلے درجے میں کافروں کو سزا دی جائے گی اور یہی ان کی ذلت ہے کہ انہیں سب سے انتہا درجے کی سزا دی گئی۔ اس لئے مسلمانوں کو اس سے بچنے کے لئے چاہئے کہ اپنے اعمال کو درست کریں اور فریضہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہ نظری سے کام نہ لیں۔ اللہ تعالیٰ یوم الحساب دردناک عذاب' رسوائی وذلت سے محفوظ رکھے اور ادائیگی زکوٰۃ کی حسن توفیق عطا فرمائے۔

قیامت کے دن سب سے زیادہ بھُوکے : حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک شخص نے ڈکار لی' آپ نے فرمایا کہ اپنی ڈکار کم کرو کیونکہ قیامت کے دن سب سے زیادہ دیر تک وہی بھوکے رہیں گے جو دُنیا میں سب سے زیادہ دیر تک پیٹ بھرے رہتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

دو غلے (Dual faces / Hypocrite) کا حشر :

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو دُنیا میں دو چہروں والا تھا (یعنی ایسا شخص کہ اس گروہ کے سامنے اس کی تعریف اور دوسروں کی مذمت کرتا ہو اور پھر جب دوسروں میں جائے تو ان کی تعریف اور اُس گروہ کی بُرائی کرتا ہو) قیامت کے دن اس کی زبان آگ کی ہوگی۔ (مشکوٰۃ)

کنسوئی لینے والا : حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے بنا کر (یعنی اپنی طرف سے گھڑ کر) جھوٹا خواب بیان کیا اُسے قیامت کے دن مجبور کیا جائے گا کہ دو جَو کے بیچ میں گرہ لگائے اور وہ ان میں ہرگز ہرگز نہ لگا سکے گا) اور جس نے کسی گروہ کی بات کی طرف کان لگائے حالانکہ وہ سُنانا نہ چاہتے تھے تو قیامت کے دن اس کے کان میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا اور جس نے کوئی تصویر (جاندار کی) بنائی اُسے قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور مجبور کیا جائے گا کہ اس میں روح پھونک کر زندہ کرے اور وہ روح نہ پھونک سکے گا۔ (مشکوٰۃ)

ذلت کا لباس : حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے دُنیا میں شہرت (تکبر اور ریاکاری) کا لباس پہنا اُسے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا۔ (احمد' ابوداوٗد)

اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت سے محروم لوگ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین قسم کے آدمیوں سے نہ تو کلام فرمائے گا' نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے **شَيْخٌ زَانٍ وَمَلِكٌ كَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُّسْتَكْبِرٌ** (۱) بوڑھا زانی (۲) بہت جھوٹا (۳) متکبر فقیر۔ (مسلم) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ قیامت کے دن جبارین اور متکبرین کو چیونٹیوں کے برابر کر دیا جائے گا لوگ انھیں روندتے ہوئے جائیں گے۔

زمین غصب کرنے والا : حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ذرا سی زمین بھی بغیر حق کے لے لی اُس کو قیامت کے دن ساتویں زمین تک دھنسا دیا جائے گا۔ (بخاری شریف) دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے ظلم سے ایک بالشت زمین بھی لی اس کو اللہ تعالیٰ مجبور کرے گا کہ اُسے کھودے کہ ساتویں زمین کے آخر تک پہنچ جائے پھر قیامت کا دن ختم ہونے تک جب تک کہ لوگوں میں فیصلہ نہ ہو وہ ساتوں زمینیں اس کے گلے میں طوق کی طرح ڈال دی جائیں گی۔ (مشکوٰۃ)

نعمتوں کا سوال : قیامت کے دن نعمتوں کا سوال ہوگا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے ﴿**ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ**﴾ (سورۂ تکاثر) پھر بیشک اس دن نعمتوں کے بارے میں ضرور تم سے پوچھا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں قرآن مجید میں ارشاد ہے ﴿**وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا**﴾ اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گنو (شمار کرنا چاہو) تو انہیں گن نہ سکو گے ﴿**إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ**﴾ بیشک انسان بڑا ظالم بڑا ناشکرا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن انسان کے قدم (حساب کی جگہ سے) نہ ہٹ سکیں گے جب تک کہ اس سے پانچ چیزوں کا سوال نہ ہو جائے (۱) عمر کا سوال ہوگا کہ کن مشغولیتوں میں فنا کر دی

(۲) جوانی کا سوال ہوگا کہ کہاں ضائع کر دی (۳) مال کا سوال ہوگا کہ کہاں سے کمایا (۴) مال کہاں خرچ کیا (۵) علم کا سوال ہوگا کہ (دین اور دینیات کا) جو علم تھا اس پر کیا عمل کیا۔ (ترمذی)

آگ کی لگام : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس سے کوئی علم کی بات پوچھی گئی جسے وہ جانتا تھا اور اس نے وہ چھپالی تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔ (احمد و ترمذی)

غصہ کو برداشت کرنے والا : حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے غصہ کے وقت اپنے کو قابو میں رکھ لیا حالانکہ وہ غصہ کے تقاضہ پر عمل کرنے پر قدرت رکھتا تھا قیامت کے دن اللہ تعالٰی اس کو ساری مخلوق کے سامنے بُلا کر اختیار دے گا کہ جس حُور کو چاہے اپنے لئے اختیار کر لے۔ (ترمذی و ابوداؤد)

حرمین میں وفات پانے والا : حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو مدینہ منورہ میں ٹھہرا اور اس نے مدینہ منورہ کی تکلیف پر صبر کیا' قیامت کے دن میں اس کے لئے گواہ اور سفارشی ہوں گا اور جو شخص حرم مکہ یا حرم مدینہ میں مر گیا اُسے اللہ تعالٰی قیامت کے دن امن والوں میں اُٹھائے گا۔ (بیہقی)

حج کے دوران مرنے والا : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک صحابی حضور ﷺ کے ساتھ عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے' وہ اچانک گر پڑے جس سے اُن کی گردن ٹوٹ گئی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو بیرے کے پتوں میں پکے ہوئے پانی سے غسل دو اور اس کو ان احرام کے ہی کپڑوں میں کفن دو اور اس کا سر نہ ڈھانکو کیونکہ یہ قیامت کے دن تلبیہ **اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ** پڑھتا ہوا اُٹھے گا۔ (بخاری شریف)

شہداء : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جس کسی کو زخم لگ گیا ہو' اللہ تعالیٰ اُس کو خوب جانتا ہے کہ اس کی راہ میں کس کس کو زخم آیا ہے۔ وہ زخمی قیامت کے دن اُس زخم کو لے کر اس حال میں آئے گا کہ اس کا خون بہہ رہا ہوگا جس کا رنگ خون کی طرح ہوگا اور خوشبو مشک کی طرح ہوگی۔ (بخاری شریف)

مسجدوں کو جانے والے : حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسجدوں کو اندھیرے میں جانے والوں کو خوش خبری سُنا دو کہ اُن کو قیامت کے دن پورا نور عنایت کیا جائے گا۔ (ترمذی)

اذان دینے والے : حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اذان دینے والے قیامت کے دن سب لوگوں سے زیادہ لمبی گردنوں والے ہوں گے (مرتبہ بہت بلند ہوگا) (مسلم)

اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنے والے : حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری عظمت کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والوں کے لئے نور کے منبر ہوں گے۔ (مشکوٰۃ)

عرش کے سایہ میں : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سات لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں رکھے گا جب کہ اس کے سایہ کے علاوہ اور کسی کا سایہ نہ ہوگا۔

۱۔ مسلمانوں کا منصف بادشاہ

۲۔ وہ شخص جس نے جوانی میں عبادت کی

۳۔ وہ مرد جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے جب وہ مسجد سے نکلتا ہے جب تک وہ واپس نہ آجائے (اس کا جسم باہر اور دل مسجد کے اندر رہتا ہے)

۴۔ وہ دو شخص جنہوں نے آپس میں اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کئے۔ اسی محبت کی وجہ سے جمع ہوتے ہیں اور اسی کو دل میں رکھتے ہوئے جُدا ہو جاتے ہیں۔

۵۔ وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اس کے آنسو بہہ نکلے

۶۔ وہ مرد جس کو حسین اور خوبصورت عورت نے بُرے کام کے لئے بُلایا ہو لیکن اُس نے اللہ تعالیٰ کے خوف اور ڈر سے اُس کو ٹھکرا دیا۔

۷۔۔ وہ شخص جس نے ایسے چھپا کر صدقہ دیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہوئی کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ (بخاری ومسلم)

قرآن مجید پڑھنے اور عمل کرنے والے : حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے قرآن مجید پڑھا اور اس پر عمل کیا، قیامت کے دن اس کے والدین کو ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب کی اس روشنی سے بھی اچھی ہوگی جب کہ دُنیا کے گھروں میں اس صورت میں ہوتی جس وقت آفتاب تمہارے گھروں میں موجود ہوتا۔ اب تم ہی بتاؤ کہ جب اس کے والدین کا یہ حال ہے تو خود جس نے اس پر عمل کیا ہوگا اس کا کیسا اعزاز ہوگا۔ (احمد ابوداؤد)

حلال کمانے والے : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے حلال طریقہ سے اس لئے دُنیا طلب کی کہ بھیک مانگنے (لوگوں سے سوال کرنے) سے بچے اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرے، پڑوسی پر رحم کرے او قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوا ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

درود شریف پڑھنے والے : درود شریف پڑھنے سے قیامت کی ہولناکیوں سے نجات حاصل ہوتی ہے سکراتِ موت میں آسانی ہوتی ہے۔ درود شریف پڑھنے والا جب پُل صراط (Bridge of Siraat) سے گزرے گا تو نور پھیل جائے گا اور وہ اس

میں ثابت قدم ہوکر پلک جھپکنے میں نجات پائے گا اور عظیم تر سعادت یہ ہے کہ درود شریف پڑھنے والے کا نام حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے' روزِ قیامت حضور ﷺ سے مصافحہ کی سعادت نصیب ہوگی (جذب القلوب)

روزِ قیامت کی مقدار :

قیامت کا دن بہت لمبا ہوگا حدیثِ شریف میں اس کی مقدار پچاس ہزار سال بتائی ہے (مشکٰوۃ) پہلی مرتبہ صور پھونکنے کے وقت سے لے کر جنتیوں کے جنت میں جانے اور دوزخیوں کے دوزخ میں قرار پکڑنے تک پچاس ہزار سال کی مدت ہوگی۔ اتنا بڑا دن مشرکین وکافرین اور منافقین کے لئے بڑا سخت ہوگا۔ ایمان والے بندوں کے لئے اللہ تعالیٰ آسانی فرمادیں گے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے اس دن کے بارے میں سوال کیا گیا جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہوگی کہ اس دن کی لمبائی کا کیا ٹھکانا ہے (بھلا وہ کیسے کٹے گا) آپ نے ارشاد فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بلاشبہ وہ دن مومن پر اس قدر آسان کردیا جائے گا کہ فرض نماز جو دُنیا میں پڑھا کرتا تھا اس سے بھی ہلکا ہوگا۔ (مشکٰوۃ) تیزی اور آسانی سے گذر بھی جائے گا اور مصیبت وگھبراہٹ نہ ہونے کی وجہ سے پریشانی بھی نہ ہوگی۔

میدانِ حشر میں سرورِ کونین ﷺ کے مرتبہ عالیہ کا ظہور

Acceptance of Intercession

میدانِ حشر میں ہر شخص اپنی اپنی مصیبت میں گرفتار رہے گا کسی کا کوئی پُرسانِ حال نہ ہوگا کسی کی کوئی مدد کرنے والا نہ ہوگا۔ جب ہر دل پر خوف وہراس طاری ہوگا جلال خداوندی کے سامنے کسی کو دَم مارنے کی مجال نہ ہوگی۔ بڑے بڑے شجاع اور زور آور اور

سرکش مارے خوف کے پانی پانی ہو رہے ہوں گے۔ سب **نَفْسِیْ نَفْسِیْ** کہیں گے قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہوگا اور اسی حالت میں آدھا دن گزر جائے گا۔ لوگ سفارشی تلاش کریں گے جو اس مصیبت سے چھٹکارہ ونجات دلائے اور جلد فیصلہ ہو یعنی حساب ہو جائے اور جنت یا دوزخ جو ملنی ہو مل جائے۔ سب لوگ مشورہ کر کے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ ہماری شفاعت کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے نجات دے اور فیصلہ ہو جائے۔ آپ ابوالبشر ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا' فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا' جنت میں آپ کو رکھا اور تمام چیزوں کے نام آپ کو سکھائے۔ میدانِ حشر میں بھی سب کا عقیدہ یہی ہوگا کا انبیائے کرام مدد وسفارش کر سکتے ہیں۔ ابوالبشر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اپنی ساری اولاد(سارے انسانوں) کی فریاد سنکر یہ نہیں فرمائیں گے کہ تم لوگ یہ کیا کہہ رہے ہیں' ایسا کہنا اور سوچنا بھی شرک ہے' میدانِ حشر میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکتا' جاؤ راست اللہ تعالیٰ سے فریاد کرو۔ سیدنا آدم علیہ السلام جانتے ہیں کہ میدانِ حشر میں سب کا سفارشی کون ہے' سب کی فریاد کون سنتا ہے لہذا آپ فرمائیں گے میرا یہ مرتبہ نہیں' مجھے آج اپنی جان کی فکر ہے' میں اس لائق نہیں...... **اذھبوا الی غیرہ** کسی دوسرے مددگار کے پاس جاؤ۔ سب لوگ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ آپ پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین پر ہدایت کے لئے بھیجا' لہذا آپ ہماری شفاعت فرمائیں۔ یہاں سے بھی وہی جواب ملے گا کہ میں اس لائق نہیں' **اذھبوا الی غیرہ** کسی دوسرے مددگار کے پاس جاؤ۔ سیدنا نوح علیہ السلام فرمائیں گے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ' اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا خلیل 'دوست' بنایا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ' اللہ تعالیٰ نے انہیں توریت دی ہے اور کلام فرمایا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے تم حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ آخر کار حضرت عیسی علیہ السلام کے پاس پہنچے گے اور

عرض کریں گے کہ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے کہ وہ ہمارا فیصلہ فرمادے۔ آپ جواب دیں گے کہ میں خود تو آج لب کشائی کی جسارت نہیں کرسکتا۔ ہاں تمہیں ایک کریم کا آستاں بتاتا ہوں جس پر حاضر ہونے والا کبھی نامراد واپس نہیں لوٹا۔ جاؤ! اللہ تعالیٰ کے محبوب محمد مصطفٰی ﷺ کے پاس اور وہاں جاکر عرض حال کرو۔ چنانچہ سب بارگاہ محبوب کبریا ﷺ میں حاضر ہوں گے اور اپنی داستانِ غم پیش کریں گے۔ حضور ﷺ فرمائیں گے **انا لھا۔ انا لھا** ہاں میں تمہاری دستگیری کے لئے تیار ہوں۔

حضور ﷺ عرش عظیم کے قریب پہنچ کر سجدہ میں گر جائیں گے۔ اپنی پاک اور مطہر زبان نور سے سبّوح وقدوس رب کی حمد وثناء کریں گے۔ ادھر سے آواز آئے گی **یا محمد ارفع رأسك قل تسمع اسئل تعط اشفع تشفع** اے سراپا خوبی وزیبائی اپنے سر مبارک کو اُٹھاؤ، کہو تمہاری بات سُنی جائے گی، تم مانگتے جاؤ ہم دیتے جائیں گے، تم شفاعت (Intercession) کرتے جاؤ ہم شفاعت قبول فرماتے جائیں گے۔ اس طرح شفاعت حبیب سے اللہ تعالیٰ کی رحمتِ بے پایاں کا دروازہ کُھلے گا۔

انعقاد بزم محشر کا فقط اتنا ہی مقصد ہے
کہ اُن کی شانِ محبوبی دِکھائی جانے والی ہے

حضور شفیع المذنبین ﷺ کی یہ شفاعت (شفاعتِ عظمٰی) تمام مخلوقات، مومن، کافر، مطیع، عاصی سب کے لئے عام ہوگی۔ یہی شفاعتِ کبریٰ ہے جو صرف حضور ﷺ کے ساتھ خاص ہے یعنی انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام میں سے کسی اور نبی کو یہ منصب نہیں ملے گا۔ یہ شفاعت لوگوں کو آرام پہنچانے، میدان حشر میں دیر تک ٹھہرنے سے چھٹکارہ دلانے، اللہ تعالیٰ کے فیصلہ اور حساب کے جلدی کرنے اور قیامت کے دن کی سختی و پریشانی سے نکالنے کے لئے ہوگی۔

حضور ﷺ شفاعت کا دروازہ کھولنے اور شفاعت فرمانے کے بعد تمام انبیائے کرام اپنی اپنی اُمت کی شفاعت فرمائیں گے۔ اولیائے کرام، شہداء، علماء، حفاظ، حجاج بلکہ ہر وہ شخص جس کو کوئی منصب دینی عنایت ہوا اپنے اپنے متعلقین کی شفاعت کرے گا۔ نابالغ بچے جو

مر گئے ہیں اپنے ماں باپ کی شفاعت کریں گے۔ یہاں تک کہ علماء کے پاس کچھ لوگ آ کر عرض کریں گے ہم نے آپ کو وضو کے لئے فلاں وقت پانی دیا تھا' کوئی کہے گا کہ میں نے آپ کو استنجاء کے لئے پانی دیا تھا۔ علماء ان کی بھی شفاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اور اپنے محبوب ﷺ کے وسیلہ سے اُن کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ گار' بدکار نے اگر دیندار پرہیزگار کی مدد اور خدمت کی ہوگی تو آخرت میں اس کا نتیجہ پائیں گے اور اُن کی سفارش کی مدد سے جنت میں جائیں گے۔ دیکھئے کہ پانی پلانا وضو کرانا بھی کام آئے گا' اتنا تعلق بھی فائدہ پہنچائے تو رشتہ دوستی محبت اور عقیدت کیوں نہ کام آئے گا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اپنی اُمت میں سب سے پہلے جن لوگوں کی میں شفاعت کروں گا وہ میرے اہل بیت ہوں گے پھر درجہ بدرجہ اور قرابت داروں کی۔

ایک میں کیا' میرے عصیاں کی حقیقت کتنی مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا (فاضل بریلوی)

انبیاء اور اولیاء عالم آخرت میں بھی مدد فرمائیں گے اگر انبیاء اور اولیاء سے مدد مانگنا شرک ہو تو یہ شرک آخرت تک چلے گا۔ قیامت کے دن مددگار کی تلاش ہوگی سب لوگ مدد کے لئے سیدنا آدم علیہ السلام سے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک جائیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ سب کی شفاعت فرمائیں گے۔

انبیاء علیہم السلام کے نَفْسِیْ نَفْسِیْ کہنے میں حکمت یہ ہے کہ یہ اعزاز و مرتبہ امام الانبیاء رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین حضور ﷺ کو حاصل ہے۔

مقام محمود پر مبعوث اور قائم فرمایا جانا :

﴿عَسَىٰٓ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل ۷۹) یقیناً فائز فرمائے گا آپ کو آپ کا رب مقامِ محمود پر۔

عنقریب آپ کا رب تعالیٰ آپ کو محبوبیت اور محمودیت کے اعلیٰ مقام پر مبعوث اور قائم فرمائے گا۔ دنیا میں بھی' آخرت میں بھی' قبر میں بھی' حشر میں بھی۔ دُنیا میں اس طرح کہ ابھی تو یہ کفارِ مکہ بعض خبیث نفسوں کے اُکسانے بھڑکانے ورغلانے کی وجہ سے

آپ کے دشمن اور گستاخ بنے ہوئے ہیں مگر بہت جلدی ایسا ہونے والا ہے کہ قلوب عالمین اور ارواح کائنات میں آپ کی مدحت سرائی ہوگی دُنیا کے ہر شجر وحجر سے آپ کی شان ورفعت کے نغمے بلند ہوں گے۔ آپ کی محمودیت کا وہ اُونچا مقام ہوگا کہ روح کی گہرائیوں عشق کی پنہائیوں سے تا قیامت آپ کی نعت خوانی ہوتی رہے گی۔ عرش وفرش کے اہل ایمان آپ کی محبت میں وارفتہ وسرشار ہوں گے' یہی نہیں بلکہ جس شجر وحجر' شہر وبیاباں' مُلک وملکوت کو آپ سے نسبت ہوجائے گی قیامت تک اس کے بھی قصیدے پڑھے جائیں گے۔ اہل دُنیا اپنی حکومت وامارت وزارت وبادشاہت کے بل بوتے پر اجسام واملاک پر قبضہ تو جما سکتے ہیں لیکن قلبی محمود محبوب نہیں بن سکتے۔ چنگیز وہلاکو جیسے لوگ ہلاکت کے شہسوار تو بن سکتے ہیں لیکن قلبی محبت وعشق کا مرکز نہیں بن سکتے' یہ مقام محمود تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عطا ہے قبر میں دیدار کی جلوہ ریزی امتحان انسانیت کی کامیابی کے لئے کسی کی ابروئے چشم کی منتظری ہوتی ہے اور میدان محشر میں تو مقام محمود کی شان ہی نرالی ہوگی کہ جب تڑپتی پھڑکتی انسانیت دیکھے گی مانے گی کہ:

مسیح و صفی خلیل و نجی سب سے کہی' کہیں نہ بنی
یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لئے

شفاعت کبریٰ سے اولین وآخرین' موافقین ومخالفین' مومنین وکافرین سب میدان حشر میں دیر تک ٹھہرنے اور قیامت کے دن کی سختی وپریشانی سے چھٹکارہ پائیں گے اور حضور ﷺ کی تعریف وبڑائی بیان کریں گے سب حضور ﷺ کی عظمت اور مقام کو تسلیم کریں اسی کا نام مقام محمود ہے یہی مرتبہ شفاعت کبریٰ ہے۔ عرش کے نیچے سجدہ ریزی شفاعت اور جنت کا دروازہ آپ کے لئے کُھلنا' صدر محشر بنایا جانا' حساب وکتاب کو جلدی ختم فرما کر محفل نعت خوانی کا انعقاد ہونا' اس سے بڑھ کر مقام محمود کس کو نصیب ہوسکتا ہے۔ مقام محمود کی وضاحت فرماتے ہوئے خود نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **ھو المقام الذی اشفع فیه لامتی** یہ وہ مقام ہے جہاں میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔

خود سوچئے جس کا دامنِ کرم سب کو ڈھانپے ہوگا' جس کی محبوبیت کا ڈنکہ ہر جگہ بج رہا ہوگا' جس کی جلالتِ شان اپنے بھی دیکھیں گے اور بیگانے بھی۔ ایسے میں کونسا دل ہوگا جو اس محبوب کی عظمت کا اعتراف نہ کرے گا اور کونسی زبان ہوگی جو اس کی تعریف وتوصیف نہ کرے گی۔ حضرت ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پُرنور ﷺ نے ارشادفرمایا: **انا سید ولد آدم یوم القیامة ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یؤمئذٍ آدم ومن سواه الا تحت لوائی** (ترمذی شریف) یعنی قیامت کے دن ساری اولاد آدم کا سردار میں ہوں گا' حمد کا پرچم میرے ہاتھ میں ہوگا' سارے نبی میرے پرچم کے نیچے جمع ہوں گے' یہ ساری باتیں اظہارِ حقیقت کے طور پر کہہ رہا ہوں' فخر ومباہات مقصود نہیں۔

ایک روز حضور ﷺ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے اس قول کو پڑھا ﴿**رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضۡلَلۡنَ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ‌ۚ فَمَنۡ تَبِعَنِىۡ فَاِنَّهٗ مِنِّىۡ‌ۚ وَمَنۡ عَصَانِىۡ فَاِنَّكَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ**﴾ (ابراہیم۱۴/ ۳۶) (اے رب ان **بُتوں** نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کردیا' تو جس نے میری پیروی کی تو بیشک وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو یقیناً تو بہت بخشنے والا' بیحد رحم فرمانے والا ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس جُملہ کو دُہرایا ﴿**اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ عِبَادُكَ‌ۚ وَاِنۡ تَغۡفِرۡ لَهُمۡ فَاِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ**﴾ (المائدہ/ ۱۱۸) (اگر تو اُنہیں عذاب دے تو بیشک وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انھیں بخش دے تو بیشک تو ہی بہت غالب ہے بڑا حکمت والا)۔

پھر حضور ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے اور عرض کی **امتی امتی ثم بکی** اے میرے رب میری امت کو بخش دے میری امت کو بخش دے' پھر حضور ﷺ زاروقطار رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' **یا جبرئیل اذهب الی محمد فقل له انا سنرضیك فی امتك ولا نسؤك** اے جبرئیل میرے محبوب کے پاس جاؤ اور جا کر میرا پیغام دو۔ اے حبیب ہم تجھے تیری امت کے بارے میں راضی کریں گے اور آپ کو تکلیف نہیں پہنچائیں گے۔

شفاعت

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضىٰ﴾ اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تک ایک امتی بھی دوزخ میں رہے راضی نہ ہوں گا۔ آیت کریمہ صاف دلالت کررہی ہے کہ اللہ تعالیٰ وہی کرے گا جس میں رسول راضی ہوں اور احادیث شفاعت سے بھی ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی رضا اسی میں ہے کہ سب گنہگاران امت بخش دیئے جائیں۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم   خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی اُمت کے لئے شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میرا رب مجھ سے پوچھے گا کیا آپ راضی ہو گئے ہیں؟ میں عرض کروں گا۔ ہاں میرے پروردگار میں راضی ہو گیا۔ حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم اہل بیت یہ کہتے ہیں قرآن کریم میں سب سے زیادہ امید افزا آیت ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضىٰ﴾ ہے۔

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا   اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

بڑا بدبخت ہے وہ آدمی جو شفاعت کا منکر ہے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن خطبہ میں فرمایا کہ اس امت میں ایک ایسا گروہ پیدا ہوگا جو عذاب قبر کی بھی تکذیب کریں گے اور شفاعت کا بھی انکار کریں گے۔ آج سے پہلے بھی اس کا انکار معتزلہ اور خارجیوں نے کیا اور آج بھی ایک طبقہ بڑی شدومد سے اس کا منکر ہے۔ اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ جو آج شفاعت کا انکار کرے گا وہ کل اس سے محروم کر دیا جائے گا۔ شفاعت برحق ہے اور اس کا منکر گمراہ ہے۔ میدان محشر میں سب سے پہلے ذنوب کبائر کی شفاعت کا دروازہ نبی کریم ﷺ کے لئے کھولا جائے گا۔ اُس کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام پھر اولیاء اللہ پھر علماء حفاظ قراء علی الترتیب شفاعت فرمائیں گے۔ شفاعت بالکل درست

عقیدہ ہے۔ قرآن مجید کی گیارہ آیتوں اور تقریباً چالیس حدیثوں سے ثابت ہے۔ (تفسیر نعیمی، تفسیر ضیاء القرآن)

ایک صحابی نے عرض کی **یارسول اللہ فداك امی وابی** میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں۔ اگر ہمیں آپ کو حشر میں تلاش کرنا ہو تو کہاں تلاش کریں؟ حضور ﷺ نے فرمایا تین مقام ہوں گے جہاں میں مل سکوں گا۔ میزان پر جہاں میری اُمت کے عمل تولے جا رہے ہوں گے وہاں میں پاس کھڑا ہوں گا۔ اگر کسی امتی کا عمل کم ہو جائے تو اس کی کمی کو پورا کر دوں گا۔ صحابی نے عرض کیا 'آقا' اگر ہم آپ کو وہاں نہ پائیں تو! حضور ﷺ نے فرمایا حوض کوثر (Canal of Kausar) پر ہوں گا۔ اُمت پیاسی ہوگی میں آب کوثر کے جام پلاتا رہوں گا۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں:

ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں
ربّ ہے معطی یہ ہیں قاسم رزق ہے اس کا، کھلاتے یہ ہیں
اس کی بخشش، ان کا صدقہ دیتا وہ ہے، دلاتے یہ ہیں
اِنَّا اَعۡطَیۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ ساری کثرت پاتے یہ ہیں
قصر دنیٰ تک کس کی رسائی جاتے یہ ہیں آتے یہ ہیں

صحابی نے عرض کیا، یارسول اللہ! اگر ہم وہاں بھی نہ پائیں تو، سید عالم ﷺ نے فرمایا، پُل صراط (Bridge of Siraat) پر کھڑا ہوں گا۔ جبریل علیہ السلام کے پَر بچھے ہوں گے اور میں دعا کرتا ہوں گا **رَبِّ سَلِّمۡ اُمَّتِیۡ** اے میرے رب میری امت کو سلامتی سے گذار دے۔ آپ اندازہ فرمائیں جب دُعا فرمانے والے سید الانبیاء ہوں تو غم کس چیز کا ہے

رضا پُل سے اب وجد کرتے گزریئے کہ ہے **رَبِّ سَلِّمۡ** صدائے محمد

شفاعت کی قسمیں :

☆ شفاعتِ عامہ (شفاعتِ عظمیٰ) جس سے مومن اور کافر، اپنے بیگانے، تمام مخلوقات، اولین و آخرین سب مستفیض ہوں گے۔

☆ بعض خوش نصیبوں کے لئے بغیر حساب کے جنت میں داخل کرنے کی شفاعت فرمائیں گے۔

☆ ان لوگوں کی شفاعت جن کی نیکیاں اور بُرائیاں برابر ہوں گی اور شفاعت کی امداد سے جنت میں داخل ہوں گے۔

☆ وہ موحد جو اپنے گناہوں کے باعث عذابِ دوزخ کے مستحق قرار پا جائیں گے۔ حضور ﷺ کی شفاعت سے بخش دیئے جائیں گے۔

☆ وہ گنہگار جنھیں دوزخ میں پھینک دیا جائے گا حضور شفاعت فرما کر ان کو وہاں سے نکالیں گے۔

☆ اہل جنت کے مدارج میں ترقی کے لئے سفارش فرمائیں گے۔

☆ حضور نبی کریم ﷺ کی یہ شفاعت جنت کھولنے کے بارے میں ہوگی۔

☆ اُن لوگوں کے عذاب کی تخفیف (کمی) کے بارے میں شفاعت ہوگی جو کہ دائمی عذاب کے مستحق ہوں گے

☆ یہ شفاعت خاص کر مدینہ منورہ والوں اور سرکارِ اقدس کے روضہ انور کی زیارت کرنے والوں کے لئے اختصاص و امتیاز کے طریقہ پر ہوگی۔

(اشعۃ اللمعات، شفاء شریف)

حضور شفیع المذنبین ﷺ فرماتے ہیں : **خیرت بین الشفاعة وبین ان یدخل شطر اُمتی الجنة فاخترت الشفاعة لانها اعمّ واکفٰی اترونها للمؤمنین لاولکنها للمذنبین الخاطئین** اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو شفاعت لو یا یہ کہ تمہاری آدھی اُمت جنت میں جائے، میں نے شفاعت لی کہ وہ زیادہ تمام اور زیادہ کام آنے والی ہے۔ کیا تم یہ سمجھ لئے ہو کہ میری شفاعت پاکیزہ مسلمانوں کے لئے ہے؟ نہیں ! بلکہ وہ اُن گناہگاروں کے لئے ہے جو گناہوں میں آلودہ اور سخت کار ہیں۔

شفاعتی لهالکین من اُمتی میری شفاعت میرے اُن اُمتیوں کے لئے ہے جنھیں گناہوں نے ہلاک کر ڈالا ہیں۔

شفاعتی لاھل الذنوب من اُمتی میری شفاعت میرے گناہگار اُمتیوں کے لئے ہے وان زنٰی وان سرق اگرچہ وہ زانی ہوں اور اگرچہ وہ چور ہوں۔

انی لاشفع یوم القیمۃ الاکثر مما علیٰ وجھه الارض من شجر وحجر ومدر یعنی روئے زمیں پر جتنے پیڑ، پتھر، ڈھیلے ہیں...... میں قیامت میں ان سب سے زیادہ لوگوں کی شفاعت کروں گا۔

شفاعتی لمن شهد ان لااله الا الله مخلصا بصدق لسانه قلبه میری شفاعت ہر کلمہ گو کے لئے ہے جو سچے دل سے کلمہ پڑھے کہ زبان کی تصدیق دل کرتا ہے۔

انما اوسع لهم هی لمن مات ولا یشرك بالله شیئا شفاعت میں اُمت کے لئے زیادہ وسعت ہے کہ وہ ہر شخص کے لئے ہے جس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔

شفاعتی یوم القیمة حق فمن لم یؤمن بها لم یکن من اهلها میری شفاعت روزِ قیامت حق ہے جو اس پر ایمان نہ لائے گا اس کے قابل نہ ہوگا (محروم رہے گا)۔

ہر کام باذن اللہ عین توحید ہے : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ (بقرہ/ ۲۵۵) کون ہے جو شفاعت کرے بغیر اذن (اجازت) خداوندی کے (اللہ کے حکم کے بغیر کوئی بھی سفارش نہیں کرسکتا ہے)

یہاں ایک قاعدہ بیان فرما دیا کہ ہر شخص کو بارگاہِ الٰہی میں لب کشائی اور شفاعت کی طاقت نہ ہوگی، صرف وہی شفاعت کرے گا جس کو پروردگارِ عالم نے اذن فرمایا۔ بتانا یہ ہے کہ اے کفار و مشرکین: قیامت کے دن تو وہی شفاعت کرے گا جسے اجازت ہوگی اور تمہارے ان بتوں کو تو کوئی اجازت نہیں، پھر ان سے یہ توقع عبث کیوں لگائے بیٹھے ہو اور ﴿اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾ سے یہ واضح فرمادیا کہ وہ محبوب ومقبول بندگانِ خدا ضرور شفاعت کریں گے

جن کواُن کے رب نے اجازت مرحمت فرمائی ہوگی۔ حضور ﷺ قیامت کے دن سب سے پہلے بارگاہ الٰہی میں اذن پاکر شفاعت فرمائیں گے۔ حضور ﷺ اُس روز مقام محمود کے منصب رفیع پر متمکن ہوں گے۔ اے اللہ کریم: ہم گناہ گاروں کواپنے رسول ﷺ صاحبِ مقام محمود کی شفاعت نصیب فرما اوراس کی برکات وتوجہّات سے ہمیں دُنیا وآخرت میں سرفراز رکھ۔ (آمین ثم آمین)

ہرکام باذن اللہ عین توحید ہے بغیر اذن کے شفاعت کا اعتقاد شرک ہے اوراذن کے ساتھ عین توحید لہذا یہ عقیدہ کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی حاجت پوری کرسکتا ہے شرک ہے اور جب اذن الٰہی کا عقیدہ آیا تو شرک ختم۔ اذن الٰہی ہونا اور نہ ہونا توحید اور شرک کا اصل معیار ہے۔

اب اگرکوئی اولیاء اللہ کو باذن اللہ حاجت روا کہے تو شرک نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے اذن وحکم کے بغیر انسان سانس تک نہیں لے سکتا اور نہ ہی پلک جھپکا سکتا ہے ہونٹ بھی نہیں ہلا سکتا ہے اوراگر یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن وحکم کے بغیر یہ امور انجام دئے سکتا ہے تو بلا شبہ وہ مشرک ہوجائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب قوم کے سامنے تعلیم رسالت پیش کی تو اُن سے کہا ﴿وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ (آل عمران/ ۴۹) اوراچھا کرتا ہوں اندھے اورکوڑھی کواور مُردے کوزندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

اب دیکھیئے شفا دینا اور مردے کو زندہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اس لحاظ سے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے کاموں کا دعویٰ کیا۔۔لیکن آپ آگے فرماتے ہیں ﴿باذن اللہ﴾ یعنی میں جو کچھ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے اذن سے کرتا ہوں۔ پس جہاں اذنِ الٰہی آجائے تو شرک چلا جاتا ہے اور جہاں اذن گیا تو توحید بھی گئی۔ یہی اذن الٰہی ہونا اور نہ ہونا توحید اور شرک کا بنیادی نکتہ ہے۔ (اس تفصیل کے لئے ہماری کتابیں 'حقیقت شرک' 'حقیقتِ توحید' کا مطالعہ کریں)

توحیداور شفاعت : ﴿يَوۡمَئِذٍ لَّا تَنۡفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنۡ اَذِنَ لَهُ الرَّحۡمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوۡلًا﴾ (طٰہٰ/ ۱۰۹) اُس دن کوئی سفارش نفع نہ دے گی سوائے اُس شخص کی شفاعت کے، جسے رحمٰن نے اجازت دی اور اُس کے قول کو پسند فرمایا ہو یعنی قیامت کے روز یہ نہیں ہوگا کہ جس کا جی چاہے گا اٹھ کر شفاعت کرنے لگے گا بلکہ اس روز وہی شفاعت فرمانے کی جراُت کرے گا جسے بارگاہ رب العزت سے اس کا اذن شفاعت (اجازت شفاعت) مل چکا ہوگا جیسے انبیاء اولیاء صالحین۔وغیرہ ۔۔ اور اُن ہی کے حق میں شفاعت کی جائے گی جن کا کلمہ شہادت عنداللہ مقبول ہو (یعنی اللہ کے نزدیک اس کا ایمان ٹھیک ہو) اور جو بے ایمان ہو کر مرے گا اُس کے لئے کوئی شفاعت نہیں۔

کفار اپنے بتوں کی شفاعت کے امیدوار تھے۔ اُن کا عقیدہ تھا کہ چونکہ یہ بُت حکومت الٰہیہ کے ممبر اور اس کے چلانے والے ہیں اس لئے رب تعالیٰ کو اُن کی شفاعت ماننی پڑے گی۔اُن کی تردید کے لئے ارشاد ہوا کہ ﴿مَنۡ ذَا الَّذِيۡ يَشۡفَعُ عِنۡدَهٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِهٖ﴾ (بقرہ/ ۲۵۵)

اس جملہ میں دھونس کی شفاعت کا انکار ہے اور شفاعت بالاذن کا ثبوت، لہذا شفاعت کا انکار نادانی ہے۔﴿مَنۡ ذَا الَّذِيۡ﴾ میں بتوں کی شفاعت ماننے والوں کی تردید ہے ﴿اِلَّا بِاِذۡنِهٖ﴾ میں معتزلہ اور عام دیوبندیوں وہابیوں کا ردّ ہے جو شفاعت کے منکر ہیں۔

کفار اپنے بتوں کے متعلق دو عقیدے رکھتے تھے :

(۱) ایک یہ کہ اُن میں الوہیت ایسے حلول کئے ہوئے ہے جیسے پھول میں رنگ وبُو، اسی لئے ان کو الٰہ اور شرکاء کہتے تھے۔ اُن کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اکیلا اتنا بڑا جہان نہ سنبھال سکتا ہے نہ چلا سکتا ہے۔اس نے اپنی مدد کے لئے اپنے کچھ بندوں کو معاون ومددگار بنایا ہے اور اُن میں کام تقسیم کر دیئے ہیں۔اُن بندوں میں بعض تو اللہ کی لڑکیاں ہیں اور بعض اللہ کی بیویاں و بیٹے (نعوذ باللہ من ذلک) یہ عقیدہ صریح شرک ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ یہ چھوٹے خدا' بڑے خدا کے ہاں ہماری شفاعت کریں گے اور اس بڑے کو جبراً اُن کی شفاعت ماننی پڑے گی جیسے بادشاہ کو ارکان سلطنت کی سفارش اس لئے ماننی پڑتی ہے کہ اُن کے بگڑ جانے سے زوالِ سلطنت کا اندیشہ ہے۔
اس آیت میں ان دونوں عقیدوں کا ردّ بلیغ فرمایا گیا۔ گویا فرمایا کہ وہاں تو وہی شفاعت کر سکے گا جسے اُس کی اجازت مل چکی ہے یعنی انبیاء' ملائکہ اور مومنین۔ غرضکہ دباؤ کی شفاعت کا انکار ہے اور شفاعت بالوجاہت اور شفاعت بالمحبت جو شفاعت بالاذن کی قسمیں ہیں اُن کا ثبوت۔

اگر شفاعت نہ ہوتو نماز جنازہ (Funeral prayer) اور زیارت قبور اور مومنین کے لئے دُعا سب بے کار ہو جائیں۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے فرزند کے جنازے کے لئے چالیس نمازیوں کا انتظار فرمایا اور فرمایا کہ جہاں چالیس صالح مسلمان جمع ہوتے ہیں وہاں کوئی ولی ضرور ہوتا ہے (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

میزانِ عدل

قیامت کے دن انسانوں کے اعمال وافعال کی چھان بین اور پھر اُن کا وزن ہوگا۔ اگر چہ اللہ تعالیٰ تمام افعال واعمال کو پوری طرح جانتا ہے مگر پھر بھی وزن اعمال میں بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ ایک حکمت تو یہ ہے کہ اس طریقہ سے انسان پر اپنے اعمال کی حقیقت خود بخود عیاں ہو جائے گی۔ جس شخص کی نیکیاں زیادہ ہوں گی اور وہ بُرائیوں کا مرتکب نہ ہوتو اس کے اعمال کا میزانِ عدل پر لانا اظہارِ شرافت کے لئے ہوگا۔ جس شخص کی بُرائیاں زیادہ ہوں گی اور اُس سے نیک اعمال نہیں ہوئے ہوں تو اس کے اعمال کا میزانِ عدل پر لانا اظہارِ رُسوائی کے لئے ہوگا۔ کافروں کے اعمال تولنے میں بھی حکمت ہے ورنہ کفار کے پاس نیکیاں کہاں ہیں جن کا وزن کیا جائے۔
میزان کے متعلق یہ بات تحقیق سے کہی جا سکتی ہے وہ حقیقی ترازو ہے اس کے دو پلڑے

ایک ڈنڈی اور ایک سوئی (جس سے وزن دیکھا جا سکے) ہے۔ ہر پلڑا زمین وآسمان کی وسعتوں سے کہیں زیادہ ہوگا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ اگر زمین وآسمان اور اُن کی ساری موجودات کو میزان کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے تو سما جائے گا۔ نیکیوں کا پلڑا عرش کی دائیں جانب جنت کے دروازہ کے عین سامنے ہوگا اور گناہوں کا پلڑا عرش کی بائیں جانب دوزخ کے بالکل سامنے ہوگا۔

آخرت کے ترازو کا ہلکا یا بھاری ہونا دُنیا کے ترازو کی طرح نہیں ہوگا جو پلڑا اُوپر کو اُٹھ جائے گا اُسے بھاری سمجھا جائے گا اور جو نیچے رہے گا اُسے ہلکا تصور کیا جائے گا یعنی دُنیا کے ترازو کے بالکل خلاف ہوگا۔

جن اعمال کو تولا جائے گا اُن کی ایک صورت تو یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ان نیک اعمال کو نورانی صورتوں میں ظاہر کرے گا اور بُرائیوں کو ظلماتی اجسام میں رونما کرے گا اور اسی طرح وزن کیا جائے گا۔ اعمال کے صحیفے بھی تولے جائیں گے اور وہ صحیفے انسانوں کے اعمال کے پیشِ نظر ہلکا یا بوجھل کر دیں گے۔ اگر کسی کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوگا تو اس میں **لااله الا الله محمد رسول الله** لکھ کر رکھ دیا جائے گا وہ پلڑا بھاری ہو جائے گا۔

اعمال نامے : وہ اعمال نامے جن میں انسانوں کے گناہ وثواب درج ہیں حق ہیں۔ مومنوں کے نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور کافروں کو بائیں ہاتھ میں' یہ بات مومن وکافر میں تمیز کرنے کے لئے کی جائے گی تاکہ مومن کی عزت اور کافر کی رسوائی کی جائے۔

سوالات واستفسارات : اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے یہ دریافت کرنا کہ انہوں نے کیا کیا نیک کام کئے اور کن کن بُرائیوں کے مرتکب ہوئے حق ہے۔ فرشتوں سے بھی حساب لیا جائے گا۔ سب سے پہلے جبرئیل امین سے سوالات کئے جائیں گے کہ انہوں نے وحی کی امانت پیغمبرانِ خدا تک کس طرح پہنچائی۔ بعض احادیث میں یہ بھی ہے

کہ سب سے پہلے لوح محفوظ سے سوال ہوگا جب اُسے حاضر کیا جائے گا تو وہ ہیبت خداوندی سے کانپ اُٹھے گی اور پوچھا جائے گا کہ تم نے علوم الٰہیہ کو جبرئیل تک پہنچانے کی صفائی میں تمہارا کون گواہ ہے وہ کہے گی کہ میرا گواہ اسرافیل ہے جب اسرافیل علیہ السلام کو حاضر کیا جائے گا تو وہ بھی ہیبت الٰہی سے لرزہ براندام ہوں گے پھر پیغمبروں کو لایا جائے گا اور اُن سے تبلیغ وحی اور ادائے امانتِ رسالت کے متعلق سوالات کئے جائیں گے۔

عبادت میں سب سے پہلا سوال نماز کا ہوگا اور معاملات میں خون کے متعلق پوچھا جائے گا۔ ظالم کی نیکیاں مظلوم کے حوالے کی جائیں گے اور مظلوم کی بُرائیاں ظالم پر رکھی جائیں گی۔

عجیب بات ہے کہ ایسا دن درپیش ہو' اور انسان بسترِ راحت پر دراز ہو کر کہتا رہے جو میرے پاس ہے دوسرے کے پاس نہیں' جو کچھ میں جانتا ہوں دوسرا نہیں جانتا' عوام غفلت کا شکار ہیں' علماء بحث ومناظرہ میں الجھے ہوئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انہیں کچھ خبر نہیں کہ آخرت میں اُن سے کیا سلوک ہونے والا ہے۔ وہی اپنی بے خبری میں اس قدر غافل ہیں کہ انہیں کچھ اندازہ نہیں کہ ان کے ساتھ کیا کچھ ہونے والا ہے اور انہیں کیسے سخت دن کا سامنا ہے۔ وہ سارا دن باتیں کرنے میں گذار دیتے ہیں اور آخرت اور موت کی فکر سے دور ہو چکے ہیں **انا لله وانا اليه راجعون**

پُل صراط Bridge of Siraat

یہ ایک پُل ہے جو جہنم کے اوپر ہے یہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ جنت میں جانے کا یہی راستہ ہے اس لئے سب کو اس پر سے گذرنا ہوگا۔ کافر اس پر نہیں چل سکے گا اور جہنم میں کٹ کر گر جائے گا اور مسلمان پار ہو جائیں گے۔ بعض لوگ اتنی تیزی سے پار ہوں گے جیسے بجلی چمکتی ہے یعنی ابھی اِدھر تھے ابھی اُدھر پہونچ گئے۔ بعض لوگ تیز گھوڑے کی طرح' بعض آہستہ آہستہ' بعض گرتے پڑتے کانپتے لنگڑاتے ...... غرض کہ جتنا بہتر عمل ہوگا اتنا ہی جلدی اور تیزی کے ساتھ پار ہو جائیں گے۔ پُل صراط سے سب

سے پہلے حضور ﷺ گزریں گے پھر دیگر انبیائے کرام، پھر حضور ﷺ کی اُمت، پھر دوسرے انبیائے کرام کی اُمتیں گزریں گے۔

پُل صراط پر گذرنے سے پہلے نور تقسیم ہوگا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایمان والے مَردوں اور عورتوں کو بقدر ان کے اپنے اپنے اعمال کے نور تقسیم ہوگا (جس کی روشنی میں) پُل صراط پر گذریں گے ان میں سے کسی کا نور پہاڑ کے برابر ہوگا اور کسی کا نور کھجور کے درخت کے برابر ہوگا اور سب سے کم نور اس شخص کا ہوگا جس کا نور صرف انگوٹھے پر ٹمٹماتے چراغ کی طرح ہوگا جو کبھی بجھ جائے گا اور کبھی روشن ہو جائے گا۔

سورۂ حدید میں اللہ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا:

﴿يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ (اے محبوب) جس دن تم ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھیں گے کہ اُن کا نور اُن کے آگے اور اُن کی دائیں طرف دوڑتا ہوگا (اور اُن سے کہا جائے گا کہ) آج تمہارے لئے بڑی خوشی کی چیز وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، تم اُن میں ہمیشہ رہوں گے یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

نور ملنے کے بعد مومنین اور مؤمنات پُل صراط پر گذرنے لگیں گے۔ اس نور سے جنتی لوگ صراط پر آسانی سے گذریں گے اور جنت میں اپنی جگہ پر بآسانی پہنچ جائیں گے۔ منافقین (Hypocrites) پیچھے رہ جائیں گے۔

﴿يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۚ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۚ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ﴾ (حدید/۱۳) جس دن ایمان والوں سے منافق مرد اور منافق عورتیں کہیں گے کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو کہ ہم تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کرلیں (اُن سے) کہا جائے گا کہ اپنے پیچھے لوٹو پھر وہاں کوئی نور تلاش کرو تو

(اسی وقت) اُن کے درمیان ایک دیوار حائل کردی جائے گی جس میں (ایک) دروازہ ہوگا اس کے اندر کی جانب رحمت اور باہر کی جانب عذاب ہوگا۔

خیال رہے کہ محشر میں کفار، مسلمانوں سے جُدا ہوجائیں گے کہ فرمایا جائے گا ﴿وَامۡتَازُوا الۡیَوۡمَ اَیُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ﴾ اور آج الگ ہوجاؤ اے مجرمو۔ مگر منافق اس چھانٹ میں علحدہ نہ ہوں گے یہ مسلمانوں کے ساتھ محشر سے روانہ ہوں گے۔ پُل صراط سے گزرنے لگیں گے مگر مسلمانوں کی پیشانیاں سجدوں وایمان کی وجہ سے منور ہوں گی، منافق محروم ہوں گے۔ اس بے پناہ مصیبت اور حیرانی وپریشانی میں پھنس کر کوئی بچنے کی صورت منافقین نہ پائیں گے اور ایمان والوں کو آواز دے کر مہربانی کرنے کی دلیل بیان کرتے ہوئے کہیں گے کہ ہم تو دُنیا میں تمہارے ساتھی تھے، تمہارے ساتھ نماز پڑھتے اور روزے رکھتے تھے اب حق رفاقت ادا کرنا چاہئے۔ قرآن مجید میں منافقین کی اس بات کو اس طرح بیان فرمایا ہے ﴿یُنَادُوۡنَهُمۡ اَلَمۡ نَکُنۡ مَّعَکُمۡ﴾ منافق، ایمان والوں کو پُکاریں کے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے۔ مسلمان جواب دیں گے کہ ﴿بَلٰی وَلٰکِنَّکُمۡ فَتَنۡتُمۡ اَنۡفُسَکُمۡ وَتَرَبَّصۡتُمۡ وَارۡتَبۡتُمۡ وَغَرَّتۡکُمُ الۡاَمَانِیُّ حَتّٰی جَآءَ اَمۡرُ اللّٰهِ وَغَرَّکُمۡ بِاللّٰهِ الۡغَرُوۡرُ﴾ (الحدید/۱۴) وہ کہیں گے کیوں نہیں، لیکن تم نے تو اپنے آپ کو (نفاق کے) فتنہ میں ڈال دیا اور (مسلمانوں کے حق میں) تم (ہمیشہ بُرائی کے) منتظر رہے اور شک کرتے رہے اور تمہاری جھوٹی تمناؤں نے تمہیں دھوکے میں ڈالے رکھا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ گیا اور دھوکہ دینے والے (شیطان) نے اللہ کے بارے میں تمہیں دھوکے میں رکھا۔

﴿فَالۡیَوۡمَ لَا یُؤۡخَذُ مِنۡکُمۡ فِدۡیَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ؕ مَاۡوٰکُمُ النَّارُ ؕ هِیَ مَوۡلٰکُمۡ وَبِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ﴾ (الحدید/ ۱۵) تو (اے منافقو) (Hypocrites) آج نہ تم سے فدیہ لیا جائے گا اور نہ کافروں سے۔ تمہارا (سب کا) ٹھکانا آگ ہے وہی تمہارے لائق ہے اور وہ کیا ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

حوضِ کوثر (Canal of Kausar)

﴿اِنَّـا اَعۡطَیۡنٰكَ الۡکَوۡثَرَ﴾ بیشک ہم نے آپ کوکوثر (بےحدو بے حساب انعامات اور خیر کثیر) عطا کئے ہیں۔

جنت میں ایک چشمہ کا نام حوضِ کوثر ہے جو ہمارے آقا سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اس کی لمبائی ایک مہینہ کا راستہ ہے اور اتنی ہی چوڑائی ہے اس کے کنارے سونے کے ہیں اس پر موتی کے قبے بنے ہوئے ہیں اس کی تہہ مشک کی ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے جو اس کو ایک مرتبہ پی لے گا پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اس کے پیالے آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں۔

امیر المؤمنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ساقی کوثر ہوں گے۔ آج جو اُن کی محبت میں سیراب اور اُن کے دیدار کا پیاسا نہیں ہے اس کے لئے مشکل ہے کہ وہ حوضِ کوثر سے پانی پی سکے۔ ایسی روایات بہت ملتی ہیں جس میں سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس کے دل میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت نہیں آبِ کوثر سے اُس کو پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو تمام جہاں کا مالک بنایا' فرماتا ہے ﴿اِنَّـا اَعۡطَیۡنٰكَ الۡکَوۡثَرَ﴾ بیشک ہم نے آپ کوکوثر (بےحدو بےحساب انعامات اور خیر کثیر) عطا کئے ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

کوثر' کثرت سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی ہے کسی چیز کا اتنا کثیر ہونا کہ اس کا اندازہ نہ لگایا جا سکے (علامہ آلوسی)

جو چیز تعداد میں' قدر و قیمت میں اور اپنی اہمیت کے لحاظ سے بہت زیادہ ہو اسے کوثر کہتے ہیں (علامہ قرطبی)

کوثر سے مراد جنت کی وہ نہر ہے جس سے جنت کی ساری نہریں نکلتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عطا فرمادی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کوثر جنت کی ایک نہر ہے جس کے

دونوں کنارے سونے کے ہیں' موتیوں اور یاقوت کا فرش بچھا ہوا ہے' اس کی مٹی کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے' اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ شفاف ہے۔

حوض کوثر اس حوض کا نام ہے جو میدان حشر میں ہوگا جس سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام اپنی امت کے پیاسوں کو سیراب فرمائیں گے۔ حوض کوثر کے چاروں کونوں پر خلفائے اربعہ تشریف فرما ہوں گے۔ جو شخص ان میں سے کسی کے ساتھ بغض کرے گا اسے حوض کوثر سے ایک گھونٹ بھی نہیں ملے گا۔

کوثر سے مراد حضور ﷺ کی نبوت اور فیوض و برکات کی کثرت' قرآن کریم' دین اسلام' صحابہ کرام کی کثرت' رفع ذکر' امت کثیرہ ہے۔

امام جعفر صادق کے نزدیک کوثر سے مراد حضور ﷺ کے دل کا نور ہے جس نے آپ کی اللہ تعالیٰ تک رہنمائی کی اور ماسوا سے ہر قسم کا رشتہ منقطع کر دیا۔

مقام محمود۔ روز محشر جب شفیع المذنبین شفاعت عامہ فرمائیں گے۔

حضرت ابن عباس نے الکوثر کی تفسیر بیان کی ہے **الخیر الکثیر** یعنی خیر کثیر۔

حضرت سعید بن جبیر نے عرض کیا کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ کوثر جنت کی ایک نہر کا نام ہے تو آپ نے فرمایا وہ بھی اس خیر کثیر میں سے ایک ہے **ھو من الخیر الکثیر**۔

علامہ اسماعیل حقی الکوثر کے بارے میں متعدد اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: یعنی ظاہر یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ساری ظاہری و باطنی نعمتیں کوثر میں داخل ہیں۔ ظاہری نعمتوں سے مراد دنیا و آخرت کی بھلائیاں ہیں اور باطنی نعمتوں سے مرد وہ علوم لدنیہ ہیں جو بغیر کسب کے محض فیضان الٰہی سے حاصل ہوتے ہیں۔

یہاں چند باتیں خیال میں رکھو۔ ایک یہ کہ اس مضمون کو ﴿اِنَّ﴾ سے شروع فرمایا' کیونکہ کفار عرب حضور ﷺ کی اس ملکیت کے منکر تھے' جیسے آج بعض بد باطن منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس کچھ نہیں' وہ کیا دیں گے رب سے مانگو۔

دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بہت کچھ دے دیا اور حضور ﷺ لے چکے۔

تمام نبیوں، فرشتوں نے حضور ﷺ ہی سے کمالات پائے۔ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور ہم تقسیم کرتے ہیں۔ حضور ﷺ کو یہ سب کچھ رب تعالیٰ نے دیا، دنیا نے حضور ﷺ سے لیا ہے دیا نہیں۔

کوئی شخص حضور ﷺ سے کچھ چھین نہیں سکتا کیونکہ یہ رب تعالیٰ کا عطیہ ہے، سورج کو کوئی بجھا نہیں سکتا۔ حضور ﷺ تمام دنیا کے مالک ہیں کیونکہ تمام دنیا تھوڑی ہے اور جو دنیا حضور ﷺ کو ملی وہ بہت زیادہ ہے۔ یہ دنیا تو حضور ﷺ کی ملک کا ایک حصہ ہے۔

رب تعالیٰ نے دنیاوی سامان کو قلیل فرمایا ﴿ **قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْل** ﴾ مگر جو حضور ﷺ کو عطا فرمایا ہے وہ کثیر نہیں، اکثر نہیں، کثار نہیں، بلکہ کوثر ہے۔ کوثر کے معنیٰ ہیں بہت ہی زیادہ۔ رب تعالیٰ اپنے لئے فرماتا ہے ﴿ **وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ** ﴾ حضور ﷺ کے لئے فرماتا ہے ﴿ **وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا** ﴾ اور ﴿ **إِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٌ** ﴾ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کی عظمت اور حضور ﷺ کی عظمت تک کسی کا خیال بھی نہیں پہنچ سکتا۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا   دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ واختیار میں

جنت کا بیان

جنت ایک مکان ہے جو اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لئے بنایا ہے اس میں سو درجے ہیں اور ایک درجے سے دوسرے درجے تک اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین سے آسمان تک، اور ہر درجہ اتنا بڑا ہے کہ اگر تمام دنیا ایک درجے میں ہو تب بھی اس میں جگہ باقی رہے۔

جنت میں اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی جسمانی اور روحانی لذتوں کے سامان پیدا کئے ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ ان نعمتوں کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کان نے سُنا، نہ کسی کے دل میں اس کا خطرہ گزرا، بڑے سے بڑے بادشاہ کے خیال میں بھی وہ نعمتیں نہیں آسکتی ہیں جو ایک ادنیٰ جنتی کو ملیں گی۔

جنت کی سب سے بڑی نعمت جو مسلمانوں کو اس روز ملے گی وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے کہ

اس نعمت کے برابر کوئی نعمت نہیں، جسے ایک بار اللہ عزوجل کا دیدار نصیب ہوگا وہ ہمیشہ ہمیشہ اسی کے ذوق میں ڈوبا رہے گا کبھی نہ بھولے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت سے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے طفیل میں ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ تین جماعتیں اور کردے گا، معلوم نہیں ہر جماعت میں کتنے ہوں گے اور اس کا شمار تو وہی جانے یا اس کے بتانے سے اس کا رسول ﷺ۔

جنت میں پانی، دودھ اور شہد وغیرہ کے دریا ہیں جن سے نہریں نکل کر جنتیوں کے مکان میں پہونچتی ہیں۔ نہروں کی زمین خالص مشک کی ہے۔

جنت میں لوگ کھائیں گے پئیں گے لیکن ہر قسم کی گندگی، پاخانہ، پیشاب، تھوک اور رینٹھ سے پاک ہوں گے۔ جو خوشبودار ڈکار اور پسینہ نکلے گا سب کھانا ہضم ہوجائے گا۔

جنتیوں کو جنت میں ہر قسم کے لذیذ میوے اور کھانے ملیں گے جو چاہیں گے فوراً ان کے سامنے موجود ہوجائے گا۔ اگر کسی چڑیا کا گوشت کھانے کو جی چاہے گا تو اسی وقت بُھنا ہوا ان کے سامنے آجائے گا اور اگر کسی چیز کے پینے کی خواہش ہو تو اس چیز سے بھرا ہوا کوزہ فوراً ہاتھ میں آجائے گا۔

اہل جنت تنعم اور تلذذ کے لئے پھل اور میوے کھائیں گے۔ سورۂ ص میں ارشاد ہے ﴿مُتَّكِئِيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ﴾ وہ اُن باغوں میں تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے اور وہاں طلب کریں گے بہت سے عمدہ پھل اور پینے کی چیزیں۔

سورۂ یٰسین میں فرمایا ﴿لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَا يَدَّعُوْنَ﴾ اُن کے لئے وہاں میوے ہیں اور جو کچھ طلب کریں وہ سب ہے۔ (یعنی ہر قسم کے میوے ان کے لئے موجود ہوں گے اور لذت و خواہش کی چیزوں میں سے جو کچھ طلب کریں گے سب حاضر کردیا جائے گا)

سورۂ واقعہ میں فرمایا ﴿وَفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ۙ لَا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ﴾ اور بہت سے (لذیذ) پھلوں میں جو نہ کبھی ختم ہوں گے اور نہ اُن سے روک ٹوک ہوگی۔

سورۂ دہر میں فرمایا ﴿وَدَانِيَةً عَلَيۡهِمۡ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتۡ قُطُوۡفُهَا تَذۡلِيۡلًا ﴾ اور درختوں کے سائے اُن پر جھکے ہوں گے اور پھلوں کے گچھے اُن کے بالکل قریب کر دیئے جائیں گے۔

جنتی آپس میں ملاقات کرنا چاہیں گے تو ایک کا تخت دوسرے کے پاس خود بخود چلا جائے گا۔

جنتی ہمیشہ تندرست رہیں گے کبھی بیمار نہ ہوں گے، ہمیشہ زندہ رہیں گے، کبھی نہ مریں گے۔ ہمیشہ جواں رہیں گے کبھی بوڑھے نہ ہوں گے اور ہمیشہ آرام سے رہیں گے کبھی مشقت نہ اُٹھائیں گے۔ کم درجہ جنتی کے لئے (۸۰) اسّی ہزار خدمت گذار اور (۷۲) بہتّر بیویاں ہوں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ (کھولنے کے لئے) کھٹکھٹاؤں گا (مسلم شریف) نیز ارشاد فرمایا کہ میں قیامت کے دن جنت کے دروازہ پر آ کر کھولنے کو کہوں گا۔ داروغہ جنت سوال کرے گا کہ آپ کون ہیں؟ میں جواب دوں گا کہ محمد (ﷺ) ہوں۔ یہ سُن کر وہ کہے گا کہ مجھے یہی حکم ہوا ہے کہ آپ کے لئے کھولوں (اور) آپ سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں۔ (مسلم شریف)

مسلم شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہم دنیا میں آخر میں آئے اور قیامت کے دن دوسری مخلوق سے پہلے ہمارے فیصلے ہوں گے اور یہ بھی فرمایا کہ ہم (یہاں) آخر میں آئے (اور) قیامت کے دن اول ہوں گے اور سب سے پہلے جنت میں ہم داخل ہوں گے (مشکوٰۃ)

ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جنتیوں کی ۱۲۰ صفیں ہوں گی (یعنی میدانِ قیامت میں) جن میں ۸۰ اس امت کی اور ۴۰ سب امتوں کو ملا کر ہوں گی (مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تنگدست لوگ جنت میں مالداروں سے پانچ سو سال پہلے داخل ہوں گے (ترمذی)

حضور نبی الرحمۃ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ میں نے جنت کے دروازہ پر کھڑے ہو کر دیکھا تو اس میں جو داخل ہو چکے تھے اکثر مسکین لوگ تھے اور مال والے (حساب دینے کے لئے) اٹکے ہوئے تھے (یہ بات ذہن نشیں رہے کہ تنگدستی بذات خود جنت میں لے جانے والی نہیں ہے

اس کے ساتھ نیک عمل بھی ہونے چاہئے، بدعمل تنگ دست یہ نہ سمجھیں کہ ہم لامحالہ جنتی ہیں اور ہماری بڑی فضیلت ہے۔ فضیلت آخرت میں نیک اعمال سے ہوگی۔ ہاں جس کے نیک اعمال جنت کے لائق ہوں گے وہ تنگ دستی کی وجہ سے مالداروں سے پہلے جنت میں چلا جائے گا۔ بہت سے تنگ دست بھی ہیں اور بدعمل بھی، نماز روزہ سے غافل ہیں، گناہوں میں لتھڑے ہوئے ہیں۔ ایسے لوگ سخت نقصان میں ہیں اور دونوں جگہ کی بدنصیبوں کا بدنصیب وہ ہے جو تنگ دست بھی رہا اور آخرت کا عذاب بھی بھگتا۔ (ترغیب)

اہلِ جنت کے بارے میں ارشاد ربّانی ہے ﴿**وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا**﴾ (الزمر/۷۳) اور چلائے جائیں گے (متقی لوگ) جو اپنے رب سے ڈرتے رہے جنت کی طرف گروہ دَر گروہ۔

ایمان وتقویٰ کے مراتب اور درجوں کے مطابق مومنین کی جماعتیں اعزاز واکرام کے ساتھ جنت کی طرف روانہ کئے جائیں گے ان کے استقبال کے لئے جنت کے دروازے پہلے سے کھلے ہوں گے اور دروازوں پر پہونچتے ہی جنت کے محافظ اُن کو سلامتی اور خوش عیش رہنے کی خوش خبری سنائیں گے، چنانچہ ارشاد ہے ﴿**حتى اذا جآء ؤها وفتحت ابوابها وقال لهم خزنتها سلم عليكم طبتم فادخلوها خلدين**﴾ یہاں تک کہ جب وہ اس پر اس حال میں پہنچیں گے کہ اس کے دروازے (اُن کے لئے) کھلے ہوں گے اور اس کے نگہبان ان سے کہیں گے سلام ہو تم پر، تم بہت اچھے رہے اب جنت میں داخل ہو جاؤ اس میں ہمیشہ رہنے کے لئے۔

جنت کا پہلا ناشتہ : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن زمین ایک روٹی بن جائے گی۔ اللہ تعالیٰ زمین کو اہل جنت کی اولین مہمانی قرار دے گا۔ اولین سالن مچھلی کا ہوگا۔ جنت میں کھانے کے لئے بے انتہا نعمتیں ہوں گی جب جنت میں قیام ہو جائے گا تو برابر کھاتے پیتے رہیں گے مگر سب سے پہلے بطور ابتدائی مہمانی کے جو ناشتہ پیش کیا جائے گا وہ زمین کی روٹی کا ہوگا اور اس

ناشتہ کے کھانے میں یہ مصلحت ہے کہ زمین میں طرح طرح کے مزے ودیعت رکھے ہیں جو مختلف علاقوں اور ملکوں میں پھلوں اور سبزیوں اور دیگر اشیاء میں پائے جاتے ہیں اور چونکہ کسی بھی شخص نے زمین سے پیدا ہونے والی ہر نعمت نہیں کھائی ہے اس لئے زمین کی روٹی بنا کر اہلِ جنت کو پہلے اس کے تمام مزے بحیثیت مجموعی چکھا دیئے جائیں گے۔

جنتیوں کی عمر: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں جانے والا جو شخص اس دنیا سے رخصت ہوگا' چھوٹا ہو یا بڑا (داخلہ جنت کے وقت) سب تیس سال کے کر دیئے جائیں گے اس سے کبھی آگے نہ بڑھیں گے (بڑھاپا نہیں آئے گا نہ جوانی میں کمزوری آئے گی' نہ ہوش وحواس میں خلل پیدا ہوگا نہ دانت اکھڑیں گے نہ بینائی میں فرق آئے گا۔ بعض روایات میں اہل جنت کی عمر ۳۳ سال بھی بیان ہوئی ہے)

جنتیوں کا قد وقامت : بخاری شریف میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اُن کا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا اور جنت میں جو بھی داخل ہوگا آدم علیہ السلام کی صورت پر ساٹھ ہاتھ کا ہوگا۔

جنتی عورتیں : جنت کی عورتیں اتنی خوبصورت ہیں کہ اگر اُن میں سے کوئی عورت زمین کی طرف جھانکے تو زمین سے آسمان تک اُجالا ہو جائے اور جنتی کا کنگن ظاہر ہو جائے تو سورج کی روشنی مٹ جائے جیسے کہ ستاروں کی روشنی سورج سے مٹ جاتی ہے۔ سورۂ آل عمران میں فرمایا ﴿ **لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ** ﴾ پرہیزگاروں کے لئے اُن کے رب کے پاس باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ بیویاں اور اللہ کی خوشنودی ہے اور اللہ اپنے بندوں کو خوب دیکھتا ہے۔

جنت کی بیویاں ظاہری اور باطنی عیوب سے پاک ہوں گی' اُن کو نہ تھوک آئے گا نہ

پاخانہ کی حاجت ہوگی نہ پیشاب کی، نہ منی نکلے گی نہ حیض آئے گا، نہ نفاس ہوگا، نہ بدن اور کپڑے پر میل ہوگا۔ اس ظاہری ستھرے پن اور پاکیزگی کے ساتھ ان کے عادات اور اخلاق بھی نہایت ہی اچھے ہوں گے دل وجان سے شوہروں پر نثار ہوں گی ان میں نافرمانی کا نام نہیں، زبان درازی کا کام نہیں۔ مکر وفریب، دغا اور بے وفائی سے خالی ہوں گی۔ دُنیاوی عورتیں جن کا ایمان پر خاتمہ ہوگا مؤمنین کی بیویاں ہوں گی اور اُن کے علاوہ حورعین میں سے بیویاں دی جائیں گی دونوں قسم کی بیویاں حسن وجمال اور فریفتگی اور ظاہری وباطنی عمدگی اور اخلاق فاضلہ اور محبت ومودت میں اور صفائی، ستھرائی میں نہایت ہی اعلیٰ ہوں گی۔ سورۂ واقعہ میں فرمایا ﴿اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ۙ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۙ عُرُبًا اَتْرَابًا ۙ لِاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴾ بیشک ہم نے اُن عورتوں کوخاص پیدائش پر بنایا یعنی ہم نے انہیں باکرہ (کنواری) بنایا، اپنے شوہروں سے محبت کرنے والی (آپس میں ہم عُمر) بیویاں، دائیں طرف والوں (نیک بخت لوگوں) کے لئے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک بوڑھی عورت حاضر ہوئی اورعرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ دُعا فرما دیجئے اللہ جل شانہٗ مجھے جنت میں داخل فرما دے۔ حضور ﷺ نے ارشادفرمایا کہ اے فلاں کی ماں، جنت میں کوئی بڑھیا داخل نہ ہوگی۔ یہ سُن کر وہ روتی ہوئی روانہ ہوگئی۔ حضور ﷺ نے حاضرین سے فرمایا اُس سے کہدو کہ میرا مطلب صرف یہ ہے کہ وہ جنت میں داخل ہوتے وقت بوڑھی نہ ہوگی (کیونکہ اس وقت جوانی دے دی جائے گی) حضور ﷺ نے خوش طبعی کے لئے ایسے الفاظ فرمائے۔ حضور ﷺ مذاق میں بھی سچ فرماتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلاشبہ جنت کی عورت کی پنڈلی کی سفیدی ستر جوڑوں کے اندر سے نظر آئے گی حتیٰ کہ پنڈلی کے اندر کا گودا تک نظر آئے گا۔ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے ﴿كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴾ اور وہ عورتیں اس قدر شفاف اور رنگت کی صاف ہوں گی کہ گویا وہ یاقوت یا مرجان ہیں (صفائی اور سفیدی میں موتی کی طرح چمکتی ہوں گی)

دوزخ کا بیان

اللہ تعالیٰ نے گناہ گاروں اور کافروں کے عذاب اور سزا کے لئے ایک جگہ بنائی ہے جس کا نام جہنم ہے اس کو دوزخ بھی کہتے ہیں۔ دوزخ میں ستر ہزار وادی (جنگل) ہیں ہر وادی میں ستر ہزار ازدھے ہیں۔ دوزخ میں ہر قسم کی تکلیف دینے والے طرح طرح کے عذاب' اللہ تعالیٰ نے مہیا کئے ہیں جن کے خیال ہی سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ اس میں آگ کا عذاب ہے سخت سردی کا عذاب ہے۔ سانپ بچھو اور زہریلے جانوروں کا عذاب ہے' جہنم کے شرارے (آگ کے پھول) اونچے اونچے محلوں کے برابر اُڑیں گے گویا زرد اونٹوں کی قطار کے برابر آتے رہیں گے۔ آدمی اور پتھر اس کا ایندھن ہے اس کی آگ بالکل سیاہ ہے جس میں روشنی کا نام نہیں۔ دوزخ کا سب سے معمولی عذاب یہ ہے کہ دوزخی کو آگ کا جوتا پہنایا جائے گا جس کا تسمہ بھی آگ ہی کا ہوگا اس جوتے کو پہننے سے دماغ اس طرح کھولے گا جیسے چولہے پر ہانڈی یا کڑھائی میں تیل کھولتا ہے۔ دوزخ میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔

دوزخ کی آگ دُنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ تیز ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر پتھر کی چٹان دوزخ میں ڈالی جائے تو ستر برس میں بھی وہ تہہ تک نہ پہونچے۔ دوزخیوں کے بدن سے جو پیپ بہے گا وہ پینے کے لئے دی جائے گی اور کھانے کے لئے کانٹے دار ایسی ناگ پھنی دی جائے گی کہ اگر اس کا کچھ حصہ دنیا میں آجائے تو اس کی جلن اور بدبو سے ساری دنیا پریشان ہوجائے' مگر دوزخی مجبوراً اس کو کھائیں گے وہ گلے میں پھنس جائے گی اس کو اُتارنے کے لئے پانی مانگیں گے تو کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا کہ پیٹ میں جاتے ہی سب آنتیں کٹ کر گر جائیں گے۔

دوزخ میں ہر طرف آگ ہی آگ ہے اس کی ہر چیز آگ کی بنی ہوئی ہے اور اس کی آگ میں اتنی تیزی ہے کہ اگر سوئی کی نوک برابر کھول دی جائے تو اس کی گرمی سے سب زمین والے کانپنے لگیں گے یہاں تک کہ زمین میں دھنس جائیں۔

جہنم کے داروغہ کی شکل اتنی ڈراؤنی ہے کہ اگر وہ ظاہر ہو جائے تو زمین کے رہنے والے سب کے سب اس کی ہیبت سے مر جائیں گے۔

دوزخ میں بڑے بڑے اونٹ کے مثل سانپ اور خچروں کے برابر بچھو ہیں کہ جن کے ایک مرتبہ کاٹنے کی تکلیف چالیس سال تک رہے گی۔

اہلِ دوزخ پر ملامت ہوگی۔ دوزخ کے دروازے جیل کی طرح پہلے سے بند ہوں گے۔ تمام کافروں کو دھکے دے کر نہایت ذلت وخواری کے ساتھ دوزخ کی طرف ہانکا جائے گا اور چونکہ کفر کے اقسام اور مراتب بہت ہیں اس لئے ہر قسم اور ہر درجہ کے کافروں کا گروہ الگ الگ کر دیا جائے گا۔ سورۂ الزمر میں فرمایا ﴿وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا﴾ اور جو کافر ہیں وہ جہنم کی طرف گروہ گروہ بنا کر ہانکتے جائیں گے۔

﴿حَتّٰى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۚ قِيْلَ ادْخُلُوْا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ﴾ یہاں تک کہ جب وہ اس پر پہنچیں گے (پھر) کھولے جائیں گے اس کے دروازے تو اُس کے نگہبان اُن سے کہیں گے کیا تمہارے پاس تم میں سے کوئی رسول نہیں آئے جو تم پر تمہارے پروردگار کی آیتیں پڑھتے اور اس دن کے پیش آنے سے تمہیں ڈراتے؟ وہ کہیں گے کہ کیوں نہیں۔ مگر عذاب کا حکم کافروں پر ثابت ہوگیا۔ کہا جائے گا داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ اس میں رہنے کے لئے، تو کیا ہی بُرا ٹھکانا ہے تکبر کرنے والوں کا۔

دوزخی آپس میں یہاں بڑی محبتیں رکھتے تھے اور ایک دوسرے کے اُکسانے اور پُھسلانے پر کفر وشرک کے کام کیا کرتے تھے لیکن جب سب اپنے کردار بد کا نتیجہ دوزخ میں لے جانے کی صورت میں دیکھیں گے تو ایک دوسرے پر لعنت کی بوچھاڑ کریں گے۔ سورۂ اعراف میں ارشاد ہے ﴿كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا حَتّٰى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا

قَالَتۡ اُخۡرٰهُمۡ لِاُوۡلٰهُمۡ رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ اَضَلُّوۡنَا فَاٰتِهِمۡ عَذَابًا ضِعۡفًا مِّنَ النَّارِ ﴿ جب بھی دوزخ میں داخل ہوگی کوئی جماعت تو وہ اپنے جیسی دوسری جماعت پر لعنت بھیجے گی یہاں تک کہ جب اس میں سب جمع ہوجائیں گے تو اُن کے پچھلے اپنے پہلوں کے حق میں کہیں گے اے ہمارے رب انھوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا تو انہیں جہنم کی آگ کا دُگنا عذاب دے۔

جنت اور دوزخ کا انکار کرنے والا کافر ہے (بہارشریعت)

گناہ گار مسلمان بھی دوزخ میں داخل ہوں گے۔ وحدانیت ورسالت کا اقرار کرنے والا اگرچہ گناہ گار رہو اور وہ بھی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو، تب بھی وہ مسلمان ہے سزا پانے کے بعد جنت میں اُس کا داخلہ واجب ہوگا۔ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا۔ اہلسنت و جماعت کے نزدیک گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر نہیں ہوتا جب کہ وہ گناہ کو گناہ اور حرام کو حرام جانے۔ ایسا شخص آخر کار جنت میں جائے گا خواہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اُسے معاف فرما دے یا حضور ﷺ شفاعت فرما دیں۔ اولیاء، شہداء، علماء، حفاظ، حجاج، صالحین اور نابالغ بچے جو مرگئے ہیں سب کی شفاعت بھی ہے۔ شفاعت سے جہنم سے نکالے جائیں گے۔ عذاب میں کمی ہوگی، درجات بلند ہوں گے۔ گناہ کبیرہ کے مرتکب کی بھی نمازِ جنازہ (Funeral prayer) پڑھی جائے گی۔ اس کی بخشش کی دُعا کی جائے اگر کسی نے اس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی تو سب مسلمان گناہ گار ہوں گے۔

علم چھپانے والے کی سزا : حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس سے کوئی بات پوچھی گئی اور اُس نے جانتے ہوئے (نہ بتائی بلکہ) اُس کو چھپالیا تو اُس کے منہ میں آگ کی لگام لگادی جائے گی۔ (مشکوٰۃ شریف)

شراب یا نشہ والی چیز پینے والے کی سزا : حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے رب عزوجل نے قسم ارشاد فرمائی ہے کہ مجھے اپنی عزت کی قسم ہے میرے بندوں میں سے جو بھی بندہ شراب کا کوئی گھونٹ پیئے گا تو اس کو اتنا ہی پیپ پلاؤں گا اور جو

بندہ میرے ڈر سے شراب چھوڑے گا اس کو پاک صاف حوضوں سے پلاؤں گا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ یہ عہد کرلیا ہے کہ جو کوئی نشہ دار چیز پئے گا قیامت کے دن ضرور اُس کو '**طینة الخبال**' میں سے پلائے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا '**طینة الخبال**' کیا ہے۔ ارشاد فرمایا دوزخیوں کا پسینہ .... یا فرمایا' دوزخیوں کے جسموں کا نچوڑ۔ (مشکوٰۃ)

بے عمل واعظوں کی سزا : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس رات مجھ کو معراج کرائی گئی' میں نے ایسے لوگ دیکھے جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے' میں نے دریافت کیا: اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ آپ کی اُمت کے وہ واعظ ہیں جو لوگوں کو بھلائی کا حکم کرتے ہیں اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتے ہیں لیکن عمل نہیں کرتے۔ (مشکوٰۃ)

بخاری اور مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا پھر اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ اس کی انتڑیاں آگ میں جلدی سے نکل پڑیں گی پھر وہ اس میں اس طرح گھومے گا جس طرح گدھا چکّی کو لے کر گھومتا ہے۔ اس کا حال دیکھ کر دوزخی اس کے پاس جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے کہ اے فلاں : تجھے کیا ہوا ہے؟ کیا تو ہم کو بھلائی کا حکم نہ کرتا تھا اور بُرائی سے نہ روکتا تھا؟ وہ کہے گا ہاں تم کو بھلائی کا حکم کرتا تھا مگر خود نہ کرتا تھا اور تم کو بُرائی سے روکتا تھا مگر اس کو خود کرتا تھا۔

فوٹوگرافر کی سزا : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ سخت عذاب تصویر بنانے والوں کا ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

اور ارشاد فرمایا ہے کہ ہر تصویر بنانے والا دوزخ میں ہوگا اس کی بنائی ہوئی ہر تصویر کے بدلے ایک جان بنا دی جائے گی جو اس کو دوزخ میں عذاب دے گی۔ (بخاری ومسلم)

اس روایت کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر تجھے بنانی ہی ہو تو

درخت اور بے روح چیز کی تصویر بنالے۔ (مشکوٰۃ)

خودکشی کرنے والوں کی سزا : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے پہاڑ سے گر کر خودکشی کر لی تو وہ دوزخ کی آگ میں ہوگا، اس میں ہمیشہ ہمیشہ چڑھتا اور گرتا رہے گا۔ ((یہ کافر کے متعلق ہے مسلمان خودکشی کرنے والا خودکشی کی سزا پوری کر لینے کے بعد دوسرے گناہ گار مسلمان کی طرح جنت میں داخل ہو جائے گا)) اور جس نے زہر پی کر خودکشی کر لی تو اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا جس کو دوزخ کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ پیتا رہے گا اور جس نے لوہے کی چیز سے خودکشی کر لی تو اس کی وہ لوہے کی چیز اس کے ہاتھ میں ہوگی جس کو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا۔

تکبر کی بُرائیاں : تکبر کرنا مومن کی عادت نہیں۔ تکبر ہر شخص کے لئے ہر وقت بُرا ہے خیال رہے کہ تکبر ساری بُرائیوں، فسق و فجور اور کفریات، گستاخیوں، بے ادبیوں کی جڑ ہے۔
تکبر ہر اچھے عمل، ہر اچھی نصیحت سے روک دیتا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ تکبر سے بیس (۲۰) خرابیاں پیدا ہوتی ہیں: (۱) گستاخی (۲) بے ادبی (۳) جہالت (۴) ظلم (۵) فساد (۶) سرکشی (۷) بے غیرتی (۸) بدفعلی (۹) بدعملی (۱۰) گناہ (۱۱) کفر (۱۲) شرک (۱۳) قتل و غارت (۱۴) بے برکتی (۱۵) نحوست (۱۶) قطع رحمی (۱۷) شیطانیت (۱۸) مکاری (۱۹) ہر ایک کا بُرا چاہنا (۲۰) حق کی مخالفت۔

موجودہ دور کے گستاخوں میں یہ سارے عیوب صاف نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو تکبر سے بچائے (آمین)

اللہ تعالیٰ مغرور اور متکبر کو پسند نہیں فرماتا:

﴿اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُتَكَبِّرِيْنَ﴾ (النحل/۲۳) بے شک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں سے محبت نہیں فرماتا۔ یعنی جو لوگ اپنے کو کسی درجہ میں بڑا سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی محبت سے محروم

ہو جاتے ہیں، بڑائی آئی اور اللہ تعالیٰ کی محبت ٹوٹ گئی ۔ سارا معاملہ ختم ہو گیا لہذا جب اللہ تعالیٰ متکبر سے محبت نہیں فرماتا تو وہ غیر محبوب ہوا۔ پس جو لوگ اپنے کو بڑا سمجھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی محبت سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاتے ہیں ۔ جب تک توبہ نہ کرلیں ۔

جب بندہ اپنی نظر میں حقیر ہوتا ہے کہ میں دنیا میں سب سے زیادہ نالائق و گنہگار ہوں اللہ تعالیٰ کی کسی عبادت کا حق مجھ سے ادا نہیں ہو رہا ہے اور سر سے پیر تک میں قصوروار ہوں تو اُس وقت وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں معزز ہوتا ہے بڑا ہوتا ہے جب اپنی نظر میں وہ بُرا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھلا ہوتا ہے اور جب اپنی نظر میں بھلا ہوتا تو وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں بُرا ہوتا ہے۔ لہذا سوچ لینا چاہیے کہ ہم اپنی نظر میں بھلے ہو جائیں تو فائدہ ہے یا ہم اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھلے ہو جائیں تو ہمارا فائدہ ہے انسان اپنی عقل سے فیصلہ کرے۔

متکبرین سے دنیا میں ہر آدمی بغض رکھتا ہے دل سے کوئی بھی عزت نہیں کرتا، اگر اس پر کوئی مصیبت آجائے تو لوگ بجائے مدد کرنے کے اور خوش ہوتے ہیں۔

انفرادی اور اجتماعی نااتفاقی اور لڑائی جھگڑے کا باعث تکبر ہی ہوتا ہے پھر اس سے غصّہ اور حسد، حُبّ جاہ پیدا ہو جاتے ہیں جس سے سینکڑوں قسم کے دنیوی نقصانات اٹھانے پڑتے ہیں اگر کوئی تواضع کو صرف دنیا کے فوائد کے لئے اختیار کرے تو اس سے دنیوی زندگی بھی نہایت شیریں وخوشگوار بن جاتی ہے اور اگر حق تعالیٰ کی رضا اور آخرت کے لئے تواضع سے متصف ہونا نصیب ہو جائے تو پھر دنیا اور آخرت دونوں ہی میں حقیقی راحت ہاتھ آجاتی ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے دل میں رائی برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا (یا رسول اللہ) آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو اور اس کا جوتا اچھا ہو (کیا یہ بھی تکبر میں داخل ہے؟) حضور ﷺ نے فرمایا خدائے تعالیٰ جمیل ہے اور وہ جمال (وآرائش) کو پسند فرماتا ہے اس لئے آرائش و جمال کی خواہش تکبر نہیں ہے اور البتہ تکبر حق کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھنا ہے (مسلم شریف)

اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت سے محروم لوگ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین قسم کے آدمیوں سے نہ تو کلام فرمائے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے **شَيۡخٌ زَانٍ وَمَلِكٌ كَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُّسۡتَكۡبِرٌ** (۱) بوڑھا زانی (۲) بہت جھوٹا (۳) متکبر فقیر۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ قیامت کے دن جبارین اور متکبرین کو چیونٹیوں کے برابر کر دیا جائے گا لوگ انھیں روندتے ہوئے جائیں گے۔

ریاکار عابدوں کی سزا : حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا **جب الحزن** غم کے کنوئیں سے پناہ مانگو۔ دوزخ میں ایک گڑھا ہے جس سے روزانہ خود دوزخ چار سو مرتبہ پناہ چاہتی ہے، اس میں ریاکار عابد جائیں گے۔ (ترمذی)

دوزخ میں اکثر عورتیں ہوں گی : حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں نے دوزخ میں نظر ڈالی تو اکثر عورتیں دیکھیں (مشکوٰۃ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ عید کی نماز کے لئے عیدگاہ تشریف لے جا رہے تھے راستہ میں عورتوں پر گذر ہوا تو آپ نے ان کو خطاب کر کے فرمایا: اے عورتو ! صدقہ کیا کرو، کیونکہ میں نے دوزخیوں میں اکثر عورتیں دیکھی ہیں۔ عورتوں نے وجہ دریافت کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ لعنت بہت کرتی ہیں اور شوہر کی ناشکری کرتی ہیں۔ (بخاری، مسلم)

جنت و دوزخ کے حالات :

حقیقت یہ ہے کہ جنت و دوزخ کے حالات صرف زبانوں تک ہی محدود رہ گئے ہیں

اور یقین کے درجہ میں نہیں رہے ورنہ بڑے گناہ تو درکنار چھوٹے گناہوں کے پاس جانا بھی بعید از تصور ہوتا۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ اگر جنت اور دوزخ میرے سامنے رکھ دیئے جائیں تو میرے یقین میں ذرا سا بھی اضافہ نہ ہوگا یعنی میرا ایمان بالغیب اس قدر مضبوط ہے کہ آنکھوں سے دیکھ کر بھی اتنا ہی یقین ہوسکتا ہے جتنا بغیر دیکھے ہے۔ جن کو دوزخ کے حالات کی خبر ہو وہ گناہ تو کیا کرتے اس دنیا میں نہ ہنستے' نہ خوشی مناتے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے میں نے میکائیل علیہ السلام کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ عرض کیا' جب سے دوزخ کی پیدائش ہوئی ہے میکائیل نہیں ہنسے۔

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم نے وہ منظر دیکھا ہوتا جو میں نے دیکھا ہے تو تم ضرور کم ہنستے اور زیادہ روتے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: آپ نے کیا دیکھا؟ ارشاد فرمایا: میں نے جنت اور دوزخ دیکھے۔ (ترغیب)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے تعجب ہے کہ لوگ ہنستے ہیں حالانکہ اُن کو دوزخ سے بچنے کا یقین نہیں ہے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ مکان سے باہر تشریف لائے اور دیکھا کہ لوگ کھِلکھِلا کر ہنس رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ اگر تم لذتوں کو ختم کر دینے والی چیز (یعنی موت) کو کثرت سے یاد کرتے تو تمہیں اس کی فرصت نہیں ملتی جس حال میں تم کو دیکھ رہا ہوں۔ (مشکوٰۃ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت کو طلب کرو جتنا تم سے ہو سکے اور دوزخ سے بھاگو (پناہ مانگو) جتنا تم سے ہو سکے کیونکہ جنت کا طلبگار اور دوزخ سے پناہ مانگنے والا لاپرواہی کی نیند نہیں سوسکتا۔ (الترغیب والترہیب)

حضرت یحیٰی بن معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انسان جتنا تنگدستی سے ڈرتا ہے اگر جہنم سے اتنا ڈرے تو سیدھا جنت میں جائے۔

دوزخ سے بچنے کی چند دُعائیں :

﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَةً وَّفِی الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ اے رب ہمارے ! ہمیں دُنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔ (کنزالایمان)

﴿رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡلَنَا ذُنُوۡبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ اے رب ہمارے ! ہم ایمان لائے تو ہمارے گناہ معاف کر اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

﴿رَبَّنَا مَاخَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ اے رب ہمارے ! تو نے یہ بیکار نہ بنایا۔ پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

﴿رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنۡ تُدۡخِلِ النَّارَ فَقَدۡ اَخۡزَيۡتَه ۚ وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارِ﴾ اے رب ہمارے ! بیشک جسے تو دوزخ میں لے جائے اُسے ضرور تو نے رُسوائی دی اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

﴿رَبَّنَا اصۡرِفۡ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۚ اِنَّهَا سَآءَتۡ مُسۡتَقَرًّا وَّمَقَامًا﴾ اے رب ہمارے ! ہم سے پھیر دے جہنم کا عذاب، بیشک اس کا عذاب گلے کا غل (پھندا) ہے۔ بیشک وہ بہت ہی بُری ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

دوزخ اور عذابِ جہنم سے محفوظ رہنے کے لئے اس دُعا کا وِرد کثرت سے کرنا چاہئے۔ اس دُعا کے پڑھنے سے انسانی دل میں خوفِ خدا اور رقت پیدا ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے محبوب اور خاص بندے اس دُعا کو خود پڑھتے ہیں اور دوسروں کو پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں۔ ہر نماز کے بعد خصوصاً تہجد کے وقت اس دُعا کو کثرت سے پڑھنا چاہئے۔

☆ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی 'مسلم' رضی اللہ عنہ کو بتلایا کہ مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر کسی سے بات کرنے سے پہلے سات مرتبہ اَللّٰهُمَّ اَجِرۡنِیۡ مِنَ النَّارِ کہا کرو، اگر اس کو کہہ لو گے اور اگر اسی رات میں مر جاؤ گے تو دوزخ سے تمہاری خلاصی کر دی جائے گی

اور نمازِ فجر کے بعد سات مرتبہ **اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ** کہہ لوگے اور اسی دن مرجاؤ گے تو دوزخ سے تمہاری خلاصی کردی جائے گی ۔ (ابوداؤد)

☆ **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ** (حصن حصین)

اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں کفر سے، تنگدستی سے اور قبر کے عذاب سے ۔

☆ **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَبِمَعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ** (حصن حصین)

اے اللہ! بے شک میں پناہ لیتا ہوں تیری ناراضگی سے، اور تیرے عفوو درگذر کی سزا سے ، اور میں پناہ لیتا ہوں تیرے عذاب سے تیری رحمت کی، میں تو تیری تعریف کا حق نہیں ادا کر سکتا ۔ بس تو ایسا ہی ہے جیسے تو نے اپنی تعریف کی ۔ ۔

☆ **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابَ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِیْحِ الدَّجَالِ ۔** اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنوں سے اور کانے دجّال کے شر سے

☆ **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ ۔**

اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ لیتا ہوں کانے دجّال کے فتنہ سے، اور تیری پناہ لیتا ہوں زندگی اور موت کے تمام فتنوں سے، اے اللہ! میں پناہ لیتا ہوں ہر گناہ اور قرض سے (تو مجھے اُن سے بچالے) ۔

☆ **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الدُّنْیَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ۔** اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں بزدلی اور بے عزّتی سے، اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ نکمّی اور ذیل عُمر (عمر کا بدنام، شرمناک، عبرتناک اور ذلیل عرصہ) کو پہونچوں، اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں دُنیا کے فتنوں سے اور میں پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے ۔

☆ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنَ الۡبُخۡلِ وَسُوۡءِ الۡعُمۡرِ وَفِتۡنَةِ الصَّدۡرِ وَعَذَابِ الۡقَبۡرِ ۔
اے اللہ ۔ میں تیری پناہ لیتا ہوں بخل سے اور بُری عمر سے اور نفس کے ہر فتنہ سے اور قبر کے عذاب سے ۔

تقدیر (Fate) پر ایمان

وَالۡقَدۡرِ خَیۡرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالیٰ

دُنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اور بندے جو کچھ نیکی و بدی کرتے ہیں' دُنیا پیدا ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کو ان سب چیزوں کا علم تھا جو اللہ تعالیٰ کے پاس لکھا ہوا ہے اسی لکھے ہوئے علمِ الٰہی کا نام 'تقدیر' ہے اور اسی کے مطابق دُنیا میں سب کچھ ہو رہا ہے کوئی اچھی اور بُری بات اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر نہیں ۔ (تقدیر لوحِ محفوظ پر لکھ دی گئی ہے)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو نیکی و بدی کا اختیار دیا ہے لیکن انسان جو کچھ اپنے اختیار سے کرتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے پاس لکھا ہوا ہے کیونکہ پہلے ہی سے اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ کون کیا کرےگا۔ انسان جو کرنے والا ہے وہی لکھا ہوا ہے' ایسا نہیں ہے کہ جو کچھ لکھ دیا گیا ہے انسان اُس کے کرنے پر مجبور ہے۔ مسلمان ہونے کے لئے تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے جو تقدیر کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ارادہ و اختیار عطا فرمایا ہے۔ انسان کو پتھر اور دیگر جمادات کی طرح بےحِس اور بےحرکت پیدا نہیں کیا بلکہ اس کو ایک نوع اختیار دیا ہے اور اس کے ساتھ عقل بھی دی ہے کہ اچھے بُرے اور نفع و نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا فرما دیئے ہیں کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے اسی قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور اسی بناء پر اس سے مواخذہ ہے اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی ہے۔

کسی بُرائی کے متعلق یہ کہنا کہ تقدیر میں لکھی تھی یا بُرا کام کر کے تقدیر کی نسبت کرنا اور

مشیت الٰہی کے حوالے کرنا بہت بُری بات ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جو اچھا کام کرے اُسے من جانب اللہ کہے اور جو بُرائی سرزد ہو اُس کو شامتِ نفس تصور کرے۔

تقدیر نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا' یہ سمجھنا محض جھوٹ اور ابلیس لعین کا دھوکہ ہے کہ جیسا لکھ دیا ہمیں ویسا ہی کرنا پڑتا ہے۔ نہیں' نہیں۔ بلکہ لوگ جیسا کرنے والے تھے ویسا ہی ہر ایک کی نسبت لکھ لیا ہے۔ لکھنا علم کے مطابق ہے اور علم معلوم کے مطابق ہوتا ہے نہ کہ معلوم کو علم کے مطابق ہونا پڑے۔

دُنیا میں پیدا ہونے کے بعد زید زنا کرنے والا تھا اور عمرو نماز پڑھنے والا۔ مولا عزوجل عالم الغیب والشہادۃ ہے اُس نے اپنے علم قدیم سے ان کی حالتوں کو جانا اور جو جیسا ہونے والا تھا ویسا لکھ لیا' اگر پیدا ہو کر یہ اس کا عکس (اُلٹا) کرنے والے ہوتے کہ عمرو زنا کرتا اور زید نماز پڑھتا تو مولیٰ عزوجل ان کی یہی حالتیں جانتا اور یوں ہی لکھتا۔

فرض کیجئے کچھ نہ لکھا جاتا تو اللہ عزوجل ازل میں تمام جہان کے تمام اعمال وافعال' احوال واقوال بلاشبہہ جانتا تھا اور ممکن نہیں کہ اس کے علم کے خلاف واقع ہو۔ اب کیا کوئی ذرا بھی دین وعقل رکھنے والا یہ کہے گا کہ اللہ نے جانا تھا کہ زید زنا کرے گا لہذا چاروناچار زید کو بجبوری زنا کرنا پڑا' حاشا ہرگز یہ نہیں۔ زید خود دیکھ رہا ہے کہ اپنی خواہش سے زنا کیا ہے کسی نے ہاتھ پاؤں باندھ کر مجبور نہیں کیا' یہی اس کا بخواہش خود زنا کرنا عالم الغیب والشہادہ کو ازل میں معلوم تھا' جب اس علم نے اسے مجبور نہ کیا' اسے تحریر میں لے آنا کیا مجبور کر سکتا ہے۔ بلکہ اگر مجبور ہو جائے تو معاذ اللہ علم ونوشتہ غلط ہو جائے' علم میں تو یہ تھا اور یہی لکھا گیا کہ یہ اپنی خواہش سے ارتکاب زنا کرے گا اگر اس لکھنے سے مجبور ہو جائے تو مجبورا نہ زنا کیا نہ کہ اپنی خواہش سے تو علم ونوشتہ کے خلاف ہوا اور یہ محال ہے۔ (فتاویٰ افریقہ)

تدبیر وتقدیر : دُنیا عالمِ اسباب ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتِ بالغہ سے ایک چیز کو دوسری چیز کے لئے سبب بنا دیا ہے اور سُنتِ الٰہی یوں جاری ہے کہ سبب پایا

جائے تو مُسبب (یعنی وہ دوسری چیز جس کے لئے یہ سبب ہے) پیدا ہو اور ان ہی اسباب کو عمل میں لانا اور انہیں کسب فعل کا ذریعہ بنانا تدبیر ہے۔ تدبیر، تقدیر کے خلاف نہیں بلکہ تقدیر الٰہی کے موافق ہے جس طرح تقدیر کو بھول کر تدبیر (کوشش) پر پھولنا اور اسی پر اعتماد کر بیٹھنا کفار کی خصلت ہے۔ یوں ہی تدبیر کو محض عبث وفضول اور مہمل بتانا کھلے گمراہ یا سچے مجنون کا کام ہے۔ انبیاء کرام سے زیادہ تقدیر الٰہی پر کس کا ایمان ہوگا پھر وہ بھی ہمیشہ ہمیشہ (تدبیر) کوشش وجستجو فرماتے اور اس کی راہیں بتاتے رہے۔

انبیاء کرام کسبِ حلال کے لئے محنت وتجارت کیا کرتے تھے یہ تدبیر ہے اور قطعا تقدیر کے خلاف نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

بعض لوگ مسئلہ تقدیر پر اس طرح بھی اعتراض کرتے ہیں کہ جب اللہ کو معلوم ہے کہ کون ہدایت پائے گا اور کون گمراہی تو پھر انبیاء کو بھیج کر تبلیغ کا کیوں حکم دیا، اس سلسلے میں ارشاد ہے: اللہ خوب جانتا ہے اور آج سے نہیں ازل الآزال سے کہ اتنے بندے ہدایت پائیں گے اور اتنے چاہ ضلالت میں ڈوبیں گے مگر کبھی اپنے رسولوں کو ہدایت سے منع نہیں فرمایا تاکہ جو ہدایت پانے والے ہیں ان کے لئے سبب ہدایت ہوں، اور جو نہ پائیں گے ان پر حجت الٰہیہ قائم ہو۔

مولیٰ عزوجل قادر تھا اور قادر ہے کہ نبی وکتاب کے بغیر بھی تمام جہان کو ایک آن میں ہدایت فرمادے ﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ﴾ (الانعام/۳۵) اور اگر اللہ چاہتا تو انھیں ہدایت پر اکٹھا کر دیتا تو اے سننے والے (اے مخاطب) تو ہرگز نادان نہ بن۔

مگر اس نے دنیا کو عالمِ اسباب بنایا ہے اور ہر نعمت میں اپنی حکمت بالغہ کے مطابق مختلف حصہ رکھا ہے وہ چاہتا تو انسان وغیرہ جانداروں کو بھوک ہی نہ لگتی یا بھوکے ہوتے تو کسی کا صرف اس کے نامِ پاک لینے سے، کسی کا ہوا سونگھنے سے پیٹ بھر جاتا، زمین جوتنے سے روٹی پکانے تک جو سخت مشقتیں پڑتی ہیں کسی کو نہ ہوتیں، مگر اُس نے یونہی چاہا اور اس

میں بے شمار اختلاف رکھا۔ کسی کو اتنا دیا کہ لاکھوں پیٹ اس کے دَر سے پلتے ہیں اور کسی پر اس کے اہل وعیال کے ساتھ تین تین فاقے گذرتے ہیں۔ غرض ہر چیز میں ﴿اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۚ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ﴾ (الزخرف/۳۵) ((کیا وہ (منکرین آپ کے رب کی رحمت کو تقسیم کرتے ہیں؟ ہم نے اُن کی روزی ان کی دُنیاوی زندگی میں اُن کے درمیان تقسیم فرمادی)) کی نیرنگیاں ہیں۔ احمق، بدعقل یا اجہل، بددین وہ جوان کے ناموس میں چون وچرا کرے کہ یوں کیوں کیا یوں کیوں نہ کیا۔ سُنتا ہے اُس کی شان ہے ﴿يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ﴾ اللہ جو چاہے کرتا ہے۔ اس کی شان ہے ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ﴾ اللہ جو چاہے حکم فرماتا ہے۔ اُس کی شان ہے ﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ﴾ وہ جو کچھ کرے اُس سے کوئی پوچھنے والا نہیں اور سب سے سوال ہوگا۔

زید نے ہزار روپئے کی ہزار اینٹیں خریدیں۔ پانچ سو مسجد میں لگائیں، پانچ سو پائخانہ کی زمین اور قدمچوں میں۔ کیا اس سے کوئی الجھ سکتا ہے کہ ایک ہاتھ کی بنائی ہوئی ایک مٹی سے بنی ہوئی، ایک آوے سے پکی ہوئی، ایک ہزار روپئے کی مول لی ہوئی ہزار اینٹیں تھیں، اُن پانچ سو میں کیا خوبی تھی کہ مسجد میں صرف کیں اور ان میں کیا عیب تھا کہ جائے نجاست میں رکھیں؟ اگر کوئی احمق اس سے پوچھے بھی تو وہ یہی کہے گا کہ میری مِلک تھی، میں نے جو چاہا کیا۔ جب مجازی جھوٹی مِلک کا یہ حال ہے تو حقیقی سچی مِلک کا کیا پوچھنا۔ ہمارا اور ہماری جان ومال کا وہ ایک اکیلا پاک نرالا سچا مالک ہے۔ اس کے کام اس کے احکام میں کسی کو مجال دم زدن کیا معنی۔ کیا کوئی اس کا ہمسر اس پر افسر ہے جو اس سے کیوں اور کیا کہے۔ مالک علی الاطلاق ہے۔ بے اشتراک ہے۔ جو چاہا کیا اور جو چاہے گا کرے گا۔

ذلیل، فقیر بے حیثیت حقیر اگر بادشاہ جبّار سے اُلجھے تو اس کا سر کھجایا ہے۔ شامت نے گھیرا ہے اس سے ہر عاقل یہی کہے گا کہ او بدعقل بے ادب، اپنی حد پر رہ۔ جب یقیناً معلوم ہے کہ بادشاہ کمال عادل اور جمیع کمالِ صفات میں یکتا وہ کامل ہے تو تجھے اس کے احکام میں دخل دینے کی کیا مجال؟

افسوس کہ دُنیوی مجازی جھوٹے بادشاہوں کی نسبت تو آدمی کو یہ خیال ہو اور مَلِک الملوک بادشاہ حقیقی جل جلالہٗ کے احکام میں رائے زنی کرے۔ (ثلج الصدر الایمان القدر)

تقدیر کا بدلنا : قضائے مبرم حقیقی یعنی اصل کتاب لوحِ محفوظ میں جو کچھ لکھا ہے اس کی تبدیلی ناممکن ہے وہ نہیں بدلتا۔ اکابر محبوبانِ خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو انھیں اس خیال سے واپس کر دیا جاتا ہے۔ فرشتوں کے صحیفوں اور لوح محفوظ کے پٹھوں میں جو احکام ہیں (جنھیں قضائے معلق اور قضائے مبرم غیر حقیقی) کہتے ہیں وہ اللہ عزوجل کے کرم سے مصطفٰے ﷺ کی شفاعت سے، اپنی یا اولیاء کرام کی دُعاؤں کی برکت سے، والدین کی خدمت اور صلہ رحم وغیرہ سے زیادت و برکت کی جانب بدل جاتے ہیں اور گناہ وظلم و نافرمانی والدین اور قطع رحم وغیرہ سے دوسری طرف تبدیل ہوجاتے ہیں۔ مثلاً فرشتوں کے صحیفوں میں زید کی عمر ساٹھ برس تھی اس نے سرکشی کی، بیس سال پہلے ہی اس کی موت کا حکم آ گیا۔ یا نیکی کی، بیس برس بعد اس کی موت کا حکم دیا گیا۔ یہ تقدیر میں تبدیلی ہوئی لیکن علمِ الٰہی اور لوحِ محفوظ میں یہی چالیس یا اسی سال لکھے تھے، اُن کے مطابق ہونا لازم ہے۔

تقدیری اُمور میں بحث : قضاء وقدر کے مسائل اور تقدیری امور عام عقلوں میں نہیں آ سکتے۔ ان میں زیادہ غور وفکر کرنا یا انہیں کسی مجلس میں ذریعہ بحث بنا لینا ہلاکت و نامُرادی کا سبب ہے۔ صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مسئلہ پر بحث کرنے سے منع فرما گئے۔ ماؤشما کس گنتی میں ہیں۔ عقیدۂ اہلسنت بس یہی ہے کہ انسان نہ پتھر کی طرح مجبورِ محض ہے نہ خود مختار۔۔ بلکہ ان دونوں کے بیچ میں ایک حالت ہے۔ تقدیر ایک گہرے سمندر کی مانند ہے جس کی تہہ تک کسی کی رسائی نہیں۔ یہ ایک تاریک راستہ ہے جس میں گزرنے کی کوئی راہ نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک راز ہے جس پر انسان کی عقل کو دسترس نہیں۔

شرعی اصطلاحات

Islamic Terminology

فرض : فرض جونصِ قطعی (قرآنِ مجیداورسنت) سے ثابت ہو' ایسے عمل کوشریعت کی رُو سے کرنا ضروری ہے' بلاشرعی عذر ترک کرنے والا فاسق وفاجر اور انکار کرنے والا کافر ہوگا جیسے نماز' روزہ' زکوٰۃ حج ......فرائض میں سے ہیں ان کا انکار کرنے والا دائرۂ اسلام سے نکل جائے گا۔ فرض کی دوقسمیں ہیں: (۱)فرضِ عین (۲) فرضِ کفایہ

فرضِ عین وہ فرض ہےجس کا ادا کرنا ہرایک کے لئے ضروری ہے اور فرضِ کفایہ وہ فرض ہے کہ جس کا کرنا ہرایک کے لئے ضروری نہیں بلکہ بعض لوگوں کے ادا کرنے سے سب کی طرف سے ادا ہوجاتا ہےاور اگرکوئی بھی ادا نہ کرےتو سب گنہگار رہوں جیسے نمازِ جنازہ اگر کوئی بھی ادا نہ کرےتو سب مسلمان گنہگار ہوں گے۔

واجب : واجب وہ ہے جوشریعت کی ظنی دلیل سے ثابت ہواس کا کرنا ضروری ہے اوراس کا بلاکسی تاویل اوربغیرکسی عذر کے چھوڑ دینے والا فاسق اورعذاب کا مستحق ہےلیکن اس کا انکارکرنے والا کافرنہیں بلکہ گمراہ ہے۔

سُنّت : سنت اس عمل کوکہا جاتا ہے جوحضور ﷺ نے کیا ہے یاکسی عمل کوکرنے کا حکم دیاہےاس کی بھی دوقسمیں ہیں: ۱۔ سنت مؤکدہ ۲۔ سنت غیرمؤکدہ

سنت مؤکدہ : وہ عمل ہے جوحضور نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ کیااورشرعی عذر کے بغیر کبھی نہیں چھوڑا' مگر بیانِ جواز کے لئے کبھی چھوڑ بھی دیا' اسے ادا کرنے میں اجروثواب ہے البتہ اسے چھوڑ دینے کی عادت بنا لینے میں گنہگاری ہےاس لئے سنت مؤکدہ کو ہمیشہ کرنا چاہئے ۔نمازِ فجر کی دورکعت سنت اورنمازِ ظہر کی چار رکعت فرض سے پہلے اور دورکعت فرض

کے بعد سنتیں اور نمازِ مغرب کی دو رکعت سنت اور نمازِ عشاء کی دو رکعت سنت۔ یہ نمازِ پنجگانہ کی بارہ رکعت سنتیں سب سنتِ مؤکدہ ہیں۔

سنتِ غیر مؤکدہ : وہ فعل ہے جسے حضور نبی کریم ﷺ نے مسلسل نہیں بلکہ کبھی کیا اور کبھی چھوڑ دیا' اسے ادا کرنے والا ثواب پائے گا اور اس کو چھوڑ دینے والا عذاب کا مستحق نہیں' جیسے عصر کے پہلے کی چار رکعت سنت' عشاء سے پہلے کی چار رکعت سنت کہ یہ سب سنتِ غیر مؤکدہ ہیں۔

مستحب : ہر وہ کام مستحب ہے جو شریعت کی نظر میں پسندیدہ ہو اور اس کو چھوڑ دینا شریعت کی نظر میں بُرا بھی نہ ہو خواہ اس کام کو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہو یا اس کی ترغیب دی ہو یا علماء صالحین نے اس کو پسند فرمایا اگرچہ حدیثوں میں اس کا ذکر نہ آیا ہو' یہ سب مستحب ہیں۔ مستحب کو کرنا ثواب اور اس کو چھوڑ دینے پر نہ کوئی عذاب ہے نہ کوئی عتاب جیسے وضو کرنے میں قبلہ رو ہو کر بیٹھنا' نماز میں بحالتِ قیام سجدہ گاہ پر نظر رکھنا' خطبہ میں خلفاء راشدین کا ذکر کرنا مستحب ہے۔

نفل : یہ ایک طرح کا مستحب عمل ہے جسے ادا کرنے کے متعلق حضور ﷺ نے فضیلت بیان کی ہے اُسے کرنے میں بہت ثواب ہے اور نہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

مُباح : وہ جس کا کرنا اور چھوڑ دینا دونوں برابر ہوں جس کے کرنے میں نہ کوئی ثواب ہو اور چھوڑنے میں نہ کوئی عذاب ہو' جیسے لذیذ غذاؤں کا کھانا اور نفیس کپڑوں کا پہننا وغیرہ۔

حرام : حرام وہ ہے جس کی ممانعت قطعی شرعی دلیل سے ثابت ہو اس کا چھوڑنا ضروری اور باعثِ ثواب ہے اور اس کا ایک مرتبہ قصداً کرنے والا فاسق وجہنمی ہے اور گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ حرام' فرض کے مقابل ہے یعنی فرض کا کرنا ضروری ہے اور حرام کا چھوڑنا ضروری ہے۔

مکروہ تحریمی : مکروہ تحریمی وہ ہے جو شریعت کی ظنی دلیل سے ثابت ہو اس کا چھوڑنا لازم اور باعثِ ثواب ہے اور اس کا کرنے والا گنہگار ہے اگرچہ اس کے کرنے کا گناہ حرام کے کرنے سے کم ہے مگر چند بار اس کو کرلینا گناہِ کبیرہ ہے یعنی یادرکھو کہ یہ واجب کا مقابل ہے یعنی واجب کو کرنا لازم ہے اور مکروہ تحریمی کو چھوڑنا لازم ہے۔

اِساءت : اساءت وہ ہے جس کا کرنا بُرا ہے اور کبھی اتفاقیہ کرلینے والا لائقِ عتاب اور اس کے کرنے کی عادت بنالینے والا مستحقِ عذاب ہے۔ یادرہے کہ یہ سنتِ مؤکدہ کا مقابل ہے یعنی سنتِ مؤکدہ کو کرنا ثواب اور چھوڑنا بُرا ہے اور اساءت کو چھوڑنا ثواب اور کرنا بُرا ہے۔

مکروہ تنزیہی : مکروہ تنزیہی وہ ہے جس کا کرنا شریعت کو پسند نہیں مگر اس کے کرنے والے پر عذاب نہیں ہوگا' یہ سنتِ غیرمؤکدہ کا مقابل ہے۔

خلافِ اولیٰ : خلافِ اولیٰ وہ ہے جس کو چھوڑ دینا بہتر تھا لیکن اگر کرلیا تو کچھ مضائقہ نہیں۔ یہ مستحب کا مقابل ہے۔

وضو

Ablution

وضو کے فرائض : ۱۔ پورے چہرے کا ایک بار دھونا ۲۔ ایک ایک بار دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا ۳۔ ایک ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا یعنی گیلا ہاتھ سر پر پھیر لینا ۴۔ ایک بار ٹخنوں سمیت دونوں پیروں کو دھونا

وضو کی سُنتیں : ۱۔ نیت کرنا ۲۔ بسم اللہ سے شروع کرنا ۳۔ پہلے ہاتھوں کو گٹوں تک تین تین بار دھونا ۴۔ مسواک کرنا ۵۔ تین چلّو پانی سے تین کلیاں کرنا ۶۔ تین چلّو سے تین بار ناک میں پانی چڑھانا ۷۔ بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا ۸۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا ۹۔ ہرعضو کو تین تین بار دھونا ۱۰۔ پورے سر کا ایک بار مسح کرنا ۱۱۔ کانوں کا مسح کرنا اور گردن کا مسح کرنا ۱۲۔ ترتیب سے وضو کرنا ۱۳۔ ڈاڑھی میں خلال کرنا ۱۴۔ اعضاء کو لگا تار دھونا۔

وضو کے مستحبات :

۱۔ جو اعضاء جوڑے (pair) ہیں مثلاً دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں تو اُن میں سے داہنے سے دھونے کی ابتداء کریں مگر دونوں رخسارے کہ ان دونوں کو ایک ہی ساتھ دھونا چاہئے، یوں ہی دونوں کانوں کا مسح ایک ہی ساتھ ہونا چاہئے۔ ۲۔ انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرنا ۳۔ اطمینان سے وضو کرنا ۴۔ ڈھیلی انگوٹھی کو بھی پھیر لینا ۵۔ ہرعضو کو دھونے کے بعد ہاتھ پھیرنا تاکہ قطرے بدن یا کپڑے پر نہ ٹپکیں۔ ۶۔ ہرعضو کو دھوتے وقت بسم اللہ، درود شریف اور کلمہ شہادت پڑھنا ۷۔ اعضاء وضو کو بلا ضرورت پونچھ کر خشک نہ کرے اور اگر پونچھے تو کچھ نمی باقی رہنے دے۔ ۸۔ وضو کر کے ہاتھ نہ جھٹکے کہ یہ شیطان کا پنکھا ہے۔

۹۔ وضو کے بعد اگر مکروہ وقت نہ ہوتو دو رکعت نماز پڑھ لے' اس کو تحیۃ الوضو کہتے ہیں ۔ (عالمگیری' بہار شریعت)

مکروہاتِ وضو : ۱۔ عورت کے غسل یا وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا ۲۔ وضو کے لئے نجس جگہ بیٹھنا ۳۔ نجس جگہ وضو کا پانی گرانا ۴۔ قبلہ کی طرف تھوک یا کھنکار ڈالنا یا کلی کرنا ۵۔ بے ضرورت دُنیا کی باتیں کرنا ۶۔ زیادہ پانی خرچ کرنا ۷۔ اتنا کم خرچ کرنا کہ سنت ادا نہ ہو ۸۔ منہ پر پانی مارنا ۹۔ منہ پر پانی ڈالتے وقت پھونکنا ۱۰۔ داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا ۱۱۔ دھوپ کے گرم پانی سے وضو کرنا

وضو کا مستحب طریقہ: وضو کرنے والے کو چاہئے کہ اپنے دل میں وضو کا ارادہ کر کے قبلے کی طرف منہ کر کے کہیں اونچی جگہ بیٹھے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر پہلے دونوں ہاتھ تین بار گٹوں تک دھوئے پھر مسواک کرے پھر تین بار چلّو میں پانی لے کر تین بار کلیاں کرے کہ ہر بار منہ کے اندر ہر پرزے پر پانی بہہ جائے' روزہ دار نہ ہوتو غرغرہ کرے' پھر تین چلّو سے تین بار ناک میں پانی چڑھائے کہ جہاں تک نرم حصہ ہوتا ہے ہر بار اس پر پانی بہہ جائے۔ بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے پھر تین مرتبہ اس طرح چہرہ دھوئے کہ ماتھے پر بال جمنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک داہنے کان کی لو سے بائیں کان کی لو تک سب جگہ پانی بہہ جائے اور کوئی جگہ بھی پانی بہنے سے نہ رہ جائے پھر تین مرتبہ کہنی سمیت یعنی کہنی سے کچھ اُوپر داہنا ہاتھ دھوئے پھر اسی طرح تین مرتبہ بایاں ہاتھ دھوئے۔ پھر ایک بار پورے سر کا مسح کرے پھر دونوں پاؤں دھوئے' پہلے داہنا پاؤں پھر بایاں ٹخنوں سمیت تین تین بار دھوئے۔

وضو کے بعد کی دُعا : **اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡنِیۡ مِنَ التَّوَّابِیۡنَ وَاجۡعَلۡنِیۡ مِنَ الۡمُتَطَھِّرِیۡنَ**

اے اللہ عزوجل ! مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک ہونے والوں میں سے بنادے۔

وضو کے بعد بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر تھوڑا پی لے کہ شفائے امراض ہے اور آسمان کی طرف منہ کر کے کلمہ شہادت اور سورۃ القدر پڑھ لیں۔ (بہار شریعت)

وضو کرتے وقت دانتوں میں پھنسی ہوئی چھالیہ کا چھڑانا : دانتوں میں اگر چھالیہ کے دانے یا گوشت کے ریشے وغیرہ پھنس گئے ہوں تو اُن کا چھڑانا ضروری ہے اگر چھڑانے میں ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو تو معاف ہے۔ (بہارشریعت)

وضو میں کسی عضو کا دھلنے سے رہ جانا : اگر یہ یاد ہے کہ کوئی عضو دھونے سے رہ گیا مگر معلوم نہیں کونسا عضو تھا، تو بایاں پاؤں دھولے۔ (بہارشریعت)

مصنوعی دانتوں کے ساتھ وضو کرنا : ضرورتاً مصنوعی دانت لگوانے میں کوئی شرعی رکاوٹ نہیں، ان دانتوں کے لگوانے کی صورت میں وضو ہو جائے گا۔ (وقارالفتاویٰ)

وضو میں انجکشن یا ڈرپ لگانا : انجکشن لگانے یا منہ سے دوا پینے سے وضو تو نہیں ٹوٹتا مگر انجکشن اور ڈرپ لگوانے سے کبھی کبھی کچھ خون نکلتا ہے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ایسی مجبوری ہے کہ نہیں اُٹھ سکتے اور وضو کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے تو تیمّم کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں۔

بے وضو نماز پڑھنا : بے وضو نماز پڑھنا سخت حرام و گناہ ہے بلکہ جان بوجھ کر بے طہارت نماز ادا کرنے کو علمائے کرام کفر لکھتے ہیں اور کیوں نہ ہو اس بے وضو نماز ادا کرنے والے نے عبادت کی بے ادبی اور توہین کی اور یہ کفر ہے۔ (عامہ کتب)

دُکھتی آنکھوں سے پانی بہنا : آنکھ دُکھتے وقت آنکھ سے جو پانی بہتا ہے وہ نجس ناقص ہے اس سے بہت لوگ غافل ہیں اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ایسی حالت میں کرتے وغیرہ سے آنسو پونچھ لیتے ہیں حالانکہ ایسا کرنے سے کپڑا ناپاک ہو جاتا ہے۔ (بہارشریعت)

دانتوں میں سے خون نکلنا : منہ سے خون نکلا، اگر تھوک پر غالب ہے تو وضو توڑ دے گا ورنہ نہیں۔ غلبہ کی شناخت یوں ہے کہ تھوک کا رنگ اگر سرخ ہو جائے تو خون غالب سمجھا جائے گا اور اگر تھوک کا رنگ نہ بدلے تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (بہارشریعت)

وضو کے بعد اعضاء نہ پونچھنا : اعضاء وضو بغیر ضرورت نہ پونچھے اور اگر پونچھے تو بے ضرورت خشک نہ کریں قدرے نمی باقی رہنے دے کہ روزِ قیامت پلہ حسنات میں رکھی جائے گی۔ (فتاویٰ رضویہ) اپنے دامن یا آنچل سے بدن نہیں پونچھنا چاہئے۔ رد المحتار میں ہے کہ دامن سے ہاتھ منہ پونچھنا بھول پیدا کرتا ہے۔

وضو میں خلال کرنا : وضو میں خلال نہ کرنے پر سخت وعید آئی ہے۔ دار قطنی میں ہے کہ اپنی انگلیوں کا خلال کرو' جو اپنی انگلیوں کا خلال نہیں کرتا قیامت کے دن اللہ عزوجل انہیں آگ سے خلال کرائے گا۔

خلال کرنا سنت مؤکدہ ہے اور سنت مؤکدہ کا ترک ایک بار برُا اور عادت بنا لینے والا گناہگار ہوگا۔ (شامی)

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب تم وضو کرو تو پورا کرو اور انگلیوں کا خلال کیا کرو۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا 'انگلیوں کا خلال کیا کرو تا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہاری انگلیوں کا خلال آگ سے نہ کرے' (طبرانی)

وضو میں پانی زیادہ بہانا : وضو میں پانی کا اسراف (ضرورت سے زیادہ خرچ) نہ کرے۔ (تنویر الابصار) اسراف مکروہ تحریمی ہے یہ اس وقت ہوگا کہ جب کہ مقدار مسنون میں زیادتی اعتقاداً ہو کہ تین بار سے زیادہ ہونے کو سنت جانے۔ (شامی' طحطاوی)

وضو میں عورتوں کے مخصوص مسائل :

Specific Issues towards Women's Ablution

چہرہ دھونا (Washing Face) : وضو کے فرائض میں سے ایک فرض چہرہ دھونا بھی ہے اور اس فرض میں تھوڑی بھی بے احتیاطی سے وضو نہ ہوگا۔ چہرے کا اس

طرح دھونا فرض ہے کہ پیشانی (Forehead) کے ابتدائی حصے جہاں سے سر کے بال شروع ہوتے ہیں وہاں سے تھوڑی (Chin) کے نیچے تک یعنی گلے کی کٹ تک اور کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک تمام چہرہ اچھی طرح تر ہو کر اس پر پانی بہہ جائے (یعنی تمام بال، کھال، ہونٹوں کا اوپری حصہ پلک(Eyelashes) کے کنارے، ناک کا بیرونی حصہ، دونوں ابروؤں (Eye Brows) حتیٰ کہ پلک کے بال دُھل جائے۔ اگر پلک اور ابروؤں کا ایک بال یا تمام چہرہ پر بال برابر جگہ بھی خشک رہی تو وضو نہ ہوگا) چہرہ دھوتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ ہونٹ اور آنکھ نہایت ہی تنگ بند نہ کریں کیونکہ ایسا کرنے سے آنکھ کی پلک کے کنارے اور ہونٹ کا کچھ حصہ خشک (Dry) رہ جاتا ہے جس کی وجہ سے وضو نہیں ہوتا۔ نتھ (Nose Ring) کا سوراخ اگر بند نہ ہو تو اس میں پانی بہانا فرض ہے۔ اگر تنگ ہو تو پانی ڈالنے میں نتھ (Nose Ring) کو حرکت دے ورنہ حرکت دینا ضروری نہیں۔ (درمختار)

☆ آج کل میک اپ کا رواج بدقسمتی سے عام ہو گیا ہے اور عورتیں لب اسٹک کو ہٹائے بغیر وضو کر لیتی ہیں یہاں تک کہ لپ اسٹک لگی ہوئی ہو اور نماز تک پڑھ لیتی ہیں' اگر یہ چیزیں ناپاک ہیں تو ان کا جسم پر لگانا ہی جائز نہیں' نماز میں جسم تو کیا کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر یہ چیزیں پاک ہیں اور چہرے کی رنگت اور ہیئت کو بدلتی ہیں تو اس کا استعمال مکروہ ہے حتیٰ کہ تیمّم کرنے والے کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ مٹی کو چہرے پر اس طرح نہ لگائے کہ جس سے ہیئت چہرہ متغیر ہو جائے۔ اگر ہونٹوں پر لب اسٹک لگی ہو تو اس کو چھڑا کر نماز پڑھے کیونکہ نماز میں لب اسٹک لگانا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ نعیمیہ)

☆ آنکھوں پر مسکارا یا آئی لائنز لگا ہوا ہو تو اُس کو چھڑا کر وضو کیا جائے کیونکہ اس کی تہہ آنکھوں پر یا پلکوں پر رہ جاتی ہے جس سے پانی وہاں تک نہیں پہنچتا۔ پلک کا ہر بال پورا دھونا فرض ہے۔ (بہارشریعت)

☆ وضو میں ناک لونگ ہلانا: ناک میں لونگ پہنی ہوئی ہے تو لونگ ہٹا کر پانی بہانا فرض ہے

ہاں اگر تنگ ہو تو پانی ڈالنے میں نتھ کو حرکت دے ورنہ ضروری نہیں۔ (بہار شریعت)

☆بھنوؤں کے بال گھنے ہوں کہ کھال بالکل دکھائی نہ دے تو جلد کا دھونا فرض نہیں' بالوں کا دھونا فرض ہے اور اگر بھنوؤں کے بال گھنے نہ ہوں تو جلد تک پانی پہنچانا فرض ہے۔ (بہار شریعت)

☆ بعض لوگوں کی عادت ہے کہ منہ دھوتے ہوئے ہونٹوں کو سختی سے بند کر لیتے ہیں۔ لبوں (ہونٹوں) کا وہ حصہ جو عادتاً ہونٹ بند کرنے کے بعد ظاہر رہتا ہے اس کا دھونا فرض ہے کہ اگر کوئی خوب زور سے ہونٹ بند کرے کہ اس میں اس کا کچھ حصہ چھپ گیا کہ اس پر پانی نہ پہنچا تو وضو نہ ہوگا۔ (بہار شریعت)

کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا (Washing Elbows) :

وضو کے فرائض میں یہ دوسرا فرض ہے۔ انگلیوں کے ناخنوں (Finger Nails) کے ابتدائی حصوں سے کہنیوں (Elbow) کے کسی قدر اوپر تک دونوں ہاتھ اچھی طرح تر (Wet) کر کے ان پر پانی بہایا جائے اگر بال برابر جگہ خشک (Dry) رہی تو وضو نہیں ہوگا۔ ہر قسم کے گہنے' چھلے' انگوٹھیاں' پہنچیاں' کنگن' چوڑیاں' ریشم کے لچھے وغیرہ (Jewels, Rings, Bangles....) اگر اتنے تنگ ہوں کہ نیچے پانی نہ بہے تو اُتار کر دھونا فرض ہے اور اگر صرف ہلا کر یا (گول گھما کر) دھونے سے پانی بہہ جاتا ہو تو حرکت دینا ضروری ہے اور اگر ڈھیلے ہوں کہ بغیر ہلائے کے بھی نیچے پانی بہہ جائے گا تو کچھ ضروری نہیں (ردالمحتار)

☆ وضو میں کسی عضو کے دھونے کے یہ معنی ہیں کہ اس عضو کے ہر حصے پر کم از کم دو بوند پانی بہہ جائے' بھیگ جانے یا تیل کی طرح چپڑ لینے یا ایک آدھ بوند بہہ جانے کو دھونا نہیں کہیں گے اس سے وضو اور غسل ادا نہ ہوگا۔ (بہار شریعت)

(☆) پانی چلو میں لے کر بہانے سے ہاتھوں کی بعض جگہیں سوکھی رہ جاتی ہیں جبکہ وضو میں ہر عضو پر دو بوند پانی پہنچنا فرض ہے لہذا وضو میں ہاتھ دھونے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ

ناخنوں سے لے کر کہنیوں تک اچھی طرح مل کر دھوئیں کہ ایک بھی بال سوکھا نہ رہ جائے۔
بالوں کی جڑوں پر پانی بہہ گیا لیکن کسی ایک بال کی نوک پر پانی نہ بہا تو وضو نہ ہوگا۔ (بہار شریعت)

☆ ناخنوں پر نیل پالش لگی ہو تو وضو نہیں ہوتا کیونکہ نیل پالش کی تہہ ناخنوں پر جم جاتی ہے جس کے سبب اس کے نیچے پانی نہیں پہنچتا۔ (بہار شریعت)

وضو ہی نہ ہوا تو نماز کس طرح ہوگی؟ نیل پالش میں اسپرٹ ہوتا ہے اور اسپرٹ ناپاک ہے اس لئے اس سے ہر عورت کو بچنا چاہئے۔

☆ اگر ہاتھوں پر چوڑیوں کی چمک یا افشاں وغیرہ لگ جائے (جو چیز پانی پہنچنے میں مانع ہو، رکاوٹ کا سبب بنتی ہو) تو اس کو چھڑا کر وضو کرنا فرض ہے۔

سر کا مسح (Wiping the head) : سر کا مسح کرنا وضو میں تیسرا فرض ہے (سر کے ایک چوتھائی Quarter حصے پر بھیگے ہوئے ہاتھوں کا پھیرنا) گلے کا مسح نہ کرے۔ دوپٹہ اتنا باریک اور تری اتنی زیادہ ہو کہ کپڑے سے پھوٹ کر چوتھائی سر یا بالوں کو تر کر دے تو مسح ہو جائے گا (بہار شریعت)

بعض عورتیں وضو میں سر کا مسح کرتے وقت پہلے دونوں ہاتھ پر پانی ڈال کر ہاتھ کی انگلیوں کو چومتے ہوئے ناک اور پیشانی پر سے گذار کر سر کا مسح کرتی ہیں یہ طریقہ غلط ہے اور اس طرح کے مسح سے پہلے ہی مُنہ، ناک، پیشانی، کے حصہ پر، ہاتھ پر لگا ہوا پانی ختم ہو جاتا ہے اس وجہ سے مسح نہیں ہوتا۔

☆ سر کے نیچے لٹکے ہوئے جو بال ہوتے ہیں (یعنی چوٹی) ان پر مسح کرنے سے مسح نہیں ہوگا۔ (بہار شریعت)

☆ وضو کرنے کے درمیان اگر وضو ٹوٹ گیا تو پھر شروع سے وضو کرے یہاں تک کہ اگر چلو میں پانی لیا اور ہوا خارج ہوگئی تو یہ چلو کا پانی بیکار ہوگیا اس پانی سے کوئی عضو نہ دھوئے بلکہ دوسرے پانی سے پھر سے وضو کرے۔ (فتاویٰ رضویہ)

دونوں پاؤں کا دھونا (Washing Foot) :

دونوں پاؤں کا ٹخنوں (Ankles) سے کسی قدر اوپر تک دھونا وضو میں فرض ہے۔ پاؤں کی انگلیوں کے درمیانی سان اور تمام کھال تلوؤں کے نیچے کا تمام حصہ مکمل دُھل جائے۔ دھونے سے مراد صرف جسم بھیگا لینا نہیں ہے بلکہ اچھی طرح صاف ہو کر اس پر سے پانی کم از کم ایک مرتبہ بہہ جائے اور تین مرتبہ بہانا سنت ہے (عالمگیری)

پاؤں کی انگلیوں میں کوئی چھلہ (Ring) وغیرہ ہو تو دھوتے وقت اچھی طرح گھما لیا جائے تاکہ اس کے نیچے والی کھال خشک نہ رہے اور پاؤں میں چین وغیرہ ہو تو اس کو ٹخنوں سے اوپر کر لیا جائے تاکہ ٹخنوں کے دھونے میں مدد حاصل ہو اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کے درمیانی سانوں میں بھی اچھی طرح خلال کر لیا جائے تاکہ کوئی جگہ بال برابر خشک نہ رہے۔ ناخنوں پر نیل پالش (Nail Polish) ہو تو اس کو دور کرنا ضروری ہے ورنہ وضو نہیں ہوگا۔

وضو توڑنے والی چیزیں : ۱۔ آگے یا پیچھے کے مقام سے پیشاب پاخانہ کسی نجاست یا کیڑے یا پتھری کا نکلنا یا پیچھے سے ہوا کا خارج ہونا۔ ۲۔ خون، پیپ یا زرد پانی جسم سے نکل کر ایسی جگہ بہہ کر چلا جائے کہ جس کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے۔ ۳۔ آنکھ، کان، ناف، پستان وغیرہ میں بیماری کی وجہ سے جو آنسو یا پانی بہے گا وضو توڑ دے گا۔ دُکھتی ہوئی آنکھ سے جو پانی بہتا ہے اس کا یہی حکم ہے بلکہ یہ پانی خود بھی نجس ہے۔ ۴۔ کھانے یا پانی یا صفرا کی منہ بھر قے جب کہ تھوک اس پر غالب نہ ہو، وضو توڑ دیتی ہے۔ ۶۔ بے ہوشی، غش، پاگل پن ۷۔ نماز میں قہقہہ یعنی اتنی آواز سے ہنسی کہ آس پاس والے سُنیں ۸۔ نیند، لیٹے لیٹے آنکھ لگ گئی یا کسی چیز کے سہارے بیٹھے بیٹھے نیند آ گئی کہ اگر وہ چیز نہ ہوتی تو گر پڑتی تو وضو جاتا رہا اور اگر نماز میں بیٹھے بیٹھے یا سجدے میں قصداً سو گئی تو بھی وضو گیا اور نماز بھی گئی۔ ۹۔ منہ سے خون کا نکلنا بھی جبکہ تھوک پر غالب ہو، ناقص وضو ہے۔

وضو نہ ٹوٹنے والی صورتیں : ۱۔ خون، پیپ یا زرد پانی اُبھرا اور بہا نہیں جیسے سوئی کی نوک یا چاقو کا کنارہ لگ جاتا ہے اور خون اُبھرتا ہے ۲۔ خلال کیا یا مسوک کی یا انگلی سے دانت سے کوئی چیز کاٹی اس پر خون کا اثر پایا، ناک میں انگلی ڈالی، اس پر خون کی سرخی آ گئی مگر وہ خون بہنے کے قابل نہیں ۳۔ اپنی یا پرائی شرمگاہ (پیشاب یا پاخانہ کی جگہ) پر ہاتھ لگایا ۴۔ ناک صاف کی، اس میں سے جما ہوا خون نکلا ۵۔ کان میں تیلا ڈالا تھا اور ایک دن بعد کان یا ناک سے نکلا ۶۔ بلغم کی قے جتنی بھی ہو ۷۔ بیٹھے بیٹھے جھونکا آ گیا یا اونگھ آ گئی مگر نیند نہ آئی تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

اپنی یا پرائی شرمگاہ (Private Parts) دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا :
اپنی یا پرائی شرمگاہ دیکھنے سے وضو جاتا رہتا ہے جیسا کہ مشہور ہے محض بے اصل بات ہے۔ ہاں بلا ضرورت بدن اگر چہ وہ سر ہو یا کلائی یا بازو دوسرے کے سامنے کھولنا حرام ہے۔

کیا بچے کو دودھ پلانے سے عورت کا وضو ٹوٹ جاتا ہے ؟

بعض جگہ جاہلوں میں یہ مشہور ہو گیا ہے کہ عورت اگر بچے کو دودھ پلائے اور باوضو ہو تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے یہ محض غلط ہے بچے کو دودھ پلانا ہرگز وضو نہیں توڑتا اور اس کے بعد وضو پھر سے کیے بغیر نماز پڑھ سکتی ہے دوبارہ وضو کرنے کی حاجت نہیں۔

پانی کا ناپاک (Impure) ہو جانا

جس برتن میں پانی رکھا ہو اس پانی میں بغیر ہاتھ دھوئے اگر انگلی یا اس کا ناخن کا کوئی حصہ عمداً یا غفلت سے پڑ جائے تو وہ پانی وضو اور غسل کے قابل نہیں رہتا اسی طرح جس پر غسل فرض ہے اس کے جسم کا کوئی حصہ دھونے سے پہلے پانی کے برتن میں ڈوب جائے تو وہ پانی بھی مآءِ مستعمل یعنی استعمال شدہ پانی شمار ہوگا اور ایسے پانی سے غسل نہیں ہوتا (عامہ کتب) پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہی ہاتھوں کو اچھی طرح دھو لینا چاہئے۔

معذور (Excused) کا بیان

جس کسی کو ایسی بیماری ہو جیسے پیشاب کے قطرے ٹپکنے (Uncontrolable Urine Flow) یا دست آنے (Motions) یا استحاضہ کا خون آنے (Prolonged Flow of Blood) یا گیس کے امراض کہ ایک نماز کا پورا وقت گزر گیا اور وہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کرسکا تو ایسے شخص کو شریعت میں معذور کہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے شریعت کا یہ حکم ہے کہ جب کسی نماز کا وقت آجائے تو معذور لوگ وضو کریں اور اسی وضو سے جتنی نمازیں چاہیں پڑھتے رہیں اس درمیان میں اگرچہ بار بار قطرہ آتا ہے مگر ان لوگوں کا وضو اس وقت تک نہیں ٹوٹے گا جب تک کہ اس نماز کا وقت باقی رہے اور جیسے ہی نماز کا وقت ختم ہوگیا ان لوگوں کا وضو ٹوٹ جائے گا اور دوسری نماز کے لئے پھر دوسرا وضو کرنا پڑے گا۔

جب کوئی شخص شریعت میں معذور مان لیا گیا تو جب تک ہر نماز کے وقت میں ایک بار بھی اس کا عذر پایا جاتا رہے گا وہ معذور ہی رہے گا۔ جب اس کو اتنی شفاء حاصل ہو جائے کہ ایک نماز کا پورا وقت گزر جائے اور اس کو ایک مرتبہ بھی قطرہ وغیرہ نہ آئے تو اب یہ شخص معذور نہیں مانا جائے گا۔ (عالمگیری)

معذور کا وضو اس چیز سے نہیں ٹوٹتا جس کے سبب سے معذور ہے لیکن کوئی وضو توڑنے والی کوئی دوسری چیز پائی گئی تو اس کا وضو جاتا رہے گا جیسے کسی کو قطرے کا مرض ہے اور وہ معذور مان لیا گیا تو نماز کے پورے وقت میں قطرہ آنے سے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا لیکن ہوا نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ معذور کا وضو فرض نماز کا وقت نکل جائے تو ٹوٹ جاتا ہے جیسے کسی معذور نے عصر کے وقت وضو کیا تھا تو سورج ڈوبتے ہی وضو جاتا رہا۔ (عامہ کتب)

نجاست (Impurity) کا بیان

گندگی اور پلیدی کونجاست کہا جاتا ہے یہ دوطرح کی ہے۔ ایسی نجاست جس کے لئے شرعی احکام سخت ہیں وہ نجاست غلیظہ کہلاتی ہے اور دوسری نجاست جس کے لئے شرعی احکام ہلکے اورنرم ہیں نجاستِ خفیفہ کہلاتی ہے۔ نجاست غلیظہ سے مراد پیشاب' پاخانہ' منی' مذی' حیض کا خون' نفاس کا خون' خونِ استحاضہ' پیپ' جاری خون' منہ بھرکرتے ہے۔ ان کے علاوہ ہرطرح کی شراب اور نیز پاخانہ اور پیشاب ان چوپایہ جانوروں کا جن کا گوشت حرام ہے جیسے کتا' شیر' بلی' لومڑی' گدھا' خچر' ہاتھی' خنزیراور چوہاوغیرہ اور بطخ اور مرغی کی بیٹ اور گائے بھینس کا گوبر' گھوڑے کی لید' اونٹ اور بھیڑ بکری کی مینگنی اور ہرحلال چوپایہ جانور کا پاخانہ' حرام پرندوں کا پیشاب اور مردار وغیرہ یہ سب پلیدیاں نجاست غلیظہ میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ چھپکلی یا گرگٹ کا خون' شیر' کتے' چیتے کا لعاب (منہ کا تھوک) اور دوسرے درندہ چوپایوں کے منہ کا لعاب' نیز ہاتھی کے سونڈ کی رطوبت نجاستِ غلیظہ ہیں۔

جن جانوروں کا گوشت حلال ہے جیسے گائے' بیل' بھینس' بھیڑ' بکری' اونٹ وغیرہ ان کا پیشاب اورگھوڑے کا پیشاب اورحرام پرندے جیسے کوا' چیل' شکرا' باز وغیرہ ان کی بیٹ نجاست خفیفہ ہیں۔

عورت کے پیشاب کے مقام (Vagina) سے جوسفید رطوبت (Fluids) نکلتی ہے وہ ناپاک نہیں ہے۔ اگر وہ بیماری کے سبب سے نہیں ہے اور رحم سے نہیں آئی کیونکہ رحم سے نکلنے والی رطوبت ناپاک ہے۔ عموماً یہ رطوبت سفید ہی ہوتی ہے اگر یہ رطوبت کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو دھونا کچھ ضروری نہیں' ہاں بہتر ہے بشرطیکہ منی (Sperm) یا مذی (Prostatic Fluid) یا خون اس میں مخلوط نہ ہو۔ (شامی)

مذی (Prostatic Fluid) نکلنے کی صورت میں بدن کے اس حصے کوصاف کرنا چاہئے اوروضوبھی ضروری ہوجاتا ہے۔ شہوت (Lustful Manner) کے

ساتھ منی (Sperm) نکلنے سے غسل فرض ہو جاتا ہے۔منی اگر شہوت کے ساتھ اپنی جگہ سے نہ نکلے بلکہ بوجھ اٹھانے ،کمزوری یا بلندی سے گرنے کے سبب نکلی ، یا پیشاب کے وقت یا ویسے ہی کچھ قطرے بلاشہوت نکل آئے تو غسل فرض نہیں ہوتا البتہ وضوضروری ہو جاتا ہے۔ استحاضہ کا خون نکلنے کی صورت میں ہر نماز کے وقت وضوضروری ہوتا ہے۔

دودھ پیتے بچہ کا پیشاب (Urine) اور قئے (Vomiting) نجس ہے:

دودھ پیتے لڑکے لڑکی کا پیشاب اور دودھ پینے والے بچہ نے جو منہ بھر دودھ ڈال دیا یہ نجس و ناپاک (Impure) ہے۔ بدن یا کپڑے پر یہ نجاست لگ جائے تو تین بار دھونا اور ہر مرتبہ نچوڑنا پڑے گا۔ (ردالمحتار)

دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی کا پیشاب نجاست غلیظہ ہے یہ جو عوام میں مشہور ہے دودھ پیتے بچہ کا پیشاب پاک ہے بالکل غلط ہے۔ (ردالمحتار)

شیر خوار بچے نے دودھ کی قئے کی اگر منہ بھر ہے تو نجاست غلیظہ ہے۔

شرعی مسائل :

مسئلہ : نجاستِ غلیظہ اگر کپڑے یا بدن پر ایک درہم (ہتھیلی کا درمیانی حصہ جو سکے کے برابر ہوتا ہے) سے زیادہ لگ جائے تو اس کا پاک کرنا فرض ہے اگر بغیر پاک کئے نماز پڑھی تو نماز قطعاً نہیں ہوگی اور اگر جان بوجھ کر اس نجاست اور پلیدی کے ساتھ پڑھی تو سخت گناہ ہے اور توہین کی نیت سے پڑھی تو کفر ہوگا اور اگر نجاست خفیفہ درہم کے برابر ہے تو اس کا پاک کرنا واجب ہے کہ اگر بغیر پاک کئے نماز پڑھی تو مکروہ تحریمی ہوگی یعنی ایسی نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب اور ضروری ہے اور اگر جان بوجھ کر پڑھی تو گناہ بھی ہوگا۔ اگر نجاست غلیظہ درہم سے کم ہے تو اس کا پاک کرنا سنت ہے کہ ایسی نجاست کو پاک کئے بغیر اگر نماز پڑھی تو

نماز تو ہوگی لیکن خلافِ سنت ہوئی جس کا اعادہ بہتر اور مستحب ہے۔

مسئلہ : نجاستِ خفیفہ کپڑے کے جس حصہ یا بدن کے جس عضو پر لگی ہو اگر اس کی چوتھائی سے کم ہے مثلاً آستین پر لگی ہے تو اس کی چوتھائی' اسی طرح اگر ہاتھ پر لگی ہے تو ہاتھ کی چوتھائی سے کم ہے تو معاف ہے یعنی اس میں نماز ہو جائے گی اور اگر نجاست خفیفہ پوری چوتھائی میں لگی ہو تو پاک کئے بغیر نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ : اگر نجاست پتلی ہو جیسے پیشاب پاخانہ ...... تو کپڑا (نچوڑی جانے والی چیز) تین مرتبہ دھوئے اور تینوں مرتبہ نچوڑنے سے پاک ہو جائے گا۔ نچوڑنے کے بعد ہر بار اپنے ہاتھ بھی ساتھ ساتھ دھونے لازمی ہیں۔ دودھ پیتے بچے کا پیشاب کپڑے کو لگا تو تین مرتبہ دھونا اور تین مرتبہ اچھی طرح نچوڑنا پڑے گا۔ اگر بدن کو لگا تو تین بار دھونے سے بدن پاک ہوگا۔ جو چیز نچوڑنے کے قابل نہیں جیسے چٹائی' جوتا وغیرہ' اس کو دھو کر چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا بند ہو جائے۔ اسی طرح دو بار اور دھوئیں' تیسری بار جب ٹپکنا بند ہو گیا وہ چیز پاک ہوگئی۔

مسئلہ : منی کپڑے یا بدن پر لگ کر خشک ہوگئی تو فقط مل کر جھاڑ دینے اور صاف کرنے سے کپڑا اور بدن پاک ہو جائے گا۔ اگر منی کپڑے یا بدن پر لگی اور اب تک تر اور گیلی ہے تو کپڑا اور بدن دھونے سے ہی پاک ہوگا۔

عورتوں کے استنجاء کا طریقہ :

بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے دُعا پڑھیں : **بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ** (اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع' یا اللہ میں جنوں (نر اور مادہ) سے تیری پناہ مانگتی ہوں)۔

سَر پر دوپٹہ وغیرہ اچھی طرح لپیٹ لیں تاکہ اس کا کنارہ وغیرہ نجاست میں نہ پڑے' ننگے سر بیت الخلاء میں داخل ہونا مکروہ ہے۔ پھر اُلٹا قدم بیت الخلاء میں رکھ کر داخل ہوں۔

جب قضائے حاجت کے لئے بیٹھے منہ اور پیٹھ دونوں میں سے کوئی بھی قبلہ کی طرف نہ ہو کہ یہ حرام ہے۔ اگر بھول کر قبلہ کی طرف پیٹھ یا منہ کر کے بیٹھ گئی تو یاد آتے ہی فوراً قبلہ کی طرف سے رُخ بدل دے اس میں امید ہے کہ فوراً اس کے لئے مغفرت وبخشش فرما دی جائے۔ اپنے بیت الخلاء بناتے وقت خیال رکھیں کہ فلش ایسا نہ ہو کہ اس پر بیٹھیں تو منہ یا پیٹھ قبلہ کی طرف ہو۔

اکثر خواتین بچے کو پیشاب یا پاخانہ کے لئے بٹھاتی ہیں تو قبلہ کی سمت کا خیال نہیں رکھتیں لہذا خواتین کو چاہئے کہ وہ بچے کو پیشاب یا پاخانہ کرواتے وقت بچہ کی پیٹھ یا منہ قبلہ کی طرف نہ رکھیں اگر کسی خاتون نے ایسا کیا تو وہ گنہگار ہوگی۔

جب تک قضائے حاجت کے لئے بیٹھنے کے قریب نہ ہوں کپڑا بدن سے نہ ہٹائے اور نہ ہی حاجت سے زیادہ ہٹائے' پھر دونوں پاؤں ذرا کشادہ کر کے بائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھیں اور کسی دینی مسئلہ پر غور نہ کرے کہ محرومی کا باعث ہے اور اس وقت چھینک' اذان' سلام کا جواب نہ دے اور نہ ہی سخت ضرورت کے بغیر کلام کرے۔

اپنی شرم گاہ کی طرف بھی نہ دیکھے اور نہ ہی نجاست کو دیکھے جو بدن سے نکلی ہے اور خواہ مخواہ زیادہ دیر تک بیت الخلاء میں نہ بیٹھے۔

قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد پہلے پیشاب کی جگہ دھوئے پھر پاخانہ کی جگہ دھوئے' عورت کے لئے پانی سے استنجاء کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ ذرا کشادہ ہو کر بیٹھے سیدھے ہاتھ سے آہستہ آہستہ پانی ڈالے اور الٹے ہاتھ کی ہتھیلی سے نجاست کے مقام کو دھوئے۔ سیدھے ہاتھ سے استنجاء کرنا مکروہ ہے۔ دھونے میں مبالغہ کرے یعنی سانس کا دباؤ نیچے کی جانب رکھے یہاں تک کہ اچھی طرح نجاست کا مقام دُھل جائے یعنی اس طرح کہ چکنائی کا اثر باقی نہ رہے کُھردرا پن اور آواز محسوس ہو۔

جب بیت الخلاء سے نکلے تو پہلے سیدھا قدم باہر نکالے اور بیت الخلاء سے باہر نکلنے کے بعد یہ دُعا پڑھے: **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّیْ اَلْاَذٰیْ وَعَافَانِیْ** (اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے مجھ سے اذیت دور کی اور مجھے عافیت دی)۔

غسل (Bath)

سر سے پاؤں تک جسم کے تمام اعضاء کے دھونے کو غسل کہا جاتا ہے۔

غسل کب فرض ہے (Ghusl Is Must):

ان پانچ چیزوں میں سے ایک بھی پائی جائے تو غسل فرض ہو جاتا ہے:-

☆ منی (Sperm) کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ یعنی مستی کی حالت (Lustful Manner) میں الگ ہو کر شرمگاہ (Sexual Part) سے نکلنا۔ لہذا اگر منی شہوت کے ساتھ اپنی جگہ سے نہ نکلے بلکہ بوجھ اٹھانے، کمزوری یا بلندی سے گرنے کے سبب نکلی، یا پیشاب کے وقت یا ویسے ہی کچھ قطرے بلاشہوت نکل آئے تو ان دونوں صورتوں سے غسل فرض نہیں البتہ وضوٹوٹ جائے گا۔

☆ احتلام (Wet Dream) یعنی سوتے ہی اٹھی اور بدن یا کپڑے پر تری پائے تو غسل واجب ہے اگرچہ خواب یاد نہ ہو۔ ہاں اگر یقین ہے کہ یہ منی (Sperm) یا مذی (Prostatic Fluid) نہیں بلکہ پیشاب یا پسینہ ہے یا کچھ اور ہے تو اگرچہ احتلام یاد ہو اور خیال میں انزال (منی نکلنے Discharge) کی لذت ہو تو غسل واجب نہیں۔ ((شہوت کے وقت شروع میں جو چیز شرمگاہ (Sexual Part) سے سفید رنگت کی نکلتی ہے اور اس کے نکلنے سے جوش کم نہیں ہوتا بلکہ خواہش اور بڑھ جاتی ہے اسے مذی (Prostatic Fluid) کہتے ہیں اور شہوت کے بعد جب خوب لذت آتی ہے تو ایک گاڑھی رطوبت شرمگاہ سے نکلتی ہے اُسے منی (Sperm) کہتے ہیں۔ منی نکلنے کے بعد شہوت و خواہش ختم ہو جاتی ہے اور جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اس سے غسل فرض ہو جاتا ہے۔ مذی نکلنے سے غسل فرض نہیں ہوتا البتہ وضوٹوٹ جاتا ہے۔ (ہدایہ، فتح القدیر))

☆ عورت مرد کی ہم بستری۔ جنسی ملاپ (Sexual Intercourse) خواہ شہوت و

خواہش ہو یا نہ ہو، انزال (Discharge) ہو یا نہ ہو، دونوں پر غسل فرض ہے۔

☆ حیض یعنی ماہواری کے خون سے فارغ ہونا (Menses - Vaginal Bleeding)

☆ نفاس (Post Partum Bleeding) یعنی بچہ پیدا ہونے (Delivery) پر جو خون آتا ہے اس کے بند ہونے پر غسل لازم ہے۔ (ردالمحتار۔ عامہ کتب)

غسل کے مسائل :

غسل میں تین چیزیں فرض ہیں۔ اگر ان میں سے کسی ایک کو چھوڑ دیا یا ان میں سے کسی میں کوئی کمی رہی تو غسل نہیں ہوگا (عامہ کتب فقہ)

(۱) کُلّی : کہ مُنہ کے پُرزے پُرزے میں پانی پہنچ جائے فرض ہے۔ یعنی ہونٹ سے حلق کی جڑ تک پورے تالو، دانتوں کی جڑ، زبان کے نیچے، زبان کی کروٹوں غرض مُنہ کے اندر پُرزے پُرزے کے ذرّے ذرّے میں پانی پہنچ کر بہہ جائے۔ اکثر لوگ یہ جانتے ہیں کہ تھوڑا سا پانی مُنہ میں ڈال کر اُگل دینے کو کلّی کہتے ہیں۔ یادرکھو کہ غسل میں اس طرح کلّی کر لینے سے غسل نہیں ہوگا بلکہ غسل میں فرض ہے کہ بھر بھر مُنہ میں پانی لے کر خوب زیادہ مُنہ کو حرکت دے تا کہ مُنہ کے اندر ہر ہر حصہ میں پانی پہنچ کر بہہ جائے۔ اگر روزہ دار نہ ہو تو غسل کی کلی میں غرغرہ بھی کرے ہاں روزہ کی حالت میں غرغرہ نہ کرے کہ حلق کے اندر پانی چلے جانے کا خطرہ ہے۔

(۲) ناک میں پانی چڑھانا : غسل میں اس طرح ناک میں پانی چڑھانا فرض ہے کہ سانس اوپر کو کھینچ کر ناک کے نتھنوں میں جہاں تک نرم حصہ ہے اس کے اندر پانی چڑھائے کہ نتھنوں کے اندر ہر جگہ اور ہر طرف پانی پہنچ کر بہہ جائے اور ناک کے اندر کی کھال یا ایک بال بھی سوکھا نہ رہ جائے ورنہ غسل نہیں ہوگا۔

(۳) تمام بدن پر پانی بہانا : یعنی سر کے بالوں سے پاؤں کے تلووں تک بدن کے آگے پیچھے، دائیں بائیں اوپر نیچے ہر ہر ذرّے ہر ہر رونگٹے اور ہر ایک بال کے پورے پورے حصہ پر پانی بہانا غسل میں فرض ہے۔ بعض لوگ سر پر پانی ڈال کر بدن پر اِدھر اُدھر ہاتھ پھرا لیتے ہیں اور پانی بدن پر پوت لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ غسل ہوگیا، حالانکہ بدن کے بہت سے ایسے حصے ہیں کہ اگر احتیاط کے ساتھ غسل میں ان کا دھیان نہ رکھا جائے تو وہاں پانی نہیں پہنچتا اور وہ سوکھا ہی رہ جاتا ہے۔ یاد رکھو کہ اس طرح نہانے سے غسل نہیں ہوگا اور نماز پڑھنے کے قابل نہیں رہیں گے۔

غسل کا طریقہ :

دل میں نہانے کا ارادہ (نیت) کرکے پہلے گٹوں تک دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھوئے پھر شرمگاہ کو دھوئے خواہ نجاست لگی ہو یا نہ ہو، پھر بدن پر اگر کہیں نجاست لگی ہو تو اس کو بھی دھوئے۔ اس کے بعد وضو کرے، اچھی طرح کلی کرے اور ناک میں پانی چڑھائے، پھر سارے بدن پر پانی ڈال کر ملے تاکہ کہیں کوئی حصہ پانی بہنے سے نہ رہ جائے، پھر داہنے کندھے پر پانی بہائے، پھر سر پر اور پورے بدن پر تین مرتبہ پانی بہائے اور تمام بدن کے ہر ہر حصہ کو خوب مل مل کر دھوئے اور اچھی طرح دھیان رکھے کہ کہیں ذرہ برابر بدن کی کھال یا کوئی رونگٹا اور بال پانی بہنے سے نہ رہ جائے۔

مسئلہ: عورت کو بیٹھ کر نہانا بہتر ہے۔ مرد کھڑے ہوکر نہائے یا بیٹھ کر حرج نہیں۔

مسئلہ: جس طرح مردوں کو، مَردوں کے سامنے ستر Covering Part of the Body (Dress) کھول کر نہانا حرام ہے اسی طرح عورتوں کو بھی عورتوں کے سامنے ستر کھول کر نہانا جائز نہیں، کیونکہ دوسرے کے سامنے بلاضرورت ستر کھولنا حرام ہے۔ (عامہ کتب)

مسئلہ: عورت پر غسل فرض تھا اور ابھی غسل نہیں کیا تھا کہ حیض شروع ہو گیا تو چاہے اب نہالے یا حیض ختم ہونے کے بعد۔ (عالمگیری۔ بہارِ شریعت)

مسئلہ: غسل کے بعد فوراً کپڑے پہن لے، دیر تک ننگے بدن نہ رہے۔

مسئلہ: جس پر غسل واجب ہے اُسے چاہیے کہ نہانے میں تاخیر نہ کرے بلکہ جلد سے جلد غسل کرے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جس گھر میں جنب یعنی ایسا شخص ہو جس پر غسل فرض ہے اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اور اگر غسل کرنے میں اتنی دیر کر چکی کہ نماز کا آخر وقت آ گیا تو اب فوراً نہانا فرض ہے اب تاخیر کرے گی تو گنا ہگار ہو گی (بہار شریعت)

غسل کے بعد وضو کرنا :

جن اعضاء پر وضو میں پانی بہانا فرض ہے غسل میں ان اعضاء پر پانی بہہ جاتا ہے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ غسل کے بعد وضو نہ فرماتے۔ (ترمذی شریف)

پس اگر غسل کے بعد کوئی حدث واقع نہ ہوا تو وضو کرنا ضروری نہیں۔

غسل کے بعد منی خارج ہونا : جماع کے بعد غسل کیا، بعد میں منی خارج ہوئی تو اگر غسل سے پہلے اور جماع کے بعد پیشاب کر لیا یا تقریباً چالیس قدم چلی اور اس کے نہانے کے بعد بقیہ منی نکلی تو غسل کے اعادہ کی ضرورت نہیں البتہ وضو ٹوٹ جائے گا۔ پیشاب کئے بغیر یا چالیس قدم چلے بغیر غسل کے بعد منی نکلی تو غسل کا اعادہ کرنا ہوگا۔ (بہار شریعت)

غسل کی احتیاطیں :

غسل کے دوران بدن کے ان حصوں کو خاص احتیاط سے دھونا چاہیئے۔

☆ سر کے بال گُندھے (Tight) نہ ہوتو ہر بال پر جڑ سے نوک تک (Top to Bottom)

پانی بہنا ضروری ہے اور گُندھے ہوں تو عورت پر صرف جڑ تر کر لینا ضروری ہے۔ کھولنا ضروری نہیں۔ ہاں اگر چوٹی اتنی سخت گُوندھی ہو کہ بے کھولے جڑیں تر نہ ہوں گی تو کھولنا ضروری ہے۔

☆ کانوں میں بالی (Ear Ring) وغیرہ، زیوروں کے سوراخ کا وہی حکم ہے جو ناک میں نتھ کے سوراخ (Nose Ring) کا وضو میں ہے یعنی سوراخ میں پانی بہانا فرض ہے اگر تنگ ہو تو پانی ڈالنے میں بالی کو حرکت دے۔

☆ ٹھوڑی (Chin) اور گلے کا جوڑ (Neck Joint) کہ بے منہ اٹھائے نہ دُھلے گا۔

☆ دو بغلیں (Arm Pit) کہ بے ہاتھ اٹھائے نہ دھلیں گی۔

☆ بازو (Arm) کا ہر پہلو اور پیٹھ (Back) کا ہر ذرہ۔

☆ پیٹ (Abdomen) کی بلبٹیں اٹھا کر اور ناف (Navel) میں انگلی ڈال کر دھوئیں۔

☆ دونوں سُرین (Hips) کے ملنے کی جگہ۔

☆ رانوں کی گولائی اور پنڈلیوں کی کروٹیں۔

☆ ڈھلکی ہوئی پستان (Breast) کو اٹھا کر دھوئیں۔

☆ پستان اور پیٹ کے جوڑ کی جگہ۔

☆ شرمگاہ (Sexual Part) کا ہر گوشہ ہر ٹکڑا نیچے اوپر، خیال سے دھویا جائے۔ ہاں اندر انگلی ڈال کر دھونا ضروری نہیں۔ مستحب ہے یوں ہی حیض و نفاس سے فارغ ہو کر غسل کرتی ہے تو ایک پرانے کپڑے سے اندر سے خون کا اثر صاف کر لینا مستحب ہے لازمی نہیں۔

☆ ماتھے پر افشاں چنی ہو تو اس کا چُھڑانا ضروری ہے۔ یوں ہی بالوں میں اگر اتنا گوند وغیرہ لگا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے بال اچھی طرح تر نہ ہوں گے تو اس کا چھڑانا بھی ضروری ہے ورنہ غسل نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ۔ بہارشریعت)

جنب کے احکام

IMPURITY

ایسے مرد اور عورت کو جن پر جماع کرنے (Sexual Intercourse) یا شہوت (Lustful Manner) کے ساتھ منی نکلنے یا احتلام (Wet Dream) سے غسل فرض ہو گیا ہو 'جنب' (Impure) کہتے ہیں اور اس ناپاکی کی حالت کو 'جنابت (Impurity) کہا جاتا ہے۔ جنب خواہ مرد ہو یا عورت جب تک غسل نہ کرے وہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی، نہ قرآن شریف پڑھ سکتی ہے، نہ قرآن شریف میں دیکھ کر تلاوت کر سکتی ہے، نہ زبانی پڑھ سکتی ہے، نہ قرآن مجید کو چھو سکتی ہے۔ جنب کو ساتھ کھلانے، اس کا جھوٹا کھانے اس کے ساتھ سلام و مصافحہ اور معانقہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ جنب کو چاہئے کہ جلد سے جلد غسل کرے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس گھر میں جاندار کی تصویر، کتا اور جنب ہو۔ جنابت کی حالت میں (یعنی غسل فرض ہونے کی صورت میں) نہ کہیں کے بال مونڈیں نہ ہی ناخن تراشیں کہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

تیمم کا بیان

Purifyng With Sand Before Prayer

جب پانی حاصل ہونا دشوار ہو یا ایسی بیماری ہو کہ وضو یا غسل سے اس بیماری میں اضافہ کا صحیح اندیشہ ہو، کنواں موجود ہے مگر پانی نکالنا مشکل ہے تو ان صورتوں میں تیمّم کیا جا سکتا ہے۔ اتنی سردی ہو کہ نہانے سے مرجانے یا بیمار ہونے کا قوی اندیشہ ہو لحاف وغیرہ کوئی ایسی چیز اس کے پاس نہیں جسے نہانے کے بعد اوڑھے اور سردی کے ضرر سے بچے، نہ آگ ہے نہ ہیٹر ہے جس سے گرمی حاصل کر سکے تو تیمّم جائز ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو سخت سردی میں کامل وضو کرے اس کے لئے دوگنا ثواب ہے۔ (طبرانی)

تیمّم کے فرائض : تیمّم میں تین باتیں فرض ہیں :

(۱) نیت (Intention): اگر کسی نے ہاتھ مٹی پر مار کر منہ اور ہاتھ پر پھیرے اور نیت نہ کی تو تیمّم نہ ہوگا۔

(۲) چہرہ کا مسح (Wiping the Face): تمام چہرے پر اس طرح ہاتھ پھیرنا کہ کوئی حصہ باقی نہ رہے اگر بال برابر بھی کوئی جگہ رہ گئی تو تیمّم نہ ہوگا۔

(۳) کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ کا مسح (Wiping the Elbows): بال، کھال کا کوئی حصہ بال برابر بھی باقی رہ جائے تو تیمّم نہ ہوگا۔

تیمّم میں عورتوں کے مسائل: ۔ عورت حیض یا نفاس سے پاک ہوئی اور پانی پر قادر نہیں تو تیمّم کرے، وضو اور غسل دونوں کا تیمّم ایک ہی طرح کا ہے۔ (ردالمحتار، بہارشریعت)

۔ تیمّم کے وقت عورت ناک میں پھول پہنے (Nose Ring) ہو تو نکال لے، ورنہ پھول کی جگہ باقی رہ جائے گی اور نتھ پہنے ہو جب بھی خیال رکھے کہ نتھ کی وجہ سے کوئی جگہ باقی تو نہیں رہی۔ (بہارشریعت)

۔ انگوٹھی چھلے پہنے ہوتو انہیں اتار کر ان کے نیچے ہاتھ پھیرنا فرض ہے۔عورتوں کو اس میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔کنگن چوڑیاں جتنے زیور (Jewels, Rings, Bangles..) ہاتھ میں پہنے ہو سب کو ہٹا کر یا اتار کر جلد کے ہر حصہ پر ہاتھ پہنچائے اس کی احتیاط وضو سے بڑھ کر ہے۔

تیمّم کا طریقہ : تیمّم کے لئے ضروری ہے کہ پاکی حاصل کرنے کا دل میں ارادہ کر کے ﴿بسم اللہ الرحمٰن الرحیم﴾ پڑھ کر زمین یا مٹی (Soil / Sand) یا کسی ایسی جگہ جو غبار والی ہو مثلاً پاک مٹی، پتھر، ریت، اینٹ یا دیوار پر انگلیاں کھلی کھلی رکھ کر ہاتھ مارے۔اگر گرد و غبار زیادہ لگ جائے تو ہاتھ جھاڑ لے پھر اس کے بعد دونوں ہاتھ چہرے پر اس طرح پھیرے کہ پیشانی کے ابتدائی حصے پر جہاں سے سر کے بال شروع ہوتے ہیں وہاں سے ٹھوڑی کے نیچے گلے کی کٹ تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک چہرے کے بال اور کھال پر مسح (Wipe) ہو جائے اگر بال برابر جگہ بھی مسح ہونے سے رہ گئی تو تیمّم نہ ہوگا۔ چہرے پر مسح کرنے کے بعد پھر زمین پر ہاتھ مار کر داہنے اور بائیں ہاتھ کا مسح کریں۔تیمّم میں سر اور پاؤں کا مسح نہیں ہے۔

☆ بعض لوگ تیمّم میں تمام امور بھی وضو کی طرح کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ محض غلط ہے جبکہ طریقہ تیمّم یہ ہے کہ پاکی کی نیت کرتے ہوئے ایک مرتبہ زمین پر ہاتھ مار کر پورے منہ (چہرے) کا مسح کرنا اور دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا فرض ہوتا ہے۔

کپڑے پر تیمّم : کپڑے اور تکیہ پر تیمّم کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔ کسی بھی ایسی چیز سے جو مٹی کی جنس اور قسم سے نہ ہو تیمّم کرنا درست نہیں ہے۔

پاؤں میں زخم کی صورت میں تیمّم کرنا : اگر کسی کا پاؤں عارضہ فیل پایہ میں

مبتلا ہے اس وجہ سے پاؤں کا دھونا اس کے حق میں مضر ہے۔ کیا ایسی صورت میں تیمّم کرلے؟
اس صورت میں تیمّم کی اجازت نہیں ہوسکتی ہے بلکہ ضرر نہ ہوتو پاؤں دھونا فرض ہوگا۔ اگر ضرر ہے تو مسح کرنے کا حکم لازم ہوگا مثلاً ٹھنڈے وقت میں پاؤں کا دھونا ضرر کرتا ہے گرم وقت میں پاؤں دھوئے اور سرد وقت میں پاؤں پر مسح کرے یا سرد پانی سے دھونا نقصان دیتا ہے تو گرم پانی سے پاؤں دھوئے مسح نہ کرے یا پاؤں کے ایک حصے پر پانی ضرر پہنچاتا ہے دوسرے پر نہیں اور وہ دوسرا حصہ یوں دھوسکتا ہے کہ نقصان والے حصے کو پانی نہ پہنچے تو اس حصہ کا دھونا فرض اور اس حصہ پر مسح کرلے پھر جتنے عضو پر مسح کا حکم ہوگا اس پورے ٹکڑے پر بھیگا ہاتھ ایک ایک ذرے پر پہنچنا لازم ہوگا اگر کوئی حصہ خشک رہا وضو نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ)

اعضائے وضو پر زخم کی صورت میں تیمّم : اکثر اعضائے وضو میں زخم ہو یا چیچک نکلی ہو تو تیمّم کرے ورنہ جو حصہ بدن کا اچھا ہو اس کو دھوئے اور زخم کی جگہ اور بوقت ضرر اس کے آس پاس بھی مسح کرے اور مسح بھی ضرر کرے تو اس عضو پر کپڑا ڈال کر مسح کرے۔ (بہارشریعت)

حیض کے مسائل

(Mensturation)

بالغہ عورت (Adult Woman) کے آگے کے مقام (Vagina) سے جو خون عادی (Regular) طور پر نکلتا ہے اسے حیض (ماہواری- Menses) کہتے ہیں۔ بیماری سے ہو تو استحاضہ (Bleeding Due to Illness) اور بچہ پیدا ہونے (Delivery) کے بعد ہو تو نفاس (Post Partum Bleeding) کہتے ہیں۔ (عامہ کتب)

حیض کی حکمت:

بالغہ عورت کے بدن میں فطرتاً ضرورت سے کچھ زیادہ خون پیدا ہوتا ہے کہ حمل کی حالت میں وہ خون بچے کی غذا میں کام آئے اور بچے کے دودھ پینے کے زمانے میں وہی خون دودھ ہو جائے' اور ایسا نہ ہو تو حمل اور دودھ پلانے کے زمانے میں اس کی جان پر بن آئے۔ یہی وجہ ہے کہ حمل اور ابتدائے شیر خوارگی میں خون نہیں آتا اور جس زمانے نہ حمل ہو اور نہ دودھ پلانا' تو وہ خون اگر بدن میں سے نہ نکلے تو قسم قسم کی بیماریاں پیدا ہو جائیں۔ (بہارشریعت)

حیض کی مدت (Length of Menses):

کم سے کم تین دن تین راتیں ہیں یعنی پورے ۷۲ گھنٹے۔ ایک منٹ بھی اگر کم ہے تو حیض نہیں اور زیادہ سے زیادہ دس دن دس راتیں ہیں اور دس رات سے زیادہ خون آیا تو اگر یہ حیض پہلی مرتبہ اُسے آیا ہے تو دس دن تک حیض مانا جائے گا اور اس کے بعد جو خون آیا وہ استحاضہ (بیماری) ہے اور اگر پہلے اس عورت کو حیض آچکے ہیں اور اس کی عادت دس دن سے کم تھی تو عادت سے جتنا زیادہ ہوا ہوا استحاضہ ہے مثال کے طور پر یہ سمجھو کہ اس کو ہر مہینے میں پانچ دن حیض آنے کی عادت تھی اب کی مرتبہ دس دن آیا تو دسوں دن حیض ہے اور اگر بارہ دن خون آیا تو عادت والے پانچ دن حیض کے مانے جائیں گے اور سات دن استحاضہ کے۔ اور اگر ایک حالت مقرر نہ تھی بلکہ کبھی چار دن کبھی پانچ دن حیض آیا کرتا تھا تو پچھلی مرتبہ جتنے دن حیض کے تھے وہی اب بھی حیض کے دن مانے جائیں گے اور باقی استحاضہ مانا جائے گا۔

حاملہ (Pregnant) کو خون آیا (Discharge of Blood) استحاضہ ہے۔

دو حیضوں کے درمیان کم سے کم پندرہ دنوں کا فاصلہ ضروری ہے یوں ہی حیض و نفاس کے درمیان بھی پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے۔ نفاس ختم ہونے کے پندرہ دن سے پہلے خون آ گیا تو یہ استحاضہ ہے۔ (ردالمحتار)

حیض کی عمر Age for Menstruation

کم سے کم نو برس (Minimum 9 Years) کی عمر سے عورت کو حیض شروع ہوگا اور حیض آنے کی انتہائی عمر پچپن سال ہے۔نو برس کی عمر سے پہلے جو خون آئے وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ یوں ہی پچپن برس کی عمر کے بعد جو خون آئے وہ بھی استحاضہ ہے لیکن اگر کسی عورت کو پچپن برس کی عمر کے بعد بھی خالص خون بالکل ایسے ہی رنگ کا آیا جیسے کہ حیض کے زمانے میں آیا کرتا تھا تو اس کو حیض مان لیا جائے گا۔

حیض کی رنگت:

(۱) سرخ (۲)سیاہ (۳)سبز (۴) زرد (۵) گدلا (۶)مٹیالا

حائضہ عورت ایام حیض میں ان چھ رنگوں میں سے جس رنگ کا بھی خون خود سے خارج ہوتا دیکھے سب حیض میں شمار ہوگا، یہاں تک کہ خالص سفید رطوبت نظر آنے لگے (کنزالدقائق)

نفاس (Post-Partum Bleeding) کے مسائل

نفاس کی کم سے کم مدت مقرر نہیں ہے آدھے سے زیادہ بچہ نکلنے کے بعد ایک آن بھی خون آیا تو نفاس ہے اور زیادہ سے زیادہ نفاس کی مدت چالیس دن رات ہے کسی عورت کو چالیس دن سے زیادہ خون آیا تو اگر اس عورت کو پہلے ہی بار بچہ پیدا ہوا ہے یا یہ یاد نہیں کہ اس سے پہلے بچہ پیدا ہونے میں کتنے دن خون آیا تھا تو چالیس دن رات نفاس ہے باقی استحاضہ۔اور جو پہلی عادت (Normal Length) معلوم ہو تو عادت کے دنوں تک نفاس ہے اور جو اس سے زیادہ ہے وہ استحاضہ ہے جیسے تیس دن نفاس کا خون آنے کی عادت تھی مگر اب کی مرتبہ پینتالیس دن خون آیا تو تیس دن نفاس کے مانے جائیں گے اور پندرہ دن استحاضہ کے ہوں گے۔ (عالمگیری - بہارِشریعت)

حیض ونفاس سے آٹھ چیزیں حرام ہو جاتی ہیں :

(۱) نماز (۲) روزہ (۳) قرآن پاک کی ایک آیت پڑھنا (۴) قرآن مجید کو ہاتھ لگانا (۵) مسجد میں داخل ہونا (۶) جماع کرنا (۷) طواف کرنا (۸) ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک کے درمیان نفع حاصل کرنا ہے۔

☆ دلہن کے حیض کے دن تاریخوں میں نکاح نہ کیا جائے۔

حیض ونفاس والی عورت کے لئے نماز کے احکام:

☆ حیض ونفاس کی حالت میں نماز پڑھنا حرام ہے بلکہ نمازیں معاف ہیں۔ پاک ہونے کے بعد ان کی قضاء (Make-up for the missed days) بھی نہیں۔(دُرِّمختار-عالمگیری)

☆ نماز کا آخری وقت ہو گیا ابھی تک نماز نہیں پڑھی تھی کہ حیض آ گیا تو اس وقت کی نماز معاف ہو گئی اگر چہ اتنا تنگ وقت ہو گیا ہو کہ اس نماز کی گنجائش نہ ہو۔ (رکن دین)

☆ نماز کے وقت میں وضو کر کے اتنی دیر ذکر الٰہی ، درود شریف ، وظائف اور دعائیں (Supplication) پڑھ لیا کرے جتنی دیر نماز پڑھتی تھی تا کہ عادت رہے۔ (عالمگیری)

☆ جس عورت کو تین دن رات کے بعد حیض بند ہو گیا اور عادت کے دن ابھی پورے نہ ہوئے یا نفاس کا خون عادت پوری ہونے سے پہلے بند ہو گیا تو بند ہونے کے بعد ہی غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے عادت کے دنوں کا انتظار نہ کرے۔ (بہارشریعت)

☆ حیض والی کو تین دن سے کم خون آ کر بند ہو گیا تو روزے رکھے اور وضو کر کے نماز پڑھے' نہانے کی ضرورت نہیں۔ پھر اس کے بعد اگر پندرہ دن کے اندر خون آیا تو اب نہائے اور عادت کے دن نکال کر باقی دنوں کی قضا کرے اور جس کی کوئی عادت نہیں وہ دس دن کے بعد نمازیں قضا کرے ہاں اگر عادت کے دنوں کے بعد یا بے عادت والی نے دس دن کے بعد غسل کر لیا تھا تو ان دنوں کی نمازیں ہو گئیں قضا کی ضرورت نہیں اور عادت کے دنوں سے پہلے کے روزوں کی قضا کرے اور بعد کے روزے ہر حال میں ہو گئے۔ (بہارشریعت)

☆ عادت کے دنوں سے خون زیادہ آ گیا (دن چڑھ گئے) تو حیض میں دس دن اور نفاس میں ۴۰ دن تک انتظار کرے اگر اس مدت کے اندر بند ہو گیا تو اب سے نہا دھو کر نماز پڑھے اور جو اس مدت کے بعد بھی جاری رہا تو نہا لے اور عادت کے بعد باقی دنوں کی قضا کرے نماز کی بھی اور روزوں کی بھی۔ (بہار شریعت)

☆ عادت کے دن (Normal Days) پورے ہونے سے پہلے ہی ختم ہو گیا تو اگرچہ غسل کر لے، جماع ناجائز ہے۔ جب تک کہ عادت کے دن پورے نہ ہو جائیں۔ مثلاً کسی کی عادت چھ دن کی تھی اور اس مرتبہ پانچ ہی روز آیا تو اُسے حکم ہے کہ نہا کر نماز شروع کر دے مگر جماع کے لئے ایک دن اور انتظار کرنا واجب ہے۔ (عالمگیری)

☆ حیض والی عورت جب سجدے کی آیت سنے تو اس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں اور خود پڑھے تب بھی واجب نہیں، مگر اسے پڑھنا نہیں چاہئے۔

☆ حائضہ عورت جائے نماز، تسبیح چُھو سکتی ہے کیونکہ حیض کی نجاست حکمی ہے (اُس کے ہاتھ میں نہیں ہے)، نجاست حقیقی کی طرح انسان کی جلد کو ناپاک نہیں کرتی۔ اس لئے حائضہ کا جوٹھا اور پسینہ بھی پاک ہے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ زمانہ حیض میں پانی پیتی پھر حضور ﷺ کو دیتی تو جس جگہ میرا منہ لگا تھا حضور ﷺ وہیں دہن مبارک رکھ کر پیتے۔ حالتِ حیض میں ہڈی نوچ کر حضور ﷺ کو دیتی تو حضور ﷺ اپنا دہن مبارک اس جگہ رکھتے جہاں میرا منہ لگا تھا۔ (مسند امام اعظم، مسلم شریف)

حیض ونفاس والی عورت کے لئے روزے کے احکام:

☆ حیض ونفاس کی حالت میں روزہ رکھنا(Fasting) حرام ہے۔ پاک ہونے کے بعد روزوں کی قضاء اور دنوں میں رکھنا فرض ہے۔ (دُرِّ مُختار - عالمگیری) آئندہ رمضان آنے سے پہلے اپنے ذمے فرض روزوں کی قضا ضروری ہے۔

☆ روزے کی حالت میں حیض یا نفاس شروع ہو گیا ہو تو روزہ جاتا رہا، اس کی قضا رکھے۔

فرض تھا تو قضا فرض ہے اور نفل تھا تو قضا واجب۔ (عالمگیری)

☆ حیض والی کو تین دن سے کم خون آ کر بند ہو گیا تو روزے رکھے اور وضو کر کے نماز پڑھے، نہانے کی ضرورت نہیں۔ روزوں کی قضا کرے۔ (بہارشریعت)

☆ اگر دن کے کسی حصے میں پاک ہوئی تو روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے۔کوئی ایسی چیز نہیں کرسکتی جو روزے کے خلاف ہو یعنی روزہ کی حالت کے مطابق رہے (پاک ہونے کے بعد کچھ کھانا پینا درست نہیں، شام تک روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے لیکن یہ دن روزہ میں شمار نہ ہوگا بلکہ اس کی قضا بھی رکھنی پڑے گی) (بہارشریعت)

☆ افطار سے ایک منٹ پہلے بھی (مغرب سے تھوڑی دیر پہلے بھی) حیض آ گیا تو روزہ جاتا رہا اور اس دن کے روزے کی قضا کرنی اس پر واجب ہے۔

بہت سی عورتیں اس غلط فہمی کا شکار ہوتی ہیں کہ اگر روزے کی حالت میں کسی دن ان کو حیض آ گیا تو سمجھتی ہیں کہ زوال سے پہلے اگر حیض آ گیا تو روزہ افطار نہیں کرسکتی۔ اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ دن کے کسی بھی حصے میں اگر اس کو حیض آ گیا تو وہ روزہ افطار کرسکتی ہے اور اس کو اس دن کے روزے کی قضا کرنی پڑے گی۔

☆ اعتکاف کے دوران عورت کو حیض یا نفاس شروع ہو جائے تو اعتکاف ختم ہو جائے گا۔ اس صورت میں جس دن اعتکاف چھوڑا ہے صرف اس ایک دن کی قضا اس کے ذِمّے واجب ہوگی جس کا طریقہ یہ ہے کہ ماہواری(Menses) سے پاک ہونے کے بعد کسی دن روزہ رکھ کر اعتکاف کرلے اگر رمضان المبارک کے دن باقی ہوں تو رمضان المبارک میں بھی قضا(Make-up) کرسکتی ہے۔اس صورت میں رمضان کا روزہ ہی کافی ہو جائے گا لیکن اگر پاک ہونے تک رمضان المبارک ختم ہو جائے تو رمضان کے بعد کسی دن خاص طور پر اعتکاف ہی کے لئے روزہ رکھ کر ایک دن اعتکاف کی قضا کرلے۔اعتکاف کی حالت میں عورت کو ذکر وفکر تلاوت نوافل ادا کرنے چاہیں اور اپنے بستر پر لیٹنے سونے اور اٹھنے بیٹھنے کی اجازت ہے تاکہ وہ مقررہ مدت آسانی سے عبادت میں گزار سکے۔

حیض والی عورت کے لئے حج کے احکام:

صحیح بخاری میں ہے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم حج کے لئے نکلے۔ جب سرف (ایک جگہ کا نام) میں پہنچے تو مجھے حیض آیا' میں رو رہی تھی تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تمہیں کیا ہوا؟ کیا تم حائضہ ہوئی ہو؟ عرض کی ہاں۔ فرمایا: یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بنات آدم پر لکھ دیا ہے۔ کعبہ اللہ کے طواف کے علاوہ حج کے تمام ارکان ادا کرو۔

معلوم ہوا کہ اگر کسی عورت کو ایام حج میں حیض ہو تو وہ طواف کے علاوہ تمام حج کے ارکان ادا کرسکتی ہے یعنی حرم کے اندر نہیں جائے گی۔

چونکہ طواف کے لئے مسجد میں جانا پڑتا ہے اور حیض والی عورت کا مسجد میں جانا حرام ہے لہذا اگر کسی عورت کو حج کے ایام میں حیض آجائے تو وہ طواف نہیں کرسکتی۔ اس لئے خانہ کعبہ کے اندر جانا' اسکا طواف کرنا حائضہ کے لئے حرام ہے۔ (نورالایضاح)

(☆) حج کو جاتے ہوئے راستہ میں حیض آگیا تو اسی حالت میں احرام باندھ لے اور موقع ہو تو احرام کے لئے غسل بھی کرلے اس غسل سے عورت پاک شمار نہیں ہوگی۔

(☆) مکہ معظّمہ سے رخصت ہونے سے پہلے حیض شروع ہوگیا تو اب طواف وداع (یعنی وہ طواف جو حاجی رخصت ہوتے ہوئے کرتا ہے) معاف ہوگیا۔

(☆) اگر عورت کو طواف کرتے کرتے حیض آگیا چاہے طواف (فرض ہو' واجب یا نفل) تو اسی وقت مسجد سے باہر آجانا ضروری ہے طواف کو پورا کرنا یا مسجد میں ٹھہرے رہنا گناہ ہے۔

(☆) اگر طواف کے چار یا اس سے زیادہ شوط (چکر) ہوگئے تو وہ طواف ادا ہوگیا اور جتنے چکر باقی رہ گئے اس کا صدقہ دے اور اگر چار چکر سے کم ہوئے ہوں تو وہ طواف ادا نہیں ہوا' پاک ہونے کے بعد قضا کرے۔ (صدقہ یہ ہے کہ ہر شوط (چکر) کے بدلے میں آدھا صاع گیہوں یا ایک صاع جَو دے۔ (صاع تقریباً ساڑھے تین کیلو کا ہے)۔

☆ اگرعمرہ کا احرام باندھا تھا اورحیض شروع ہوگیا' عمرہ ادا کرنے کا موقع نہیں ملا اور حج کے ایام شروع ہوگئے تو اب یہ عورت عمرہ کا احرام ختم کر کے حج کا احرام باندھ لے اور حج کے افعال شروع کر دے بعد میں عمرے کی قضا کر لے۔

☆ جو حائضہ حضور ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کے لئے حاضری دے اس کے لئے درود وسلام پڑھنا تو جائز ہے لیکن مسجد نبوی ﷺ میں داخل نہ ہو باہر سے پڑھ لے۔

حیض ونفاس والی عورت کے لئے قرآن مجید پڑھنے اور چھونے کا حکم:

☆ حیض و نفاس والی عورت کو قرآن مجید پڑھنا (Reading / Recitation) ہو یا زبانی یا اس کو چُھونا اگرچہ اس کی جلد یا حاشیہ کو ہاتھ لگے یا انگلی کی نوک یا بدن کا کوئی حصہ لگے یا اگرچہ کُرتے کے دامن یا دوپٹہ کے آنچل یا کسی ایسے کپڑے سے چُھوئے، پہنے اوڑھے ہوئے ہوتو یہ سب حرام ہیں۔ ہاں جزدان میں قرآن مجید ہوتو اس جزدان کے چُھونے میں حرج نہیں۔ (بہارشریعت)

☆ کاغذ کے پرچے پر کوئی سورت یا آیت لکھی ہوتو اس کا بھی چُھونا حرام ہے اور قرآن کے ساتھ قرآن کا ترجمہ ہوتو اس کے بھی چُھونے اور پڑھنے میں قرآن مجید کا ہی حکم ہے۔ (دُرِّمختار - عالمگیری)

☆ حیض ونفاس میں اگر قرآن مجید کی آیت کسی کاغذ پر لکھی ہوئی زمین پر ملے تو اُسے دوسرے کپڑے سے (یعنی ایسا کپڑا جو جسم کے تابع نہ ہو) اُس سے اُٹھائیں۔

☆ معلّمہ (قرآن پڑھانے والی- ٹیچر) کو حیض و نفاس کی حالت میں ایک ایک کلمہ (Word) سانس توڑ توڑ کر پڑھنا چاہئے اور ہجّے (Spelling) کرانے میں کوئی حرج نہیں۔ (ردالمختار)

☆ قرآن مجید کے علاوہ اور دوسرے اذکار (Non-Quranic) مثلاً کلمہ شریف، درود شریف، استغفار وغیرہ بلا کراہیت جائز بلکہ مستحب ہے ان چیزوں کو وضو یا کُلّی کر کے

پڑھنا بہتر اور ویسے بھی پڑھ لیا جب بھی حرج نہیں۔ ان کے چُھونے میں بھی حرج نہیں۔ (دُرِّمختار۔ ردالمحتار)

☆ قرآن کی کوئی آیت اگر دعا کی نیت سے پڑھی جیسے شکر کے موقع پر ﴿**اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ**﴾ یا بُری خبر سُن کر ﴿**اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ**﴾ کہا تو کچھ حرج نہیں۔ (ردالمحتار)

☆ کھاتے وقت بسم اللہ شریف پڑھنا جائز ہے۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** یا کوئی وظیفہ وغیرہ پڑھنا بھی جائز ہے۔

☆ حائض عورت دینی کتب یا اخبار وغیرہ چھو سکتی ہے اور پڑھ سکتی ہے البتہ ان کو پڑھنے میں یہ احتیاط رکھنی چاہیئے کہ اگر اس کتاب یا اخبار وغیرہ میں عین اس جگہ پر جہاں قرآن کی آیت یا ترجمہ لکھا ہو اس پر یا اس کی جگہ پر انگلی وغیرہ نہیں لگنی چاہیئے، باقی ورق کے چھونے میں حرج نہیں۔ یہی احتیاط بے وضو شخص کو بھی کرنی چاہیئے۔ (عامہ کتب)

☆ حیض و نفاس والی عورت پر اور جماع میں مشغول ہونے والے پر اور پیشاب پاخانہ کرنے والے پر اذان کا جواب نہیں۔ (دُرِّمختار)

حیض و نفاس کی حالت میں ہمبستری (جماع) حرام ہے:

☆ حیض و نفاس کی حالت میں ہم بستری یعنی جماع (جنسی ملاپ- Sexual Intercourse) حرام ہے اسے جائز جاننا کفر ہے اور حرام سمجھ کر کرلیا تو سخت گناہ ہے اس پر توبہ فرض ہے۔ (دُرِّمختار- ردالمحتار)

☆ حیض و نفاس کی حالت میں ناف (Navel) سے گھٹنے تک عورت کے بدن سے مرد کا اپنے کسی عضو سے چُھونا بھی جائز نہیں جبکہ بدن پر کپڑا، چادر وغیرہ موجود نہ ہو۔ شہوت سے ہو یا بے شہوت۔ ہاں اگر بدن پر کوئی ایسی چیز ہو کہ بدن کی گرمی محسوس نہ ہوگی تو حرج نہیں۔ (دُرِّمختار)

☆ حیض و نفاس کی حالت میں ناف (Navel) سے اوپر اور گُھٹنے (Knee) سے نیچے چُھونے یا کسی طرح کا نفع لینے میں کوئی حرج نہیں۔ بوس و کنار (Kissing) بھی جائز ہے۔ (دُرِّمختار)

☆ پورے دس دن پر حیض ختم ہوا تو پاک ہوتے ہی اس سے جماع (صحبت - Intercourse) جائز ہے اگر چہ اب تک غسل نہ کیا ہومگر مستحب یہ ہے کہ نہانے کے بعد صحبت کرے اور دس دن سے کم میں پاک ہوئی تو جب تک غسل نہ کرے صحبت جائز نہیں۔ (دُرِّمختار)

حیض ونفاس کی حالت میں جماع کرنے کے نقصانات

(Sexual intercourse during periods)

قدرت نے ہم کو کھانے پینے ، دیکھنے سننے کی طاقت تو پیدائش سے مرتے وقت تک دیتی ہے مگر شہوانی طاقت جوان ہونے پر دیتی ہے۔اور اگر بڑھاپے میں چھین لی جاتی ہے جس میں اشارۃً بتایا گیا کہ یہ طاقت صرف پانی بہانے کے لئے نہیں بلکہ اولاد حاصل کرنے ،گھر بسانے کے لئے ہے۔لہذا جب تم کمانے ، بسانے ،اولاد پالنے کے لائق ہو جاؤ تو یہ طاقت تم کو ملے گی اور جب یہ مقصد پورا کر چکو تو چھین لی جاوے گی۔ ہر کاشت اور کھیتی کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔تخم ریزی اور بیج ڈالنے (Sowing/Scattering of seed) کے لئے بھی ایک زمانہ معین ہے بے وقت اگر بیج ڈالا گیا تو بیج ضائع اور محنت برباد ہو جائے گی ۔اس اصول کے مطابق شریعت نے جماع کرنے (Sexual Intercourse) اور نسل انسانی کے بیج (Sperm) کو اس کے کھیت (Vagina) میں ڈالنے کا ایک وقت مقرر کیا ہے۔چنانچہ قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ﴿**فَاعۡتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الۡمَحِیۡضِ وَلَا تَقۡرَبُوۡهُنَّ حَتّٰی یَطۡهُرۡنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرۡنَ فَاۡتُوۡهُنَّ مِنۡ حَیۡثُ اَمَرَکُمُ اللّٰهُ**﴾ (البقرہ/۲۲۲) ’ایام ماہواری کے وقت عورتوں سے الگ رہو (جماع نہ کرو) یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں تو جس طرح اللہ تعالیٰ نے ملنے کا حکم دیا ہے اسی طرح ملو ‘یعنی حیض سے پاک ہونے کے بعد جماع کا خاص وقت ہے اس وقت کی تخم ریزی اور صحبت نتیجہ خیز اور بارآور ہوگی۔الغرض پاکی کا زمانہ ہی جماع کا وقت ہے۔حیض کی حالت میں صحبت حرام وناجائز ہے۔ مرد و عورت دونوں کی صحت وتندرستی کے لئے زہر قاتل ہے۔ کیونکہ

حیض کے گندے خون میں زہریلا مادّہ اور طرح طرح کے مہلک جراثیم ہوتے ہیں جو مرد اور عورت دونوں کی صحت کو غارت کردیں گے۔
جنابت (Impurity/Uncleanliness) سے غسل نہ کرنا مرض برص (Vitiligo) پیدا کرتا ہے اور بحالت حیض جماع کرنے سے جذام (Leprosy) کا خطرہ ہے۔

حیض کا خون گندہ بھی ہے اور اس سے نفرت بھی آتی ہے نیز اس حالت میں جماع کرنے سے عورت کو تکلیف، مرد کو آتشک اور اس جماع کی اولاد کے کوڑھی اور بے غیرت اور بے حیاء ہونے کا سخت اندیشہ ہے۔ اس لئے اُسے **اذیٰ** (گندی، ناپسندیدہ اور تکلیف دہ چیز) کہا گیا۔ میڈیکل کے لحاظ سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ حالت حیض ونفاس میں بیوی سے ہمبستری کرنا بیماریاں پیدا کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ عورت کے اعضاء تناسل (Private Parts) میں درد والم پیدا ہونا جس سے بسا اوقات رحم (Uterus) اور اندرونی اعضاء نسوانی (Internal Parts) میں سوزش والتہابات پیدا ہوجاتے ہیں یا یہ کیفیت بچہ دانی (Womb/Uterus) میں پیدا ہوجاتی ہے جس سے عورت کی صحت کو سخت نقصان پہنچتا ہے اور بسا اوقات اس کی وجہ سے بچہ دانی تلف ہوجاتی ہے اور عورت بانجھ (Unproductive Woman/Barren) ہوجاتی ہے۔ ایسی حالت میں جماع کرنے سے حیض وغیرہ کا فاسد مادہ مرد کے عضو تناسل (Penis) میں داخل ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے سوزش اور سیلان کی طرح پیپ آنا شروع ہوجاتا ہے اور بسا اوقات یہ مرض خصیتین (Testicle, Spermacy) تک پہنچ جاتا ہے اور ان کو بھی نقصان پہنچاتا ہے اور اس کی وجہ سے مرد بانجھ بھی ہوجاتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر عورت کے خون میں آتشک کے جراثیم موجود ہوں تو یہ مرض مرد کو بھی لاحق ہوجاتا ہے۔

بہرحال ان ایام میں عورت سے ہمبستری (Intercourse) کرنے سے مرد یا عورت میں کبھی بانجھ پن پیدا ہوجاتا اور اعضاء تناسل میں درد وسوزش پیدا ہوجاتی ہے۔ صحت کمزور ہوجاتی ہے اور یہی بیماریاں نقصان دہ ہونے کے لئے بہت کافی ہے۔ ساری

دنیا کے ڈاکٹرس اور حکیم اس پر متفق ہیں کہ ان ایام میں عورت سے ہمبستری سے دور رہنا چاہئے اور یہی علیم وخبیر کے نازل کردہ قرآن کریم میں موجود ہے۔ ﴿وَيَسْـئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِى الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ﴾ (البقرہ/۲۲۲) 'اور لوگ آپ سے حیض کا حکم دریافت کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ وہ ایک طرح کی گندگی ہے پس تم عورتوں کو حیض کے دوران چھوڑے رہو'۔ جو شخص حالت حیض ونفاس میں اپنی بیوی سے ہمبستری کر بیٹھے تو اُسے اِس گناہ کا کفارہ سچی توبہ کے ذریعے دینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے توبہ اور استغفار کرتے رہنا چاہئے اور اپنے اس فعل پر ہر وقت نادم رہنا چاہئے۔

یہود ایام حیض میں عورت سے بالکل قطع تعلق کرلیا کرتے تھے۔ ایک ساتھ اُٹھنا بیٹھنا تو کُجا اس کے ساتھ کھانا پینا بھی بند کردیا جاتا بلکہ اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا بھی ناپاک خیال کیا جاتا تھا اور مشرکین عرب کا رویہ بھی تقریباً ایسا ہی تھا۔ لیکن نصاریٰ ان دونوں میں کسی قسم کا پرہیز نہیں کیا کرتے تھے یہاں تک کہ ہم بستری سے بھی باز نہ آتے۔ حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی جس میں نہ افراط ہے نہ تفریط بلکہ اسلام کی روایتی میانہ روی اور اعتدال جلوہ فرما ہے۔ صحبت سے منع کردیا کیونکہ مرد وعورت دونوں کا فائدہ اسی میں ہے۔ عورت کی طبیعت ان دنوں نڈھال ہوتی ہے اور یہ عمل اس کے لئے بھی ناگوار خاطر ہوتا ہے نیز خون جو بہرحال غلیظ اور نجس ہے ایسے حال میں مقاربت کو کوئی سلیم الطبع انسان پسند نہیں کرتا بلکہ ایسا کرنے سے بسا اوقات ایسی نفرت پیدا ہوجاتی ہے کہ پھر اس کا ازالہ ممکن نہیں ہوتا۔ لیکن ساتھ اُٹھنے بیٹھنے' کھانے پینے کو اسلام نے جائز رکھا کیونکہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

حائضہ کے لئے طلاق وعدت کے احکام :

☆ حیض والی عورت کو اگر طلاق پڑ جائے تو طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

☆ حیض والی عورت کو اگر طلاق دے دی تو اس کی عدت تین حیض ہے۔

☆ حالت حیض میں طلاق دینا گناہ ہے لیکن طلاق واقع ہو جائے گی اور جس حیض میں طلاق دی اس کا اعتبار نہیں' اس کے علاوہ تین حیض عدت میں گزارے گی۔ (عالمگیری)

جنتی عورتیں حیض و نفاس سے پاک رہیں گی :

☆ جنّت میں عورتیں ظاہری عیوب سے پاک رہینگی جیسے حیض و نفاس، پیشاب، پاخانہ ،تھوک، رینٹھ، میل کچیل وغیرہ اور باطنی عیبوں سے بھی دور جیسے بغض، حسد، غصہ، بد خلقی، بدصورتی اور شوہر کے سوا غیر پر نظر نہیں کریں گے۔

اسلام اعتدال پسند اور دین فطرت ہے:

یہودی حائضہ عورت کو نفرت کی وجہ سے دور رکھتے ہیں۔ اسلام میں اس طرح کی نفرت مکروہ ہے۔ عیسائی یہودیوں کے برعکس ایام حیض میں جماع بھی کر لیتے ہیں ۔۔ اسلام اعتدال پسند اور فطری مذہب ہے کہ اُس نے حیض و نفاس میں صحبت اور اس کے اسباب کو حرام و ناجائز رکھا اور حائضہ سے نفرت کرنے سے بھی روکا۔۔ بلکہ اسلام نے یہ بتایا کہ حائضہ عورت گندی نہیں ہے حیض گندی گھناؤنی اور بیماری پیدا کرنے والی چیز ہے کہ اس سے مرد کو آتشک (ایک انتہائی موذی مرض جس میں دانے نکل آتے ہیں جس میں شدت کی جلن ہوتی ہے) وغیرہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اور اگر اس صحبت سے حمل قائم ہو جائے تو ممکن ہے کہ بچہ کوڑھی پیدا ہو۔ حدیث میں ہے کہ حیض کی اولاد کو' جذام' ہو جاتا ہے (درمنثور) اور حیض کھل کر نہ آنے کی وجہ سے عورت کو بھی تکلیف بڑھ جاتی ہے لہذا حیض کے دنوں میں صحبت سے دور رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو لیں صحبت نہ کی جائے کہ کاشت کے لئے ایک زمانہ مقرر اور تخم ریزی کے لئے وقت معلوم۔ اگر بے وقت بیج زمین ڈالا جائے تو محنت برباد' یونہی صحبت ہے۔

ضروری مسئلہ : چالیس دن سے پہلے نفاس ختم ہو جائے تو کیا کرے

(If bleeding stops before forty days)

اکثر عورتوں میں یہ رواج ہے کہ جب تک چلہ پورا نہ ہو جائے اگر چہ نفاس ختم ہو گیا ہو نہ نماز پڑھیں نہ اپنے آپ کو نماز کے قابل جانیں ۔ یہ محض جہالت ہے ۔جس وقت نفاس ختم ہو اسی وقت سے نہا کر نماز شروع کر دیں اور اگر نہانے میں بیماری کا پورا اندیشہ ہے تو تیمّم کریں اور نماز پڑھیں ۔ (فتاویٰ رضویہ۔ بہارِ شریعت)

اگر چالیس دن سے پہلے ہی نفاس کا خون (Post-Partum Bleeding) بند ہو جائے تو عورت کو چاہئے کہ غسل کر لے نمازیں شروع کر دے اور اگر رمضان کا مہینہ ہو تو روزے رکھے ۔ چالیس دن سے پہلے ہی پاک ہونے پر عورت اپنے شوہر سے صحبت کر سکتی ہے لیکن احتیاط کا تقاضہ ہے کہ پرہیز کریں عورت کی صحت اور اندرونی حالت کا لحاظ رکھیں چالیس دن سے پہلے دوبارہ خون جاری ہو جائے تو نماز روزہ روک دیں اپنے شوہر سے دور رہیں (صحبت نہ کریں) کیونکہ نفاس کے احکام جاری رہیں گے ۔

چالیس دن کے بعد بھی خون جاری رہے تو کیا کرے

If bleeding continue after 40 days

چالیس دن کے بعد بھی اگر خون جاری رہے تو عورت کو چاہئے کہ غسل کر لے ، نمازیں شروع کر دے اور اگر رمضان کا مہینہ ہو تو روزے رکھے عورت اب اپنے شوہر سے صحبت بھی کر سکتی ہے ۔ اب جو خون جاری ہے وہ بیماری ہے جسے استحاضہ کہتے ہیں ۔ استحاضہ کی حالت میں خون آنے والے مقام کو پانی سے ہر نماز کے وقت صاف کر کے کپڑا وغیرہ استعمال کرتے ہوئے نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا فرض ہے ۔ چالیس دن کے اندر کبھی خون آیا کبھی نہیں تو سب نفاس ہی ہے اگر چہ پندرہ دن کا فاصلہ ہو جائے ۔ (دُرِّ مُختار)

استحاضہ کے احکام Bleeding Due to Illness

وہ خون جو بالغہ عورت کے آگے کے مقام (Vagina) سے آئے لیکن نہ تو عادی (Regular) طور پر اور نہ بچہ کی پیدائش (Delivery) کے بعد، بلکہ کسی بیماری کی وجہ سے ہو اُسے استحاضہ کہتے ہیں۔ (Prolonged flow of blood "Vaginal Bleeding" outside of the Menses) استحاضہ ایک بیماری ہے جس سے کوئی رگ (Vein) کھل جاتی ہے اور عورت کو شرمگاہ (Private Part) سے خون آنے لگتا ہے یہ خون چونکہ رحم(Uterus) کا نہیں، اس لئے احکام بھی حیض ونفاس کے سے نہیں۔ حیض ونفاس کا خون رحم سے آتا ہے حیض ونفاس کا خون گندہ بھی ہے اس سے نفرت بھی آتی ہے نیز اس حالت میں جماع کرنے سے عورت کو تکلیف، مرد کو آتشک اور اس جماع سے ہونے والی اولاد کے کوڑھی، بے غیرت اور بے حیا ہونے کا سخت اندیشہ ہے۔ اس لئے اسے اذیٰ (گندی تکلیف دہ، ناپسندیدہ، گھنونی چیز) کہا گیا۔ استحاضہ کا خون اور پیشاب وغیرہ نجس ہے اذیٰ نہیں۔ مگر حیض ونفاس اذیٰ ہے۔ استحاضہ کا خون نہ تو حیض کی طرح گندہ ہے نہ بیماری پیدا کرنے والا، کیونکہ یہ رحم سے نہیں آتا اس لئے استحاضہ کی حالت میں صحبت بھی جائز ہے اور اس پر نماز وغیرہ بھی فرض ہے۔ استحاضہ کی حالت میں خون آنے والے مقام کو پانی سے صاف کر کے کپڑا (Napkin) وغیرہ استعمال کرتے ہوئے روزہ رکھنا اور نماز پڑھنا فرض ہے۔ (بہارِشریعت)

☆ استحاضہ کی حالت میں نماز اور روزہ معاف نہیں ہے۔ صحبت (Sexual Intercourse) بھی حرام نہیں۔

☆ استحاضہ کی حالت میں تلاوت کلام پاک (Reading/Recitation) کی جا سکتی ہے۔ (بہارِشریعت)

☆ استحاضہ اگر اس حد تک پہنچ گیا کہ اس کو اتنی مہلت نہیں ملتی کہ وضو کر کے نماز ادا کر سکے

تو نماز کا پورا ایک وقت شروع سے آخر تک، اسی حالت میں گذر جانے پر اس کو معذور (عذر والی Excused) کہا جائے گا۔ ایک وضو سے اُس وقت میں جتنی نمازیں چاہے پڑھے۔خون آنے سے اس کا وضو نہ جائے گا۔ (دُرِّمُختار-ردالمحتار)

- اگر کپڑا (Napkin) وغیرہ رکھ کر اتنی دیر تک خون کو روک سکتی ہے کہ وضو کر کے نماز پڑھ لے تو عذر ثابت نہ ہوگا۔ (دُرِّمُختار)

حمل ساقط (Miscarriage) ہونے کی صورت میں خون کا جاری ہونا:

حمل ساقط ہو گیا اور اس کا کوئی عضو بن چکا ہے جیسے ہاتھ پاؤں انگلیاں تو یہ خون نفاس (Post Partum Bleeding) ہے۔ اگر ۱۲۰ دن (چار ماہ) ہو گئے ہیں تو عضو بن جانا قرار دیا جائے گا۔نفاس کی کم سے کم مدت مقرر نہیں ہے لیکن زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن رات ہے۔نفاس کا خون جب تک جاری رہے نماز روزہ روک دے، اپنے شوہر سے صحبت بھی نہ کرے۔نفاس سے پاک ہونے کے بعد غسل کر کے نمازیں شروع کر دے۔اور اگر رمضان کا مہینہ ہو تو روزے رکھے عورت اب اپنے شوہر سے صحبت بھی کر سکتی ہے لیکن حمل ساقط ہونے کے بعد تین ماہ تک احتیاط ضروری ہوتی ہے۔

☆ حمل ساقط ہو گیا اور اس کا کوئی عضو نہ بنے۔اگر تین دن تک خون جاری رہے اور اس سے پہلے پندرہ دن پاک رہنے کا زمانہ گذر چکا ہے تو حیض ہے۔اگر تین دن سے پہلے ہی بند ہو گیا یا ابھی پورے پندرہ دن طہارت کے نہیں گذرے ہیں تو استحاضہ (Bleeding due to illness) ہے۔حیض کی جو عادت تھی اس کے گذرنے کے بعد نہا کر نماز شروع کر دے اور عادت نہ تھی تو دس دن کے بعد نہا کر نماز شروع کر دے۔(ردالمحتار)

عورتوں کے لئے اذان کا جواب دینا

Responding Prayer Call

حضور سید عالم ﷺ نے ایک مرتبہ عورتوں کی ایک جماعت سے ارشاد فرمایا کہ جب تم بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کو اذان و اقامت کہتے سنو جس طرح وہ کہتے ہیں، تم بھی کہو کہ اللہ تعالیٰ تمھارے لئے ہر کلمے کے بدلے ایک لاکھ نیکی لکھے گا، ہزار درجے بلند فرمائے گا اور ہزار گناہ معاف کرے گا۔ عورتوں نے عرض کیا۔ یہ اجر عورتوں کے لئے ہے تو مردوں کے لئے کیا ہے۔ ارشاد فرمایا مردوں کے لئے اجر دوگنا ہے۔ (ابن عساکر شریف)

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ مومن کی بدبختی و نامُرادی کے لئے کافی ہے کہ موذن کو اذان کہتے سُنے اور جواب نہ دے۔ (طبرانی شریف)

جب مؤذن کہے:	سننے والا جواب دے
الله اکبر ' الله اکبر	الله اکبر ' الله اکبر
اشهد ان لااله الا الله	اشهد ان لااله الا الله
اشهد ان محمدا رسول الله	صلی الله علیه وسلم کہے (مستحب ہے کہ انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگائے) اور کہے قرة عینی بك یارسول الله (ﷺ)
حی علی الصلوٰة	ماشآء الله' لاحول ولاقوةالا بالله العلی العظیم
حی علی الفلاح	ماشآء الله' لاحول ولاقوةالا بالله العلی العظیم
الصلوٰة خیر من النوم	صَدَّقْتَ وَبَرَّرْتَ
لااله الا الله	لااله الا الله

امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں

جو اذان کے وقت باتوں میں مصروف رہے اس پر معاذ اللہ خاتمہ بُرا ہونے کا خوف ہے۔ عورتیں عموماً اذان کا جواب نہیں دیتی ہیں۔ گھریلو باتوں میں مصروف رہتی ہیں جب اذان شروع ہو جائے تو مرد و عورت پر لازم ہے کہ اتنی دیر سلام کلام اور جواب سلام بلکہ تمام کام بند کر دے حتیٰ کہ قرآن مجید کی تلاوت میں اگر مصروف ہوں تو اذان کے ختم ہونے تک تلاوت کلام پاک بھی نہ کرے۔ پوری توجہ کے ساتھ اذان سنے اور جواب دے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: حیض و نفاس کی حالت میں اور جماع یا پیشاب پائخانہ کرتے وقت اذان کا جواب نہ دے۔ (بہارِ شریعت)

اذان کے بعد کی دُعا : حضور نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اذان سن کر یہ دُعا پڑھے تو اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (بخاری شریف، ابوداؤد شریف)

اَللّٰھُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِىْ وَعَدْتَّه وَاجْعَلْنَا شَفَاعَتِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّكَ لَاتُخْلِفُ الْمِيْعَادَ

اے اللہ اس دعوتِ کامل اور صلوٰۃ قائمہ کے مالک تو ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت اور بہت بلند درجہ عطا فرما اور ان مقام محمود میں کھڑا کر جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن اُن کی شفاعت نصیب فرما، بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا، ہم پر اپنی رحمت فرما، اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔

نماز کا بیان

شرائطِ نماز Requirement for prayer

نماز کے درست اور صحیح ہونے کے لئے ان سات شرائط کا نماز سے قبل پورا کرنا لازم ہے:
(۱) طہارتِ جسم (۲) لباس پاک ہونا (۳) نماز پڑھنے کی جگہ پاک ہونا (۴) نمازی کے بدن کا پوشیدہ ہونا (سترعورت) (۵) قبلہ کی طرف منہ ہونا (۶) نماز کی نیت (۷) نماز کا وقت ہونا

طہارتِ جسم (بدن کا پاک ہونا) : نماز کے لئے طہارتِ جسم شرط اول ہے اگر نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی نجاست غلیظہ لگی ہوئی ہو جس کے لئے غسل ضروری ہوتا ہے تو اسے غسل کر لینا چاہئے۔ اگر وضو کی ضرورت ہو تو نماز پڑھنے سے پہلے وضو کر لینا ضروری ہے۔

لباس کا پاک ہونا : نماز پڑھنے سے پہلے لباس کا پاک ہونا بھی شرط ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ چیزوں کی وجہ سے لباس کو پاکیزہ کیا جاتا ہے۔
(۱) پاخانہ (۲) پیشاب (۳) قے (۴) خون (۵) منی سے۔

نماز کی جگہ کا پاک ہونا : نماز پڑھنے کے لئے جگہ کا پاکیزہ ہونا بھی شرط ہے یعنی اس جگہ کوئی حکمی یا حقیقی غلاظت نہ لگی ہو۔ جگہ سے مراد زمین کا وہ حصہ ہے جو نمازی نماز پڑھتے وقت گھیرتا ہے، اگر زمین پر چٹائی یا جائے نماز (مصلی) ڈالا گیا ہو تو جگہ کے ساتھ چٹائی اور جائے نماز (مصلی) کا پاک ہونا بھی ضروری ہے۔ اگرچہ نماز صحیح ہونے کے لئے صرف نماز والی جگہ کا پاک ہونا شرط ہے لیکن ایسی جگہ نماز پڑھنا اچھا نہیں، جو پاک تو ہے لیکن اس کے قریب ہی غلاظت ہے اور اس کی بُو پھیل رہی ہو۔

سترعورت/لباس Covering part of the body / Dress

بدن کے جن حصوں کو چھپانا اسلامی شریعت میں فرض کیا گیا ہے اس کو 'ستر عورت' کہا جاتا ہے۔ 'سترعورت' ہر حال میں فرض ہے خواہ حالت نماز میں ہو یا نہ ہو۔ آزادعورت کے لئے منہ کی ٹکلی، دونوں ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلوؤں کے سوا سارا بدن عورت (چھپانے کی چیز) ہے۔نماز کے لئے اگر چہ تنہا اندھیری کوٹھڑی میں ہو۔ان پانچ عضو کے سوا باقی تمام بدن چھپانا فرض ہے۔اسی طرح غیرمحرموں سے بھی ان اعضاء کے سوا پورا بدن چھپانا فرض ہے بلکہ غیر مردوں کے سامنے جوان عورت کو منہ کھولنا بھی منع (فتنہ کا سبب) ہے۔ ((ردالمحتار))

جن اعضاء(Parts of the body) کا چھپانا فرض ہے ان میں کوئی عضو چوتھائی ۱/۴ سے کم کھل گیا تو نماز ہوگئی اور اگر چوتھائی کھل گیا اور فوراً ہی چھپالیا جب بھی نماز ہوگئی اور اگر تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار کے برابر کُھلا رہا یا قصداً کھولا اور فوراً ہی چھپالیا تو نماز جاتی رہی۔ (عالمگیری-ردالمحتار)

عورت کا چہرہ(Face) اگر چہ شرمگاہ نہیں اور چہرہ کا چھپانا نماز میں فرض نہیں مگر بوجہ فتنہ عورت کو غیرمحرم کے سامنے منھ کھولنا (Uncovering the face) منع ہے یوں ہی اس کی طرف نظر کرنا غیرمحرم کے لئے جائزنہیں، اور چُھونا تو اور زیادہ شدید منع ہے۔ (دُرِّمُختار)

سر کے لٹکے ہوئے بال، گردن، کلائیاں(Wrist) اور کان بھی عورت (Covering parts of the body) ہیں۔اُن کا چھپانا بھی فرض ہے۔ (دُرِّمُختار)

اتنا باریک دوپٹہ (Thin head cover) جس سے بالوں کی سیاہی چمکے،عورت نے اوڑھ کرنماز پڑھی تو نماز نہ ہوگی۔(عالمگیری)

(باریک کپڑے جن سے بدن کی رنگت چمکے، پہنّے،اوڑھنے، باندھنے سے نماز نہ ہوگی۔

ہاں ان کے نیچے اور کپڑا (استر) ہو کہ بالوں کی سیاہی اور بدن کی رنگت چھپالے تو نماز ہو جائے گی۔اس سے بہت عورتیں غافل ہیں جس سے ان کی نمازیں اکارت ہو جاتی ہیں)

نوٹ : عورت کے لئے چہرہ اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں کی پشت اگرچہ شرمگاہ میں داخل نہیں، مگر بوجہ فتنہ غیر محرم کے سامنے کھولنا منع ہے اور غیر محرم کے لئے ان اعضا کی طرف بھی دیکھنا یا چھونا ناجائز ہے۔اور محرم کے لئے صرف انھیں پانچ اعضا کی طرف دیکھنا جائز ہے، ان پانچ کے علاوہ بقیہ اعضا کی طرف نظر کرنا محرم کے لئے بھی حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

استقبالِ قبلہ : نماز کی پانچویں شرط استقبال قبلہ ہے یعنی نماز میں قبلہ (کعبۃ اللہ) کی طرف منہ کرنا ضروری ہے۔ نمازی نے کسی عذر کے بغیر ہی جان بوجھ کر قبلہ سے سینہ پھیر دیا اگرچہ فوراً ہی قبلہ کی طرف پھیر لیا پھر بھی نماز فاسد ہوگئی، ہاں اگر بلا قصد غلطی سے قبلہ سے سینہ پھیرا اور پھر فوراً ہی قبلہ کی طرف پھیر لیا تو نماز ہو جائے گی اور اگر قبلہ کی طرف سینہ پھیرنے میں تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار دیر کی تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ جو شخص نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنے سے عاجز ہو، مثلاً بیمار ہو اور وہ خود قبلہ کی طرف منہ نہیں کر سکتا اور کوئی اس کے پاس بھی نہیں جو اس کا منہ قبلہ کی طرف کر دے یا اس کو قبلہ کی طرف منہ کرنے سے تکلیف ہوتی ہے تو ایسی صورت میں وہ جس طرف منہ کر کے نماز پڑھ سکے پڑھے یہ جائز ہے اور اس پر نماز کا لوٹانا بھی ضروری نہیں ہے۔

نماز کی نیت کرنا : چھٹی شرط نماز کی نیت کرنا ہے۔ نیت کا معنی لغت میں قصد وارادہ ہے اور شریعت میں کسی عمل کو خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے ادا کرنے کی پختہ دِلی اِرادہ کو نیت کہتے ہیں۔ نماز کی نیت کے الفاظ زبان سے ادا کرنے فرض نہیں لیکن مستحب یہ ہے کہ زبان سے بھی نیت کے الفاظ ادا کئے جائیں تاکہ دل اور زبان میں موافقت ہو جائے اور زبان سے دِلی ارادے اور نیت کی تصدیق بھی ہو جائے۔

نیت چونکہ پختہ دِلی ارادہ کا نام ہے اس لئے نیت میں زبان کا اعتبار نہیں' مثلاً اگر دل میں ظہر کا ارادہ ہے اور زبان سے عصر کا لفظ نکل گیا تو ظہر کی نماز ہوگئی۔ نماز شروع کرنے سے پہلے نیت کرنی فرض ہے اگر نماز شروع کرنے کے بعد یعنی تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد نیت کی تو نماز نہ ہوگی۔ نیت میں رکعتوں کی تعداد کا تعین ضروری نہیں بلکہ بہتر و افضل ہے اگر رکعتوں کی تعداد میں غلطی ہوگئی مثلاً تین رکعتیں ظہر یا چار رکعت مغرب کی نیت کی تو نماز ہو جائے گی۔ مقتدی کے لئے امام کی اقتداء کی نیت کرنا بھی ضروری ہے اور امام کے لئے امامت کی نیت کرنا ضروری نہیں' ہاں امام کو جماعت کا ثواب ملنا امامت کی نیت پر موقوف ہے۔

طریقہ نیت : زبان سے نیت کے الفاظ اس طرح ادا کریں۔ نیت کی میں نے آج کے دو رکعت فرض نماز فجر کی یا چار رکعت فرض ظہر کی خاص اللہ تعالیٰ کے واسطے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے (اگر جماعت سے پڑھتا ہو تو یہ کہے) پیچھے اس امام کے' اللہ اکبر۔ تکبیر تحریمہ کہتے وقت دل میں نیت حاضر ہونی چاہئے۔ وتر کی نیت اس طرح کرے' نیت کی میں نے تین رکعت نماز وتر واجب خاص اللہ تعالیٰ کے واسطے' منہ طرف کعبہ شریف کے' اللہ اکبر۔

سنت نمازوں میں اس طرح نیت کرے' نیت کی میں نے چار رکعت سنت ظہر کی' متابعت رسول اللہ ﷺ کے' منہ میرا طرف کعبہ شریف کے' اللہ اکبر۔

نماز وقت پر ادا کرنا : نماز وقت پر ادا کرنا ساتویں شرط ہے۔ فرض نماز اپنے اوقاتِ مقررہ پر فرض ہے نہ اس میں تقدیم جائز ہے نہ تاخیر (وقت سے پہلے اور وقت گذرنے کے بعد فرض نماز ادا کرنا جائز نہیں) (طحطاوی)

نمازیں اس کے صحیح اور مقررہ اوقات میں ادا کریں کہ اگر وقت شروع ہونے سے قبل نماز پڑھی تو نماز منعقد نہ ہوئی اور وہ تمام نمازیں جو وقت شروع ہونے سے قبل پڑھیں وہ واجب الاعادہ ہیں یعنی ان کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

مکروہ اوقات : ۱) طلوع آفتاب (۲) غروب آفتاب (۳) استواء کا وقت (زوالِ آفتاب)

ان تین اوقات میں نماز پڑھنا منع ہے' بہتر ہے کہ درود شریف اور ذکر میں مشغول رہے۔ مکروہ اوقات میں قضا نماز پڑھنا جائز نہیں اور اگر قضا شروع کر لی تو واجب ہے کہ توڑ دے اور وقت غیر مکروہ میں پڑھے اور اگر توڑی نہیں اور پڑھ لی تو فرض ساقط ہو جائے گا اور گنہگار ہوگی۔ (عالمگیری' درمختار) جب سورج کا کنارہ ظاہر ہوا اس وقت سے لے کر تقریباً بیس منٹ تک نماز پڑھنا جائز نہیں (فتاویٰ رضویہ' بہارشریعت)

فجر کی نماز: فجر کا وقت اجالا ہونے سے شروع ہوتا ہے اور سورج نکلنے سے پہلے تک رہتا ہے لیکن خوب اجالا ہونے پر پڑھنا مستحب ہے۔ (درمختار' طحطاوی)

فجر کی نماز وقت گذرنے کے بعد (طلوع آفتاب کے بعد) یا وقت شروع ہونے سے پہلے (طلوع فجر سے قبل) پڑھنا جائز نہیں۔

فجر میں سنت سے پہلے فرض پڑھنا: نمازِ فجر کے بعد سے طلوعِ آفتاب تک اگرچہ بہت وقت باقی ہو' اگر فرض سے پہلے سنت نہ پڑھی تھی اور اب پڑھنا چاہے تو جائز نہیں۔ (درمختار)

تنگ وقت میں صرف فرض پڑھنا: فرض کا وقت تنگ ہو تو ہر نماز یہاں تک کہ سنت فجر وظہر مکروہ ہے۔ (عالمگیری) چنانچہ ایسے تنگ وقت میں صرف فرض ادا کئے جائیں۔

ظہر کی نماز: ظہر کا وقت سورج ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور ٹھیک دوپہر کے وقت کسی چیز کا جتنا سایہ ہوتا ہے اس کے علاوہ اسی چیز کا دوگنا سایہ ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے مگر سردیوں میں اول وقت اور گرمی کے دنوں میں آخر وقت پڑھنا مستحب ہے۔ (عالمگیری' بہارشریعت) ٹھیک دوپہر میں کوئی نماز جائز نہیں' جو کوئی اس وقت نماز پڑھے وہ گنہگار رہے۔

عصر کی نماز: ظہر کا وقت ختم ہو جانے سے عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور سورج ڈوبنے سے پہلے تک رہتا ہے مگر عصر میں تاخیر ہمیشہ مستحب ہے لیکن نہ اتنی تاخیر کہ سورج کی ٹکیہ میں زردی آ جائے۔ (درمختار' بہارشریعت)

عصر کا وقت ختم ہوتے وقت نیت کرنا: جس نے فجر کی ایک رکعت قبل طلوعِ آفتاب پالی تو

اس نے نماز پالی اس پر فرض ہوگئی اور جسے ایک رکعت عصر کی قبل غروب آفتاب مل گئی تو اس نے نماز پالی یعنی اس کی نمازِ عصر ادا ہوگئی۔ (نسائی) یہاں دونوں جگہ رکعت سے مراد تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہنا ہے۔ یعنی عصر کی نیت باندھ لی تکبیر تحریمہ کہہ لی' اس وقت تک آفتاب نہ ڈوبا تھا پھر ڈوب گیا تو نماز ہوگئی۔ (بہارشریعت)

عصر اور فجر کے بعد نوافل پڑھنا: حضور ﷺ نے فرمایا کہ عصر کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج غروب ہوجائے اور فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں' یہاں تک کہ سورج طلوع ہوجائے۔ طلوع فجر کے بعد سوائے سنتوں کے دوسرے نوافل منع ہیں۔ طلوع فجر (یعنی فجر کا وقت ہونے کے بعد) صرف دو رکعتیں پڑھی جائیں۔ (طبرانی)

مغرب کی نماز : مغرب کا وقت سورج ڈوبنے کے بعد سے شروع ہوجاتا ہے اور پھیلی ہوئی سفیدی کے غائب ہونے (تقریباً پچاس منٹ) تک رہتا ہے مگر اول وقت پڑھنا مستحب اور تاخیر مکروہ۔ (عالمگیری' بہارشریعت)

عشاء کی نماز : عشاء کا وقت پھیلی ہوئی سفیدی کے غائب ہونے سے شروع ہوتا ہے اور صبح اجالا ہونے سے پہلے تک رہتا ہے لیکن تہائی رات تک تاخیر مستحب اور آدھی رات تک مباح اور آدھی رات کے بعد مکروہ کہ باعثِ تقلیلِ جماعت ہے۔

فرائضِ نماز

نماز میں سات چیزیں فرض ہیں کہ ان میں سے اگر کسی ایک کو بھی چھوڑ دیا تو نماز نہیں ہوگی: (۱) تکبیرتحریمہ (۲) قیام (۳) قراءت (۴) رکوع (۵) سجدہ (۶) قعدۂ اخیرہ (۷) السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر نماز کو ختم کرنا (خروجِ نماز)

واجباتِ نماز

واجباتِ نماز وہ اعمال ہیں جن کا نماز میں ادا کرنا ضروری ہے اگر ان میں سے کوئی

عمل رہ جائے تو سجدۂ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جائے گی اگر سجدۂ سہو نہ کیا یا قصداً کوئی واجب چھوڑا تو نماز کا لوٹانا واجب ہے واجب کا ترک کر دینا اچھا نہیں۔ قصداً واجب چھوڑنے سے گناہ ہوتا ہے۔ واجباتِ نماز حسب ذیل ہیں:

۱۔ تکبیر تحریمہ میں لفظ **اللہ اکبر** کہنا ۲۔ الحمد پڑھنا ۳۔ فرض کی دو پہلی رکعتوں میں اور سنت ونفل اور وتر کی ہر رکعت میں الحمد کے ساتھ کوئی سورت یا تین آیتوں کو ملانا ۴۔ فرض نمازوں میں دو پہلی رکعتوں میں قرأت کرنا ۵۔ الحمد کا سورت سے پہلے ہونا ۶۔ ہر رکعت میں سورت سے پہلے ایک ہی بار الحمد پڑھنا ۷۔ الحمد اور سورت کے درمیان آمین اور بسم کے سوا کچھ اور نہ پڑھنا ۸۔ قرأت کے بعد فوراً ہی رکوع کرنا ۹۔ سجدہ میں دونوں پاؤں کی تین تین انگلیوں کا پیٹ زمین پر لگنا ۱۰۔ دونوں سجدوں کے درمیان کسی رکن کا فاصل نہ ہونا ۱۱۔ تعدیلِ ارکان یعنی رکوع وسجود اور قومہ وجلسہ میں کم از کم ایک بار سبحان اللہ کہنے کے برابر ٹھہرنا ۱۲۔ جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا ۱۳۔ قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہو جانا ۱۴۔ قعدۂ اولیٰ اگر چہ نفل نماز ہو ۱۵۔ فرض اور وتر اور مؤکدہ سنتوں کے قعدۂ اولیٰ میں التحیات سے زیادہ کچھ نہ پڑھنا ۱۶۔ ہر قعدہ میں پورا تشہد پڑھنا ۱۷۔ لفظ السلام دو بار کہنا ۱۸۔ وتر میں دُعائے قنوت پڑھنا ۱۹۔ وتر میں قنوت کی تکبیر ۲۰۔ عیدین کی ۶ زائد تکبیریں ۲۱۔ عیدین میں دوسری رکعت کے رکوع کی تکبیر ۲۲۔ اور اس تکبیر کے لئے لفظ اللہ اکبر ہونا ۲۳۔ ہر جہری نماز میں امام کا بلند آواز سے قرأت کرنا ۲۴۔ غیر جہری نمازوں میں آہستہ آہستہ قرأت کرنا ۲۵۔ ہر فرض وواجب کا اس کی جگہ پر ادا ہونا ۲۶۔ ہر رکعت میں ایک ہی رکوع ہونا ۲۷۔ ہر رکعت میں دو ہی سجدے ہونا ۲۸۔ دوسری رکعت پوری ہونے سے پہلے قعدہ نہ کرنا ۲۹۔ چار رکعت والی نمازوں میں تیسری رکعت پر قعدہ نہ کرنا ۳۰۔ آیتِ سجدہ پڑھی تو سجدۂ تلاوت کرنا ۳۱۔ سہو ہوا تو سجدۂ سہو کرنا ۳۲۔ دو فرض یا دو واجب یا واجب وفرض کے درمیان تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے برابر وقفہ نہ ہونا

۳۳۔ امام جب قرأت بلند آواز سے کرے یا آہستہ کرے اس وقت میں مقتدی کا چپ رہنا ۳۴۔ قرأت کے سوا تمام واجبات میں مقتدی کو امام کی پیروی کرنا

نماز کی سُنتیں : نماز میں یہ امور رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہیں۔ اگر کوئی سنت سہواً چھوٹ جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی اور نہ ہی سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے البتہ سنت کے چھوڑنے سے ثواب میں کمی اور نماز کی برکتوں سے محرومی ہو جاتی ہے۔

۱۔ تکبیر تحریمہ کے لئے دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھانا' بوقت تکبیر سر نہ جھکانا' تکبیر سے پہلے ہاتھ اُٹھانا ۲۔ ثناء **سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالىٰ جدك ولااله غيرك** تعوذ **اعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم** اور تسمیہ **بسم الله الرحمن الرحيم** (بغیر آواز آہستہ) پڑھنا ۳۔ قرأت سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کہنا ۴۔ رکوع میں جاتے وقت اللہ اکبر کہنا' رکوع میں تین بار **سبحان ربی العظيم** کہنا' رکوع سے اُٹھنے میں امام کے لئے **سمع الله لمن حمده** کہنا سنت ہے مقتدی کے لئے **ربنا ولك الحمد** کہنا سنت ہے اور منفرد کو دونوں کہنا یوں کہ **سمع الله لمن حمده** کہتا ہوا رکوع سے اُٹھے اور سیدھا کھڑا ہو کر **ربنا لك الحمد** کہے۔ ۵۔ سجدے میں کم از کم تین بار **سبحان ربی الاعلیٰ** کہنا ۶۔ آخری قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف اور مسنون دُعا پڑھنا

تکبیر تحریمہ: (نماز شروع کرنے کے لئے کاندھوں تک دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہنا)۔ تکبیر تحریمہ نماز کے فرائض میں سے ایک فرض ہے۔ عورتیں اپنے دونوں ہاتھوں کو دوپٹہ یا چادر کے اندر سے ہی کاندھوں تک اٹھانا چاہئے۔ ہاتھ کی انگلیاں نہ بالکل ملائے نہ بالکل پھیلائے بلکہ اپنے حال پر چھوڑ رکھے۔ ہتھیلیاں قلب کی طرف رکھے اور اللہ اکبر کہتی ہوئی ہاتھ نیچے لائے۔ تکبیر کے وقت سر نہ جھکائے اور تکبیر کے بعد فوراً ہاتھ باندھ لیں (بائیں ہتھیلی سینے پر چھاتی کے نیچے رکھ کر اس کی پیٹھ پر داہنی ہتھیلی رکھے)۔

عورتوں کو چاہئے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کی طرح کانوں تک ہاتھ نہ اٹھائیں بلکہ صرف کاندھوں تک ہی ہاتھ اٹھائیں۔بعض عورتیں ہتھیلیوں (Palms) کو قبلہ رخ رکھنے کے بجائے ایک دوسرے کے آمنے سامنے یعنی مونڈھوں (Shoulders) کی جانب کر لیتی ہیں بعض ہاتھوں کو کاندھوں (Shoulders) تک اٹھائے بغیر ہاتھ کسی قدر اٹھا کر ہلکا سا اشارہ کر لیتی ہیں، یہ طریقے غلط اور خلاف سُنّت ہیں۔ان کو چھوڑنا چاہئے۔

قیام: (نماز میں کھڑا ہونا) (Standing)

ہاتھ باندھنے کے بعد ان باتوں کا خیال رکھا جائے :-

-بغیر کسی ضرورت کے جسم کے کسی حصے کو حرکت نہ دیں

-اگر کھجانے کی ضرورت محسوس ہو تو صرف ایک سیدھا ہاتھ استعمال کریں اور وہ بھی صرف سخت ضرورت پر اور کم سے کم وقت کے لئے۔

-جسم کا سارا وزن ایک پاؤں پر ڈال کر دوسرے پاؤں کو اس طرح ڈھیلا چھوڑ دینا کہ خم آجائے آداب نماز کے خلاف ہے۔دونوں پاؤں پر برابر زور دیں اگر کوئی درد یا مرض ہو تو حسب سہولت کھڑے رہنے کی اجازت ہے۔

-حالت قیام میں سجدہ کے مقام پر نظر رہے۔

-بعض عورتیں نماز میں تلاوت قرآن مجید کے وقت جھومنا شروع کر دیتی ہیں یہ عمل آداب نماز کے خلاف ہے۔

- قیام فرض ہے مطلب یہ ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ضروری ہے اگر کسی نے بغیر عذر (Excuse) کے بیٹھ کر نماز پڑھی تو اس کی نماز ادا نہیں ہوئی۔عورتیں بھی کھڑی ہو کر نماز پڑھیں بہت سی جاہل عورتیں فرض و واجب اور سُنّت و نفل ساری نمازیں بیٹھ کر پڑھتی ہیں۔ یہ بالکل غلط طریقہ ہے۔نفل کے سوا کوئی بھی بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں۔نفل نماز کو بلا عذر کے بھی بیٹھ کر پڑھے تو یہ جائز ہے لیکن اس سے ثواب کم ہو جاتا ہے۔ فرض و واجب جتنی

نمازیں بغیر عذر بیٹھ کر پڑھ چکی ہیں ان سب کی قضا کریں اور توبہ کریں۔ (بہارشریعت)
- کھڑے ہوکر نماز پڑھنا فرض ہے۔ اگر کسی بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہوگئی ہیں لیکن کسی کی مدد سے یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑی ہوسکتی ہیں تو فرض ہے کہ کھڑی ہوکر پڑھیں یہاں تک کہ اگر کچھ دیر ہی کے لئے کھڑی ہوسکتی ہیں اگرچہ اتنا ہی کہ کھڑی ہوکر اللہ اکبر کہہ لیں تو فرض ہے کہ کھڑی ہوکر اتنا کہہ لیں پھر بیٹھ جائیں۔ (بہارِشریعت)

قراءت: (Recitation)

قرآن کا پڑھنا نماز میں فرض ہے (۱) قرآن پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ تمام حروف اسی جگہ سے اور اسی طرح ادا کئے جائیں جو ان کے لئے مقرر ہے تا کہ ہر حرف دوسرے حرف سے ممتاز ہو جائے اور پہچانا جا سکے (صحیح تلفظ کے ساتھ قرآن پڑھنا یعنی تجوید کے قواعد صحیح ادا کرنا ضروری ہے) (۲) قرآن آہستہ (Low voice) پڑھنے میں بھی کم ازکم اتنی آواز ہو کہ خود سن سکے اگر کسی نے اس قدر آہستہ پڑھا کہ خود بھی نہ سن سکی اور کوئی شور وغل (Disturb) وغیرہ بھی نہیں تو نماز نہ ہوگی۔ بعض عورتیں منہ بند رکھ کر قرآن پڑھتی ہیں اس طرح پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی۔ (۳) چھوٹی یا بڑی کسی ایک آیت کا پڑھنا فرض کی دو رکعتوں میں اور وتر وسنت ونفل نماز کی ہر رکعت میں فرض ہے۔ ہاں امام کے پیچھے نماز پڑھی جائے تو کسی نماز میں قراءت جائز نہیں یہاں تک کہ سورہ فاتحہ بھی امام کے پیچھے پڑھنے کی اجازت نہیں۔

تعوذ (**اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم**) صرف پہلی رکعت میں اور تسمیہ (**بسم اللہ الرحمن الرحیم**) ہر رکعت کے شروع میں مسنون ہے۔ فاتحہ کے بعد اگر اول سورت شروع کی تو سورۃ پڑھتے وقت بسم اللہ پڑھنا مسنون و مستحسن ہے۔
مسئلہ : اگر ثناء تعوذ اور تسمیہ پڑھنا بھول گیا اور قراءت شروع کر دی تو اعادہ نہ کرے کیونکہ اس کا محل نہ رہا۔

☆ قرآن مجید اُلٹا پڑھنا یعنی دوسری رکعت میں پہلی والی سے اُوپر کی سورت پڑھے یہ مکروہ ہے مثلاً پہلی میں ﴿ **قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ** ﴾ پڑھی اور دوسری میں ﴿ **قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ** ﴾ ۔ قرآن مجید اُلٹا پڑھنے پر سخت وعید آئی ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو قرآن الٹ کر پڑھتا ہے کیا وہ خوف نہیں کرتا کہ اللہ اس کا دِل الٹ دے۔ اگر بھول کر الٹا پڑھ گیا تو اس پر نہ گناہ نہ سجدہ سہو۔ اگر کوئی مجبوری ہو تو بالکل کراہت نہیں' مثلاً پہلی رکعت میں پوری ﴿ **قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ** ﴾ پڑھی تو اب دوسری میں بھی یہی پڑھے یا دوسری میں بلا قصد وہی پہلی سورت شروع کر دی یا دوسری سورت یاد نہیں آئی تو وہی پہلی پڑھے۔ اگر سہواً یا عمداً پڑھ چکا تو دوسری رکعت میں بھی وہی سورت پڑھے کہ ترتیب بدل کر پڑھنا سورت بدل کر پڑھنے سے بھی سخت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ : نوافل کی دونوں رکعتوں میں ایک سورت کو مکرر پڑھنا یا ایک رکعت میں اسی سورت کو بار بار پڑھنا بلا کراہت جائز ہے۔

☆ فرائض کی ایک رکعت میں ایک سے زائد سورتیں نہیں پڑھنی چاہیۓ۔ اگر کوئی پڑھ لیتا ہے تو کراہت نہیں بشرطیکہ وہ سورتیں متصل ہوں۔ اگر کوئی متفرق سورتیں جمع کرتا ہے تو اس میں کراہت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ : پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھی اور دوسری میں ایک چھوٹی سی سورت درمیان میں سے چھوڑ کر پڑھی تو مکروہ ہے اور اگر درمیان کی سورت بڑی ہے کہ اس کو پڑھے تو دوسری کی قرأت پہلی سے طویل ہو جائے گی تو حرج نہیں۔ جیسے ﴿**والتین**﴾ کے بعد ﴿ **انا انزلنا** ﴾ پڑھنے میں حرج نہیں (کیونکہ درمیان میں سورت ﴿**اقرأ باسم ربك الذی خلق**﴾ پہلی سے یعنی ﴿**والتین**﴾ سے طویل ہو جائے گی) اور ﴿**اذا جآء**﴾ کے بعد ﴿**قل ھو اللہ** ﴾ پڑھنا نہ چاہیۓ' کیونکہ درمیانی سورت ﴿**تبت یدآ** ﴾ پہلی سورت سے طویل نہیں رہے گی۔ (نظام شریعت)

مسئلہ : بھول کر دوسری رکعت میں اُوپر کی سورت شروع کر دیا یا ایک چھوٹی سورت کا

فاصلہ ہوگیا پھر یاد آیا تو جو شروع کر چکا ہے اسی کو پورا کرے اگر چہ ابھی ایک ہی حرف پڑھا ہو جیسے پہلی میں ﴿ **قل یاایھا الکافرون** ﴾ پڑھی اور دوسری میں ﴿**الم ترا کیف**﴾ یا ﴿ **تبت یدا**﴾ شروع کردی۔ اب یاد آنے پر اسی کو ختم کرے۔ چھوڑ کر ﴿ **اذا جآء** ﴾ کی اجازت نہیں۔

☆ جس نے دِل ہی دِل میں قرأت کی اُس نے سب نمازیں برباد کیں' اس کی ایک نماز بھی نہیں ہوئی اب چاہئے کہ جتنی نمازیں ایسی پڑھی ہیں سب کی قضا کرے۔ (فتاویٰ رضویہ)

رکوع: (Bowing)

رکوع کے لئے صرف اتنا جھکے کہ ہاتھ گھٹنوں (Knee) تک پہنچ جائیں۔ پیٹھ سیدھی نہ کرے، گھٹنوں پر زور نہ دے بلکہ محض ہاتھ رکھ دے۔ ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی، بازو پہلو سے چپکے ہوئے اور پاؤں جھکے ہوئے رکھے، مردوں کی طرح خوب سیدھے نہ کرے۔ (عالمگیری)

رکوع کی حالت میں پاؤں پر نظر رہے۔ رکوع میں کم از کم تین مرتبہ تسبیح پڑھے **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ** (پاک ہے میرا پروردگار عظمت والا) پانچ یا سات یا اس سے زیادہ مرتبہ بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ افضل یہ ہے کہ طاق عدد میں یعنی ۳، ۵، ۷، ۹ مرتبہ پڑھیں۔

رکوع میں بھول کر سجدے کی تسبیح پڑھنا: رکوع وسجود کی تسبیح سنت ہیں لہذا اگر یہ بھولے سے رہ جائیں یا رکوع میں بھول کر سجدے کی تسبیح اور سجدے میں بھول کر رکوع کی تسبیح پڑھ لی جائے تو نماز ادا ہوجاتی ہے اور اس سے سجدۂ سہو لازم نہیں ہوتا۔ البتہ اگر رکوع یا سجدے میں جھکا اور سر اُٹھا لیا اور ایک تسبیح کی مقدار بھی نہ رُکا تو تعدیل رکن کا واجب فوت ہوجائے گا اور سجدۂ سہو لازم آئے گا۔

قومہ: (Rising head after bowing)

رکوع کے بعد سجدہ میں جانے سے پہلے کھڑے ہونے کو' قومہ' کہا جاتا ہے قومہ میں

سیدھا کھڑا ہونا واجبات نماز سے ہے رکوع کے بعد اس طرح کھڑا ہونا چاہئے کہ دیکھنے والی یہ سمجھے کہ یہ کھڑی ہے۔ لہذا یہاں ایک مسئلہ خوب یاد رکھا جائے کہ رکوع سے حالت 'قومہ' میں سیدھا کھڑے ہونے کے بجائے صرف ذرا سا سر اٹھا کر (ٹھونگ مار کر) صرف کھڑے ہونے کا اشارہ کرتے ہوئے جسم کے جھکاؤ کی حالت میں ہی اگر سجدہ میں چلی گئیں تو نماز کا پھر سے پڑھنا واجب ہو جا تا ہے۔ چنانچہ جب تک سیدھے ہونے کا اطمینان نہ ہو جائے سجدہ میں نہ جائیں۔

رکوع سے **سمع الله لمن حمده** (اللہ نے اس کی سُن لی جس نے اس کی تعریف کی) کہتی ہوئی کھڑی ہو جائے اور **ربنا لك الحمد** (اے ہمارے پروردگار سب تعریف تیرے ہی لئے ہے) کہے پھر **الله اکبر** کہتی ہوئی سجدہ میں جائے۔ قومہ کی حالت میں سجدہ کے مقام پر نظر رکھے۔

سجدہ کرنے کا طریقہ: Prostration

زمین کی جانب جاتے ہوئے پہلے دونوں گھٹنے(Knees) زمین پر آہستہ سے رکھے پھر اپنے دونوں ہاتھ زمین پر اس طرح سے رکھے کہ ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی ہوں اور ان کا رخ قبلہ کی طرف ہو (ہاتھوں کو دائیں بائیں پھیلا کر رکھنا خلاف سنت ہے) اس کے بعد سر کو زمین کی طرف لے جائیں ناک کو زمین پر رکھیں پھر پیشانی(Forehead) زمین پر ٹیک دیں۔ ناک کی ہڈی اور پیشانی پر زمین کی سختی محسوس ہو۔ سر دونوں ہاتھوں کے درمیان رہے اور کان، ہاتھ کے انگوٹھوں کی سیدھ میں ہو۔ پاؤں کو سیدھی جانب بچھا دیا جائے بایاں پیر زمین پر رہے اور داہنے پیر کی پنڈلی (Calf of the leg) بائیں پنڈلی پر آجائے جسم کو خوب سمیٹ کر سجدہ کرے کہ پیٹ(Abdomen) دونوں رانوں(Thighs) سے اور دونوں رانیں، دونوں پنڈلیوں سے اور پنڈلیاں زمین سے ملا دے۔ دونوں بازوؤں (Arms) کو دونوں پہلو (Sides) سے ملا کر زمین پر مکمل جسم بچھا دیا

جائے۔حالت سجدہ میں نگاہ ناک پر رہےاس کے بعد سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ **سبحان ربی الاعلی** (پاک ہے میرا پروردگار بہت بلند) کہے تسبیح کے بعد **اللہ اکبر** کہتی ہوئی سر کو سجدہ سے اٹھا کر کچھ دیر دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھ جائیں اس حالت کو ُجلسہٗ(Sitting between prostration) کہا جاتا ہے۔ جلسہ واجبات نماز سے ہے۔اگر پہلا سجدہ کر کے بس ذرا سا سر اٹھا کر سیدھے ہوئے بغیر دوسرے سجدہ میں چلی گئیں تو اس صورت میں پھر سے نماز پڑھنا لازم ہے کیونکہ نماز ادا نہیں ہوئی لہذا اس بات کا خیال رکھیں کہ ایک سجدہ کے بعد دوسرے سجدہ میں جانے سے پہلے سیدھی ہو کر اتنی دیر بیٹھے کہ تین مرتبہ **سبحان اللہ** کہا جا سکےاس کے بعد دوسرا سجدہ کریں۔

جلسہ میں بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ عورت اپنے دونوں پاؤں سیدھی طرف زمین پر بچھادے اور اپنی بائیں سُرین (Hips) پر اس طرح بیٹھے کہ دونوں ہاتھ اپنی رانوں (Thighs) کے درمیانی حصہ پر رہے (مردوں کی طرح گھٹنوں کے قریب ہاتھ نہ رکھیں) ہاتھ کی انگلیاں ملی ہوئی ہوں اور تمام انگلیوں کا رخ قبلہ کی جانب رہے۔ دونوں سجدوں کے بعد **اللہ اکبر** کہتی ہوئی دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے کے لئے سجدے سے سر اٹھاتے وقت ان باتوں کا خیال رکھا جائے۔ پہلے اپنی پیشانی(Forehead) اٹھائے، پھر ناک،اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھائے۔ آخر میں دونوں گھٹنے (Knees) زمین سے اٹھاتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو رانوں (Thighs) پر رکھ کر پنجوں (Feet) کے بل گھٹنوں (Kness) پر ہاتھوں کے ذریعہ جسم کا وزن ڈال کر اٹھے۔ یہ سنت طریقہ ہے لیکن جسم اگر بھاری ہو یا بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے اس طرح اٹھنا مشکل ہو تو ہاتھوں کو زمین پر ٹیک کر اٹھا جا سکتا ہے۔

قعدہ میں بیٹھنے کا طریقہ (Sitting Down)

قعدہ میں بیٹھنے کا طریقہ عورتوں کے لئے یہ ہے کہ وہ اپنے دونوں پاؤں سیدھی

طرف زمین پر بچھا کر اپنی بائیں سُرین (Hips) پر بیٹھ جائے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی رانوں (Thighs) کے درمیانی حصوں پر رکھے۔ مردوں کی طرح گھٹنوں کے قریب نہ رکھیں۔ ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی ہوں اور ان کا رخ قبلہ کی طرف ہو۔ اگر دو رکعت نماز پڑھ رہی ہو تو یہ قعدہ آخری ہوگا اور اگر تین یا چار رکعت والی نماز پڑھ رہی ہو تو یہ پہلا قعدہ ہوگا۔ پہلے قعدہ میں صرف تشہد یعنی التحیات پڑھیں۔

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَاالنَّبِيُّ وَ رَحْمَةُاللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ہ

تمام قولی عبادتیں اور تمام فعلی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔ سلام ہو تم پر اے نبی اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

نوٹ: **اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ** پر پہنچے تو شہادت کی انگلی اٹھا کر اشارہ کریں اور **اِلَّااللّٰهُ** پر انگلی گرا دیں۔ اشارہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر حلقہ بنائیں چھوٹی اُنگلی اور اس کے برابر والی انگلی کو بند کر لیں اور شہادت کی انگلی کو اس طرح اٹھائیں کہ انگلی کا رُخ قبلہ کی جانب ہو، بالکل سیدھی آسمان کی طرف نہ اٹھانی چاہئے۔ **اِلَّا اللّٰهُ** کہتے وقت شہادت کی انگلی کو نیچے کر لیں اور فوراً تمام انگلیاں کھول کر ان کا رُخ قبلہ کی جانب کر دیں۔ بعض لوگ انگلی کو گردش میں رکھتے ہیں یعنی گول گول گھماتے ہیں ایسا نہ کریں اور بعض التحیات وغیرہ پڑھنے کے بعد اپنے سینہ پر پھونک لیتے ہیں اِس عمل سے بھی پرہیز کریں۔

اب اگر دو سے زائد رکعتیں پڑھنی ہیں تو اٹھ کھڑی ہو مگر زمین پر ہاتھ رکھ کر نہ اٹھے بلکہ گھٹنوں پر زور دے کر اٹھے (ہاں اگر عذر ہے تو حرج نہیں) فرض نمازوں کی تیسری اور

چوتھی رکعت میں **الحمد** کے ساتھ سورت ملانے کی ضرورت نہیں۔ **الحمد** شریف پڑھنا کافی ہے۔ آخری قعدہ میں التحیات کے بعد درود ابراہیمی اور دعا پڑھیں۔

درودِ ابراہیم: **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ وَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥**

الٰہی! حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر درود بھیج جس طرح تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر، بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ الٰہی! برکت دے حضرت محمد ﷺ کو اور حضرت محمد ﷺ کی آل کو جس طرح تو نے برکت دی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل کو۔ بیشک تو تعریف کیا گیا ہے بزرگ ہے۔

درودِ ابراہیمی کے بعد ایک مرتبہ مندرجہ ذیل دعا یا جو دعائیں یاد ہوں پڑھیں:

﴿ **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْٓ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ** ﴾ اے اللہ! میں نے ظلم کیا اپنے نفس پر بہت زیادہ ظلم اور نہیں بخش سکتا گناہوں کو سوائے تیرے، پس تو خاص بخشش سے اپنی طرف سے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، بیشک تو ہی بخشنے والا بہت رحم والا ہے۔

دعا کے ختم کے بعد سلام اس طرح پھیرے کہ سلام پھیرتے وقت نظر اپنے کندھوں پر رہے جب دائیں طرف گردن پھیرے تو **اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ** کہیں اور اس وقت یہ نیت کریں کہ دائیں طرف کے فرشتوں اور مومن انسانوں پر سلام ہو۔ سلام پھیرتے وقت بعض لوگ کندھوں پر نظر رکھنے کے بجائے اِدھر اُدھر اطراف نظریں گھماتے ہیں۔ یہ عمل آدابِ نماز کے خلاف ہے۔ (عورتوں کی نماز مفصل مؤلفہ مولانا سید خواجہ معز الدین اشرفی)

وتر پڑھنے کا طریقہ: نمازِ وتر واجب ہے اور یہ تین رکعت ہے وتر کی تینوں

رکعتوں میں قراَت فرض ہے اور سورۂ فاتحہ کے بعد سورت ملانا واجب ہے۔ وتر میں قعدۂ اولیٰ واجب ہے قعدۂ اولیٰ میں التحیات پڑھ کر کھڑی ہو جائے' درود شریف نہ پڑھے' نہ سلام پھیرے' جیسے مغرب میں کرتے ہیں اسی طرح کرے۔ تیسری رکعت میں قراَت سے فارغ ہوکر رکوع سے پہلے کاندھوں تک ہاتھ اُٹھا کر اللہ اکبر کہے جیسے تکبیر تحریمہ میں کرتے ہیں' پھر ہاتھ باندھ لے اور دعائے قنوت پڑھے۔ (غنیۃ وردالمختار)

دُعائے قنوت : **اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکَ مَنْ یَّفْجُرُکَ ؕ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ** ؕ اے اللہ ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری بہت اچھی تعریف کرتے ہیں اور تیرا شکر کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور الگ کرتے ہیں اور چھوڑتے ہیں اس شخص کو جو تیری نافرمانی کرے' اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے اور خدمت کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تیرا عذاب کافروں کو ملنے والا ہے۔

وتر میں قعدۂ اولیٰ بھول جانا : وتر کی نماز میں قعدۂ اولیٰ واجب ہے اگر بھول کر کھڑی ہوگئی تو لوٹنے کی اجازت نہیں بلکہ سجدۂ سہو کرے۔ (بہارشریعت)

دُعائے قنوت یاد نہ ہوتو کیا پڑھے : اگر کسی کو دُعائے قنوت یاد نہ ہوتو ﴿**رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ**﴾ (اے رب ہمارے !

ہمیں دُنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا) پڑھیں یا تین مرتبہ **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ** پڑھیں (عالمگیری)

دُعائے قنوت پڑھنا بھول گئی : اگر دُعائے قنوت پڑھنا بھول گئی اور رکوع میں چلی گئی تو نہ قیام کی طرف لوٹے اور نہ رکوع میں پڑھے اور اگر قیام کی طرف لوٹ آئی اور قنوت پڑھی اور رکوع نہ کیا تو نماز تو ہو جائے گی مگر ساتھ گنہگار بھی ہوگی۔ ہاں اگر الحمد یا سورت بھول گئی تو لوٹے اور الحمد و سورت قنوت پڑھ کر رکوع کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ اگر بھول کر پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ لی تو تیسری رکعت میں بھی پڑھے۔(بہارِشریعت)

وتر کی قضاء : وتر کی نماز قضا ہوگئی تو قضا بھی اسی طرح پڑھنا واجب ہے اگر چہ کتنا ہی زمانہ ہوگیا ہو۔ قضاء میں دُعائے قنوت بھی پڑھی جائے گی البتہ تکبیر قنوت کے لئے ہاتھ نہ اُٹھائے جبکہ لوگوں کے سامنے پڑھیں کہ لوگ اس بات پر مطلع ہوں گے۔ (عالمگیری)

سجدۂ سہو :

واجباتِ نماز سے اگر کوئی واجب چھوٹ جائے یعنی بھولے سے رہ جائے تو اس کے لئے سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (عامہ کتب' بہارِشریعت)

سجدۂ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ التحیات کے بعد داہنی طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے' پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔ (عامہ کتب)

اگر سلام پھیرے بغیر سجدے کر لئے' کافی ہیں۔مگر ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (عالمگیری' درمختار)

اگر سہواً غلطی سے کوئی واجب ترک ہوا اور سجدۂ سہو نا کیا تو نماز کا اعادہ واجب ہے۔ (عالمگیری' درمختار)

الحمد شریف پڑھ کر سوچنا کونسی سورت پڑھے : اگر بقدر ادائے رکن سوچتی

رہی یعنی سنت کے مطابق جتنی دیر میں تین بار سبحان اللہ کہہ لیتی اتنے وقت تک سوچتی رہی تو سجدۂ سہو لازمی ہے ورنہ نہیں۔ (غنیۃ)

ایسا سوچنا جو کہ سہو کا سبب ہے وہ ہوگا جو واجب یا رکن کو اپنے مقام سے مؤخر کر دے مثلاً ادائے رکن کی مقدار کسی رکن یا واجب سے اعراض (چھوڑ) دیا جائے۔ (ردالمختار)

قعدۂ اولیٰ میں بھول کر کھڑے ہو جانا : جو فرض یا وتر میں قعدہ بھول کر کھڑی ہونے لگے اگر وہ سیدھی کھڑی نہیں ہوئی تو واپس لوٹ جائے، اب اگر قعدہ کے قریب تھی (نیچے کا آدھا بدن ہنوز سیدھا نہ ہونے پائے) تو سجدۂ سہو لازم نہ ہوگا۔ اور اگر قیام سے قریب ہوگئی یعنی بدن کے نیچے کا آدھا حصہ سیدھا اور پیٹھ میں خم باقی ہے تو پلٹ آنے کا حکم ہے مگر اب اس پر سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر سیدھی کھڑی رہتی تو پلٹنے کا اصلاً حکم نہیں بلکہ ختم نماز پر سجدۂ سہو کرے پھر بھی اگر پلٹ آئی تو بہت بُرا کیا گنہگار ہوئی۔ (درمختار)

مسئلہ : نفل کا ہر قعدہ، قعدۂ اخیرہ ہے یعنی فرض ہے اگر قعدہ نہ کیا اور بھول کر کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کرے۔ (درمختار)

نفل نماز میں ترکِ واجب ہونا : فرض و نفل دونوں کا ایک حکم ہے یعنی نوافل میں بھی واجب ترک ہونے سے سجدۂ سہو واجب ہے۔

سجدۂ سہو سے پہلے اور بعد میں التحیات پڑھنا : سجدۂ سہو کے بعد بھی التحیات پڑھنا واجب ہے۔ التحیات پڑھ کر سلام پھیرے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں قعدوں میں درود شریف پڑھے۔ (عالمگیری)

ایک نماز میں کئی واجب ترک ہونا : ایک نماز میں چند واجب ترک ہوں تو وہی دو سجدے سب کے لئے کافی ہیں۔ (ردالمختار)

الحمد سے پہلے سورت پڑھنا: فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور نفل و وتر کی کسی رکعت

میں الحمد شریف کی ایک آیت بھی رہ گئی' سورت سے پہلے دوبارہ الحمد شریف پڑھ لی' سورت ملانا بھول گئی' یا سورۂ فاتحہ سے پہلے پڑھ لیا' پھر بھی سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (درمختار' عالمگیری)

سورت شروع کرتے ہی الحمد کا یاد آنا : الحمد پڑھنا بھول گئی اور سورت پڑھنی شروع کی اور ایک آیت کی مقدار پڑھ لی اب یاد آئی تو الحمد پڑھ کر سورت پڑھے اور سجدۂ سہو واجب ہے۔(عالمگیری)

الحمد پڑھے بغیر سورت پڑھ کے رکوع کرنا : الحمد پڑھنا بھول گئی اور سورت پڑھ لی اور رکوع میں چلی گئی' پھر یاد آیا' پھر دوبارہ سیدھی کھڑی ہوجائے' الحمد پڑھے' سورت پڑھے پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ (عالمگیری)

تعدیل ارکان ادا نہ کرنا : تعدیل ارکان بھول گئی تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ (عالمگیری) تعدیل ارکان سے مراد یہ ہے کہ رکوع کرنے کے بعد ٹھیک سے سیدھے کھڑے بغیر سجدے میں چلی جائے اسی طرح دوسجدوں کے درمیان صحیح طریقے سے پیٹھ سیدھی نہ کرے جیسا کہ عموماً عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ ایک سجدے سے کھڑی ہوکر صحیح طریقے سے نہیں بیٹھتیں اور سجدہ میں چلی جاتی ھیں بلکہ ایسوں کے لئے تو سخت وعید ہے۔

قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود پڑھنا : قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد اتنا پڑھ لیا **اللھم صل علی محمد** تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ اس وجہ سے نہیں کہ درود شریف پڑھا بلکہ اس وجہ سے کہ تیسری رکعت میں قیام میں تاخیر ہوئی تو اگر اتنی دیر تک سکوت کیا جب بھی سجدۂ سہو واجب ہے جیسے قعدہ ورکوع وسجود میں قرآن پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہے حالانکہ کلامِ الٰہی ہے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا' حضور ﷺ نے فرمایا: درود پڑھنے والے پر تم نے سجدۂ سہو کیوں واجب بتایا؟ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس لئے کہ بھول کر پڑھا۔ حضور ﷺ نے تحسین فرمائی۔ (درمختار' ردالمختار)

وتر میں تکبیر قنوت بھول جانا : وتر میں دُعائے قنوت سے پہلے جو تکبیر کہی جاتی ہے بھول گئی تو سجدۂ سہو کرے۔ (عالمگیری)

رکعت میں بار بار شک ہونا : اگر کسی کو رکعتوں کی گنتی ایک دو میں شبہ ہو تو ایک سمجھے۔ دو اور تین میں شبہ ہو تو دو سمجھے۔ اور جہاں قعدۂ اخیرہ کا شبہ ہو تو وہاں بیٹھا جائے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر کسی طرح اپنی یاد سے ادا کرنے پر قادر ہی نہ ہو تو معاف ہے یعنی نماز معاف نہیں بلکہ جیسے چاہے پڑھے۔ (فتاویٰ رضویہ)

فرضوں کی آخری رکعتوں میں سورت ملانا : فرضوں کی آخری رکعتوں میں سورت ملانے سے نماز میں کچھ خلل نہ آئے گا' فرض نماز ہو جائے گی اور سجدۂ سہو بھی نہ ہوگا بلکہ اگر قصدا بھی فرض کی پچھلی دو رکعتوں میں سورت ملائی تو کچھ مضائقہ نہیں صرف خلافِ اولیٰ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت پڑھتے اور آخری دو رکعتوں میں صرف فاتحہ پڑھتے۔

فرض نماز میں سورت پڑھنا بھول جانا : جو سورت ملانا بھول گئی اگر اُسے رکوع میں یاد آ گیا تو فوراً کھڑی ہو کر سورت پڑھے' پھر رکوع دوبارہ کرے اور نماز مکمل کر کے سجدۂ سہو کرے۔ اگر رکوع کے بعد سجدے میں یاد آیا تو صرف آخر میں سجدۂ سہو کرے اور نماز پھیرنی نہیں ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ)

سجدۂ تلاوت : آیت سجدہ پڑھی یا سُنی تو کھڑے ہو کر سجدۂ تلاوت کی نیت سے **اللہ اکبر** کہتے ہوئے سجدہ میں جایئے اور کم از کم تین بار **سبحان ربی الاعلی** کہیے پھر **اللہ اکبر** کہتے ہوئے کھڑے ہو جایئے۔ اول آخر دونوں بار **اللہ اکبر** کہنا سُنت ہے اور کھڑے ہو کر سجدہ میں جانا اور سجدہ کے بعد کھڑا ہونا یہ دونوں مستحب ہیں (درمختار)

ہاتھ اُٹھانے‘ التحیات پڑھنے اور سلام پھیرنے کی ضرورت نہیں۔ (بہارشریعت)

سجدۂ تلاوت کب ادا کرنا چاہئے : اگر نماز میں سجدۂ تلاوت آجائے تو اس کا وجوب علی الفور (اسی وقت) ہے یہاں تک کہ دو تین آیت سے زیادہ تاخیر گناہ ہے۔ غیر صلوٰۃ (نماز کے علاوہ تلاوت کے وقت) میں بھی افضل واسلم یہی ہے کہ فوراً ادا کرے جب کہ کوئی عذر نہ ہو کہ بعد میں ادا کرنے میں بھول ہو جاتی ہے۔ (درمختار)

نماز میں آیت سجدہ پڑھنا : عالمگیری میں ہے کہ’عورت نے نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ نہ کیا یہاں تک کہ حیض آگیا تو سجدہ ساقط ہو گیا‘

سجدہ والی آیت کا ترجمہ سننا : اردو یا کسی اور زبان میں آیت کا ترجمہ پڑھا تو پڑھنے والے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہوگا۔ سننے والے نے یہ سمجھا ہو یا نہیں کہ آیت سجدہ کا ترجمہ ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ اُسے نہ معلوم ہو تو بتا دیا گیا ہو کہ یہ آیت سجدہ کا ترجمہ تھا اور آیت پڑھی گئی ہو تو اس کی ضرورت نہیں کہ سننے والے کو آیت سجدہ ہونا بتایا گیا ہو۔ (عالمگیری)

ایک ہی آیت سجدہ کا بار بار سننا : ایک مجلس میں سجدہ کی آیت کو بار بار پڑھا یا سُنا تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اگر چہ چند شخصوں سے سُنا ہو‘ یونہی اگر آیت پڑھی اور وہی آیت دوسرے سے سنی تھی جب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔ (درمختار‘ ردالمختار)

ایک مجلس میں ایک آیت چند بار سننا : ایک مجلس میں چند بار آیت پڑھی یا سنی تو ایک ہی بار سجدہ کرے‘ بخلاف درود شریف کے کہ نام اقدس لیا یا سُنا تو ایک بار درود شریف واجب اور ہر بار مستحب ہے۔

ایک مجلس میں مختلف آیات سجدہ پڑھنا : ایک مجلس میں چند سجدے کی آیتیں پڑھیں تو اتنے ہی سجدے کرے ایک کافی نہیں۔ (عامہ کتب)

کام کی مشغولیت کی وجہ سے آیت سجدہ نہ سننا : آیت سجدہ پڑھی مگر کام میں مشغولی کے سبب نہ سنی تو اصح یہ ہے کہ سجدہ واجب نہیں مگر بہت سے علماء کہتے ہیں کہ اگر چہ نہ سنی ہو واجب ہے۔ (ردالمختار، درمختار)

کیسٹس پر تلاوت سننا اور سجدۂ تلاوت : کیسٹس پر ریکارڈنگ کی صورت میں دورانِ تلاوت آیت سجدہ آجائے تو کیسٹ سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے۔ اسی طرح کیسٹ سنتے ہوئے سیدالمرسلین ﷺ کا نام نامی اسم گرامی آجائے تو درود پاک پڑھنا واجب نہیں ہے البتہ اگر کوئی صاحبِ ذوق خوش نصیب آیت سجدہ سن کر سجدۂ تلاوت کرلیتا ہے یا حضور نبی کریم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی سن کر درود پاک پڑھ لیتا ہے تو وہ یقیناً عنداللہ ماجور ہوگا۔

سجدۂ شکر : جب بھی کوئی خوشخبری ملے سجدۂ شکر ادا کرنا سنت ہے جیسا کہ احادیث مبارکہ میں ہے کہ میدانِ بدر میں ابوجہل مارا گیا، حضور نبی کریم ﷺ نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ سجدۂ شکر کا درست طریقہ یہ ہے کہ باوضو کھڑے کھڑے اللہ اکبر کہتی ہوئی سجدہ میں جائے، تین بار سبحان ربی الاعلیٰ پڑھ کر اللہ اکبر کہتی ہوئی کھڑی ہوجائیں۔ نہ اس میں ہاتھوں کا کاندھوں تک اُٹھانا، نہ ہی ہاتھ باندھنا ہے، نہ ہی سلام پھیرنا۔ (بہارِ شریعت)

بیمار کی نماز :

بیماری میں لیٹ کر نماز پڑھنا : اگر کوئی ایسا بیمار ہے جو کہ کھڑے رہنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو بیٹھ کر یا لیٹ کر پڑھ سکتا ہے اور اگر اتنی استطاعت رکھتا ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھ لے تو اس کی نماز نہ ہوئی بلکہ واجب الاعادہ ہے کہ اس کو جلد از جلد لوٹا لے۔ (بخاری شریف)

بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھنا : جو شخص بوجہ بیماری کھڑے ہو کر نماز

پڑھنے پر قادر نہیں کہ کھڑے ہوکر پڑھنے سے مرض لاحق ہوگا یا مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا یا چکر آتا ہے یا کھڑے ہوکر پڑھنے سے قطرہ آئے گا بہت شدید درد نا قابل برداشت پیدا ہوجائے گا تو ان سب صورتوں میں بیٹھ کر رکوع وسجود کے ساتھ نماز ادا کرے۔ (درمختار)

بیمار کا ٹیک لگا کر نماز پڑھنا : اگر کوئی شخص ایسا بیمار ہے کہ اپنے آپ بیٹھ بھی نہیں سکتا مگر لڑکا یا غلام یا کوئی اجنبی شخص وہاں ہے کہ بیٹھا دے گا تو بیٹھ کر پڑھنا ضروری ہے اور اگر بیٹھ نہیں سکتا تو تکیہ یا دیوار یا کسی شخص پر ٹیک لگا کر پڑھے اور بیٹھ کر پڑھنا ممکن ہو تو لیٹ کر نماز نہ ہوگی۔ (عالمگیری، درمختار)

بیٹھ کر نماز کا طریقہ : مریض کے بیٹھ کر نماز پڑھنے میں کسی خاص طور پر بیٹھنا ضروری نہیں بلکہ مریض پر جس طرح آسانی ہو اس طرح بیٹھے، ہاں دوزانو بیٹھنا آسان ہو تو بہتر ہے۔ (عالمگیری)

رکوع میں نہ جھک سکنے کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھنا : کھڑی ہوسکتی ہے مگر رکوع وسجود نہیں کرسکتی یا صرف سجدہ نہیں کرسکتی، مثلاً حلق وغیرہ میں پھوڑا ہے سجدہ کرنے سے بہے گا تو بھی بیٹھ کر اشارہ سے پڑھ سکتی ہے بلکہ یہی بہتر ہے اور اس صورت میں یہ بھی کرسکتی ہے کہ کھڑے ہوکر پڑھے اور رکوع کے لئے اشارہ کرے یا رکوع پر قادر ہو تو رکوع کرے پھر بیٹھ کر سجدے کے لئے اشارہ کرے۔ (عالمگیری، ردالمختار)

اشارے سے نماز میں رکوع وسجود کیسے کرے : اشارہ کی صورت میں سجدہ کا اشارہ رکوع سے پست ہونا ضروری ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ سر کو بالکل زمین سے قریب کردے۔ (ردالمختار)

بوجہ علالت تکیہ پر سجدہ کرنا : تکیہ وغیرہ کوئی چیز پیشانی کے قریب اُٹھا کر اس پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار) حضور نبی کریم ﷺ ایک مریض کے گھر عیادت کے

لئے تشریف لے گئے' دیکھا کہ تکیہ پر سجدہ کرتا ہے اُسے پھینک دیا اُس نے ایک لکڑی لی اس پر سجدہ کیا' اسے بھی لے کر پھینک دیا اور فرمایا: اگر استطاعت ہو زمین پر نماز پڑھے (سجدہ کرے) ورنہ اشارہ کرے سجدے کو رکوع سے پست کرے۔ (بیہقی)

پیشانی پر زخم کی صورت میں سجدہ کیسے ہو : پیشانی پر زخم ہے کہ سجدہ کے لئے ماتھا نہیں لگا سکتے تو ناک پر سجدہ کرے اور اگر ایسا نہ کیا بلکہ اشارہ کیا تو نماز نہ ہوگی۔ (عالمگیری)

لیٹ کر نماز کا طریقہ : اگر مریض بیٹھنے پر قادر نہیں تو لیٹ کر اشارے سے پڑھے خواہ دائیں یا بائیں کروٹ پر لیٹ کر قبلہ کو منہ کرے خواہ چت لیٹ کر قبلہ کو پاؤں کرے مگر پاؤں نہ پھیلائے کہ قبلہ کو پاؤں پھیلانا مکروہ ہے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر اونچا کرے کہ منہ قبلہ کو ہو جائے اور یہ صورت یعنی چت لیٹ کر پڑھنا افضل ہے۔ (درمختار)

قبلہ کی طرف پاؤں کرنے کا حکم : قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا مکروہ ہے' سوتے میں ہو یا جاگنے میں۔ یوں ہی چھوٹے بچوں کا پاؤں قبلہ کی طرف کر کے لٹا دینا مکروہ ہے اور اُس کی بُرائی لٹانے والے پر ہے۔ (درمختار)

مریض کا سر کے اشارے سے بھی نماز نہ پڑھ سکنا : اگر مریض سر سے اشارہ بھی نہ کر سکے تو نماز ساقط ہے اس کی ضرورت نہیں کہ آنکھ یا بھوؤں یا دل کے اشارے سے پڑھے پھر اگر چہ کئی وقت اس حالت میں گزر گئے تو ان کی قضا بھی ساقط' فدیہ کی بھی حاجت نہیں' بعد صحت ان نمازوں کی قضا لازم ہے بشرطیکہ اتنی ہی صحت ہو کہ سر کے اشارے سے پڑھ سکے۔ (درمختار)

بیماری میں اشارے سے پڑھی نماز کا صحت کے بعد لوٹانا : جو نمازیں اشارے سے پڑھیں صحت کے بعد ان کا اعادہ نہیں' یوں ہی اگر زبان بند ہو گئی اور گونگے کی طرح نماز پڑھی پھر زبان کھل گئی تو ان نمازوں کا اعادہ نہیں۔ (درمختار)

نماز کے دوران اچانک کوئی مرض ہوجانا : تندرست شخص نماز پڑھ رہا تھا اچانک نماز میں ایسا مرض پیدا ہوگیا کہ ارکان کی ادا پر قدرت نہ رہی تو جس طرح ممکن ہو بیٹھ کر لیٹ کر نماز پوری کرے، سرے سے پڑھنے کی حاجت نہیں۔ اگر اس کے برعکس صورتحال ہو یعنی بیٹھ کر رکوع وسجود سے نماز پڑھ رہا تھا اثنائے نماز میں قیام پر قادر ہوگیا تو جو باقی ہے کھڑا ہوکر پڑھے اور اشارہ سے پڑھتا تھا اور نماز ہی میں رکوع وسجود پر قادر ہوگیا تو نئے سرے سے پڑھے۔ (عالمگیری، درمختار)

شدید بیماری میں ناپاک بستر پر نماز کا حکم : مریض کے نیچے نجس بچھونا بچھا ہے اور حالت یہ ہو کہ بدلا بھی جائے تو نماز پڑھتے پڑھتے بقدرِ مانع ناپاک ہوجائے تو اسی پر نماز پڑھے، یونہی اگر بدلا جائے تو اس قدر جلد نجس نہ ہوگا مگر بدلنے میں اسے شدید تکلیف ہوگی تو اسی نجس پر نماز پڑھ لے۔ (عالمگیری، درمختار)

نمازوں کا فوت ہونا (چھوٹ جانا)

: فرض نمازوں کو اُن کے اوقات میں ادا کرنا واجب ہے۔ بلا عذر نمازوں کو اپنے اوقات سے مؤخر کرکے ادا کرنے والا سخت گہنگار ہوگا۔ نمازیں اپنے اوقات میں ادا نہ کرے تو یہ نمازیں ساقط (ختم) نہیں ہوتیں بلکہ شریعت کا حکم یہ ہے کہ فوت شدہ نمازوں کی قضاء پڑھے۔ واضح رہے نماز ایک عظیم الشان عبادت ہے اور اس سے غفلت جرم عظیم ہے اور اس کے فرض ہونے کا انکار کفر ہے ہمیشہ نماز قضاء کرکے پڑھنا گناہ ہے اگر کبھی نیند سے بیدار نہیں ہوسکے یا غفلت سے نماز ترک ہوگئی تو ان صورتوں میں جلد از جلد قضاء پڑھنا لازم ہے کیونکہ کیا معلوم موت کا وقت کب ہے؟ لہذا قضاء نمازوں کو اولین فرصت میں ادا کرلیں۔

قضاء نمازوں کی ادائیگی : مقدس راتوں میں نوافل کا ثواب صرف انھیں ہی ملتا ہے جن کی نمازیں قضاء نہیں ہوئیں، جن لوگوں پر فرض نمازوں کے چھوٹ جانے کا بوجھ ہے اُن کے

لئے لازم ہے کہ وہ نوافل کے بجائے اپنی فوت شدہ (چھوٹی ہوئی) فرض نمازوں کی قضاء ادا کریں۔ جن کی بہت نمازیں چھوٹ گئی ہیں اُن کے لئے دن اور وقت یاد رکھنا محال ہے۔ بہارِ شریعت اور قانون شریعت میں آسان مسئلہ یہ لکھا ہے کہ قضاء نمازوں کی نیت اس طرح کریں میرے ذمے جو سب سے پہلے نماز فجر قضاء ہوئی تھی اُس کو ادا کرتا ہوں...... فجر کی دو رکعت فرض ادا کریں...... پھر اُس کے بعد ظہر جو سب سے پہلے قضاء ہوئی تھی اُس کی نیت کر کے ظہر کی چار رکعت فرض ادا کریں۔ پھر عصر جو سب سے پہلے قضاء ہوئی تھی اُس کی نیت کر کے چار رکعت فرض ادا کریں۔ پھر مغرب جو سب سے پہلے قضاء ہوئی تھی اُس کی نیت کر کے تین رکعت فرض ادا کریں۔ پھر عشاء جو سب سے پہلے قضاء ہوئی تھی اُس کی نیت کر کے چار رکعت فرض ادا کریں' اب نمازِ وتر کی بھی تین رکعت قضاء پڑھنا لازم ہے۔ قضاء صرف فرض اور واجب نمازوں کی ہے' سنت ونوافل میں قضاء نہیں ہے۔ ایک دن کی تمام نمازوں کی قضاء کی جملہ بیس (۲۰) رکعتیں ہوتیں ہیں۔ اس طرح روزانہ ۲۰ رکعت نماز بطور قضاء نماز پنجگانہ کے ساتھ ادا کر لینے کا یہ ایک بہتر اور آسان عمل ہے۔

نماز توڑنے والی چیزیں:

نماز میں وضو ٹوٹنا' نماز میں بات کرنا' نماز میں کسی کو سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا' نماز میں کسی کی چھینک کا جواب دینا یعنی **يَرْحَمُكَ اللّٰهِ** کہنا' بُری خبر سن کر **اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ** یا کوئی اور لفظ کہنا' اچھی خبر سن کر **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ** یا کوئی اور لفظ کہنا' اللہ کا نام سن کر جل جلالہ اور نبی اکرم ﷺ کا نام سن کر جواب کی نیت سے درود شریف پڑھنا' تعجب والی بات سن کر **سبحان الله** یا **لااله الا الله** کہنا' اپنے امام کے سوا دوسرے کو نماز میں لقمہ دینا' درد یا تکلیف کی وجہ سے آہ' واہ' اُف کہنا' قرآن مجید غلط پڑھنا (جب کہ قرأت قرآن میں ایسی غلطی ہوئی جس سے معنٰی بگڑ جائیں) اعرابی غلطیاں یعنی زیر زَبر پیش وغیرہ اگر ایسی ہوں جن سے قرآن مجید کے معنٰی نہ بگڑتے ہوں تو یہ مفسد نماز نہیں۔

نماز میں بچہ کا دودھ پینا : عورت نماز پڑھ رہی تھی بچے نے اس کی چھاتی چوسی (Child Sucked the breast) اگر دودھ نکل آیا تو نماز جاتی رہی ۔ (دُرِّ مُختار)

دورانِ نماز بیوی کا بوسہ لینا : عورت نماز میں تھی مرد نے بوسہ (Kiss) لیا یا شہوت (Lustful Manner) کے ساتھ اس کے بدن کو ہاتھ لگایا نماز جاتی رہی اور مرد نماز میں تھا عورت نے ایسا کیا تو نماز فاسد نہ ہوئی جب تک مرد کو شہوت نہ ہو۔ (ردُّ المحتار)

نماز میں کھانسی آنا: کھانسی بلا عذر نماز کو فاسد کرتی ہے۔ (درمختار) اگر ضرورت ہو تو کھانس لے کہ دل اس کے دفع سے مشغول رہے گا اسی طرح کھنکارنے کا حکم ہے کہ اگر ضرورت ہو تو جائز ہے جیسے قراءت ٹھیک کرنے کے لئے، ورنہ نہیں۔

نماز میں ڈکار آنا: ڈکار کا بھی یہی حکم ہے کہ جس قدر ممکن ہو سکے اس کو روکے کیونکہ ڈکار اور کھانسی یہ افعال صلوٰۃ میں سے نہیں۔ (بحر الرائق، طحطاوی) ڈکار بلا عذر نماز کو فاسد کر دیتی ہے اس سے بچنا چاہئے (درمختار)

نماز میں دانتوں میں پھنسی چیز نگل لینا: دانتوں کے اندر کھانے کی کوئی چیز رہ گئی تھی اس کو نگل گئی، اگر چنے سے کم ہے تو نماز فاسد نہ ہوئی، مکروہ ہوئی۔۔ اور چنے کے برابر ہے فاسد ہوگئی۔ (درمختار، عالمگیری)

نماز پوری ہونے سے پہلے سلام پھیرنا: کسی نے نماز پوری ہونے سے پہلے بھول کر سلام پھیر دیا تو حرج نہیں اور اگر قصداً (جان بوجھ کر) پھیر دیا تو نماز جاتی رہی۔ (درمختار)

نماز میں کھجانا : ایک رکن میں تین بار کھجانے سے نماز جاتی رہتی ہے۔ یعنی یوں کہ کھجا کے ہاتھ اُٹھالیا، پھر کھجایا، پھر ہٹالیا اور پھر کھجایا اور پھر ہٹالیا۔ مثال کے طور پر قیام میں تھی کہ ہاتھ پر کھجلی ہوئی کھجا کر ہاتھ ہٹالیا، قیام میں ہی تھی کہ بازو پر ہوئی، کھجا کر ہاتھ اُٹھالیا، قیام میں ہی دوبارہ کھجلی ہوئی، پھر کھجایا اور پھر ہاتھ اُٹھایا، یہ ایک ہی رکن میں اس نے تین

مرتبہ کھجایا اس سے نماز جاتی رہی۔ (نوٹ: اگر ایک بار ہاتھ کو اُٹھا کر چند بار حرکت دی تو ایک ہی مرتبہ لیا جائے گا) (عالمگیری)

مکروہاتِ نماز :

انگلیاں چٹخانا: نماز میں انگلیاں چٹخانا انگلیوں کی قینچی باندھنا، یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا مکروہ تحریمی ہے۔ (دُرِّمُختار)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نماز میں انگلیاں مت چٹخاؤ کیونکہ یہ قومِ لوط کا عمل ہے اور اس کی تشبیہ سے بچنا چاہئے۔ (شامی' ابن ماجہ' طحطاوی)

کمر پر ہاتھ رکھنا: نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی کمر پر ہاتھ رکھنا نہ چاہئے۔ (دُرِّمُختار)

مٹی سے بچنے کے لئے نماز میں کپڑے سمیٹنا: سجدے میں جاتے ہوئے کپڑا اُٹھانا اگرچہ گرد سے بچانے سے کیا ہو مکروہ تحریمی ہے۔ (عامہ کتب)

نماز میں جمائیاں لینا: نماز میں جان بوجھ کر جمائی لینا مکروہ تحریمی ہے خود آئے تو حرج نہیں مگر رُوکنا مستحب ہے اگر رُوکے سے نہ رُکے تو ہونٹ کو دانتوں سے دبائے اس پر بھی نہ رُکے تو اگر قیام میں ہے تو داہنے (سیدھے) ہاتھ سے منہ بند کر دیں اور دوسرے موقع پر بائیں (الٹے) ہاتھ سے رُوکے۔ حضور ﷺ نے فرمایا' جمائی شیطان کی طرف سے ہے جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے جہاں تک ممکن ہو روکے کہ شیطان منہ میں داخل ہو جاتا ہے اور بعض میں ہے کہ شیطان دیکھ کر ہنستا ہے' (بخاری ومسلم)

جمائی کو روکنے کی بہترین ترکیب یہ ہے کہ: جب جمائی آتی معلوم ہو تو دل میں خیال کرے کہ انبیاء علیہ السلام اس سے محفوظ ہیں فوراً رُک جائے گی' (ردالمختار)

پیشاب' پاخانہ روک کر نماز پڑھنا: پیشاب' پاخانہ اور ریح کو روکتے ہوئے نماز پڑھنا

مکروہ ہے۔(شامی) 'تم میں سے کسی شخص کے لئے حلال نہیں جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو نماز پڑھے پاخانہ' پیشاب کو روکتا ہوا۔ یہاں تک کہ نماز میں تخفیف کرے' (شامی' ابوداؤد)

کھانے کے حاضر ہونے کے بعد نماز پڑھنا حضور ﷺ نے فرمایا کہ نماز کھانے کے حاضر ہونے کے بعد نہیں پڑھنی چاہئے اور نہ پاخانہ اور پیشاب کو دور کرتے ہوئے(مسلم)

تصویر والے کمرے میں نماز پڑھنا: نمازی کے آگے یا داہنے یا بائیں طرف تصویر کا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ پس پشت یعنی پیٹھ کے پیچھے ہونا بھی مکروہ ہے اگرچہ ان تینوں صورتوں سے کم۔ اگر تصویر غیر جاندار کی ہے جیسے دریا یا پہاڑ وغیرہ کی تو اس میں کوئی حرج نہیں۔(درمختار' فتاویٰ رضویہ)

آج کل عموماً لوگ گھروں میں فوٹو فریم پسند کرتے ہیں جس میں شادی بیاہ کی تصاویر' بچوں کی تصاویر وغیرہ ہوتی ہیں' پس اگر جانداروں کی تصاویر ہیں تو اس کمرے میں نہ رحمت کے فرشتے آئیں گے اور نہ ہی نماز ہوگی اسی طرح بچوں کے بابا سوٹ پر بنے ہوئے کارٹوں وغیرہ یا بچوں کے کھلونے مثلاً Stuff Toys وغیرہ ان سے بھی بچنا چاہئے اور بچوں کو خاص طور پر ایسے لباس نہ پہنائیں جس پر کارٹوں وغیرہ کی تصاویر بنی ہوں۔

انگلیوں پر تسبیح شمار کرنا : نماز میں اُنگلیوں پر آیتوں اور سورتوں اور تسبیحات کا گننا مکروہ ہے۔ نماز فرض ہو خواہ نفل اور دِل میں شمار کرنا یا پوروں کو دبانے سے تعداد محفوظ رکھنا اس طرح کہ سب انگلیاں بطور مسنون اپنی جگہ پر ہوں اس میں کچھ حرج نہیں' مگر خلاف اولیٰ ہے کہ دل دوسری طرف متوجہ ہوگا اور زبان سے گننا مفسد نماز ہے۔ (درمختار)

مسئلہ : نماز کے علاوہ انگلیوں پر تسبیحات شمار کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ بعض روایت میں یہ ہے کہ انگلیوں سے سوال ہوگا اور وہ بولیں گی۔ (ردالمختار)

سجدہ میں جاتے وقت ترتیب کے خلاف کرنا: سجدے میں جاتے ہوئے گھٹنے سے پہلے ہاتھ اور اُٹھتے وقت ہاتھ سے پہلے گھٹنے اُٹھانا مکروہ ہے۔ (غنیۃ)

نماز میں اشارے سے بات کرنا : نماز پڑھنے والے سے کوئی چیز مانگی یا کوئی بات پوچھی جائے اور اگر اس نے ہاں یا نہیں کا اشارہ کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی البتہ مکروہ ہوگئی۔ (عالمگیری)

ہر رکعت میں ایک ہی سورت پڑھنا : کسی سورت کو متعین کر لینا اس طرح کہ اس کے علاوہ دوسری سورت نہ پڑھنا مکروہ ہے ہاں اگر کوئی سورت آسان ہو یا حضور ﷺ کی قرأت سے تبرک کے طور پر کبھی کبھی پڑھ لینا مستحب ہے۔ (بہارشریعت)

سورۂ فاتحہ کے علاوہ کسی دوسری سورت کو متعین کرنا مکروہ ہے کیونکہ سورۂ فاتحہ تو وجوباً متعین ہے۔ نوافل کی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت بار بار پڑھنا بلا کراہیت جائز ہے۔

اُلٹا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا : اُلٹا کپڑا پہن کر یا اوڑھ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (بہارشریعت)

نماز میں آنکھیں بند کرنا : نماز میں آنکھیں بند رکھنا مکروہ ہے مگر جب کھلی رکھنے میں خشوع نہ ہوتا ہو تو بند کرنا بہتر ہے اور اگر عادت بھی ہو تو کچھ حرج نہیں۔ (درمختار)

پہنی ہوئی چادر پر سجدہ کرنا : جو کپڑا پہنے ہوئے ہے اس کا کونہ بچھا کر سجدہ کرنا اگر عذر سے خالی ہے تو مکروہ ہے اگر کنکریاں ہیں یا زمین سخت گرم ہے یا سخت سرد ہے تو مکروہ نہیں۔ (درمختار)

نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا : جو بندہ نماز میں ہے اللہ عزوجل کی رحمت خاصہ اس کی طرف متوجہ رہتی ہے جب تک اِدھر اُدھر نہ دیکھے، جب اس نے اپنا منہ پھیرا اس کی رحمت بکھر جاتی ہے۔ (ابوداؤد، نسائی) 'نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا یہ شیطان کا آدمی سے اچک لینا ہے جو وہ آدمی سے اچک لیتا ہے' (سنن ابوداؤد)

دوسری رکعت کو چوتھی سمجھ کر سلام پھیرنا : اگر کسی نے دوسری رکعت کو چوتھی سمجھ کر سلام پھیر دیا، اگر فوراً یاد آ گیا تو نماز مکمل کرے سجدۂ سہو کرے۔ (عالمگیری)

اگر نماز میں تھی قعدہ اولیٰ کے بعد درود شریف اور دُعائے ماثورہ پڑھنے کے بعد سلام پھیر دیا' اگر سلام پھیرتے ہی یاد آ گیا تو اگلی دو رکعتوں کو مکمل کر کے سجدۂ سہو کر لے کہ قعدہ اولیٰ کے فوراً بعد قیام واجب تھا اور وہ درود شریف پڑھنے سے واجب کی ادائیگی میں تاخیر ہو گئی۔

مرض کی شدت سے آہ یا اُف نکلنا: مریض کی زبان سے بے اختیار 'آہ' نکلی یا 'اوہ' نکلی نماز فاسد نہ ہوئی' یونہی چھینک' کھانسی' جمائی' ڈکار میں جتنے حروف مجبوراً نکلتے ہیں' معاف ہیں (درمختار)

نمازی کے آگے سے گزرنا: نمازی کے آگے سے کسی کا گزرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا' نماز ہو جاتی ہے لیکن آگے سے گزرنے والا گنہگار ہوتا ہے۔(فتاویٰ رضویہ)

نمازی کے آگے سے گزرنے کی صورت (سترہ) : نمازی کے آگے سترہ یعنی کوئی آڑ ہو تو اس سترہ کے بعد سے گزر سکتے ہیں۔ (عامہ کتب) تکیہ وغیرہ کا سترہ بنالینا ہرگز جائز نہیں کیونکہ سترہ کم از کم ایک ہاتھ اونچا (یعنی تقریباً آدھا گز) اور انگلی برابر موٹا ہونا چاہئے۔ تخت پر نماز پڑھنے والے کے آگے سے گزرنا درست نہیں' اس لئے کہ کوئی شخص بلندی پر نماز پڑھ رہا ہے تو اس کے سامنے سے گزرنا بھی جائز نہیں جبکہ گزرنے والے کا کوئی عضو نمازی کے سامنے ہو۔ تخت پر اگر کوئی نماز پڑھے تو اس کے سامنے سے گزرنے والے کا تقریباً آدھا جسم سامنے آجاتا ہے اس لئے اس طرح گزرنا درست نہیں' ہاں اگر کوئی شخص اتنی بلندی پر نماز پڑھ رہا ہو کہ کسی عضو کا سامنا نہ ہو تو حرج نہیں۔ (بہارشریعت)

مسئلہ : نمازی اپنے آگے سے گزرنے والے کو اگر روکنا چاہے تو سبحان اللہ کہے یا زور سے قرأت کرنے لگے یا ہاتھ سے اشارہ کر دے لیکن بار بار ایسا نہ کرے کہ عمل کثیر ہونے کی صورت میں نماز جاتی رہے گی۔ (درمختار' قانون شریعت)

عورتوں کے لئے نماز تراویح: نماز تراویح جس طرح مَردوں کے لئے سنت موکدہ ہے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی سنّتِ موکدہ ہے اس کا چھوڑنا جائز نہیں۔ (قانونِ شریعت)

تراویح کی بیس رکعتیں دو دو رکعت کر کے دس سلام سے پڑھے۔ ہر چار رکعت پڑھ لینے کے بعد اتنی دیر تک آرام لینے کے لئے بیٹھنا مستحب ہے جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی ہیں۔ اِس آرام کرنے کے لئے بیٹھنے کو ترویحہ کہتے ہیں۔ (قانونِ شریعت)۔۔ عورتوں کو چاہئے کہ گھر پر نماز تراویح ادا کریں۔

تراویح میں بیٹھ کر پڑھنا : تراویح میں بیٹھ کر پڑھنا بلا عذر مکروہ ہے مگر بعض فقہاء کے نزدیک تو ہوگی ہی نہیں۔ (درمختار)

تراویح میں دو رکعت پر بھول کر کھڑے ہو جانا : دو رکعت پر بیٹھنا بھول گئی اور کھڑی ہوگئی تو جب تک تیسری کا سجدہ نہ کیا ہو تو بیٹھ جائے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو چار مکمل کرے مگر یہ دو شمار کی جائیں گی۔ (عالمگیری)

تراویح میں بھول سے تین رکعت پڑھنا : تین رکعت پڑھ کر سلام پھیرے اور دوسری رکعت میں نہ بیٹھی تھی نماز نہ ہوئی اس کے بدلے کی دو رکعتیں اور پڑھیں۔ (عالمگیری)

عورت کی امامت:

Not allowed for women to lead men

عورت مَردوں کی امامت کرے یہ ناجائز ہے۔ ہرگز عورت مَردوں کی امام نہیں بن سکتی اور صرف عورتوں کی جماعت کہ عورت ہی امام ہو اور عورتیں ہی مقتدی ہوں یہ مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے۔ (بہارشریعت)

جمعہ اور عیدین کی نماز

Friday and Eid Prayer

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کو جماعت و جمعہ وعیدین اور دینی وعظ کی مجالس میں شامل ہونے کو مکروہ فرمایا ہے اور یہ فتنہ کے خوف سے ہے (درمختار)

عورتوں پر جمعہ اور عیدین کی نماز واجب نہیں۔ پانچ نمازوں کے لئے بھی عورتوں کا مسجد میں جانا منع ہے۔ عورتوں کو چاہئے کہ جمعہ کی نماز کے وقت پر ہر روز کی طرح نماز ظہر اپنے گھر پر ہی پڑھ لیں۔ عید کی خوشی میں شکرانہ کے طور پر دو رکعت نماز نفل پڑھی جائے تو کوئی شرعی پابندی نہیں ہے لیکن عید کی نماز کی نیت نہ کرے۔ ((عورتوں کے لئے عیدین کی نماز جائز نہیں، اس لئے کہ عیدگاہ میں مَردوں کے ساتھ اختلاط ہوگا اور اسی لئے اب عوتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں دن کی نماز ہو یا رات کی، جمعہ ہو یا عیدین، خواہ وہ جوان ہو یا بڑھیا۔ صرف عورتیں اگر جماعت کریں تو یہ بھی ناجائز ہے۔ اس لئے کہ صرف عورتوں کی جماعت ناجائز ومکروہ تحریمی ہے۔ عیدین کی نماز عورتیں اگر تنہا پڑھیں تو بھی جائز نہ ہوگی اس لئے کہ عیدین کی نماز کے لئے جماعت شرط ہے۔ ہاں عورتیں اس دن اپنے اپنے گھروں میں فرداً فرداً نفل نمازیں پڑھیں تو باعثِ ثواب وہ برکت اور انعامات میں اضافہ کا سبب ہے۔ فرض نمازیں پابندی سے ادا کریں))

نمازِ سفر : شریعت کی اصطلاح میں مسافر اس کو کہا جاتا ہے جو ۵۷ میل ۳ فرلانگ یعنی ۹۲ کیلومیٹر کے سفر کے ارادہ سے بستی سے باہر جائے اور یہ سفر پندرہ دن سے کم رہنے کی نیت سے ہو۔ یہ سفر موٹر، ریل یا ہوائی جہاز وغیرہ سے تھوڑے سے وقت میں طئے کرلیا جائے تب بھی سفر کرنے والا خواہ مرد ہو یا عورت شرعی طور پر مسافر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسافر کے لئے فرض نمازوں میں کچھ سہولت دی ہے جسے نمازِ قصر کہا جاتا ہے۔ قصر (کمی یا تخفیف) کا مطلب یہ ہے کہ چار رکعت فرض نماز کو صرف دو ہی رکعت میں پڑھا جائے یعنی ظہر وعصر وعشاء کی نمازوں میں فرض کی چار رکعتیں ہیں ان میں دو رکعت پڑھی جائیں۔ مسافر پر واجب ہے کہ نماز میں قصر کرے یعنی چار رکعت والے فرض کو دو پڑھے۔ سنتوں میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں گی۔ فجر ومغرب اور وتر کی نماز میں قصر نہیں بلکہ جیسے ہمیشہ پڑھی جاتی ہے ویسے ہی سفر میں پڑھنی چاہئے۔

مسئلہ : کسی آبادی یا بستی میں پندرہ دن ٹھہرنے کا پختہ ارادہ کرلیا تو یہ بھی ضروری ہے کہ یہ نیت ایک ہی جگہ ٹھہرنے کی ہو۔ اگر دو جگہ پر ٹھہرنے کا ارادہ کیا مثلاً ایک جگہ دس دن اور دوسری جگہ پانچ دن تو یہ نیت معتبر نہیں۔ وہ بدستور مسافر ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

مسئلہ : مسافر اس وقت تک مسافر ہے جب تک اپنی بستی میں واپس پہنچ نہ جائے یا اپنے شہر و بستی سے دور پورے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرلے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

(☆) عورت شادی کے بعد سسرال گئی اور یہیں رہنے لگی تو اب میکہ اس کا وطن اصلی نہ رہا یعنی سسرال تین منزل (۵۷ میل ۳ فرلانگ یعنی ۹۲ کیلومیٹر) پر ہے وہاں سے میکے آئی اور پندرہ دن ٹھرنے کی نیت نہ کی تو نماز قصر (Shorten the farz prayer) کرے۔

(☆) عورت نے شادی کے بعد میکے میں رہنا نہیں چھوڑا بلکہ سسرال عارضی طور پر گئی تھی اور پھر میکے آکر رہنے لگی تو میکے آتے ہی سفر ختم ہوگیا عورت مقیم Resident ہوگئی لہذا نماز پوری پڑھئے۔ (بہارِ شریعت)

صلوٰۃ التسبیح : **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ** (اللہ تعالیٰ ہر عیب ونقص سے پاک ہے اور سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ تعالیٰ بڑا ہے۔ نہیں ہے گناہوں سے بچنے کی طاقت مگر اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے' اور نہیں ہے نیکی کی قوت مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے)

یہ تسبیحات نہایت ہی اہم اور دین و دُنیا میں کار آمد اور مفید ہیں۔ حضور ﷺ نے ان کے اہتمام اور فضیلت کی وجہ سے ایک خاص نماز کی ترغیب بھی فرمائی ہے جو صلوٰۃ التسبیح کے نام سے مشہور ہے یہی کلمات صلوٰۃ التسبیح میں (۳۰۰) مرتبہ پڑھے جاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلمات باقی رہنے والی نیکیاں ہیں اور گناہوں وخطاؤں کو اس طرح جھاڑ دیتی ہیں جیسے درخت موسم خزاں میں اپنے پتّے جھاڑ دیتا ہے یہ کلمات جنّت کے خزانوں میں سے ہیں۔

جو شخص ان کلمات کو پڑھتا ہے تو ان کلمات پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے جو پڑھنے والے کے لئے مغفرت کی دعا کرتا ہے اور ان کلمات کو اللہ تعالیٰ کے حضور حمد و ثنا کے تحفہ کے طور پر پیش کرتا ہے۔ جس شخص نے ان کو پابندی کے ساتھ پڑھا اس نے اپنے ہاتھ خیر و برکت سے بھر لئے۔

سُبْحَانَ اللّٰہ کہنے سے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور بیس بُرائیاں مٹادی جاتی ہیں۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہ کہنے سے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور بیس بُرائیاں مٹادی جاتی ہیں۔

لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہ کہنے سے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور بیس بُرائیاں مٹادی جاتی ہیں۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنے سے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور بیس بُرائیاں مٹادی جاتی ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ صدق دل سے کہنے سے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہے اور تیس بُرائیاں مٹائی جاتی ہیں۔

حضور ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے چچا! کیا میں آپ کو ایسے دس تحفے نہ عطا کروں، دس نعمتیں نہ دے دوں، دس عطیے نہ بخش دوں (یعنی دس باتیں نہ بتلا دوں) کہ جب آپ اُن پر عمل کرلیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے، پرانے، نئے، قصداً سہواً چھوٹے بڑے، پوشیدہ، علانیہ کئے ہوئے سب گناہ معاف فرمادے۔

اس کے بعد صلوٰۃ التسبیح کی ترکیب تعلیم فرمائی، اور فرمایا کہ اس نماز کے پڑھنے والے کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس نماز کو روزانہ پڑھو اور اگر ہر روز نہ پڑھ سکو تو ہر جمعہ ایک مرتبہ، اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینے میں ایک مرتبہ، اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو سال میں ایک مرتبہ، اور اگر سال میں ایک مرتبہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک مرتبہ پڑھو۔ اس نفل نماز کا ثواب بے انتہاء ہے اور بے شمار دینی و دنیوی برکات کے حصول کا سبب ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، بیہقی)

حضور ﷺ نے نہایت اہتمام اور شفقت سے اس نماز کی تعلیم فرمائی ہے۔ عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ اور بہت سے علماء سے اس نماز کی فضیلت نقل کی گئی ہے۔ علمائے اُمت،

محدثینؒ فقہاءؒ صوفیہ ہر زمانہ میں اس کا اہتمام فرماتے رہے ہیں۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ تبع تابعین کے زمانہ سے ہمارے زمانہ تک مقتدا حضرات اس پر مداومت کرتے اور لوگوں کو تعلیم دیتے رہے ہیں۔ جن میں عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ بھی ہیں جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اُستادوں کے اُستاد ہیں امام بیہقی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے پہلے حضرت ابوالجوزاء رضی اللہ عنہ جو معتمد تابعی ہیں اس نماز کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ روزانہ جب ظہر کی اذاں ہوتی تو مسجد میں جاتے اور جماعت کے وقت تک اس کو پڑھ لیا کرتے۔ حضرت عبدالعزیز ابی رواد رضی اللہ عنہ جو حضرت عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ کے بھی اُستاد ہیں' بڑے عابد' زاہد' متقی لوگوں میں ہیں' کہتے ہیں کہ جو جنت کا ارادہ کرے اُس کو ضروری ہے کہ صلوٰۃ التسبیح کو مضبوط پکڑے۔ حضرت ابوعثمان حیری رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے زاہد ہیں کہتے ہیں کہ میں نے مصیبتوں اور غموں کے ازالہ کے لئے صلوٰۃ التسبیح جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی۔ علامہ تقی سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ نماز بڑی اہم ہے۔ مرقاۃ میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہر جمعہ کو صلوٰۃ التسبیح پڑھا کرتے تھے۔

شبِ معراج' شبِ براَتِ شبِ قدر' یوم عرفہ' یوم عاشورہ اور دیگر مقدس راتوں میں صلوٰۃ التسبیح کا پڑھنا یقیناً فائدہ مند ہوگا۔

صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا طریقہ: چار رکعت صلوٰۃ التسبیح کی نیت باندھ کر تکبیر تحریمہ (**اَللّٰہُ اَکْبَرُ**) کہے اور ثناء پڑھے' پھر پندرہ بار **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ** پڑھیں' پھر تعوذ' تسمیہ' سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھ کر دس بار یہی تسبیح پڑھے' پھر رکوع کرے اور رکوع میں دس بار تسبیح کہے اور رکوع سے سَر اُٹھائے اور **سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ** اور **رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ** کہنے کے بعد دس بار تسبیح کہے پھر سجدے کو جائے اور اس میں دس بار تسبیح کہے' پھر سجدے سے سَر اُٹھا کر دس بار

تسبیح کہے' پھر سجدے کو جائے اوراس میں دس بار تسبیح پڑھے۔ اسی طرح چار رکعت پڑھے' ہر رکعت میں پچھتر (۷۵) بار تسبیح اور چاروں رکعت میں تین سو(۳۰۰) ہوئیں۔ (خیال رہے کہ یہ تسبیح تشہد میں نہیں پڑھی جائے گی) رکوع وسجود میں **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم** اور **سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلیٰ** کہنے کے بعد یہ تسبیحات پڑھے (نظام شریعت' بہارشریعت)

پہلی رکعت :	سورہ فاتحہ پڑھنے سے پہلے	۱۵	مرتبہ تسبیح پڑھیں
	رکوع سے پہلے	۱۰	''
	رکوع میں	۱۰	''
	رکوع سے سَر اُٹھانے کے بعد	۱۰	''
	پہلے سجدہ میں	۱۰	''
	پہلے سجدہ سے سَر اُٹھانے کے بعد	۱۰	''
	دوسرے سجدہ میں	۱۰	''

	پہلی رکعت کی جملہ تسبیحات	۷۵	
	دوسری رکعت کی جملہ تسبیحات	۷۵	
	تیسری رکعت کی جملہ تسبیحات	۷۵	
	چوتھی رکعت کی جملہ تسبیحات	۷۵	

	چار رکعات کی جملہ تسبیحات	۳۰۰	

مسئلہ : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ کو معلوم ہے اس نماز میں کونسی سورت پڑھی جائے' فرمایا۔سورۃ **تَکَاثُرْ ' وَالْعَصْرِ ' قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ ' قُلْ هُوَ اللّٰهُ** (نظام شریعت)

مسئلہ : اس نماز کا اوقات مکروہہ کے علاوہ باقی دن رات کے تمام اوقات میں پڑھنا جائز ہے البتہ زوال کے بعد پڑھنا زیادہ بہتر ہے پھر دن میں کسی وقت، پھر رات کو۔

مسئلہ : ان تسبیحوں کو زبان سے ہرگز نہ گنے کہ زبان سے گننے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اُنگلیوں کو بند کر کے گننا چاہیے۔

مسئلہ : اگر کسی جگہ تسبیح پڑھنا بھول جائے تو دوسرے رکن میں اُس کو پورا کر لے، البتہ بھولے ہوئے کی قضا رکوع سے اُٹھ کر اور دو سجدوں کے درمیان نہ کرے۔ اسی طرح پہلی اور تیسری رکعت کے بعد اگر بیٹھے تو ان میں بھی بھولے ہوئے کی قضا نہ کرے بلکہ صرف ان کی ہی تسبیح پڑھے اور ان کے بعد جو رکن ہو اُس میں بھولی ہوئی بھی پڑھ لے، مثلاً اگر رکوع میں پڑھنا بھول گیا تو ان کو پہلے سجدہ میں پڑھ لے، اسی طرح پہلے سجدہ کی دوسرے سجدہ میں، اور دوسرے سجدہ کی دوسری رکعت میں کھڑا ہو کر پڑھ لے اور اگر رہ جائے تو آخری قعدہ میں التحیات سے پہلے پڑھ لے۔

مسئلہ : اگر سجدہ سہو کسی وجہ سے پیش آ جائے تو اس میں تسبیح نہیں پڑھنا چاہئے اس لئے کہ مقدار تین سو ہے وہ پوری ہو چکی ہے، ہاں اگر کسی وجہ سے اس مقدار میں کمی رہی ہو تو سجدہ سہو میں پڑھ لے۔

استخارہ کی تعلیم وفضیلت : انسان کا علم ناقص ہے اور اُس کے ذرائع علم بھی محدود اور ناقص ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہم کچھ کرنا چاہتے ہیں اور سمجھ میں نہیں آتا کہ کریں یا نہ کریں اور کریں تو کیسے کریں۔۔ ایک عجیب کشمکش کی کیفیت ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے نمازِ استخارہ کی تعلیم فرمائی۔ کسی کام کے کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی اور مدد طلب کرنے کو استخارہ کہا جاتا ہے۔ استخارہ کی روح یہ ہے کہ بندہ اپنی عاجزی کا احساس رکھتے ہوئے اور لاعلمی کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے قادرِ مطلق اور علیم وخبیر مالک سے رہنمائی اور مدد چاہے اور اپنا معاملہ اس کے سپرد کر دے۔ استخارہ کرنے والا

گویا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کرتا ہے کہ اے علاّم الغیوب مجھے اشارہ فرمادے کہ یہ کام میرے حق میں بہتر ہے یا نہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اے انس ! جس کام کے کرنے کا تو ارادہ کرے تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سات مرتبہ استخارہ (طلب خیر ومشورہ) کرو اور جو تیرے دل پر القا ہو اُس پر عمل کرلے ان شآء اللہ وہی تیرے لئے بہتر ہوگا۔ استخارہ کی فضیلت حدیثوں میں بہت آئی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو استخارہ کرلیا کرے وہ کبھی شرمندہ نہ ہوگا اور نہ نقصان اُٹھائے گا (الطبرانی) استخارہ کرنا نیک نیتی کی علامت ہے استخارہ نہ کرنا بدقسمتی ہے (ترمذی) حضور ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس طرح استخارہ سکھاتے تھے جس طرح قرآن کریم کی سورتیں سکھاتے (بخاری، ابوداؤد) اس لئے زندگی کے اہم کام یعنی تلاش مرشد، حج کا سفر، عام سفر، تعمیر عمارت، نکاح، تجارت کا آغاز کسی کام میں شرکت، ملازمت یا سواری کی خرید وفروخت وغیرہ امور کے بارے میں استخارہ کرلینا بہتر ہے۔

نماز استخارہ : دو رکعت نفل پڑھے، مستحب یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد **قل یٰایها الکٰفرون** اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد **قل هو الله احد** پڑھے (نظام شریعت) سلام پھیر کر دُعائے استخارہ پڑھے، مستحب یہ ہے کہ اس دُعا کے اول وآخر درود شریف پڑھے، دن میں روزہ رکھے تو بہتر ہے۔

دُعا میں **هٰذَا الْاَمْرَ** کی جگہ اس کام کا نام لیا جائے جس کے کرنے کا ارادہ ہو۔ بعض مشائخ سے منقول ہے کہ دُعا پڑھ کر باطہارت قبلہ رُو سو جائے اگر خواب میں سفیدی یا سبزی دکھائی دے تو وہ کام بہتر ہے اور اگر سیاہی یا سرخی دکھائی دے تو وہ کام بُرا ہے اُس سے بچے (ردّ المختار۔ بہار شریعت) بہتر یہ ہے کہ سات بار استخارہ کرے۔ استخارہ کے بعد بھی تذبذب کی کیفیت باقی رہے تو استخارہ بار بار کیا جائے یہاں تک کہ یکسوئی حاصل ہوجائے اور دل ایک طرف لگ جائے۔ یہ

بات یاد رہے کہ استخارے کا وقت اسوقت تک ہے کہ ایک طرف رائے پوری نہ جم چکی ہو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاسْتَقْدِرُ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ٭ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرِ خَيْرٌ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَيَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِيْهِ ٭ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرِ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ

(بخاری، ابو داؤد، ترمذی، احمد، ابن ماجہ) اے اللہ میں تیرے علم کے ساتھ تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے ذریعہ سے طلبِ قدرت کرتا ہوں اور تجھ سے تیرا فضلِ عظیم مانگتا ہوں کیونکہ تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا، تو سب کچھ جانتا ہے اور میں نہیں جانتا، اور تو تمام پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے۔ اے اللہ اگر تیرے علم میں یہ امر (یہ کام جس کا میں قصد وارادہ رکھتا ہوں) میرے دین وایمان اور میری زندگی اور میرے انجامِ کار میں دُنیا وآخرت میں میرے لئے بہتر ہو تو اُس کو میرے لئے مقدر کردے اور میرے لئے آسان کردے پھر اس میں میرے واسطے برکت کردے۔ اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے بُرا ہے میرے دین وایمان میری زندگی اور میرے انجامِ کار دُنیا وآخرت میں تو اُس کو مجھ سے اور مجھ کو اُس سے پھیر دے اور جہاں کہیں بہتری ہو میرے لئے مقدر کر پھر اُس سے مجھے راضی کردے۔

مسئلہ: کسی فرض کی ادائیگی کے بارے میں استخارہ نہیں: مثلاً نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں، حج ادا کروں یا نہ کروں۔۔اس کے لئے استخارہ کی گنجائش نہیں، کیونکہ یہ تو ادا کرنے ہی ہیں۔ حج اور جہاد اور دیگر نیک کاموں میں نفس فعل کے لئے استخارہ نہیں ہوسکتا البتہ تعینِ وقت کے لئے کرسکتے ہیں کہ کس دن حج کا سفر شروع کروں (نظام شریعت)

مسئلہ: اگر کوئی شخص خود استخارہ نہ کرسکے تو دوسرے سے کرایا جاسکتا ہے بہتر یہی ہے کہ خود ہی استخارہ کرے۔

فائدہ : امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں استخارہ کے بعد اپنے کام کے جس پہلو کی

طرف انسان کا انشراح ہو' اُسے کرنا چاہئے' لیکن کبھی ایسے انشراح پر اعتماد نہیں کرنا چاہئے جسے انسان پہلے ہی سے دل میں طے کر چکا ہو اور اس میں اس کی کوئی دلی خواہش موجود ہو۔ انسان کو صاف دل' صاف نیت ہو کر اللہ کے حضور استخارہ کرنا چاہئے اور اپنے معاملہ کو اللہ ہی کے اختیار میں دے دینا چاہئے (فقہ السنۃ)

ام المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا استخارہ فرمانا : مدارج النبوت میں ہے کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ عدت گزرنے کے بعد حضور ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا۔ یہ خوشخبری سن کر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے مشورہ لئے بغیر کوئی کام نہیں کرسکتی ہوں یہ کہہ کر استخارہ کرنے کے لئے نماز پڑھنے کھڑی ہوگئیں (فتح الباری) دو رکعت نماز ادا کی اور سجدہ میں سر رکھ کر یہ دعا مانگی کہ خداوندا۔ تیرے رسول نے مجھے نکاح کا پیغام دیا ہے اگر میں تیرے نزدیک اُن کی زوجیت میں داخل ہونے کے لائق عورت ہوں تو اُن کے ساتھ میرا نکاح فرمادے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی یہ دُعا فوراً ہی قبول ہوگئی اور حضور نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔

﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا﴾ (الاحزاب/ ۳۷) پھر جب پوری کر لی زید نے اسے طلاق دینے کی خواہش تو ہم نے اسکا آپ سے نکاح کر دیا۔

اس آیت کے نزول کے بعد حضور ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ کون ہے جو زینب کے پاس جائے اور اس کو یہ خوشخبری سنائے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح اس کے ساتھ فرمادیا ہے۔ یہ سن کر سلمٰی رضی اللہ عنہا جو کہ حضور ﷺ کی خادمہ تھیں دوڑتی ہوئی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچیں اور یہ آیت سنا کر خوشخبری دی۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اس بشارت سے اس قدر خوش ہوئیں کہ اپنا زیور اتار کر سلمٰی رضی اللہ عنہا کو انعام میں عطا فرمادیئے اور خود سجدہ میں گر پڑیں اور اس نعمت کے شکریہ میں دو ماہ لگاتار روزہ دار رہیں۔ (مدارج النبوت)

اس واقعہ نکاح سے معلوم ہوا کہ عورت یا مرد کے پاس جب کسی کے نکاح کا پیغام پہنچے تو اسے اس بارے میں استخارہ کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ سے مشورہ لینے میں نفع ہے دیکھو حضور نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر کوئی نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا لیکن پھر بھی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے پیغام پہنچنے پر استخارہ کیا۔

نماز برائے لڑکیوں کی شادی: حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعد نماز مغرب چار رکعت نفل نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ **قل یـایـها الـکٰفرون** ' **قل هوالله احد** ' **قل اعوذ برب الفلق** اور **قل اعـوذ برب الناس** ایک ایک مرتبہ پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد سجدے کی حالت میں **یَاحَیُّ یَاقَیُّوم بِرَحْمَتِكَ اسْتَغِیْثُ** ستر بار پڑھے اور اپنی حاجت طلب کرے۔

بعض مشائخ سے منقول ہے کہ اس نماز کے ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے لڑکیوں کی شادی کے انتظام کر دے گا۔

شادی کے لئے نماز استخارہ: اچھے رشتوں کی تلاش کے بعد بھی مختلف خدشات مستقبل کے لئے لگے ہوتے ہیں کہ لڑکی کا رشتہ اچھے گھر میں ہو رہا ہے یا نہیں۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ نے اس موقع پر ہمیں نماز استخارہ کی تعلیم دی ہے اور اس کا طریقہ یہ بتایا کہ جب تم نکاح کرنے کا ارادہ کرو تو دو رکعت نماز پڑھو پھر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرو اور یہ دُعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ' فَاِنْ رَأَیْتُ اِنَّ لِیْ فِیْ فُلَانَةٍ خَیْراً لِیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاٰخِرَتِیْ فَاقْدُرْهَا لِیْ وَاِنْ کَانَ غَیْرَهَا خَیْراً لِّیْ مِنْهَا فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاٰخِرَتِیْ فَاقْدُرْهَا (ابن حبان' الحاکم)

اس دُعا کو پڑھ کر سو جائیں' حالتِ نیند میں اللہ تعالیٰ قلبی تشفی دے گا یا خواب کے ذریعہ رشتہ کے اچھے ہونے یا نہ ہونے کا علم ہو جائے گا۔ اگر ایک مرتبہ عمل کرنے پر مقصد حاصل نہ ہو تو ایک سے زائد مرتبہ عمل کریں ان شآء اللہ مقصد کی تکمیل ہو جائے گی۔ بہرحال نمازِ استخارہ ایک عظیم نعمت ہے اللہ تعالیٰ ہم کو اس سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق دے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین)

روزہ کا بیان

Fasting

رمضان المبارک کے روزے رکھنا اسلام کا تیسرا بڑا رکن ہے۔ رمضان المبارک کے روزے ہر مسلمان عاقل بالغ پر فرض ہے۔ جو شخص اس کا انکار کرے وہ کافر ہو جائے گا اور جو کسی شرعی عذر کے بغیر رمضان المبارک کے روزے ترک کرے وہ گنہگار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت (رضا اور خوشنودی) کے لئے صبح صادق (فجر) سے لے کر غروبِ آفتاب (مغرب) تک کھانے پینے اور نفس کی خواہشات (جماع) کو ترک کرنا روزہ کہلاتا ہے۔

نیت : روزہ کے لئے نیت فرض ہے بغیر نیت کے روزہ نہیں ہوگا۔ نیت دِل کے مضبوط ارادہ کو کہتے ہیں اس لئے زبان سے نیت کے الفاظ کہنا ضروری شرط نہیں بلکہ مستحب اور بہتر ہے۔ نیت کا وقت غروبِ آفتاب سے ضحویٰ کبریٰ تک ہے یعنی دوپہر یا زوال سے پہلے تک ہے۔ مستحب اور افضل یہ ہے کہ نیت رات یا سحری کھاتے وقت اور طلوعِ فجر سے پہلے کی جائے۔ سحری کھانا بھی نیت ہے چاہے رمضان المبارک کے روزہ کی سحری ہو یا کسی اور روزہ کی۔ ہاں اگر سحری کھاتے وقت یہ ارادہ کیا کہ صبح کو روزہ نہ رکھوں گا تو یہ سحری کھانا روزہ کی نیت شمار نہ ہوگی۔ روزہ کا دِل میں ارادہ کئے بغیر اگر کوئی کسی وجہ سے فجر سے پہلے کھانا کھالے اور دن بھر کام میں مصروف رہے یا دن نیند میں گذار دے تو روزہ نہ ہوا۔

سحری : سحری کھانا سنت ہے اگر اس وقت کوئی چیز کھانے کو دِل نہ چاہتا ہو تو چند کھجور یا چند گھونٹ پانی پی لینا چاہئے تا کہ سحری کا ثواب اور برکت حاصل ہو جائے اور سنتِ نبوی پر عمل بھی ہو جائے۔ سحری کھانے میں تاخیر کرنا مستحب ہے مگر اتنی دیر بھی نہیں کہ وقت ہی ختم ہونے کا شک پیدا ہو جائے۔ مناسب یہ ہے کہ سحری کا وقت ختم ہونے سے پانچ دس منٹ

پہلے کھانے پینے سے فارغ ہو جائے۔ اگر سحری کے وقت غسل کی حاجت ہو اور وقت اتنا ہی باقی ہے کہ سحری کھائی جا سکتی ہے تو ایسی صورت میں وضو کر کے سحری کھانا پینا جائز ہے سحری کے فراغت کے بعد غسل جلدی کرنا چاہئے' اب زیادہ دیر کرنا گناہ ہے۔

افطاری : سنت یہ ہے کہ روزہ کھجور یا پانی سے افطار کیا جائے' اگر کھجوریں اور پانی میسر نہ ہوں تو کسی بھی دوسری چیز سے روزہ افطار کیا جا سکتا ہے۔ جب افطار کا صحیح وقت ہو جائے تو اس وقت جلدی (نمازِ مغرب سے قبل) افطار کرنا چاہئے۔ افطاری میں اتنی دیر کرنا کہ ستارے نظر آنے لگیں' یہودیوں کا طریقہ ہے اور اس قدر تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

حیض ونفاس والی عورت کے لئے روزے کے احکام:

☆ حیض ونفاس کی حالت میں روزہ رکھنا (Fasting) حرام ہے۔ پاک ہونے کے بعد روزوں کی قضاء اور دنوں میں رکھنا فرض ہے۔ (دُرِّ مُختار - عالمگیری) آئندہ رمضان آنے سے پہلے اپنے ذمے فرض روزوں کی قضا ضروری ہے۔

☆ روزے کی حالت میں حیض یا نفاس شروع ہو گیا ہو تو روزہ جاتا رہا۔ اس کی قضا رکھے۔ فرض تھا تو قضا فرض ہے اور نفل تھا تو قضا واجب۔ (عالمگیری)

☆ حیض والی کو تین دن سے کم خون آ کر بند ہو گیا تو روزے رکھے اور وضو کر کے نماز پڑھے' نہانے کی ضرورت نہیں۔ روزوں کی قضا کرے۔ (بہارشریعت)

☆ اگر دن کے کسی حصے میں پاک ہوئی تو روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے۔ کوئی ایسی چیز نہیں کر سکتی جو روزے کے خلاف ہو یعنی روزہ کی حالت کے مطابق رہے (پاک ہونے کے بعد کچھ کھانا پینا درست نہیں' شام تک روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے لیکن یہ دن روزہ میں شمار نہ ہوگا بلکہ اس کی قضا بھی رکھنی پڑے گی) (بہارشریعت)

☆ افطار سے ایک منٹ پہلے بھی (مغرب سے تھوڑی دیر پہلے بھی) حیض آ گیا تو روزہ جاتا رہا اور اس دن کے روزے کی قضا کرنی اس پر واجب ہے۔

بہت سی عورتیں اس غلط فہمی کا شکار ہوتی ہیں کہ اگر روزے کی حالت میں کسی دن ان کو حیض آ گیا تو سمجھتی ہیں کہ زوال سے پہلے اگر حیض آ گیا تو روزہ افطار نہیں کرسکتی۔ اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ دن کے کسی بھی حصے میں اگر اس کو حیض آ گیا تو وہ روزہ افطار کرسکتی ہے اور اس کو اس دن کے روزے کی قضا کرنی پڑے گی۔

☆ حیض و نفاس والی عورت پاک ہوگئی تو جو کچھ دن باقی رہ گیا ہے اُسے روزے کے مثل گزارنا واجب ہے اور روزے کی قضا فرض ہے۔ (دُرِّ مُختار)

☆ عورت حیض و نفاس والی تھی اس نے رات میں کل روزہ رکھنے کی نیت کی اور صبح صادق سے پہلے حیض و نفاس سے پاک ہوگئی تو روزہ صحیح ہوگا۔ (جوہرہ)

نفل اور منت کے روزے:

☆ عورت بغیر شوہر کی اجازت کے نفل اور منت کے روزے نہ رکھے اور رکھ لئے تو شوہر تو ڑوا سکتا ہے مگر توڑ دے گی تو قضا واجب ہوگی اور اس کی قضا میں بھی شوہر کی اجازت درکار ہے۔ ہاں اگر روزہ رکھنے میں شوہر کا کچھ حرج نہ ہو مثلاً وہ سفر میں ہے یا بیمار ہے یا احرام میں ہے تو ان حالتوں میں بغیر اجازت کے بھی فرض روزوں کی قضا رکھ سکتی ہے بلکہ وہ منع کرے جب بھی رکھ سکتی ہے البتہ ان دنوں میں بھی شوہر کی اجازت کے بغیر نفل روزہ نہیں رہ سکتی۔ (بہارشریعت)

☆ ماں باپ اگر بیٹے یا بیٹی کو نفلی روزہ رکھنے سے منع کریں اس وجہ سے کہ مرض کا اندیشہ ہے تو اولاد پر لازم ہے کہ ماں باپ کی اطاعت کریں۔ (ردالمختار)

رمضان اور قضائے رمضان کے روزے: رمضان المبارک اور قضائے رمضان المبارک کے لئے شوہر کی اجازت کی کچھ ضرورت نہیں بلکہ اس کی ممانعت پر بھی رکھے۔ (دُرِّ مُختار)

روزہ کی حالت میں چکھنا : Tasting During Fast

☆ روزے دار کو بلا عذر کسی چیز کا چکھنا یا چبانا مکروہ ہے چکھنے کے لئے عذر یہ ہے کہ مثلاً عورت کا شوہر بدمزاج ہے ہانڈی میں نمک کم وبیش ہوگا تو اس کی ناراضگی کا باعث ہوگا تو چکھنے میں حرج نہیں۔ چبانے کے لئے یہ عذر ہے کہ اتنا چھوٹا بچہ کہ روٹی نہیں کھا سکتا اور کوئی نرم غذا نہیں جو اُسے کھلائی جائے نہ حیض ونفاس والی کوئی عورت ہے نہ کوئی اور بے روزہ دار ایسا ہے جو اُسے چبا کر دیدے تو بچہ کے کھلانے کے لئے روٹی وغیرہ چبانا مکروہ نہیں۔ (دُرِّمختار- بہارِشریعت)

☆ کوئی چیز خریدی اور اس کا چکھنا ضروری ہے کہ نہ چکھے گی تو نقصان ہوگا، تو چکھنے میں حرج نہیں ورنہ مکروہ ہے۔ (دُرِّمختار) چکھنے سے مراد یہ ہے کہ زبان پر رکھ کر مزہ دریافت کرلیں اور اسے تھوک دیں اس میں سے کچھ حلق میں نہ جانے پائے۔

روزہ کی حالت میں رنگیں دھاگہ منہ میں لینا : اگر تھوک رنگین ہوگیا اور اس کا ذائقہ حلق میں محسوس ہورہا ہے تو ایسی صورت میں روزہ فاسد ہوجائے گا۔ (عالمگیری)

روزہ کی حالت میں آنکھ، ناک، کان میں دوا کا استعمال : عام طور پر موجودہ دور کے اہل فتاویٰ کی رائے یہ ہے کہ آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ آنکھ اور حلق کے درمیان کوئی منفذ (Physical Passage or Route) نہیں ہے اور ناک اور کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ناک کا مسئلہ تو بالکل واضح ہے۔ قدیم فقہاء کی رائے یہ تھی کہ چونکہ کان اور معدے کے درمیان منفذ (Route) ہے اس لئے کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن جدید طبی تحقیق اور علم تشریح الاعضاء (Anotomy) کی رُو سے یہ رائے درست نہیں ہے۔ جدید تحقیق یہ ہے کہ آنکھ اور حلق کے درمیان منفذ (Route) ہے اور کان اور حلق کے درمیان منفذ نہیں (Route) ہے لہذا آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور کان میں دوا ڈالنے سے نہیں ٹوٹے گا۔ (تفہیم المسائل، پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن)

روزے میں میٹھی چیز کا مزہ محسوس کرنا : سحری بند ہونے کے بعد اگر کسی میٹھی چیز کا مزہ حلق میں محسوس ہو تو روزے پر کچھ اثر نہیں پڑے گا' روزہ ہو جائے گا۔

ضعف کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہونا : ایسی ضعیف کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں (روزے رکھنے سے حالت بگڑنے کا اندیشہ ہو) اور امید نہیں ہے کہ آئندہ روزہ رکھ سکے' ایسی صورت میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے لیکن ان پر لازم ہے کہ ہر روزے کے بدلے دونوں وقت ایک مسکین کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائیں یا ہر روزے کے بدلے صدقہ فطر کی مقدار مسکین کو دے دیں۔ (عالمگیری)

روزہ میں اندرونی چیک اپ کرانا : عورتیں روزے کی حالت میں اندرونی چیک اپ (Internal checkup) کرواتی ہیں ایسی صورت میں اگر چیک اپ کرنے والی کے ہاتھ پر تری پائی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر تری (گیلا پن) نہ پائی جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

روزہ کی حالت میں بوسہ لینا اور گلے لگانا : روزہ کی حالت میں شوہر بیوی کا آپس میں بوسہ لینا(Kissing)، گلے لگانا(Embrace) اور بدن کو چھونا مکروہ نہیں ہے۔ ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ انزال(Discharge) ہو جائے گا یا جماع میں مبتلا ہو جائے گی تو ایسا نہ کرنا چاہئے۔ ہونٹ اور زبان چوسنا روزہ میں مطلقاً مکروہ ہے یوں ہی مباشرت فاحشہ (Lustful Behaviour) (بہارِ شریعت - رَدُّ المحتار)

روزے میں انجکشن لگوانے کا حکم : فقہاء کی عبارات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلقاً کسی چیز کو جسم میں داخل کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا مثلاً آنکھوں میں سرمہ یا کان میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا بلکہ روزہ ٹوٹنے کا مدار اس بات پر ہے کہ کوئی چیز معدہ یا دماغ میں داخل کی جائے' بنا بریں روزے کی حالت میں انجکشن لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا خواہ رگ میں انجکشن لگوایا جائے یا گوشت میں۔

روزے میں Inhaler کا استعمال : دمہ (Asthama) اور سانس کے مریضوں کے پھیپھڑے Lungs سکڑ جاتے ہیں جس کی وجہ سے انہیں سانس لینے میں تکلیف اور دشواری محسوس ہوتی ہے۔ Inhaler کے ذریعے ایسے کیمیکلز گیس، قطروں یا بوندوں کی شکل میں ان کے پھیپھڑوں میں پہنچتے ہیں جن کی بناء پر ان کے پھیپھڑے Lungs کھل جاتے ہیں اور دوبارہ آسانی سے سانس لینے لگتا ہے۔ چونکہ مریض کے بدن کے اندر ایک مادی چیز جاتی ہے۔ Inhaler استعمال کرنے سے دوا کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہے اور یہ راست سانس کی نالیوں سے اندرونِ جسم داخل ہوتی ہے لہذا حالتِ روزہ میں Inhaler کا استعمال جائز نہیں ہے، Inhaler کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر مرض اس درجے کا ہے کہ پورے روزے کا وقت Inhaler استعمال کئے بغیر مریض کے لئے گزارنا مشکل ہے تو پھر وہ معذور ہے، بر بنائے عذر و بیماری روزہ نہ رکھے اور فدیہ ادا کرے۔

روزے میں وکس (VICKS) لگانے کا حکم : وکس ایک قسم کا کیمیکل ہوتا ہے اسے جب ناک کے نتھنوں کے اندر لگاتے ہیں تو کیمیکل کے اجزاء حلق کے راستے اندر جاتے ہیں لہذا اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا البتہ ایسی وکس جو سَر درد کی صورت میں پیشانی پر لگائے جاتے ہیں یا کسی اور عضو میں درد ہو تو اس پر لگائے جاتے ہیں اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، کیونکہ بدن کے مساموں کے ذریعے پانی، تیل یا کوئی اور چیز اندر جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

دھواں یا غبار حلق میں جانا : دھواں یا غبار حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا خواہ وہ غبار آٹا پیستے وقت آٹا پیسنے والی چکی کا ہو یا آٹا چھاننے کا ہو یا غلے کا ہو۔ اگر خود دھواں قصداً اپنے اندر داخل کرے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا جیسا کہ حقہ یا سگریٹ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور کفارہ لازم آتا ہے۔ (درمختار)

روزہ چھوڑنے کی اجازت: Permission for delaying ramadan fasting

☆ حاملہ عورت (Pregnant Woman) کو اگر نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو یا دودھ پلانے والی عورت (Breast Feeding Woman) کے دودھ سوکھ جانے کا ڈر ہو تو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے لیکن بعد میں جب عذر جاتا رہے تو ان چھوڑے ہوئے روزوں کو رکھنا (Make-Up for the days during Ramadan) فرض ہے۔ (دُرِّمختار)

رمضان المبارک یا حج کے دوران حیض روکنے کی دوائیں

Using pills that delays menses

ماہ رمضان المبارک میں روزے رکھنے، نمازیں ادا کرنے، قرآن مجید کی تلاوت کرنے اور حج کے موقع پر حج کے ارکان پاکی کی حالت میں ادا کرنے کی غرض سے کچھ وقت اور دنوں کے لئے حیض روکنے کی دوائیں (Pills) استعمال کر سکتے ہیں بشرطیکہ صحت پر کوئی اثر نہ ہو اور مسلم ڈاکٹرس اجازت دیتے ہوں۔

قضا اور کفّارہ : بعض صورتیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں روزہ توڑا جائے تو اس کے بدلے میں رمضان المبارک کے بعد روزہ رکھنا ضروری ہے اور کفارہ بھی دینا واجب ہے۔ مسلمان عاقل بالغ مقیم نے رمضان المبارک میں اگر بانیتِ عبادت روزہ رکھ کر بلا عذرِ شرعی قصداً توڑ دیا تو اس پر اس روزے کی قضا اور کفارہ دونوں فرض ہیں۔ روزہ کی حالت میں جان بوجھ کر کھانے پینے جماع کرنے حقہ سگریٹ وغیرہ پینے سے روزہ کی قضا اور کفارہ فرض ہے۔

قصداً روزہ توڑنے کا کفارہ تین طرح سے ادا ہوتا ہے (۱) غلام باندی آزاد کرنا۔ یہ تو آج کل میسر ہی نہیں (۲) پے در پے ساٹھ (۶۰) روزے رکھنا (۳) اگر روزے نہ رکھے جاسکیں تو پھر ساٹھ مسکینوں کو صبح و شام پیٹ بھر کھانا کھلانا۔

صدقہ فطر : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندہ کا روزہ آسمان وزمین کے بیچ میں رُکا رہتا ہے جب تک صدقہ فطر ادا نہ کرے (قانون شریعت)

مسئلہ : صدقہ فطر واجب ہے۔ عید کی نماز سے پہلے ادا کردینا سنت ہے۔ عید کے دن صبح صادق شروع ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہوجاتا ہے لہذا جو شخص صبح صادق سے پہلے مرگیا یا فقیر ہوگیا تو اس پر صدقہ فطر واجب نہ ہوا۔ عمر بھر اس کا وقت ہے یعنی اگر ادا نہ کیا ہوتو اب ادا کردے، ادا نہ کرنے سے ساقط نہ ہوگا۔

صدقہ فطر ہر مسلمان مالک نصاب پر واجب ہے اس میں عاقل بالغ اور مال پر سال گزرنا شرط نہیں (درمختار) مرد مالک نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچے کی طرف سے صدقہ فطر واجب ہے۔ صدقہ فطر واجب ہونے کے لئے روزہ رکھنا شرط نہیں، اگر کسی عذر، سفر، مرض، بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر روزہ نہ رکھا جب بھی واجب ہے (بہار شریعت)

مسئلہ : باپ نہ ہوتو دادا، باپ کی جگہ ہے یعنی اپنے فقیر و یتیم پوتے پوتی کی طرف سے اس پر صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ (قانون شریعت)

صدقہ فطر کی مقدار : صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے تقریباً سوا دو کیلو گیہوں ہے۔ آٹا دینا افضل ہے اور اس سے افضل یہ کہ قیمت دے۔

عاشورہ کا روزہ : (دسویں محرم کا روزہ) رسول اللہ ﷺ نے عاشورہ کا روزہ خود رکھا اور اس کے رکھنے کا لوگوں کو حکم دیا اور فرمایا رمضان کے بعد افضل روزہ محرم کا روزہ ہے (بخاری ومسلم) اور فرمایا عاشورہ کا روزہ ایک سال پہلے کا گناہ مٹادیتا ہے (مسلم)

بہتر یہ ہے کہ عاشورہ کے دن روزہ رکھیں تو اس کے ساتھ نویں کا بھی رکھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عاشورہ کا روزہ رکھو اور یہودیوں کی مخالفت کرو کہ ایک دن پہلے روزہ رکھو اور ایک دن بعد (مرقات)

عرفہ کا روزہ : (نویں ذی الحجہ کا روزہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عرفہ کا روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دیتا ہے (مسلم وابوداؤد) ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عرفہ کے دن روزہ ہزار دن کے برابر بتاتے مگر حج والے کو جو عرفات میں ہے اسے اس روزہ سے منع فرمایا (ابوداؤد ونسائی)

شوال کے چھ روزے : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر ان کے بعد چھ دن شوال کے رکھے تو ایسا ہے جیسے ہمیشہ روزہ رکھا، اور فرمایا جس نے عید کے بعد چھ روزے رکھے تو اس نے پورے سال کا روزہ رکھا (مسلم، ابوداؤد)

شعبان کے روزے: حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو ماہ شعبان کے علاوہ کسی مہینہ میں زیادہ نفل روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضور ﷺ کبھی شعبان کا پورا مہینہ روزے رکھتے تھے اور کبھی شعبان کے زیادہ دنوں کے۔ حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ حضور ﷺ شعبان میں اکثر روزے رکھا کرتے تھے اور میں نے حضور ﷺ کو متواتر دو مہینوں کے روزے رکھتے بجز شعبان اور رمضان کے کسی ماہ میں نہیں دیکھا۔ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو اس رات میں قیام کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو۔

شعبان کی پندرہ تاریخ کے روزہ کی بڑی فضیلت ہے جو کوئی یہ روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمائے گا، جہنم کی آگ اُسے نہ چھوئے گی۔

اعتکاف کے مسائل : SECLUDE

عبادت کی نیت اور اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لئے مقررہ مدت ٹھہرنے کا نام اعتکاف (SECLUDE / ISOLATE) ہے۔ عورت اپنے گھر میں اس جگہ اعتکاف کرلے جو اس نے نماز پڑھنے کے لئے مقرر کی ہو (گھر کے اندرونی حصہ میں)۔

عورت نے جس گھر میں اعتکاف کیا ہے اس کو اس گھر سے باہر نکلنا حرام ہے۔ اگر عورت اس مکان سے باہر نکل گئی تو خواہ وہ قصداً نکلی ہو یا بھول کر اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ عورت کو اعتکاف میں بیٹھ کر گھر کا کام کاج کرنے کی اجازت نہیں۔ (دُرِّ مُختار)

گھر کے کاموں کے لئے دوسروں کو ہدایت دے سکتی ہیں مگر خود اٹھ کر نہیں کر سکتیں۔

☆ اعتکاف کی حالت میں جماع (Intercourse) کرنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے خواہ یہ جماع جان بوجھ کر کرے یا بھول کر کرے، دن میں کرے یا رات میں۔ انزال (Discharge) ہو یا نہ ہو ہر صورت میں اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ (ہدایہ)

☆ بوس و کنار (Kissing) اعتکاف کی حالت میں ناجائز ہے اور اگر اس سے انزال (Discharge) ہو جائے تو اعتکاف بھی ٹوٹ جاتا ہے لیکن اگر انزال نہ ہو تو ناجائز ہونے کے باوجود اعتکاف نہیں ٹوٹتا۔ (ہدایہ)

☆ اگر بیوی نے شوہر کی اجازت سے اعتکاف شروع کر دیا بعد میں شوہر منع کرنا چاہتا ہے تو اب منع نہیں کر سکتا اور اگر منع کرے گا تو بیوی کے ذمے اس کی تعمیل واجب نہیں۔ (عالمگیری)

☆ اعتکاف کے لئے شوہر کی اجازت لینا ضروری ہے کیونکہ مَرد کے حقوق عورت پر مُقدّم ہیں۔

☆ اعتکاف کے دوران عورت کو حیض یا نفاس شروع ہو جائے تو اعتکاف ختم ہو جائے گا۔ اس صورت میں جس دن اعتکاف چھوڑا ہے صرف اس ایک دن کی قضا اس کے ذِمّے واجب ہوگی جس کا طریقہ یہ ہے کہ ماہواری (Menses) سے پاک ہونے کے بعد کسی دن روزہ رکھ کر اعتکاف کر لے اگر رمضان المبارک کے دن باقی ہوں تو رمضان المبارک میں بھی قضا (Make-up) کر سکتی ہے۔ اس صورت میں رمضان کا روزہ ہی کافی ہو جائے گا لیکن اگر پاک ہونے تک رمضان المبارک ختم ہو جائے تو رمضان کے بعد کسی دن خاص طور پر اعتکاف ہی کے لئے روزہ رکھ کر ایک دن اعتکاف کی قضا کر لے۔ اعتکاف کی حالت میں عورت کو ذکر و فکر تلاوت نوافل ادا کرنے چاہیں اور اپنے بستر پر لیٹنے سونے اور اٹھنے بیٹھنے کی اجازت ہے تاکہ وہ مقررہ مدت آسانی سے عبادت میں گزار سکے۔

اعتکاف کی قضا کرنے کا طریقہ : Make-up for Seclude

اگر آپ نے رمضان المبارک کے آخری عشرہ (Last 10 days) کا اعتکاف کیا اور کسی وجہ سے اگر اعتکاف ٹوٹ گیا تو دس دن کی قضا کرنا ضروری نہیں۔ آپ کے ذِمّہ صرف اس ایک دن ہی کی قضاء ہے۔ جس دن اعتکاف ٹوٹا ہے اگر رمضان المبارک کے دن ابھی باقی ہیں تو کسی دن مغرب سے پہلے قضاء اعتکاف کی نیت سے اگلے دن غروب آفتاب تک معتکف رہیں۔ رمضان المبارک کا روزہ اس قضاء اعتکاف کے لئے کافی ہے اگر رمضان گذر گیا تو پھر کبھی بھی اسی طرح ایک (عیدالفطر اور ذوالحجہ کی دسویں (۱۰) تا تیرھویں (۱۳) کے علاوہ کہ ان پانچ دنوں کے روزے حرام ہیں) رات اور دن کا اعتکاف کرلیں اور اس میں روزہ بھی رکھ لیں۔

اعتکاف کا فدیہ : Penalty for Seclude

اگر قضاء کرنے کی مہلت ملنے کے باوجود بھی قضاء نہ کی اور موت کا وقت آ پہنچا تو وارثوں (Successors/Heirs) کو وصیت (Legacy) کرنا واجب ہے کہ وہ اس اعتکاف کے بدلے فدیہ ادا کریں فدیہ ادا کرنا زیادہ مشکل نہیں۔ کسی مستحق زکوٰۃ کو صدقہ فطر کی مقدار میں یعنی تقریباً سوا دو سیر گیہوں یا اس کی قیمت ادا کریں۔

اعتکاف میں چُپ رہنا : بعض لوگ اعتکاف میں چُپ چاپ رہنے کو ضروری سمجھتے ہیں حالانکہ اعتکاف میں چُپ رہنا نہ ضروری ہے نہ محض خاموشی کوئی عبادت ...... بلکہ چُپ رہنے کو ثواب کی بات سمجھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (بہارشریعت)

البتہ بُری باتوں سے چُپ رہنا ضروری ہے' خلاصہ یہ کہ حالتِ اعتکاف میں قرآن مجید کی تلاوت کرے' تسبیح اور درود شریف پڑھتے رہیں' نفل پڑھے' دینی کتابوں کا مطالعہ کرے' دین کی باتیں سیکھنے اور سکھانے میں کوئی حرج نہیں بلکہ عبادت ہے۔ بوقت ضرورت کوئی دنیا کی جائز بات بھی کی جاسکتی ہے اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ ہاں زیادہ دنیوی بات چیت سے اعتکاف بےنور ہو جاتا ہے۔

زکوٰۃ

زکوٰۃ فرض ہے اس کا منکر کافر اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار و مردود الشہادہ ہے۔ (عالمگیری)

زیورات کی زکوٰۃ Zakat on Jewelry

یہ نظریہ غلط ہے کہ پہننے اور استعمال کے زیور (Ornament) پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ دو عورتیں حضور اقدس ﷺ کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوئیں ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن (Ornament for the Wrest) تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم ان زیوروں کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو۔ عورتوں نے عرض کیا کہ جی نہیں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم اسے پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمھیں آگ کے کنگن پہنائے۔ عورتوں نے کہا کہ نہیں۔ تو ارشاد فرمایا کہ تم ان زیوروں کی زکوٰۃ ادا کرو۔ (ترمذی شریف)

مسئلہ: سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ ہے سونے چاندی میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ نکال کر ادا کرنا فرض ہے۔ (بازار میں قیمت معلوم کرلیں اور سو (۱۰۰) روپئے پر ڈھائی روپئے کے حساب سے زکوٰۃ ادا کریں) جن زیورات کی مالک عورت ہو خواہ وہ میکہ سے لائی ہو یا اس کے شوہر نے اس کو زیورات دے کر ان کا مالک بنا دیا ہو تو ان کی زکوٰۃ ادا کرنا عورت پر فرض ہے اور جن زیورات کا مالک مَرد ہو یعنی عورت کو صرف پہنے کے لئے دیا ہے مالک نہیں بنایا ہے تو ان زیورات کی زکوٰۃ مَرد کے ذِمّہ ہے عورت پر نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

زکوٰۃ کے روپے سے کپڑے تقسیم کرنا : اگر یتیم، فقیر و مسکین لوگوں کو کپڑوں کا مالک بنا دیا تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی کیونکہ زکوٰۃ میں مالک بنانا شرط ہے۔ (بہار شریعت)

سال بھر صدقہ کرکے زکوٰۃ کی نیت کرنا : زکوٰۃ کے لئے مال الگ کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت کا ہونا ضروری ہے۔ نیت کے معنٰی یہ ہیں کہ اگر پوچھا جائے تو بلا تامل بتا سکے کہ زکوٰۃ ہے۔ (عالمگیری) سال بھر خیرات کرتی رہی اس کے بعد یہ نیت کرے کہ وہ سب زکوٰۃ ہے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی۔

زکوٰۃ کہے بغیر زکوٰۃ دینا : زکوٰۃ جب مال سے علحدہ کی جاتی ہے تب یہ نیت کرنا ضروری ہے کہ زکوٰۃ ہے۔ محتاج کو زکوٰۃ دینے کے لئے اس کی ضرورت نہیں کہ زکوٰۃ کہہ کر دے بلکہ نیت ہی کافی ہے یہاں تک کہ اگر کوئی لفظ جیسے ہدیہ، نذر یا بچوں کو عید کرنے کے لئے کہہ دیا اور خود نیت زکوٰۃ کی رکھی تو بھی ادا ہو جائے گی۔ بعض محتاج ضرورت مند زکوٰۃ کا روپیہ نہیں لیتے، انہیں زکوٰۃ دینے میں زکوٰۃ کا لفظ نہ کہے۔ (بہار شریعت)

زکوٰۃ کس کو دینا افضل ہے : زکوٰۃ وصدقات میں افضل یہ ہے کہ پہلے اپنے بھائیوں، بہنوں کو دے پھر ان کی اولاد کو، پھر چچا اور خالہ کو، پھر اُن کی اولاد کو، پھر اپنے قرابتداروں (قریبی رشتے دار اور محلے میں رہنے والوں کو)۔ (عالمگیری)

انتبـــاہ : دینی مدرسوں کے نام پر صدقہ، زکوٰۃ، چمڑا اور فطرہ وصول کرکے دولت کو اپنی ذاتی ملکیت بنانے والے ضمیر فروش افراد سے ہوشیار رہیں۔ یہ بہت ہی خطرناک مجرم ہیں جو دین کے نام پر قوم کی دولت سے اپنے بنگلے کھڑا کر رہے ہیں، موٹروں میں گھوم رہے ہیں۔ دینی تعلیم کے نام پر معصوم بچوں کا مستقبل تباہ کر رہے ہیں اور انھیں یرغمال بنا کر تصویریں پیش کرکے دولت سمیٹ رہے ہیں۔ جعلی عامل، بہروپیوں اور مکّار مولوی کے پُرفریب جال میں نہ پھنسیں۔

حج کا بیان

Performing Haj (Pilgrim)

حج سہ ٦ میں فرض ہوا۔ نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی طرح حج بھی اسلام کا ایک رکن ہے اس کا فرض ہونا قطعی اور یقینی ہے جو اس کی فرضیت کا انکار کرے وہ کافر ہے اور اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنے والا گنہگار، اور اس کا ترک کرنے والا فاسق اور عذاب جہنم کا حقدار ہے۔ اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ ﴿ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ﴾ یعنی حج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو۔ حدیثوں میں حج وعمرہ کے فضائل اور اجر وثواب کے بارے میں بڑی بڑی بشارتیں آئی ہیں مگر حج عمر میں صرف ایک ہی بار فرض ہے۔ حج کی فرضیت میں عورت مرد کا ایک حکم ہے جو راہ کی طاقت رکھتا ہو اس پر فرض ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے حج کیا اور حج کے درمیان فحش کلام اور گناہ کی بات نہ کیا تو وہ اس طرح گناہوں سے پاک وصاف ہو کر لوٹا جیسے اُس دن کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ (بخاری ومسلم ومشکوٰۃ)

حج وعمرہ محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور چاندی سونے کے میل کو دور کرتی ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔ (ترمذی ومشکوٰۃ)

سفر حج جس میں قدم قدم پر نیکیاں اور مغفرت وبخشش کی دولت نصیب ہوتی ہے اس مبارک سفر میں بھی عورت کو مکہ مکرمہ تک جانے کے لئے اس کے ساتھ شوہر یا مَحرم (Unmarriageable Person) ہونا شرط ہے خواہ عورت جوان ہو یا بڑھیا۔ مَحرم سے مُراد وہ مَرد ہے جس سے ہمیشہ کے لئے اس عورت کا نکاح حرام ہے خواہ نسبت کی وجہ سے حرام ہو یا دودھ کے رشتے سے نکاح کی حرمت ہو یا سسرالی رشتہ سے حرمت آئی۔ (مَحرم کے لئے ضروری ہے کہ وہ نیک صالح دیندار اور خداترس ہو جس محرم کو خدا اور رسول

کا خوف نہ ہو اور شریعت کے احکام کا پاس ولحاظ نہ ہو ایسے مَحرم کے ساتھ بھی سفر پر جانا درست نہیں) عورت اگر بغیر شوہر یا مَحرم کے حج کو گئی تو سخت گناہ گار ہو گی۔ قدم قدم پر گناہ لکھا جائے گا اگرچہ فرض ادا ہو جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ - جوہرہ)

حج میں عورت کے مخصوص احکام :

☆ حج ادا کرنے میں عورت کے لئے یہ ضروری ہے کہ جانے کے زمانے میں وہ عدت (Waiting Period) میں نہ ہو عدت وفات کی ہو یا طلاق کی۔ بائن کی ہو یا رجعی کی۔ (عالمگیری، درمختار)

☆ احرام کے وقت عورت سلے ہوئے کپڑے، دستانے اور موزے پہن سکتی ہے۔

☆ حالت احرام میں عورت اپنا سر چھپا سکتی ہے البتہ غیرمَحرم کے سامنے اور نماز میں سر چھپانا فرض ہے (مرد کے لئے منہ اور سر چھپانا حرام ہے)۔

☆ احرام میں منہ چھپانا(Covering the Face) عورت کو بھی حرام ہے اُسے حکم ہے کہ غیر محرم کے آگے کوئی پنکھا، کاغذ، لکڑی وغیرہ سامنے رکھے۔

☆ عورت کے لئے حالت احرام میں سر یا منہ پر پٹی باندھنا یا بازو یا گلے پر تعویذ باندھنا جائز ہے۔

☆ عورت کے لئے لبیک آہستہ پڑھنا چاہئے۔

☆ عورت کے لئے طواف کے دوران رمل (کندھے ہلاتے اور تیز چلنا) ضروری نہیں۔

☆ سعی کے دوران عورت کو قطعاً دوڑنا نہیں ہے (گردن، کلائیاں، سر چھپانا ہے)۔

☆ عورت کو سر منڈانا حرام ہے۔

☆ فرض طواف (طواف زیارت) کے دنوں میں (دسویں ذی الحجہ سے بارہ ذی الحجہ) تک عورت کو حیض ونفاس آ گیا تو ان کے ختم کے بعد طواف کریں۔

☆ طواف وداع کے وقت عورت کو حیض آ گیا تو طواف وداع واجب نہ رہا۔

☆ حج کے ایّام میں عورت کوحیض ونفاس میں مبتلا ہو جانا ، اُسے کسی عبادت کی بجا آوری سےنہیں روکتا۔ وہ حج کے تمام افعال (وقوف عرفات ، وقوف مزدلفہ ورمی جمرات ••••• وغیرہ) اسی حالت میں بجالائے۔مگر کعبۃ اللہ کے اندر جانا اس کے لئے حرام ہے۔

دورانِ حج شوہر کا انتقال ہو جائے تو عورت کیا کرے ؟ اگر حج سے پہلے یا دورانِ حج قضاء الٰہی سے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے تو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ حج پورا کرے اگر کوئی اور محرم موجود ہے تو اس کے ساتھ ورنہ شرعی حجاب کے اہتمام کے ساتھ وہ ایسی عورتوں کے گروپ کے ساتھ ساتھ رہے جن کے محارم اگرچہ موجود ہیں لیکن وہ خداترس اور دین دار ہیں۔ حرمین طیبین میں مقررہ مدت سے زائد اقامت ویسے بھی خلافِ قانون ہے اور مومن کے لئے عزت نفس کا تحفظ بھی مقاصد شریعت میں سے ہے لہذا جب حسب پروگرام واپس گھر پہنچ جائے تو گھر پر عدت پوری کرے۔

(عورتوں کے لئے کتاب 'عورتوں کا حج وعمرہ' لکھی گئی ہے جس کا مطالعہ بہت ضروری ہے)

قربانی کا بیان

قربانی کرنا ہر مالک نصاب پر واجب ہے۔ مالکِ نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اُن میں سے کسی ایک کی قیمت کا سامانِ تجارت یا سامانِ غیر تجارت کا مالک ہو یا اُن میں سے کسی ایک کی قیمت بھر کے روپیہ کا مالک ہو اور مملوکہ چیزیں حاجتِ اصلیہ سے زائد ہوں۔

مسئلہ : مالک نصاب پر ہر سال اپنی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے۔ اگر دوسرے کی طرف سے بھی کرنا چاہتا ہے تو اُس کے لئے دوسری قربانی کا انتظام کرے۔

مسئلہ : قربانی کا جانور موٹا تازہ اچھا اور بے عیب ہونا ضروری ہے اگر تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی مکروہ ہوگی اور اگر زیادہ عیب ہے تو قربانی ہوگی ہی نہیں۔

مسئلہ : اندھا' لنگڑا' کانا' بے حد دُبلا' تہائی سے زیادہ کان دم سینگ تھن وغیرہ کٹا ہوا' پیدائشی بے کان کا' بیمار......ان سب جانوروں کی قربانی جائز نہیں۔

قربانی کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ منہ اس کا قبلہ کی طرف ہو اور اپنا دایاں پاؤں اس کے پہلو پر رکھ کر تیز چھری لے کر یہ دُعا پڑھے

اِنِّیۡ وَجَّهۡتُ وَجۡهِیَ لِلَّذِیۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ حَنِیۡفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِكِیۡنَ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُكِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ لَاشَرِیۡكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرۡتُ وَاَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ۔ اَللّٰهُمَّ مِنۡكَ وَلَكَ بِسۡمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكۡبَرۡ پڑھ کر ذبح کریں پھر یہ دُعا پڑھیں **اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلۡ مِنِّیۡ كَمَا تَقَبَّلۡتَ مِنۡ خَلِیۡلِكَ اِبۡرَاهِیۡمَ عَلَیۡهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَحَبِیۡبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ** اگر دوسرے کی طرف سے قربانی کرے تو مِنِّیۡ کے بجائے مِنۡ کہہ کر اُس کا نام لے۔

صاحبِ نصاب اگر کسی وجہ سے اپنے نام کی قربانی نہ کر سکا اور قربانی کے دن گذر گئے تو ایک بکری کی قیمت اس پر صدقہ کرنا واجب ہے (بہارِ شریعت)

قربانی کی کھال (چمڑے) کو باقی رکھتے ہوئے اپنے استعمال میں لائیں مثلاً مصلے بنائے یا مشکیزہ وغیرہ مگر بہتر یہ ہے کہ صدقہ کردے‘ فقراء مساکین مستحقین یا دینی مدرسہ میں خرچ کریں۔

عورت کے لئے جانور ذبح کرنا درست ہے۔ عورت اپنی یا کسی کی جانب سے جانور کو ذبح کرسکتی ہے عورت کا ذبیحہ مرد کی طرح حلال ہے۔عوام میں یہ جو مشہور ہے کہ عورت کسی جانور کو ذبح نہیں کرسکتی ہے سراسر غلط ہے۔قربانی کے موقع پر اپنی یا کسی مردہ یا زندہ مرد وعورت کی جانب سے بھی قربانی کا جانور ذبح کرسکتی ہے۔

عقیقہ کا بیان

بچہ پیدا ہونے کے شکریہ میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اس کو عقیقہ کہتے ہیں۔ لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا افضل ہے۔ حنفیہ کے نزدیک عقیقہ مستحب ہے۔ عقیقہ کے جانور کی وہی شرطیں ہیں جو قربانی کے جانور کے لئے ہیں‘ اس کا گوشت فقراء اور عزیز واقارب دوست واحباب کو کچا تقسیم کردیا جائے یا ان کو بطور دعوت کھلایا جائے‘ یہ سب صورتیں جائز ہیں۔ عقیقہ کے جانور کی کھال (چرم) کا وہی حکم ہے جو قربانی کی کھال کا ہے کہ اپنے استعمال میں لائیں یا فقراء مساکین مستحقین یا دینی مدرسہ میں خرچ کریں۔

عقیقہ فرض یا واجب نہیں ہے صرف سنت مستحبہ ہے۔ غریب آدمی کو ہرگز جائز نہیں کہ سودی قرض لے کر عقیقہ کرے۔ قرض لے کر تو زکوٰۃ بھی دینا جائز نہیں۔ عقیقہ زکوٰۃ سے بڑھ کر نہیں ہے۔ عقیقہ کو عزت اور وقار کا مسئلہ بنالینا غلط ہے۔

مسئلہ : عقیقہ کے لئے ساتواں دن بہتر ہے اور ساتویں دن نہ کرسکیں جب چاہیں کریں سنت ادا ہوجائے گی۔ بہتر یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہو اُس دن کو یاد رکھیں اس سے ایک

دن پہلے والا دن جب آئے وہ ساتواں دن ہوگا مثلاً جمعہ کو پیدا ہوا تو جمعرات ساتواں دن ہے جس جمعرات کو عقیقہ کرے گا ساتویں دن کا حساب ضرور آئے گا۔ (بہارشریعت)

عوام میں یہ بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ اور دادا، دادی، نانا، نانی نہ کھائیں۔ یہ محض غلط ہے۔ اس کا کوئی ثبوت نہیں (بہارشریعت)

یہ خیال محض غلط اور بے اصل ہے کہ جس کا عقیقہ نہ ہوا ہو وہ قربانی نہیں کرسکتا۔

(ہماری کتابیں 'اسلامی نام' اور 'قربانی اورعقیقہ' کا مطالعہ کریں)

ختنہ (Circumcision) کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ چیزیں نبیوں کی سنت سے ہیں ختنہ کرنا، موئے زیرناف مونڈنا، مونچھیں کم کرنا، ناخن ترشوانا اور بغل کے بال اکھیڑنا۔ (بخاری ومسلم)

ختنہ سنت ہے اور یہ شعارِ اسلام (اسلام کی نشانیوں) میں سے ہے کہ مسلم وغیر مسلم میں اس سے امتیاز ہوتا ہے اسی لئے عرف عام میں اس کو مسلمانی بھی کہتے ہیں۔

ختنہ کا سنت طریقہ یہ ہے کہ ساتویں برس بچہ کا ختنہ کرادیا جائے۔ ختنہ کی عمر سات سال سے بارہ سال تک ہے یعنی بارہ برس سے زیادہ دیر لگانا منع ہے۔ (عالمگیری)

اور اگر سات سال سے پہلے ختنہ کردیا گیا جب بھی حرج نہیں۔ بعض لوگوں کو عقیقہ کے ساتھ ہی ختنہ کرنے میں یہ آسانی اور آرام ہوجاتا ہے کیونکہ اس وقت بچہ چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہوتا جس سے زخم بڑھا لینے کا خوف نہیں ہوتا۔

نکاح کا بیان

MARRIAGE

نکاح کیا ہے : اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کی جنسی خواہشات کی تکمیل کا محض ایک راستہ متعین فرمایا ہے۔ **لم تر محبتهما مثل النكاح** (ابن ماجہ) فطری لحاظ سے نکاح سب سے مضبوط ذریعہ محبت ہے۔

نکاح نسلِ انسانی کی ترقی اور افزائش کا ذریعہ ہے۔۔ نکاح عزت وعفت کی چادر ہے ۔۔ نکاح معاشرتی نظام کا ستون ہے۔۔نکاح پاکبازوں کا وطیرہ ہے۔۔نکاح سے نصف ایمان محفوظ ہو جاتا ہے۔۔نکاح ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام نے فرمایا۔۔نکاح تمام انبیاء ورسل کا طریقہ ہے۔۔نکاح خاتم الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

نسلِ انسانی کے سب سے بڑے خیرخواہ سراپا رحمت ورافت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے اس سلسلہ میں اپنی نورانی ہدایات سے سرفراز فرمایا ہے:

☆ نوجوانو! تم میں جو نکاح کی ذمہ داریاں اٹھانے کی سکت رکھتا ہو اُسے نکاح کر لینا چاہئے کیونکہ یہ نگاہ کو نیچا رکھتا اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے اور جو نکاح کی ذمہ داریاں اُٹھانے کی وسعت نہیں رکھتا اُسے روزہ رکھنا چاہئے (تاکہ شہوت کا زور ٹوٹ جائے) (بخاری، ابن مسعود)

☆ میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں۔ تو جس نے میری سنت سے روگردانی کی وہ میری راہ پر نہیں (مسلم)

☆ عورت سے چار چیزوں کی بنیاد پر شادی کی جاتی ہے۔ اس کے مال کی بنیاد پر، خاندانی شرافت کی بنیاد پر، خوبصورتی کی بنیاد پر، اور دینداری کی بنیاد پر۔ تو تم دیندار عورت کو حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں بامُراد کرے (صحیحین، ابو ہریرہ)

☆ پوری دنیا متاعِ زندگی ہے اور بہترین متاعِ دنیا نیک عورت ہے (مسلم، ابن عمر)

☆ کثرتِ اولاد کی صلاحیت والی عورت سے شادی کرو اور نسل کو ترقی دو کیونکہ روزِ قیامت میں دوسری اُمتوں کے سامنے تمہاری وجہ سے فخر کروں گا (ابن کثیر)

☆ خوب محبت کرنے والی اور کثرتِ اولاد کی صلاحیت والی عورت سے شادی کرو کیونکہ میں تمہاری کثرت سے اور اُمتوں پر فخر کروں گا (مشکوٰۃ)

اگر کسی کنواری لڑکی سے شادی کرنے کا ارادہ ہوتو یہ دیکھ لینا چاہئے کہ وہ دوشیزہ تندرست اور بھر پور جوان ہے یا نہیں۔ اور اس کے خاندان میں اولاد کی چہل پہل صحیح ہے یا نہیں، یہ دونوں باتیں اگر کوئی دیکھ کر شادی کرے تو غالب گمان یہی ہے کہ اس کے اولاد ہوگی، یہ رائے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ کی ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بچے پیدا کرنے والی کالی بدصورت عورت اس خوب صورت عورت سے بہتر ہے جو بانجھ ہے (کیمیائے سعادت)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ خوب صورت بانجھ عورت کو چھوڑو، سیاہ فام بدصورت بچے پیدا کرنے والی عورت سے شادی کرو کہ میں قیامت کے روز دوسری امتوں پر تمہاری کثرت سے فخر کروں گا (ابویعلی)

☆ عورت سے ان کے حسن و جمال کی وجہ سے شادی نہ کرو، ہوسکتا ہے اُن کا حسن اُن کو تباہ کردے، اور نہ مالداری کی وجہ سے شادی کرو، ہوسکتا ہے اُن کا مال انہیں سرکشی میں مبتلا کردے، بلکہ شادی دین کی بنیاد پر کرو **ولامة سودآء ذات دين افضل** سیاہ رنگ کی دیندار باندی (گوری، خاندان یا مال والی عورت سے جو دیندار نہ ہو اس سے) افضل ہے

☆ جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص شادی کا پیغام لائے جس کے دین و اخلاق کو تم پسند کرتے ہو، تو اس سے شادی کردو۔ اگر تم ایسا نہ کروگے تو زمین میں فتنہ اور بڑی خرابی پیدا ہوگی (ترمذی)

نکاح کی حکمت:

ا- بنی نوع انسان کی حفاظت:

نکاح نسل انسانی کے بڑھانے کا واحد راستہ اور قیامت تک کے لئے اُسے باقی اور موجود رکھنے کا بنیادی ذریعہ ہے۔ قرآن حکیم نے ان آیات میں اس حکمت کی طرف اشارہ کیا ہے:

﴿يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً﴾ (النسآء/۱)

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا اور اُسی میں سے اُس کا جوڑا پیدا فرمایا' اور پھیلا دیئے ان دونوں سے بہت مرد وعورت۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ کی قدرت تو دیکھو کہ اُس نے آدم علیہ السلام سے اُن کی بیوی حواء علیہا السلام کو اُن کی پسلی سے بنا دیا' پھر آدم وحواء علیہا السلام سے بہت سے مرد وعورت بکھیر دیئے۔۔ باوجود اصل ایک ہونے کے یہ لوگ رنگ وروپ' مزاج' عادات' غذا' لباس' زبان وطرز معشرت میں جُدا گانہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک جان سے اتنی رنگ برنگی مخلوق پیدا کرسکتا ہے وہ کل قیامت میں انہیں مٹی سے دوبارہ نکال سکتا ہے۔ لہٰذا ہر وقت اس سے ڈرتے رہو۔

معاشرہ زندگی کی مسرتوں سے تب ہی لُطف اندوز ہوسکتا ہے جب خاندان کے ہر فرد میں باہمی محبت وپیار ہو۔ اس کے لئے صلہ رحمی' رواداری اور حُسنِ سلوک کی اہمیت محتاج بیان نہیں۔ اس آیت میں دو باتوں کی طرف خصوصی توجہ دلائی' ایک تو یہ کہ سب انسانوں کا پیدا کرنے والا ایک ہی خُدا ہے۔ دوسرا یہ کہ سب انسان ایک ہی باپ کی اولاد ہیں۔ جب سب ایک خدا کی مخلوق ہیں تو سب کو اس کے ہر حکم کی تعمیل اور اس کی نافرمانی سے احتراز کرنا چاہئے اور جب ایک ہی باپ کی اولاد ہیں تو انھیں آپس میں محبت وپیار کرنا چاہئے' نیز اس ارشاد سے انسانی مساوات کا درس دیا اور انسانی برادری میں طرح طرح کے امتیازات پر

ضرب کاری لگائی جن کے باعث انسان اعلیٰ اورادنیٰ میں منقسم کر دیا گیا۔

مسلمانوں پر جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، وغیرہ ضروری ہے ویسے ہی اپنے قرابت داروں کےحق ادا کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَقَضیٰ رَبُّكَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾ یعنی رب تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا کہ اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور ماں باپ سے بھلائی کرو، اور فرماتا ہے ﴿اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ﴾ اور فرماتا ہے ﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبیٰ وَالْيَتٰمیٰ وَالْمَسَاكِيْنِ﴾ ۔۔مسلم، بخاری نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرفوعاً روایت کی، فرماتے ہیں حضور ﷺ: رحم، عرش سے معلق ہے ۔۔ پُکار رہا ہے جس نے مجھے جوڑا، اللہ تعالیٰ اُسے اپنے سے ملائے گا۔ اور جس نے مجھے توڑا ۔۔ اللہ تعالیٰ اُسے جُدا کر دے گا۔ ۔۔مسلم و بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، جو چاہے کہ اُس کے رزق وعمر میں برکت ہو، وہ رشتہ داروں سے سلوک کرے۔۔مسلم و بخاری نے حضرت جبیر ابن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کی، فرمایا نبی کریم ﷺ نے قاطع رحم جنت میں نہ جائے گا۔۔حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کے نام پر تم سے مانگے، اُسے ضرور دو۔اور جو قرابت داری کے واسطے سے کچھ مانگے اُسے ضرور دو (خازن) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اہل قرابت سے سلوک کرنے والا فقیری اور خرابی خاتمہ سے محفوظ رہے گا۔ نیز فرمایا: بہترین صدقہ یہ ہے کہ انسان اپنے ظالم قرابت دار پر کرے (تفسیر کبیر) غرضکہ اپنے عزیزوں، قرابتداروں پر سلوک بہت ہی مفید ہے۔ دنیا میں بھی، آخرت میں بھی۔ اس سے زندگی، موت، آخرت، سب سنبھل جاتی ہیں (تفسیر نعیمی، تفسیر ضیاء القرآن)

﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً﴾ (النحل/۷۲) اور اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا فرمائیں تمہاری جنس سے عورتیں اور پیدا فرمائے تمہارے لئے تمہاری بیویوں سے بیٹے اور پوتے۔

اللہ تعالیٰ نے تمہیں تنہا پیدا نہیں کیا، ایسی تنہائی جس میں غم کے لمحے بڑے بھیانک ہوتے ہیں اور خوشی کی ساعتیں بڑی اُداس، بلکہ اُس نے تمہیں اس زندگی کا راستہ طے کرنے کے لئے ایک ساتھی بھی دیا (رفیقہ حیات) اور مزید کرم یہ فرمایا کہ وہ تمہاری ہی جنس سے ہے تاکہ تمہاری آرزوئیں اور تمنائیں، تمہارے جذبات اور خواہشات سب یکساں ہوں تاکہ تم ایک دوسرے کے لئے باعثِ مسرت اور موجبِ اطمینان بنو۔ اس پر مزید کرم یہ کیا کہ تمہیں اولاد کی نعمت سے بہرہ ور کیا اور تمہیں اولاد الاولاد یعنی پوتے، پوتیاں، نواسے اور نواسیاں بخشیں۔ اس طرح تمہارے دلوں کو مسرت اور تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائی۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے فرمان میں نکاح کے مقصد کو بیان فرمایا ہے **تناکحوا تناسلوا تکثروا فانی مباہٍ بکم الامم** (بیہقی وعبدالرزاق) شادی کرو، اولاد پیدا کرو تم بڑھ جاؤ گے، اس لئے کہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے اور امتوں پر فخر کروں گا۔

۲- نسب کی حفاظت:

اللہ تعالیٰ نے شادی کا جو نظام جاری فرمایا ہے اس کی وجہ سے اولاد اپنے آپ کو اپنے والدین کی طرف منسوب کرتے ہوئے فخر محسوس کرتی ہے۔ اس لئے کہ اس نسبت کی وجہ سے انہیں ایک ذاتی مقام انسانی کرامت اور نفسیاتی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ اگر شادی کا یہ شرعی طریقہ نہ ہوتا تو انسانی معاشرے میں ایسے بچوں کی بھرمار ہوتی جنہیں نہ کوئی مقام اور عزت وتکریم حاصل ہوتی، اور نہ ان کا نسب معلوم ہوتا، اور یہ چیز اخلاقِ فاضلہ کے لئے گہرا وشدید زخم اور فساد، اباحیت اور اخلاقی اضمحلال کے لئے خطرناک متعدد بیماری بن جاتی۔

۳- معاشرے کا اخلاقی بے راہ روی سے محفوظ ہونا:

شادی کی وجہ سے معاشرہ اخلاقی بے راہ روی سے بچ جاتا ہے اور افراد معاشرتی فساد سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ صنفِ نازک اور دوسری جنس کی طرف فطری میلان

کے داعیہ کو حلال راستے نکاح اور جائز طریقے شادی کے ذریعے سے ٹھنڈا کر دیا گیا ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے اس اخلاقی حکمت کو کتنی عمدگی سے بیان کیا ہے' فرمایا۔ **یامعشر الشباب من استطاع منکم الباء ۃ فلیتزوج فانه أغض للبصر وأحصن للفرج' فمن لم یستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء** اے نوجوانوں کی جماعت تم میں سے جو شخص نکاح کے اخراجات برداشت کر سکتا ہے اسے چاہئے کہ شادی کر لے' اس لئے کہ یہ شادی نگاہ کو بہت زیادہ پست رکھنے والی ہے اور شرمگاہ کی بہت زیادہ حفاظت کرنے والی ہے اور جو شخص یہ طاقت نہ رکھتا ہو اُسے روزے رکھنا چاہئے اس لئے کہ روزہ اس کے شہوانی خیالات کو توڑنے والا ہے۔

۴- خاندان کی تعمیر میں میاں بیوی کا باہمی تعاون:

شادی کے ذریعے میاں بیوی خاندان کی تعمیر' بچوں کی تربیت اور دنیاوی زندگی کی ذمہ داریاں وفرائض ادا کرنے میں ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں اور دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کا کام مکمل کرتا ہے۔عورت وہ کام انجام دیتی ہے جو اس سے اور اس کے مزاج اور جنس سے متعلق ہوں مثلاً شوہر کے حقوق ادا کرنا' گھر کا نظم چلانا اور بچوں کی پرورش وتربیت کی ذمہ داری پوری کرنا' اسی طرح مرد وہ کام کرتا ہے جو اس کے دائرہ کار میں آتے ہیں اور اس کے مزاج اور مرد ہونے سے متعلق ہیں۔مثلاً خاندان کی ذمہ داریوں کا بوجھ اُٹھانا' اُن کی دیکھ بھال اور کفالت کرنا اور سخت سے سخت کام کاج کرنا۔اس طریقے سے میاں بیوی میں تعاون وامدادِ باہمی کی روح پروان چڑھتی ہے اور خاندان فاضل و بے مثال تربیت کی نبیادوں پر استوار ہوتا ہے اور اسلام کے متعین کردہ حقوق کے دائرے اور زیرِسایہ گھر میں مودت ورحمت اور الفت کا دور دورہ ہوتا ہے۔

۵- معاشرہ کا امراض سے محفوظ ہونا:

شادی کے ذریعے معاشرہ ان مہلک متعدی امراض سے نجات حاصل کر لیتا ہے جو زنا

(Illegal Sexual Relationship) اور حرام کاری کی وجہ سے پھیلتے اور عام ہوتے ہیں، ان امراض میں سے بعض یہ ہیں :

☆ سیلان : یہ زنا کی وجہ سے ایک دوسرے میں منتقل ہوتا ہے اور رحم اور خصیوں میں سخت سوزش پیدا کر دیتا ہے جو کبھی کبھی بانجھ پن اور جوڑوں میں درد کا بھی ذریعہ بنتا ہے اور کبھی بچہ پر بھی اثر انداز ہوتا ہے اور اس کی آنکھوں میں سوزش پیدا کر دیتا ہے جس کی وجہ سے نومولود بچہ کبھی اندھا بھی ہو جاتا ہے۔

☆ آتشک : یہ مرض بھی ناجائز اختلاط، زنا کاری، بوسہ بازی وغیرہ کی پیداوار ہے اور اس کی وجہ سے غدود، جلد، جوڑوں، عضلات، دل، پیٹ، پھیپھڑے، جگر اور پٹھوں میں سوزش و درد کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔

☆ آلاتِ تناسل میں زخم پیدا ہو جانا: یہ مرض بھی ناجائز وحرام تعلقات کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اوراس کی وجہ سے بلغمی غدود میں سوزش پیدا ہوکر لاعلاج پیپ بھرے زخم پڑ جاتے ہیں اور پیشاب کے راستے میں سوزش پیدا ہو جاتی ہے اور جوڑوں میں درد اور اعضاء میں ورم پیدا ہو جاتا ہے۔

☆ سوزاک کی بیماری: یہ بھی زنا کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور اعضائے تناسل میں تکلیف دہ زخم پیدا کر دیتی ہے اور کبھی یہ پھیل کر جلد کو بھی خراب کر دیتی ہے۔

☆ قبل از وقت بالغ ہو جانا: یہ مرض قبل از وقت جنسی شہوت کے بھڑکنے اور غدود کے مکمل ہونے سے قبل جنسی خواہشات کے ابھرنے سے بعض بچوں میں پیدا ہوتا ہے جو بدن میں مختلف قسم کا بگاڑ اور نفسیاتی اور عصبیاتی امراض پیدا کرتا ہے اور اس کے علاوہ اور دوسرے وہ لاعلاج امراض بھی جو صحت اور جسم کو زنا وغیرہ کی وجہ سے لگ جاتے ہیں جیسے ایڈس وغیرہ۔

٦- روحانی اور نفسیانی سکون:

ترمذی میں یہ روایت ہے: **أربع من سنن المرسلين الحناء، والتعطن، والسواك والنكاح** چار چیزیں رسولوں کی سنت ہیں: مہندی، عطر، مسواک اور شادی۔۔

شادی کی وجہ سے میاں بیوی میں الفت ومحبت اور شفقت ورحم کے روابط پیدا ہوتے ہیں اور دونوں میں سے ہر ایک دوسرے سے انس حاصل کرتا ہے اور دوسرے کے زیر سایہ سعادت وخوش بختی محسوس کرتا ہے۔ چنانچہ شوہر جب اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر شام کو گھر لوٹتا ہے اور اپنی بیوی بچوں کے ساتھ یکجا اور اکٹھا ہوتا ہے تو ان تمام پریشانیوں کو بھول جاتا ہے جو اُسے دن میں پیش آئی تھیں اور دن بھر کی جدوجہد اور دوڑ دھوپ میں اُسے جو تھکان حاصل ہوئی تھی وہ کافور ہو جاتی ہے۔ یہی حال عورت کا ہوتا ہے اور اس طرح سے میاں بیوی میں سے ہر ایک دوسرے سے مل کر اس کے پہلو میں نفسیاتی سکون پاتا ہے اور اسے قلبی اطمینان نصیب ہوتا ہے اور باہم مل کر بیٹھ کر سرور وانبساط کا تبادلہ کرتے ہیں اور اس طرح اس انبساط وروح پرور ملاقات کے بعد دونوں میں سے ہر ایک اگلے نئے دن کا استقبال عزم تازگی اور نشاط سے کرتا ہے تاکہ اپنے ذمہ مفوض ذمہ داریوں کو صحیح طریقے سے ادا کر سکے اور ظاہر بات ہے کہ ایسی صورت حال میں ہر ایک اپنے فریضے کو نہایت ذمہ داری، تندہی سے ادا کرے گا اور ایسی صورت میں گھر، اہل وعیال اور بچوں کو حقیقی سعادت حاصل ہوگی۔ واقعی اللہ جل شانہ نے قرآن کریم میں کیسا سچا فرمان نازل کیا ہے:

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ (الروم/۲۱) اور اُس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم اُن سے سکون حاصل کرو۔ اور اُس نے تمہارے (یعنی میاں بیوی کے) درمیان محبت وہمدردی پیدا کردی۔ بیشک اُس میں اُن لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو غور وفکر کرتے ہیں۔

زندگی کی شاہراہ بڑی ہی کٹھن ہے قدم قدم پر رکاوٹیں ہیں۔ ہجوم مصائب ہے۔ غموں کے اندھیرے ہیں۔ ناکامیوں کے چرچے اور مایوسیوں کی وحشتیں ہیں۔

یہ طویل سفر، یہ نشیب وفراز — مسافر کہاں تک سنبھلتا رہے

لیکن اس کریم نے انسان کے شکستہ حوصلوں کو بلند رکھنے کے لئے اس کے ڈگمگاتے قدموں کو ثبات بخشنے کے لئے آلام ومصائب کے بوجھ کو ہلکا کرنے کے لئے اسی کی جنس سے بیوی کی

صورت میں اُسے ایک رفیقِ سفر بھی عطا کر دیا۔ جنسی یگانگت کے علاوہ دونوں کے دلوں میں محبت اور رحمت کے پاکیزہ اور پختہ تعلقات سے جوڑ دیا ہے۔ یہ سنگت صرف ان دنوں تک محدود نہیں جب صحت وشباب کا آفتاب چمک رہا ہو' جب حالات سازگار ہوں اور بخت بیدار ہو بلکہ محبت و پیار اور شفقت و ہمدردی کا یہ رشتہ کسی صورت میں بھی نہیں ٹوٹتا' غموں کے اندھیرے جیسے جیسے گہرے ہوتے جاتے ہیں' محبت کی یہ شمع زیادہ نورافشانی کرنے لگتی ہے۔ جب حالات ناسازگار ہوں اس کی رفاقت میں مزید پختگی آ جاتی ہے۔ نیز ان کی تخلیق اس طرح کی گئی ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے بغیر ادھورے ہیں۔ دونوں کی حسرتوں' آرزوؤں' اُمنگوں اور خوشیوں کی تکمیل کا راز ایک دوسرے سے وابستہ رہنے میں ہے۔

خود سوچئے اگر محبت کا چراغ زندگی کی اس کٹھن راہ کو روشن نہ کرتا اور رحمت کا جذبہ ایک دوسرے کی دستگیری نہ کرتا' تو اس سفرِ حیات کا انجام کتنا حسرت ناک ہوتا۔ تو ہزار جان قربان ہو اس خالقِ کریم پر جس نے مرد کی جنس سے عورت کو پیدا کیا اور پھر انہیں محبت اور رحمت کے رشتوں میں یوں پرو دیا کہ علحدگی کا تصور تک پریشان کر دیتا ہے۔

میاں بیوی کے تعلقات پر انسان جتنا غور کرے پھر آیت کے ان کلمات طیبات میں ﴿جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَّرَحْمَةً ﴾ جتنا تدبر کرے۔۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت' حکمت اور قدرت کے جلوے اتنے ہی نمایاں ہوتے چلے جاتے ہیں۔

مرد اور عورت کی آفرینش اور ان میں محبت و رحمت کے یہ تعلقات اللہ تعالیٰ کی کبریائی کی صرف ایک دلیل نہیں' بلکہ اس میں بے شمار دلیلیں سمو دی گئی ہیں۔۔ جتنا کوئی سوچے گا اتنی ہی اُسے معرفت نصیب ہوتی جائے گی۔

۷- ماں باپ ہونے کے جذبے کا ابھرنا: شادی کے ذریعے ماں باپ کے نفوس میں بچوں کے سلسلے میں قدرتی جذبات ابھرتے ہیں اور اپنے جگر گوشوں سے متعلق احساسات و جذبات کی آگ بھڑکتی ہے۔

کسی بھی عقل مند و صاحبِ بصیرت پر یہ بات مخفی نہ ہوگی کہ ان جذبات واحساسات کا بچوں کی دیکھ بھال، جگر گوشوں کی تربیت، ان کی ضروریات کے مہیا کرنے کے لئے جاگنے اوران کے بہتر مستقبل اور روشن زندگی کے لئے شب و روز محنت کی شکل میں کتنا مفید اور اچھا نتیجہ نکلتا ہے۔

نماز برائے لڑکیوں کی شادی :

حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعد نماز مغرب چار رکعت نفل نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ **قل یاایھا الکٰفرون** ، **قل ھواللہ احد** ، **قل اعوذ برب الفلق** اور **قل اعوذ برب الناس** ایک ایک مرتبہ پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد سجدے کی حالت میں **یَاحَیُّ یَاقَیُّوْم بِرَحْمَتِكَ اسْتَغِیْثُ** ستر بار پڑھے اور اپنی حاجت طلب کرے۔

بعض مشائخ سے منقول ہے کہ اس نماز کے ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے لڑکیوں کی شادی کے انتظام کردے گا۔

شادی کے لئے نماز استخارہ :

اچھے رشتوں کی تلاش کے بعد بھی مختلف خدشات مستقبل کے لئے لگے ہوتے ہیں کہ لڑکی کا رشتہ اچھے گھر میں ہو رہا ہے یا نہیں۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ نے اس موقع پر ہمیں نماز استخارہ کی تعلیم دی ہے اور اس کا طریقہ یہ بتایا کہ جب تم نکاح کرنے کا ارادہ کرو تو دو رکعت نماز پڑھو پھر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرو اور یہ دُعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ، فَاِنْ رَأَیْتُ اِنَّ لِیْ فِیْ فُلَانَةٍ خَیْراً لِیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاٰخِرَتِیْ فَاقْدُرْھَا لِیْ وَاِنْ کَانَ غَیْرَھَا خَیْراً لِّیْ مِنْھَا فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاٰخِرَتِیْ فَاقْدُرْھَا (ابن حبان، الحاکم)

اس دُعا کو پڑھ کر سو جائیں، حالتِ نیند میں اللہ تعالیٰ قلبی تشفی دے گا یا خواب کے ذریعہ رشتہ کے

اچھے ہونے یا نہ ہونے کا علم ہو جائے گا۔ اگر ایک مرتبہ عمل کرنے پر مقصد حاصل نہ ہو تو ایک سے زائد مرتبہ عمل کریں ان شآء اللہ مقصد کی تکمیل ہو جائے گی۔

بہر حال نمازِ استخارہ ایک عظیم نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اس سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق دے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین)

اچھے شوھر کا انتخاب : SELECTION OF HUSBAND

عورت کو چاہئے کہ دیندار (Religious) ، خوش اخلاق (Graceful/Polite) ، مال دار (Well to do / Wealthy) وسخی (Generous) مرد سے نکاح کرے۔ فاسق و بدکار (Sinful/Corrupted) سے ہرگز نکاح نہ کرے اور یہ بھی نہیں چاہئے کہ کوئی اپنی جوان لڑکی کی شادی کسی بوڑھے سے کردے یہ بہت سے خرابیوں کا پیش خیمہ ہے۔ اسی طرح تعلیم یافتہ کو جاہل ان پڑھ کے پلے باندھ دینا بہت سی خرابیوں کو پیدا کرتا ہے۔ اگرچہ نکاح ہو جاتا ہے مگر بہت ہی نامناسب اور ناروا ہے۔ بالغ لڑکی کی اجازت ورضامندی نکاح کے لئے شرط (Condition) ہے۔ اس کی اجازت ورضامندی کے بغیر زبردستی نکاح کردینا باطل (Invalid / Void) اور گناہ ہے جس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اسے سرسری طور پر دیکھنے میں حرج نہیں۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ والدین اور سرپرستوں کو یہ چاہئے کہ وہ اپنی لخت جگر کے لئے مناسب شوہر کا انتخاب کریں' شادی سے پہلے لڑکے کو اچھی طرح دیکھ لیں' انھیں اس کے اخلاق' کردار' جسمانی نظام' اور مالی حیثیت ان تمام امور کا بنظر غائر مطالعہ کرنا چاہئے' ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی پیاری بیٹی کو کسی ایسے شخص کے سپرد کردیں جو اس کے حقوق ادا نہ کرسکے' یا نسب وغیرہ کے معاملے میں اس کا ہم پلّہ نہ ہو' اس سلسلے میں حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **النکاح رق فلینظر احدکم این یضع کریمته** ' یعنی نکاح عورت کو کنیز بناتا ہے اس لئے یہ دیکھ لیا کرو کہ تم اپنی بیٹی کو کہاں دے رہے ہو (بیہقی)

غرض کہ لڑکی کے حق میں احتیاط بے حد ضروری ہے اس لئے کہ لڑکی ہر حال میں اپنے شوہر کے زیر فرمان ہے اس ماتحتی سے نجات حاصل کرنا اس کے بس سے باہر ہے۔ شوہر کو طلاق کا اختیار حاصل ہے وہ کسی بھی وقت پہلو تہی اور کنارہ کش ہوسکتا ہے اور اُسے زندگی کے صحرا میں بے یار و مددگار چھوڑ سکتا ہے دانستہ طور پر اپنی لڑکی کو کسی ظالم و جابر، فاسق، یا شرابی، جواری، رشوت خور وغیرہ کے سپرد کرنے والا شخص اللہ تعالیٰ کے دربار میں مجرم ٹھہرے گا اور وہ باری تعالیٰ کے غیض و غضب کا مستحق بنے گا۔

ایک شخص نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ میری لڑکی کے لئے بہت سے رشتے آئے ہیں آپ کے خیال میں لڑکا کیسا ہونا چاہئے؟ فرمایا: اُس لڑکے کا انتخاب کرو، جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہو، جو تمہاری بیٹی سے محبت کرے تو اس کی محبت میں تعظیم کا پہلو نمایاں ہو اور اگر کسی وجہ سے ناراض ہو تو ظلم نہ کرے (احیاء العلوم)

نکاح سے پہلے مَرد وعورت کا آپس میں دیکھنا:

جس عورت سے نکاح (Marriage) کرنے کا ارادہ ہو تو اس نیت (Intention) سے دیکھنا جائز ہے، حدیث میں آیا ہے کہ جس سے نکاح کرنا چاہتے ہو اس کو دیکھ لو کہ یہ بقائے محبت (Perpetuity of happy married life) کا ذریعہ ہوگا اسی طرح عورت اس مرد کو جس نے اس کے پاس پیغام (Marriage Proposal) بھیجا ہے دیکھ سکتی ہے اگرچہ اندیشہ شہوت ہو (Even though there is sexual feelings) مگر دیکھنے میں دونوں کی یہی نیت ہو کہ حدیث پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔ (دُرِّ مختار)

شادی سے پہلے ایک دوسرے کی اچھی طرح خوب جانچ کرلے تا کہ آئندہ خرابیاں نہ پڑیں دیکھنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ ایک نظر دیکھ لے اور بس یہ نہیں جیسا کہ یورپ میں ہوتا ہے کہ نکاح سے پہلے ہی تمام مراحل طئے کر لئے جاتے ہیں۔

کسی کے پیغامِ نکاح پر پیغام بھیجنا :

Not allowed sending marriage proposal upon once proposal

اگر کوئی دیندار با اخلاق(religious and Graceful) شخص کسی لڑکی کو پیغام نکاح (Marriage Proposal) بھیجے اور اس لڑکی کے گھر والوں سے اُسے امیدیں وابستہ ہوں اور لڑکے کے گھر والوں سے امیدیں وابستہ ہوں اور یہ توقع ہو کہ اس کا پیغام قبول کر لیا جائے گا تو پھر کسی اور شخص کے لئے یہ حرام ہے کہ وہ اس لڑکی یا اس لڑکے کے لئے پیغام نکاح بھیجے جب تک کے پہلے والا شخص اپنا پیغام واپس نہ لے لے، یا اس دوسرے شخص کو اجازت نہ دے، اس لئے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا 'کوئی شخص اپنے کسی بھائی کے پیغامِ نکاح پر پیغام نہ بھیجے جب تک اس سے پہلے پیغام بھیجنے والا وہاں بات ختم نہ کر دے یا اسے اجازت نہ دے دے' (بخاری شریف)

اگر کسی فاسق(Sinful / corrupted) نے کہیں پیغام نکاح بھیجا ہو تو اس کے پیغام پر اپنا پیغام بھیج سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کوئی بھی شخص یہ پسند نہیں کرے گا کہ اپنی بیٹی ایسے فاسق و فاجر کے حوالے کر دے جس کے ہاں نہ دین کی کوئی قدر و منزلت ہو نہ اسلامی اخلاق کی کوئی قدر و پاسبانی ہو۔ لڑکے کے سر پرستوں(Guardian) کو نبی کریم ﷺ نے یہ حکم دیا ہے کہ وہ ایسے لڑکے کو تلاش کریں جو دیندار اور با اخلاق ہو، تا کہ خاندان کی دیکھ بھال، بیوی کے حقوق کی ادائیگی، بچوں کی تربیت (Brought up) اور عزت و کرامت کے سلسلہ میں حمیت و غیرت اور گھر کی ضروریات اور نان و نفقہ وغیرہ کے سلسہ میں اپنے فرائض و واجبات مکمل طور سے ادا کر سکے۔ 'جب تمھارے پاس ایسا شخص آ جائے جس کی دینداری اور اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اس سے شادی کر دو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو روئے زمین میں زبردست فتنہ وفساد پھیلے گا' (ترمذی شریف)

دین، تربیت اور اخلاق کے لئے اس سے بڑھ کر فتنہ اور کیا ہوگا کے ایک نوجوان مومن

لڑکی ایسے آزاد منش ملحد شوہر (Sinful/Non Religious Mental Person) کے نکاح میں آ جائے جو نیک مومنہ کے بارے میں کسی عہد و پیماں اور رشتہ داری کا خیال نہ کرے اور کرامت وشرافت، حمیت وغیرت وآبرو کی اس کے یہاں کوئی قدر و قیمت اور حیثیت نہ ہو۔ کسی نیک صالحہ عورت کے لئے اس سے بڑھ کر اور فتنہ کیا ہوگا کہ وہ کسی فاسق فاجر اباحیت پسند آزاد منش شوہر کے نکاح میں آ جائے جو اُسے بے پردگی، عریانی، آزادی پر مجبور کرے اور اسے دین و اخلاق کے دائرے سے زبردستی نکالنے کی کوشش کرے۔

بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کتنی ہی ایسی پاکباز نیک لڑکیاں ہیں جو اپنے ماں باپ کے گھر میں عفت و پاکبازی اور شرافت و دینداری میں مثال تھیں لیکن جب وہ شادی کے بعد کسی آزاد گھرانے اور آزاد منش فاسق فاجر کے نکاح میں چلی گئیں تو اس کے زیرِ اثر اس کے بہلانے پھسلانے اور جبر واکراہ سے ایسی بے حیاء آزاد اور بے راہ رَو بن گئیں جن کے یہاں نہ فضائل و مکارم کی کوئی قیمت رہی اور نہ ہی عفّت و پاکبازی اور شرافت کی کوئی حیثیت رہی۔

بچّے جب ایسے آزاد اور گندے گھرانے میں پرورش پائیں گے تو ان میں بھی انحراف، آزادی و بے راہ روی پیدا ہوگی۔ دین واخلاق کی بنیاد پر انتخاب واختیار وہ اہم ترین بنیاد ہے جو میاں بیوی کے لئے کامل سعادت وخوش بختی اور بچوں کے لئے شاندار تربیت اور خاندان کے لئے حقیقی شرافت اور مطلوبہ استقرار وسکون مہیّا کرتی ہے۔

نکاح میں ولایت اور وکالت:

Representation and Guardian

عورت بالغہ عاقلہ Adult Woman کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کوئی نہیں کرسکتا نہ باپ نہ کوئی اور۔ کنواری ہو یا بیاہی۔ یوں ہی مرد عاقل بالغ کا نکاح ان کی مرضی کے برخلاف کوئی نہیں کرسکتا۔ (عالمگیری، دُرِّ مختار، بہارِ شریعت)

کنواری (Virgin) عورت سے اس کے ولی (Guardian) یا ولی کے وکیل (Representative) یا قاصد نے اذن (اجازت) مانگا یا ولی نے بلا اجازت لئے نکاح کر دیا اور اب عورت کو اس کی خبر دی گئی اور عورت خاموش رہی یا ہنسی یا مسکرائی یا بغیر آواز کے روئی تو ان سب صورتوں میں اذن سمجھا جائے گا کہ پہلی صورت میں نکاح کر دینے کی اجازت ہے اور دوسری صورت میں نکاح کیا ہوا منظور ہے۔ (دُرِّ مختار)

ایجاب وقبول Offer and Acceptance :

ایجاب وقبول یعنی مثلاً ایک کہے 'میں نے اپنے کو تیری زوجیت یا تیرے نکاح میں دیا' دوسرا کہے 'میں نے قبول کیا' یہ نکاح کے رکن ہیں۔ پہلے جو کہے وہ ایجاب ہے اور اس کے جواب میں دوسرا جو الفاظ کہے اُسے قبول کہتے ہیں۔ یہ کچھ ضرور نہیں کہ عورت کی طرف سے ایجاب ہو اور مرد کی طرف سے قبول بلکہ اس کا الٹا بھی ہے۔ (درمختار)

مسئلہ : لڑکی کے باپ یا وکیل نے مرد سے کہا کہ میں نے اپنی لڑکی یا اپنی مؤکلہ کا تجھ سے نکاح کیا یا ان کو تیرے نکاح میں دیا۔ اس نے کہا' میں نے قبول کیا یا اس کے باپ یا وکیل نے کہا کہ میں نے اسے اپنے لڑکے یا اپنے مؤکل کے لئے قبول کیا تو نکاح درست ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ : عورت نے مرد سے کہا 'میں نے تجھ سے اپنا نکاح کیا اس شرط پر کہ مجھے اختیار رہے جب چاہوں اپنے کو طلاق دے لوں اور مرد نے قبول کیا تو نکاح ہو گیا اور عورت کو اختیار رہے جب چاہے اپنے کو طلاق دے دے۔ (بہار شریعت' قانون شریعت)

مسئلہ : نابالغ لڑکے اور لڑکی کے مابین نکاح میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ ان کے اولیاء (سرپرست) خود ایجاب وقبول کریں یا ان کی اجازت سے ان کے وکیل۔ نابالغوں سے کہلوانے کی کوئی حاجت نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

بالغ عورت کا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر صحیح ہے:

نابالغ (Minor) لڑکے اورلڑکی کے نکاح کے لئے ولی شرط ہے بغیر ولی ان کا نکاح نہیں ہوسکتا اور عاقلہ بالغہ (Adult) نے ولی کی اجازت کے بغیر بطور خود اپنا نکاح خفیہ خواہ اعلانیہ کرلیا تو اس کے منعقد اور صحیح ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ شوہر اس کا کفو ہو (Adequecy / Suitability) یعنی مذہب یا نسب یا پیشے یا مال یا چال چلن میں عورت سے اتنا کم نہ ہو کہ اس کے ساتھ اس کا نکاح ہوجانا عورت کے اہلِ خاندان اور اولیاء کے لئے ننگ وعار اور بدنامی کا باعث ہو' اگر ایسا ہے تو وہ نکاح نہ ہوگا۔ ہاں عورت نے بشرطیکہ عقل سے بہرہ ور اور بالغہ ہو اپنے کفو میں، اولیاء سے اجازت لئے بغیر نکاح کرلیا تو نکاح صحیح ہوگا۔ (دُرِّمختار۔ بہارِشریعت)

بغیر گواہوں کے نکاح کی شرعی حیثیت : حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا **لایجوز نکاح بغیر شاهدین** بغیر دو گواہوں کے نکاح جائز نہیں (صحیح بخاری شریف) مسلمانوں کا نکاح منعقد نہیں ہوتا جب تک کہ دو آزاد عاقل بالغ مسلمان مرد گواہ یا ایک مرد اور دو عورتیں موجود نہ ہوں (ہدایہ شریف)

لہٰذا بغیر گواہوں کے نکاح جائز نہیں' مرد پر نفقہ واجب نہیں اور اس نکاح سے ہونے والی اولاد ناجائز ہے۔ (وقار الفتاویٰ)

نکاح فرض ہے یا سُنت : جو شخص مہر و نفقہ کی قدرت رکھتا ہو اور اسے یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے سے زنا کی مصیبت میں مبتلا ہوجائے گا تو نکاح کرنا فرض ہے اور اگر زنا کا یقین نہیں ہے بلکہ صرف اندیشہ ہے تو نکاح کرنا واجب ہے اور اگر شہوت کا بہت زیادہ غلبہ ہو تو نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے اور اگر اس بات کا اندیشہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نان ونفقہ نہ دے سکے گا یا نکاح کے بعد فرائض متعلقہ نہیں پورا کرسکے گا تو نکاح کرنا مکروہ ہے اور اگر

ان باتوں کا اندیشہ ہی نہیں بلکہ یقین ہے تو نکاح کرنا حرام ہے۔(ردالمختار، درمختار)

خلاصہ یہ ہے کہ بعض صورتوں میں نکاح کرنا سنت ہے اور بعض صورتوں میں نکاح کرنا فرض ہے نہ ہر صورت میں نکاح کرنا سنت ہے اور نہ ہر صورت میں نکاح کرنا فرض ہے اور قرآن کی کسی آیت میں نکاح کے فرض ہونے کی تخصیص نہیں۔ (فتاویٰ فیض الرسول)

جنّت میں عورت آخری شوہر کے ساتھ رہے گی

(کنواری لڑکیوں کا جنت میں نکاح ہوگا)

REWARD FOR WOMAN IN PARADISE

جو عورت جس مسلمان کے نکاح میں مرے گی وہ جنت میں اسی کے ساتھ رہے گی یعنی عورت جنت میں آخری شوہر کے ساتھ رہے گی اس لئے پیغمبر کی بیوی سے کوئی نکاح نہیں کر سکتا کیونکہ وہ جنت میں آخری شوہر کے ساتھ رہے گی۔ جس عورت کا شوہر کافر ہو کر مرا یا جو کہ کنواری ہی مر گئی ان کا نکاح ان جنتیوں میں سے کسی سے کرا دیا جائے گا جو جنت کے بھرنے کے لئے پیدا کئے جائیں گے اور جس کی بیوی کافرہ ہو کر مری یا وہ کنوارا ہی مر گیا اس کے نکاح میں صرف حوریں ہوں گی اور جس کی بیوی بھی مسلمان مرے وہ جنت میں اپنی بیوی کو بھی پائے گا اور حوروں کو بھی، مگر یہ عورتیں حوروں سے بھی زیادہ حسین وجمیل اور پاک وصاف ہوں گی کیونکہ دنیاوی عورتوں میں نیک اعمال کا حسن بھی ہوگا جس سے حوریں خالی ہونگی خیال رہے کہ اگر زوجین (میاں بیوی) میں سے ایک اعلیٰ درجہ کا مستحق اور دوسرا ادنیٰ درجہ کا تو ادنیٰ کو اعلیٰ کر کے ہمراہ کیا جائے گا نہ کہ اعلیٰ کو ادنیٰ کر کے۔ حضور ﷺ کے ساتھ آپ کی ازواج مطہرات ہوں گی یہ سب درجہ میں اعلیٰ ہو کر حضور ﷺ کے ساتھ ہوں گے۔ روایات میں آیا ہے کہ حضرت مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ) اور حضرت آسیہ (فرعون کی بیوی) جنت میں حضور ﷺ کے نکاح میں آئیں گی۔ جنت میں ایک مرد کو چند بیویاں دی جائینگی مگر ایک عورت کو چند مرد نہیں کہ یہ بے حیائی ہے۔ (تفسیرِ نعیمی، پارہ اول، سوم)

مشرک عورت و مرد سے شادی

Marriage with Unbielevers

﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۚ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَ لَوْ اَعْجَبَكُمْ﴾ (البقرۃ/۲۲۱)

اور نکاح نہ کرو مشرک عورتوں کے ساتھ یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں اور مسلمان لونڈی بہتر ہے مشرک آزاد عورت سے اگر چہ وہ بہت پسند آئے ۔ اور نکاح نہ کر دیا کرو اپنی عورتوں کا مشرکوں سے یہاں تک کہ وہ ایمان لائیں اور بے شک مومن غلام بہتر ہے مشرک آزاد سے' اگر چہ وہ پسند آئے تمہیں ۔ ۔ وہ لوگ دوزخ کی طرف بُلا تے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی توفیق سے جنت اور مغفرت کی طرف بُلا تا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے حکم کو لوگوں کے لئے کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں ۔

اسلام کے ابتدائی دور میں مُسلمان' کُفّار سے رِشتہ لیا بھی کرتے تھے اور دِیا بھی کرتے تھے' لیکن اب انہیں اس بات سے روک دیا گیا اور انہیں بتا دیا گیا کہ مانا کوئی مُشرک عورت اپنے مال ودَولت' حُسن و جمال اور اپنے فضل وکمال میں بڑھی ہوئی ہے لیکن اُسکے شِرک کے عیب نے اُس کے تمام حُسن وکمال کو بدنما کر رکھ دیا ۔ اور مومنہ پر کہ نُور کا ہالہ ہے اُس نے اُس کی دوسری جملہ خامیوں کی کسر نکال دی ہے اور یہی فرق مومن مَرد اور مشرک مرد کا ہے ۔

اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ جب میاں اور بیوی کے عقائد بالکل متضاد ہوں گے' ایک اللہ وحدہ' لاشریک کا بندہ اور دوسرا ہزاروں بُتوں کا پرستار ہوگا تو اُن کی کب نبھ سکے گی ۔ لامحالہ آج نہیں تو کل یہ کشتی کسی چٹان سے ٹکرائے گی اور پاش پاش ہو جائیگی ۔ نیز وہ دوقومیں ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہیں' اُن کے افراد کو ایک دوسرے پر اعتماد کب ہوگا ؟

اور وہ شادی جہاں باہمی اعتماد نہ ہو' جذبات اور اُمنگیں ایک دوسرے سے بالکل متضاد ہوں' وہ زیادہ دیر پا نہیں ہوسکتی' اسی لئے تم جذبات کی رَو میں نہ بہہ جاؤ اور اپنے مستقبل کو برباد نہ کرو۔

اگر مشرک عورت سے شادی رچائی تو وہ اپنی پوری کوشش کرے گی کہ وہ تمہیں اسلام سے رُوگرداں کردے اور عورت کے دام فریب میں تو بڑے بڑے سورماؤں کو پھرتے دیکھا ہے۔ اور تم نے اپنی بیٹی کسی مُشرک سے بیاہ دی تو ممکن ہے اُس کی ہیبت کا کوئی جھونکا تمہاری بیٹی کے ایمان کی شمع بجھا دے۔ خود سوچو' یہ کتنا ناقابل برداشت خسارہ ہے ۔(گمراہ اور بدعقیدہ مرد وعورت کا بھی یہی حکم ہے)۔۔ (تفسیر ضیاءالقرآن)

مُحَرِّمات Unmarriagable Persons (وہ عورتیں جن سے نکاح حرام ہے)

اسلام نے جن عورتوں کے ساتھ نکاح حرام قرار دیا ہے اُن کی تین قسمیں ہیں:

(۱) جن سے نسب اور نسل کی وجہ سے نکاح حرام کیا گیا ہے۔

(۲) جن سے رضاعت (دودھ کے رشتہ) کی وجہ سے نکاح حرام کیا گیا ہے

(۳) جن سے سسرالی رشتہ (مصاہرت) کی وجہ سے نکاح حرام کیا گیا ہے۔

محرمات کی تشریح : (۱) اسلامی قانون اولاً ان تمام عورتوں سے نکاح حرام قرار دیتا ہے جو غیر مسلم ہوں یا مسلمان ہوں مگر وہ عورتیں کسی کے نکاح میں ہوں۔

(۲) اسلام ان تمام عورتوں سے نکاح حرام قرار دیتا ہے جو اپنے نسب میں شمار ہوتے ہوں جیسے ماں بیٹا' باپ بیٹی' بھائی بہن' خالہ بھانجہ' پھوپھی بھتیجہ' چچا بھتیجی' نانی نواسہ' نانا نواسی' دادی پوتا' دادا نواسی ......وغیرہ

(۳) جو نسب میں حرام ہے رضاع میں بھی حرام ہے۔ رضاع یعنی دودھ کا رشتہ۔ عورت کا دودھ پینے سے ثابت ہوتا ہے۔ دودھ پینے سے مراد یہی معروف طریقہ نہیں بلکہ حلق اور ناک میں ٹپکایا جب بھی یہی حکم ہے اور تھوڑا سا پیا یا زیادہ' بہرحال حرمت ثابت

ہو گی جبکہ اندر پہنچ جانا معلوم ہو اور اگر چھاتی منہ میں لی مگر یہ نہیں معلوم کہ دودھ پیا تو حرمت ثابت نہیں (جوہرہ وغیرہ)

(۴) وہ تمام عورتیں حرام ہو جاتی ہیں جن کی حرمت سبب سے پائی جاتی ہے جیسے رضاعی ماں' بہن' بیوی کی ماں یا بیوی کی رضاعی بہن اور اس کی نانی اور خالہ وغیرہ۔ اسی طرح باپ' دادا اور نانا کی داشتائیں یعنی وہ عورتیں جنہیں باپ' دادا اور نانا وغیرہ نے بغیر نکاح رکھ لیا ہو۔

میکے کے غیر محارم Marriagable Persons :

(۱) چچا زاد بھائی اور اُن کی اولاد وغیرہ (۲) تایا زاد بھائی اور اُن کی اولاد وغیرہ (۳) خالہ زاد بھائی اور اُن کی اولاد وغیرہ (۴) ماموں زاد بھائی اور اُن کی اولاد وغیرہ (۵) پھوپھی زاد بھائی اور اُن کی اولاد وغیرہ (۶) خالو (۷) پھوپھا (۸) بہنوئی (۹) باپ کے ماموں زاد' چچا زاد' پھوپھی زاد' تایا زاد' خالہ زاد بھائی (۱۰) منہ بولا بھائی' بیٹا' منہ بولا باپ' منہ بولا چچا یا تایا......وغیرہ۔

مسئلہ : ماں کے چچا زاد' تایا زاد' پھوپی زاد' خالہ زاد' ماموں زاد (کزنس) اگر چہ عرف میں ماموں' چچا وغیرہ کہلاتے ہیں لیکن خیال رہے کہ یہ رشتے ماں کے بھی غیر محارم ہیں اور لڑکی کے بھی غیر محارم ہیں۔

مسئلہ : خواتین خیال کرتی ہیں کہ منہ بولے بیٹے وغیرہ سے پردہ نہیں۔ کسی کو اپنا بیٹا' بھائی' باپ وغیرہ کہہ دینے سے وہ باپ' بیٹا' بھائی وغیرہ نہیں ہو جاتے ہیں۔ وہ سب غیر محارم ہیں لہذا اُن سے پردہ کرنا فرض ہے۔

سسرال کے غیر محارم : (۱) جیٹھ (۲) دیور (۳) نندوئی (۴) دیور کے بچے یعنی شوہر کے بھتیجے' جیٹھ کے بچے یعنی شوہر کے بھتیجے (۵) نند کے بچے یعنی شوہر کے بھانجے (۶) شوہر کے ماموں' چچا' خالو وغیرہ (۸) شوہر کے چچا زاد' ماموں زاد' پھوپھی زاد اور خالہ زاد وغیرہ۔

رضاعی غیر محارم :

(۱) دودھ شریک بھائی کی دودھ شریک یا حقیقی بہن (۲) حقیقی بھائی کی رضاعی ماں (۳) رضاعی بیٹے یا بیٹی کی رضاعی یا حقیقی بہن یا دادی (۴) حقیقی بیٹا یا بیٹی کی رضاعی بہنیں یا دادی (۵) رضاعی چچا یا پھوپھی کی رضاعی یا حقیقی ماں یا حقیقی چچی (٦) پھوپی کی رضاعی ماں (۷) رضاعی ماموں اور خالہ کی رضاعی یا حقیقی ماں (۷) حقیقی ماموں اور خالہ کی رضاعی ماں

چچی تائی ممانی اور بھاوج : چچی' تائی' ممانی اور بھاوج کے شوہر یعنی چچا' تایا' ماموں اور بھائی کے مَر جانے یا طلاق دینے پر عدت گذر جانے کے بعد چچی' تائی سے بھتیجا' ممانی سے بھانجہ' بھاوج سے دیور خواہ عمر میں چھوٹے ہوں یا بڑے اپنا نکاح کر سکتے ہیں۔ انہیں ماں کے برابر سمجھنے' ماں کی حیثیت دینے سے وہ مائیں نہیں بن جاتیں۔ ان سب عورتوں سے بھتیجے' بھانجے' جیٹھ اور دیور کا نکاح درست ہے بشرطیکہ بھتیجے' بھانجے' دیور نے اُن کا دودھ نہ پیا ہو۔

اسی طرح سوتیلی ماں کی حقیقی خالہ' ساس کی حقیقی بہن' سوتیلی ماں کی سوتیلی بہن' سوتیلی ساس کی حقیقی بہن سے بھی نکاح درست ہے۔ یہاں بھی یہی ہے کہ لڑکے نے اُن کا دودھ نہ پیا ہو' کیونکہ مذکورہ تمام عورتیں' چچی' تائی' ممانی اور بھاوج اور سوتیلی ماں اور ساس کی حقیقی بہن اور سوتیلی ساس کی بہن ﴿**واحل لکم ماراء ذالکم**﴾ میں داخل ہیں' اس لئے ان تمام سے نکاح بالاتفاق جائز ہے۔

ماں' خالہ' پھوپھی' دادی اور نانی سے متعلق رشتے : ماں' رضاعی ماں' بیوی اور باندی کی ماں' خالہ اور پھوپھی (حقیقی' سوتیلی' رضاعی)' دادی اور نانی (حقیقی' سوتیلی' رضاعی) سے نکاح حرام قرار دیا گیا۔ باپ' دادا' نانا کی باندیاں' داشتائیں یا

اغواء کی ہوئی عورتیں جن سے جائز یا ناجائز تعلقات رہ چکے ہوں یہ سب کے سب بیٹے، پوتے اورنواسوں پر حرام ہیں۔ اسی طرح وہ تمام عورتیں حرام ہیں جو باپ، دادا یا نانا کے نکاح میں رہ چکی ہوں۔

بیٹی، بہو، پوتی، نواسی، بھتیجی، بھانجی سے متعلق رشتے : بیٹی، بہو، پوتی، نواسی، بھتیجی، بھانجی (حقیقی، سوتیلی، رضاعی اور اُن کی اولاد) سے نکاح حرام ہے۔

بہن (حقیقی، سوتیلی، رضاعی) سے متعلق رشتے : بہن (حقیقی، سوتیلی، رضاعی اور اُن کی اولاد) سے نکاح حرام ہے۔

سالی سے متعلق رشتے : سالی (حقیقی، سوتیلی، رضاعی) سے نکاح اس وقت تک حرام ہے جب تک اس کی بہن نکاح میں موجود ہو، البتہ بیوی کی موت وطلاق یا فسخ نکاح وخلع (Annulment of Marriage) کے بعد سالی سے نکاح درست ہے۔ بیوی کی موجودگی میں سالی، بہن کے حکم میں داخل ہوکر حرام رہے گی۔

حرمتِ مصاہرت کیا ہے : شریعت مطہرہ میں ان عورتوں کو کہتے ہیں جن کے اصول وفروع سے صحبت کرنے، بوسہ لینے وغیرہ کی وجہ سے وہ ہمیشہ کے لئے حرام ہوجاتی ہوں۔

حرمتِ مصاہرت کن چیزوں سے ہوتی ہے : حرمت مصاہرت جس طرح وطی سے ہوتی ہے یوں ہی بشہوت چھونے، بوسہ لینے، فرجِ داخل کی طرف نظر کرنے اور گلے لگانے، دانت سے کاٹنے، مباشرت کرنے اور یہاں تک کہ سر کے بالوں کو چھونے سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے اگرچہ کپڑا حائل ہو۔ (عالمگیری، درمختار)

مصاہرت سے کونسی عورتیں حرام ہیں : حدیث شریف میں ہے کہ نسب سے سات رشتے حرام ہوتے ہیں اور مصاہرت سے بھی۔

جس عورت سے صحبت ہوئی یا شہوت کے ساتھ بوسہ وغیرہ لیا گیا تو اس عورت کی ماں' بیٹی' خالہ' پھوپھی' بہن' بھانجی' بھتیجی سب حرام ہوگئیں مگر ان میں سے دو ماں بیٹی ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئیں۔ ان میں سے دو مرد عورت ضرب دینے سے چار ہو جاتے ہیں گویا دو رشتے مرد کے لئے اور دو عورت کے لئے حرام ہو گئے اس طرح کل چار رشتے مصاہرت سے حرام ہوتے ہیں۔ (۱) عورت کی ماں اوپر تک (۲) عورت کی بیٹی نیچے تک (۳) باپ دادا کی بیوی اوپر تک (۴) بیٹے' پوتے کی بیوی نیچے تک۔

نوٹ : بقیہ پانچ یعنی خالہ' پھوپھی' بہن' بھانجی' بھتیجی سے وقتی طور پر حرمت ہے اس عورت کی موت سے' یا نکاح کر لینے کے بعد علحدگی و عدت کی تکمیل کے بعد ان میں سے کسی ایک سے بھی رشتہ ہوسکتا ہے۔

جمع بین المحارم (دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا)

دو حقیقی بہنوں، خالہ بھانجی، بھتیجی پھوپی کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے مثلاً ایک عورت نکاح میں ہے تو جب تک وہ نکاح میں ہے اس کی بہن، پھوپی خالہ، بھانجی اور بھتیجی سے نکاح حرام ہے بلکہ طلاق دے دی ہو اگرچہ تین طلاقیں تو جب تک عدت نہ گزرے دوسری سے نکاح نہیں کرسکتا۔ بیوی کی موت کے بعد نکاح جائز ہے۔ (بہارِ شریعت، فتاویٰ رضویہ)

اس قسم کی دو عورتوں کو جمع کرنے کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ یہ عورتیں ذی رحم محرم ہوتی ہیں اور ان کا سوکن بننا جھگڑے فساد کا ذریعہ ہے تو یہ اجتماع قطیعت رحم کا سبب ہے خیال رہے کہ ایسی دو عورتوں کا حقیقی نکاح میں جمع کرنا بھی حرام اور حکمی نکاح میں جمع کرنا بھی حرام، لہذا پھوپی کو طلاق دینے کے بعد جب تک پھوپھی عدت میں ہے تب تک اس کی بھتیجی سے نکاح نہیں کرسکتے کہ عدت حکمی نکاح ہے ہاں پھوپی کے انتقال کے بعد فوراً ہی اس کی بھتیجی سے نکاح کر سکتے ہیں کہ شوہر پر عدت نہیں۔

شوہر اور بیوی کا ایک دوسرے پر حرام ہو جانا:

رات کے اندھیرے، شہوت کے غلبہ اور مدہوشی کی حالت میں یا آنکھ بند رکھ کر مرد

نے اپنی عورت کو جماع (جنسی صحبت یا ملاپ) کے لئے اٹھانا چاہا غلطی سے شہوت کے ساتھ مشتہاۃ لڑکی (قابل شہوت ۔نو سال یا زیادہ) پر ہاتھ پڑ گیا اس کی ماں ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی ۔ یونہی اگر عورت نے شوہر کو اُٹھانا چاہا اور شہوت کے ساتھ ہاتھ لڑکے پر پڑ گیا جو مراہق تھا (اس کی مقدار بارہ سال کی عمر ہے) تو عورت ہمیشہ کے لئے اپنے اس شوہر سے حرام ہوگئی ۔ (دُرِّ مُختار - بہارِ شریعت)

قصداً، بھول کر، مجبوراً، حالت نشہ یا شہوانی جذبات سے مغلوب ہو کر شہوت کے ساتھ ہاتھ بھی پڑ جائے تو حرمت ثابت ہو جائے گی ۔ بچوں کا بستر اپنے سے علحدہ رکھنا چاہئے ۔ اپنے ساتھ ان کا سونا احتیاط کے سخت خلاف ہے ۔ داماد، ساس اور بہو سسر شہوت کے ساتھ ہاتھ لگائیں یا تھام لیں تو شوہر اور بیوی کا رشتہ حرام ہو جاتا ہے ۔ (فتاویٰ رضویہ)

سُسرُ (خُسر) کا شہوت سے بہو کو ہاتھ لگانا اور چُھونا :

بہو کو شہوت سے بوسہ لینے، گلے لگانے، چُھونے ...... وغیرہ کے دوران اگر ان دونوں میں ایک کو شہوت ہو جائے اگر چہ دوسرے کو شہوت نہ ہو پھر بھی حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جائے گی ۔ نشے میں یا جنون میں اگر کسی سے یہ فعل سرزد ہوا جب بھی وہی حکم ہوگا کہ حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جائے گی ۔ اگر سسر (خسر) نے اپنی نو سال یا اس سے زیادہ عمر کی بہو کو شہوت کے ساتھ چھولیا، یا بوسہ لیا تو وہ اُس پر حرام ہوگئی، اس کو حرمتِ مصاہرت کہتے ہیں ۔ واضح ہو کہ وہ اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی ۔ شوہر پر فرض ہے کہ وہ بیوی سے شوہری تعلقات ختم کرے اور اُسے طلاق دے دے ۔ لڑکے کی زوجہ کو اگر شہوت کے ساتھ چھوا تو وہ عورت اب لڑکے پر بھی ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی ۔ (درمختار، ردالمختار، عالمگیری)

عورت کا مرد کو چھونے سے حرمتِ مصاہرت : جس طرح مرد کے عورت کو شہوت کے ساتھ چھونے سے مصاہرت ثابت ہوتی ہے اسی طرح اگر عورت نے

شہوت کے ساتھ مرد کو چھوایا یا بوسہ لیا یا اس کے آلے کی طرف نظر کی تو اس سے بھی مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔(عالمگیری، درمختار)

بوڑھی ساس کو شہوت سے چھونا: اگر بڑھیا عورت کو بھی شہوت کے ساتھ چھو لیا یا اس کا بوسہ لیا تو حرمتِ مصاہرت ہو جائے گی اور اس عورت کی بیٹی اس پر حرام ہو جائے گی۔

بلاشہوت بہو پر ہاتھ پڑنا: بلاشہوت اپنی بہو کے پستان پر ہاتھ پڑ گیا، اس عمل سے بھی حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے اس میں شہوت کا ہونا ضروری نہیں، اسی طرح منہ کا بوسہ لینے سے بھی اور آلہ میں انتشار کے وقت کسی جگہ کا بوسہ لیا جب بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہے خواہ شہوت ہو یا نہ ہو بلکہ ان صورتوں میں شہوت کا انکار کرے جب بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔ (بہارِ شریعت)

ساس سے مصافحہ: ساس سے مصافحہ کرتے وقت اگر داماد پر شہوت ہوئی تو اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی اور اگر ہاتھ جُدا کرنے کے بعد شہوت ہوئی یا سرے سے شہوت ہی نہ ہوئی تو حرام نہ ہوگی۔ (درمختار)

شوهر کی زندگی میں نکاح: عورت کسی کے نکاح میں ہے مگر شوہر نے چھوڑ رکھا ہے نہ نان نفقہ دیتا ہے نہ اس کی خبر گیری رکھتا ہے نہ طلاق دیتا ہے (شوہر برسوں سے غائب ہے کچھ پتہ نہیں کہ زندہ ہے یا مر گیا ہے یا برسوں سے بیوی سے دور پردیس یا دیس میں رہ رہا ہے) اس حالت میں بھی جب تک موت یا طلاق نہ ہو کسی اور سے نکاح حرام ہے۔ گم شدہ شوہر کی بیوی اس وقت تک دوسروں پر حرام ہے جب تک کہ شوہر کی موت کا ظن (گمان) غالب جو قرین یقین ہو، نہ ہو جائے۔ (موت کی اطلاع ملنے تک دوسروں سے نکاح حرام ہے)

رضاعت (دودھ کے رشتے)

RELATIONS FROM BREAST-FEEDING

بچہ نے ڈھائی سال کے اندر جس عورت کا دودھ پیا وہ اس بچہ کی ماں ہو جائے گی اوراس کا شوہر (جس کی وطی سے بچہ پیدا ہوا جس سے عورت کو دودھ اترا) اس دودھ پینے والے بچے کا باپ ہو جائے گا اوراس عورت کے تمام بچے اس کے بھائی بہن خواہ اسی شوہر سے ہوں یا دوسرے شوہر سے، اس کے دودھ پینے سے پہلے کے ہوں یا بعد کے یا ساتھ کے ،عورت کے بھائی اس کے ماموں، اس کی بہن اس کی خالہ۔ یوں ہی اس شوہر کی اولاد اس کے بھائی بہن، اس کے بھائی اس کے چچا، اس کی بہنیں اس کی پھوپیاں، ہرایک (عورت و مرد) کے ماں باپ، اس کے دادا، دادی، نانا و نانی ۔۔۔ (عالمگیری، بہارِشریعت)

بچہ کو دو برس تک دودھ پلایا جائے اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ دودھ پینے والا بچہ ،لڑکا ہو یا لڑکی۔ اور یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ لڑکی کو دو برس تک اور لڑکے کو ڈھائی برس تک پلاسکتے ہیں یہ صحیح نہیں۔ یہ حکم دودھ پلانے کا ہے اور نکاح حرام ہونے کے لئے ڈھائی ۲/۱ ۲ برس کا زمانہ ہے یعنی دو برس کے بعد اگر چہ دودھ پلانا حرام ہے مگر ڈھائی برس کے اندر اگر دودھ پلا دے گی حرمت نکاح ثابت ہو جائے گی اوراس کے بعد اگر پیا تو حرمت نکاح ثابت نہ ہوگی اگر چہ پلانا جائز نہیں۔ (بہارِشریعت)

عورتوں کو چاہئے کہ بلاضرورت ہر بچہ کو دودھ نہ پلا دیا کریں اور پلائیں تو خود بھی یاد رکھیں اور لوگوں سے یہ بات کہہ بھی دیں۔ عورت کو چاہئے کہ اپنے شوہر سے پوچھے بغیر کسی بچہ کو دودھ نہ پلائے ایسا کرنا مکروہ ہے۔ البتہ اگر اس بچہ کے مرجانے کا ڈر ہو تو مکروہ نہیں۔ مگر میعاد کے اندر رضاعت ہرصورت میں ثابت ہوگی۔ (ردالمحتار، بہارِشریعت)

حکایت: شیخ ابن محمد جوینی اپنے گھر میں آئے تو انھوں نے دیکھا کہ اُن کے بچہ امام ابوالمعانی کو کوئی دوسری عورت دودھ پلا رہی ہے۔ آپ نے اُس سے بچہ چھین لیا اور بچے کے منہ میں انگلی ڈال کر تمام دودھ قئے کرادیا اور فرمانے لگے کہ اچھے دودھ سے شرافت پیدا ہوتی ہے۔ اور جان کنی میں آسانی۔ جب امام ابوالمعانی جوان ہوئے تو کبھی مناظرہ میں دل تنگ ہو جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ شائد اس دودھ کا کچھ اثر میرے پیٹ میں رہ گیا ہو جس کا یہ نتیجہ ہے۔ (روح البیان)

رضاعی بچے کے دوسرے بھائی بہن سے اپنی اولاد کا نکاح : رضاعی بچے کے دوسرے بھائی بہن سے اپنی اولاد کا نکاح ہوسکتا ہے کیونکہ دونوں کے ماں باپ الگ الگ ہیں اور دودھ کا رشتہ صرف اسی بچہ سے ثابت ہوگا جس نے دودھ پیا ہو۔

مسئلہ: محارم (Un Marriagable Person) کے ساتھ خلوت (Privacy) جائز ہے یعنی دونوں ایک مکان میں تنہا ہو سکتے ہیں مگر رضاعی بہن (Foster Sister) اور ساس (Mother In Law) کے ساتھ تنہائی جائز نہیں جب کہ یہ جوان ہوں یہی حکم عورت کی جواں لڑکی کا ہے جو دوسرے شوہر سے ہے۔ (دُرِّمختار۔ ردالمحتار)

جس محرم سے اطمینان نہ ہو اُس کے ساتھ سفر اور خلوت درست نہیں : مَحرم کے لئے ضروری ہے کہ وہ نیک صالح دیندار اور خدا ترس ہو جس محرم کو خدا اور رسول کا خوف نہ ہو اور شریعت کے احکام کا پاس ولحاظ نہ ہو' اس کی جانب سے اطمینان نہیں ہے بلکہ شرارتِ نفس کا اندیشہ ہو (جیسا کہ آجکل واقعات ہوتے رہتے ہیں) ایسے فاسق وفاجر مَحرم سے احتیاط لازم ہے اُس کے ساتھ بھی سفر کرنا یا تنہائی میں رہنا جائز نہیں خواہ سفر دینی ضرورت سے ہو (مثلاً سفر حج) یا دُنیاوی ضرورت سے (جیسے میکہ جانا یا سسرال پہنچنا) یہ ممانعت بہر حال ہے۔ پیدل سفر کرے یا ہوائی جہاز سے یا ریل سے یا موٹر کار سے' جس محرم کے ساتھ سفر میں جائے اُس کا صالح ہونا ضروری ہے جس سے اطمینان ہو کہ کوئی خراب عمل نہ کرے گا اور خراب خیال سے نہ چھوئے گا اگر ایسا محرم ہو تو اس کے ساتھ سفر کرنا درست ہے)

بیوی کے دودھ سے نکاح نہ ٹوٹے گا Sucking Wife's Breast

مرد نے اپنی عورت کی چھاتی چوسی تو نکاح میں کوئی خرابی نہ آئی۔ چاہے دودھ منہ میں آگیا ہو بلکہ حلق سے اتر گیا ہو تب بھی نکاح نہ ٹوٹے گا۔ (دُرِّمختار۔ بہارِشریعت)

یہ حرکت غیر پسندیدہ ہے۔ ماں کے دودھ پر بچہ کا حق ہوتا ہے لہذا بچہ کی حق تلفی ہوگی۔

پوتے اورنواسے کو دودھ پلانا : لڑکے نے اپنی دادی یا نانی کا دودھ پیا تو وہ اس کی ماں ہوئی اور جب اس کی ماں ہوئی تو اس کی ساری اولادیں خواہ اس دودھ سے پہلے پیدا ہوئی یا بعد میں سب اس کے بہن بھائی ہوئے اور جب وہ سب بہن بھائی ہیں تو اُن کی بیٹیاں اس کی بھتیجیاں، بھانجیاں ہیں لہٰذا بھتیجیوں اور بھانجیوں سے نکاح حرام ہے۔ دودھ پینے والے بچے پر رضاعی ماں باپ اور ان کے اصول وفروع حرام ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ اگر دودھ پلانے سے قبل یا بعد اس نے کوئی بچہ جنا ہو یا کسی کو دودھ پلایا ہو تو وہ سب اس کے بھائی بہن ہوں گے اور اُن کی اولاد اس کے بھتیجے اور بھتیجیاں اور بھانجے اور بھانجیاں ہوں گی۔ (فتاویٰ عالمگیری)

زفاف (سہاگ رات)

[The first night after marriage]

عقدِ نکاح کے بعد عورتوں کا دلہن کو شوہر کے کمرے تک پہنچانے کا جو طریقہ آج کل رائج ہے یہ عہدِ نبوی ﷺ میں موجود تھا لہٰذا سنتِ مبارکہ یہ ہے کہ جب دلہن شوہر کے کمرے میں عروسی کی پہلی رات پہنچادی جائے تو سب سے پہلے شوہر کو چاہئے کہ اپنی بیوی کی پیشانی پکڑ کر بسم اللہ کہے اور اللہ تعالیٰ سے برکت چاہئے اور یہ دُعا پڑھے :

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَاجَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَاجَبَلْتَهَا عَلَيْهِ (ابوداؤد) اے اللہ میں تجھ سے اس کی بھلائی مانگتا ہوں اور اس چیز کی بھلائی کو جس پر تو نے اس کو پیدا کیا ہے اور پناہ مانگتا ہوں اس کی بُرائی سے جس پر تو نے اس کو پیدا کیا ہے۔

عروسی کی پہلی رات کے لئے جو دُعائیں بتائی گئی ہیں اور جو ہدایتیں دی گئی ہیں اُن کا اصل مقصد انسان کو حیوانی پستی سے اونچا اُٹھانا ہے تا کہ وہ انسانیت کے معیار سے نیچے نہ گرنے پائے۔

جہاں تک جنسی جذبے کا تعلق ہے تو یہ انسان اور حیوان دونوں میں یکساں ہے مگر دونوں میں اس جذبے کی تسکین کی راہیں جُدا جُدا ہیں کیونکہ کوئی بھی انسان حیوانوں کی طرح مکان وزبان اور شرم وحیاء کی قیود سے آزاد ہوکر اپنے جذبے کی تسکین کرنا پسند نہیں کرتا۔

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جب کوئی شخص اپنے نفس کی تسکین کے لئے اپنی بیوی کے پاس جائے تو اسے جامہ ولباس سے عاری (ننگا) نہ ہو جانا چاہئے جیسے بکری اور بکرے ہوتے ہیں، فرشتے دو وقت آدمی سے جُدا ہوتے ہیں (۱) بیت الخلاء میں جاتے وقت (۲) مباشرت کے وقت۔ لہٰذا **فاسحیوھم واکرموھم** تم ان سے شرمایا کرو اور ان کا لحاظ کیا کرو۔

جماع (ہمبستری) کے آداب

Ruling Concerning Intercourse

اسلام ایک ایسی محیط شریعت والا کامل اور مکمل دین ہے جس نے ہمیں ہر چیز کی تعلیم دی حتیٰ کہ بیوی کے ساتھ خلوت کے آداب اور عائلی زندگی اور معاشرت کے بھی، ہمبستری کے آداب یہ ہیں کہ لحاف یا چادر اوڑھ لیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا' اللہ تعالیٰ باحیا' وپردہ والا ہے اور حیاء وپردے کو پسند فرماتا ہے' (ترمذی شریف)

''تم بالکل ننگے ہونے سے بچو اس لئے کہ تمھارے ساتھ وہ فرشتے ہوتے ہیں جو تم سے سوائے قضاء حاجت اور اس وقت کے جدا نہیں ہوتے جب انسان اپنی بیوی سے صحبت کرتا ہے۔ اس لئے ان سے حیاء کرو اور ان کا احترام کرو' (ترمذی شریف)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے لیکن نہ انھوں نے میرا ستر (جسم کا پوشیدہ حصہ) دیکھا اور نہ میں نے آپ کا ستر دیکھا۔ (فتح القدیر) یہ ہے سید المحبوبین ﷺ کی شرم وحیاء۔

خیال رہے کہ زوجین ایک دوسرے کے شرمگاہ دیکھ سکتے ہیں یہ دیکھنا زیادتی شہوت کا

باعث ہے اس میں شرعاً کچھ حرج نہیں، مگر اس سے نگاہ کمزور ہوتی ہے نیز یہ عمل اعلیٰ قسم کی شرم کے خلاف ہے اس لئے حضور ﷺ کا اس پر عمل رہا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بوقت صحبت دونوں کے بالکل ننگے ہونے اور ایک دوسرے کو دیکھ کر صحبت کرنے سے اولاد بے شرم پیدا ہوتی ہے اور صحبت کی حالت میں باتیں کرنے سے اندیشہ ہے کہ اولاد گونگی ہو۔ حضور ﷺ کے اعمال شریف میں لاکھوں حکمتیں ہیں۔

صحبت (ہمبستری) کی دُعا : حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص جب اپنی بیوی کے ساتھ ہمبستری کرنا چاہے تو یہ دعا پڑھے۔ **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ۔ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَ جَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا** اے اللہ تو ہم کو شیطان سے بچا اور جو اولاد ہمیں عطا ہو اُسے بھی شیطان سے بچا۔ پھر اگر مرد عورت کے درمیان اسی صحبت میں لڑکا پیدا ہونا مقدر ہو گیا (یعنی حمل قرار پا گیا) تو شیطان اس لڑکے کو کبھی ضرر نہیں پہنچائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

جماع (صحبت) کرتے وقت گفتگو نہ کرنا : جماع کرتے وقت گفتگو کرنا مکروہ ہے بلکہ بچّے کے گونگے یا توتلے ہونے کا خطرہ ہے یوں ہی اس وقت عورت کی شرمگاہ (Vagina) پر نظر نہ کرے کہ بچّے کے اندھے ہونے کا اندیشہ ہے اور مرد و زن کپڑا اوڑھ لیں۔ جانور کی طرح برہنہ (ننگّے) نہ ہوں کہ بچّے کے بے حیا و بے شرم ہونے کا اندیشہ ہے۔ یہ مسئلہ عورتیں اپنے شوہروں کو بھی بتائیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

جماع کی افضل ترین ہیئت : جماع کا فطری طریقہ تو یہی ہے کہ عورت نیچے ہو اور مرد اُوپر رہے چنانچہ سارے حیوانات اسی فطری طریقہ پر عمل کرتے ہیں اور قرآن مجید کی اس آیت میں بھی یہی طریقہ نہایت لطیف اشارے میں بیان کیا گیا ہے ﴿**فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمَلًا خَفِيْفًا**﴾ (الاعراف/۱۶۹) جب مرد نے عورت کو ڈھانپ لیا تو اُس کو ہلکا سا حمل رہ گیا۔

اس کی صورت یہی ہوسکتی ہے عورت چت لیٹے اور مرد اس کے اُوپر پٹ (اُلٹا) لیٹے تو اس طرح مرد کے جسم سے عورت کا جسم ڈھک جائے گا۔ اسی طریقہ میں زیادہ راحت وآسانی ہے۔ عورت کو بھی مشقت نہیں اٹھانا پڑتی' نیز استقرارِ حمل کے لئے بھی یہ طریقہ مفید ہے۔

شوہر کو چاہئے کہ جماع کے دوران اپنے ساتھ ساتھ بیوی کے لطف اندوز ہونے اور اس کے انزال کو بھی ملحوظ خاطر رکھے۔ امام غزالی احیاء العلوم میں لکھتے ہیں' پھر جب شوہر بیوی سے اپنی حاجت پوری کر چکے تو کچھ دیر اس کے اوپر رہے تا کہ بیوی بھی اس سے اپنی حاجت روائی کر سکے اس لئے کہ بسا اوقات عورت کو دیر سے انزال ہوتا ہے اس لئے اس کی شہوت میں ہیجان ہوگا اور اگر اسی طرح چھوڑ دیا جائے تو یہ اس کے لئے موجب قرق و ایذاء ہوگا اور انزال میں باہم شریک نہ ہونے میں بیوی میں نفرت پیدا کرتا ہے اور ایک دوسرے کا ساتھ ساتھ انزال ہونا عورت کو مطمئن کرتا ہے۔

جماع کی افضل ترین ہیئت یہ ہے کہ مرد عورت کے اوپر آجائے عورت پشت پر چت لیٹی ہو ٹانگیں کھڑی کی ہوئی ہوں پھر اس کی دونوں ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان کے جسم کو خوب اچھی طرح کھینچ لے یہاں تک کہ میاں بیوی دونوں اپنی اپنی خواہش پوری کر لیں۔ جماع کی یہ ہیئت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ اگر دوبارہ ہمبستری کا ارادہ ہو تو مستحب یہ ہے کہ دونوں جماعوں کے درمیان وضو کر لے اس لئے کہ وضو سے نشاط اور زیادہ ہو جاتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **اذا اتی احدکم اهله ثم اراد ان یعود فلیتوضأ بینهما وضوءاً فانه انشطه للعود** (مسلم) جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی سے ہمبستری کرے پھر اس کا دوبارہ کرنے کا ارادہ ہو تو اسے دونوں جماعوں کے درمیان وضو کر لینا چاہئے اس لئے کہ یہ وضو کرنا دوبارہ جماع کے لئے زیادہ نشاط پیدا کرتا ہے۔

جماع کی بدترین صورت: جماع کی بدترین صورت یہ ہے کہ عورت مرد کے اوپر

ہو اور مرد پشت کے رُخ سے عورت سے جماع کرے یہ طبعی شکل کے بالکل خلاف ہے جس انداز پر اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت کو پیدا فرمایا ہے بلکہ یوں کہئے کہ نر اور مادّہ کو پیدا کیا۔ اس میں بہت سی خرابیاں ہیں منجملہ ان خرابیوں میں سے ایک خرابی یہ ہے منی کا پوری طرح سے اخراج دشوار ہوتا ہے اور کبھی عضو مخصوص میں منی کا کچھ حصہ باقی رہ جاتا ہے جو متعفن ہو کر فاسد ہو جاتا ہے جس سے بہت بڑا نقصان ہوتا ہے اور کبھی کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ فرج کی رطوبات عضو تناسل میں بہہ کر چلی جاتی ہے اس طرح سے رحم کو پوری طرح سے منی کو قابو میں رکھنا اور روکنا مشکل ہوتا ہے چنانچہ تخلیق میں دقّت ہوتی ہے نیز طبعی اور شرعی طور پر اس کام کے لئے عورت مفعول ہے تو جب فاعل بن جائے گی تو یہ طبعیت وشریعت دونوں کے خلاف ہوگا۔

جماع سے فراغت کے بعد کا عمل:

صحبت سے فراغت کے بعد مرد عورت دونوں کو پیشاب کر لینا چاہئے۔ علم طب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ بعض وقت منی کا کوئی قطرہ پیشاب کی نالی میں رُکا رہ جاتا ہے تو سوزش وزخم پیدا کر دیتا ہے۔ کسی لا علاج مرض میں مبتلا ہونے کا خوف رہتا ہے۔

صحبت وقربت کے بعد اپنے عضو کو دھو لینا چاہئے اس سے بدن تندرست رہتا ہے لیکن مجامعت کے فوراً بعد ٹھنڈے پانی سے نہ دھوئے کیونکہ اس طرح بخار آ جانے کا اندیشہ ہے اتنی دیر رُک کر دھوئے کہ بدن کی حرارت اعتدال پر آ جائے۔

جماع کے فوراً بعد پانی نہ پئیں : اطباء کی تحقیق ہے کہ مجامعت کے فوراً بعد پانی نہیں پینا چاہئے ایسا کرنے سے تنفس یعنی دمّہ کا مرض پیدا ہو جاتا ہے اسی لئے معدہ پُر ہونے کی حالت میں جماع کرنے کو منع کیا گیا ہے کیونکہ جب معدہ پُر ہوتا ہے تو جماع کی حرارت سے خشکی پیدا ہوتی ہے اور پیاس کا غلبہ ہوتا ہے۔

ایک بڑی غلط فہمی : کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جب کسی باکرہ سے پہلی بار مجامعت کی

جائے تو اس سے خون کا اخراج ضروری ہے چنانچہ یہ خون کا آنا اس کے باعصمت' پاک دامن ہونے کا ثبوت سمجھا جاتا ہے۔ اگر خون نہ دیکھا گیا تو عورت کے باعصمت ہونے اور اس کی دوشیزگی پر شبہ کیا جاتا ہے۔ کبھی کبھی اسی شک وشبہ کی وجہ سے زندگیاں تباہ و برباد ہو جاتی ہیں اور نوبت طلاق تک جا پہنچتی ہے۔ لہٰذا اس مسئلے پر روشنی ڈالنا نہایت ضروری ہے۔

کنواری لڑکیوں کے مقامِ مخصوص میں اندر کی جانب ایک پتلی سی جھلی ہوتی ہے جسے پردۂ بکارت یا پردۂ عصمت (Hymen) وغیرہ کہتے ہیں۔ اس جھلی میں ایک چھوٹا سا سوراخ ہوتا ہے جس سے سنِ بلوغ کے بعد حیض کا خون اپنے مخصوص ایام پر خارج ہوتا رہتا ہے۔ ایسی باکرہ سے پہلی بار جب کوئی مرد مباشرت کرتا ہے تو اس کے آلے کے ٹکرانے سے یہ جھلی پھٹ جاتی ہے جس کے نتیجہ میں تھوڑا سا خون کا اخراج ہوتا ہے اور عورت کو معمولی سی تکلیف کا احساس ہوتا ہے پھر یہ پردہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا ہے۔

چونکہ یہ جھلی پتلی اور نازک ہوتی ہے تو بعض اوقات کسی کسی باکرہ کی معمولی سی چوٹ یا کسی حادثے کی وجہ سے یا بعض اوقات کسی کی خود بخود بھی پھٹ جاتی ہے۔ آج کل اکثر لڑکیاں سائیکلنگ اور کھیل کود کرتی ہیں' دوڑ لگاتی ہیں' سوئمنگ اور جسمانی ورزش کرتی ہیں جس کی وجہ سے بھی یہ پردۂ بکارت بعض اوقات پھٹ جاتا ہے اور ظاہر ہے ایسی لڑکیوں کی جب شادی ہوتی ہے تو مرد کچھ نہ پاکر شک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

کسی کسی دوشیزہ کی یہ جھلی ایسی لچکدار ہوتی ہے کہ مباشرت کے بعد بھی نہیں پھٹتی اور جماع میں رُکاوٹ کا سبب بھی نہیں بنتی ہے اور نہ ہی خون کا اخراج واقع ہوتا ہے۔

لہٰذا اگر کسی شخص کی شادی ایسی باکرہ سے ہو جس سے پہلی مرتبہ قرابت ہونے پر خون کا اثر ظاہر نہ ہو تو ضروری نہیں کہ وہ آوارہ' عیاش اور بدچلن رہ چکی ہو۔ اس لئے اُس کی عصمت و پاک دامنی پر شک کرنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں۔

جماع سے متعلق احکام :

میاں بیوی کے لئے یہ قطعاً حرام ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے یا کسی سے اشارۃً یا صراحۃً جماع وغیرہ رات کو ہونے والے افعال وحرکات میں سے کسی فعل سے متعلق کوئی بات کریں ۔حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:' اللہ تعالیٰ کے یہاں قیامت کے روز بدترین درجہ اس شخص کا ہوگا جو اپنی بیوی سے ہمبستری کرے اور وہ اس سے ہمبستری کرے پھر اس کے راز دوسروں کے سامنے ظاہر کرے' (مسلم) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اکرم ﷺ نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ، جب نماز سے فارغ ہوئے سلام پھیرا تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا' اپنی اپنی جگہ پر رہو، کیا تم میں کوئی شخص ایسا ہے جو جب اپنی بیوی کے پاس جاتا ہوتو دروازہ بند کرلیتا ہواور پردے گرا لیتا ہو، پھر وہاں سے باہر آکر یہ کہتا ہو کہ میں نے اپنی بیوی کے ساتھ یہ کام کیا ہے۔ میں نے اپنی بیوی سے ایسے ایسے کیا۔ سب خاموش رہے۔ پھر آپ عورتوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ کیا تم میں کوئی ایسی عورت ہے جو اس طرح کی باتیں کرتی ہو۔ ایک نوجوان لڑکی ایک گھٹنے کے بل کھڑی ہوئی اور اپنے آپ کو ذرا بلند کیا تا کہ رسول اللہ ﷺ اسے دیکھ لیں اور اس کی بات سُن لیں اور اس نے کہا ، جی ہاں خدا کی قسم ، مرد بھی ایسی باتیں کرتے ہیں اور عورتیں بھی اس قسم کی باتیں کرتی ہیں ۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تم جانتے ہو ایسا کرنے والوں کی مثال کیا ہے؟ جو ایسا کرتا ہے اس کی مثال اس شیطان اور شیطانی کی سی ہے جو ایک دوسرے سے سرراہ (چوراستے پر سب کے سامنے) ملے اور سب لوگوں کے سامنے ایک دوسرے سے اپنی خواہش پوری کرے۔

جماع سے متعلق نصیحت : Advice concerning Inter Course

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ' **خیرالامور اوسطھا** ''خیر اور بہتری کے کام وہ ہوتے ہیں جس میں اعتدال (Temperance) اور میانہ روی کو اختیار کیا جاتا ہے

خواہش جماع اور شہوت پوری کرنے میں بھی اعتدال سے کام لینا چاہئے ۔ اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنا چاہئے اور اعتدال سے کام لینا چاہئے ۔ اعتدال یہ ہے کہ ہفتہ میں زیادہ سے زیادہ دومرتبہ اس کام کو کیا جائے ۔لیکن حاجت اور حالات کو دیکھتے ہوئے اس میں کمی بیشی بھی کی جاسکتی ہے تا کہ مرد وزن پاک دامن اور عفیف رہیں ۔ بہر حال مرد کو جماع میں کثرت کو ہرگز اختیار نہیں کرنا چاہئے اس لئے کہ اس فعل کی زیادتی سے جسم کو ضرر پہنچتا ہے عقل کمزور ہوتی ہے کام کاج میں سُستی پیدا ہوتی ہے اور انسان اسلام کی متعین کردہ ذمہ داریوں کے بوجھ اٹھانے سے عاجز آجاتا ہے ۔

جماع میں سنّت یہ ہے کہ جمعہ کی شب (Night before Friday) یا جمعہ کے دن کیا جائے ۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جوشخص جمعہ کے روز غسل جنابت کرتا ہے پھر جمعہ کے لئے جاتا ہے تو وہ ایسا ہے جیسے کہ اس نے اونٹ صدقہ کیا ہو اور جو دوسری گھڑی میں جاتا ہے وہ ایسا ہے جیسے کہ اس نے گائے صدقہ کی ہو اور جو تیسری گھڑی میں جاتا ہے وہ ایسا ہے جیسے کہ اس سینگ والا مینڈھا صدقہ کیا ہو اور جو چوتھی گھڑی میں جاتا ہے وہ ایسا ہے جیسے انڈا صدقہ کیا ہو پھر جب امام خطبہ کے لئے نکل آئے تو فرشتے آجاتے ہیں اور خطبہ سننے لگ جاتے ہیں ۔ جوشخص دوسرے (یعنی بیوی) کو غسل پر مجبور کردے اور خود بھی غسل کرے اور نماز جمعہ کے لئے جلدی کرے اور ابتدائی وقت میں جائے ، اور پیدل چل کر جائے ،سوار ہوکر جائے اور امام کے قریب بیٹھے اور غور سے سُنے لغو بات نہ کرے تو اسے ہر قدم پر ایک سال کے روزے اور رات کو نماز پڑھنے کا اجر وثواب ملتا ہے ۔

دُبر (عورت کے پیچھے کہ مقام) سے ملنا : ANAL INTERCOURSE

نکاح کا مقصد نسل انسانی کی بقاء ہے نطفے جو نسل انسانی کے بیج ہیں انکی تخم ریزی فطری طریقہ پر ہونی چاہئے ۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا **لا تـأ تـو النسـاء فـي ادبارهن** (مشکوٰۃ) تم لوگ عورتوں کے پیچھے کے مقام میں صحبت نہ کرو پھر اس کے بعد اس

غیر فطری اور خبیث فعل پر شدید وعید بھی فرمائی کہ **ملعون من اتیٰ امراته فی دبرها** (مشکوٰۃ) وہ شخص جو عورت کے پیچھے مقام سے ملتا ہے ملعون ہے اس لئے کہ اس طرح آدمی کی نسل انسانی کا تخم حیات یعنی نطفہ ضائع اور برباد ہو جائے گا۔ عورت و مرد کی صحت میں بھی خلل آئے گا اور دونوں شدید گناہ میں بھی پڑیں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آیت کریمہ جو نازل کی گئی ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ﴾ (البقرہ/۲۲۳) یعنی عورتیں تمھاری کھیتی ہیں تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آگے سے آؤ اور پیچھے سے آؤ لیکن پیچھے کے مقام میں صحبت کرنے سے بچو اور حالت حیض (میں ہمبستری) سے پرہیز کرو۔ (ترمذی)

فطرۃً اللہ نے عورتوں کو مردوں کے لئے سیر گاہیں نہیں بنایا بلکہ ان دونوں کے درمیاں کھیت اور کسان (Farmer) کا سا تعلق ہے۔ ایک نازک ترین حقیقت کو کیسے بہترین پیرایہ میں بیان فرمایا گیا ہے کہ جبین حیاء پر شکن بھی نہیں پڑتی اور مقصد بھی کھل کر سامنے آجاتا ہے بلکہ اگر غور کیا جائے تو اسلامی ازدواج کا سارا فلسفہ سمیٹ کر ان دو لفظوں میں رکھ دیا گیا ہے۔ شادی کا مقصد صرف لذت طلبی نہیں بلکہ حصول اولاد ہے اس لئے اپنی بیوی ایسی منتخب کرو جو نیک اور پاکباز ہو کیونکہ اگر ردّی زمین میں تخم ریزی کرو گے تو اچھی کھیتی کی توقع عبث ہے نیز جس طرح کسان کی ظاہری خوشحالی بلکہ بقاء کا انحصار اس کے کھیت کی حفاظت و نگہداشت اور خدمت پر ہے اور اس کے لئے دلی وابستگی ضروری ہے۔ اسی طرح تمھارا تعلق اپنی رفیق حیات سے دلی وابستگی کا ہونا چاہئے۔ غرض کہ آپ جتنا غور کرتے جائیں گے شادی کے مقاصد اور فرائض نکھر نکھر کر سامنے آتے جائیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو رحمت کی نظر سے نہیں دیکھے گا جو مرد یا عورت کے ساتھ اس کے پیچھے کے مقام میں صحبت کرے۔ (مشکوٰۃ)

معلمِ کتاب وحکمت حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص حائضہ عورت سے جماع کرتا

ہے (Intercourse with a menstruation) یا پچھلے راستے میں جماع کرتا ہے (Anal Intercourse) یا کاہن (Fortune Teller) کے پاس جائے اور اس کی بات کی تصدیق کرے تو اس نے اس دین کا انکار کیا جو محمد ﷺ پر نازل ہوا ہے۔ (اصحاب سنن)

اگر کوئی شوہر بیوی سے پیچھے کے راستے سے ہمبستری (Anal Intercourse) کرنا چاہے تو بیوی کو چاہئے کہ وہ شوہر کو کسی صورت سے یہ کام نہ کرنے دے خواہ وہ کتنا ہی اصرار کرے اور غصے کیوں نہ ہو اور کتنا ہی ڈرائے دھمکائے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے اس ارشاد پر عمل کریں کہ ''خالق کی نافرمانی کے سلسلہ میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں کی جائے گی'' اگر عورت شوہر کو اس کا موقع دیتی ہے تو وہ گناہ گار ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ بیوی سے پچھلے راستے سے جماع کرنا جسم وصحت دونوں کے لئے نقصان دہ اور اخلاق وشرافت کے آداب کے منافی ہے ایسا قبیح وگندہ کام وہی کرسکتا ہے جو کمینہ خبیث، بے مروت، اباحت پسند اور بے راہ رو ہو۔

اجنبی عورت کو دیکھ کر اپنی بیوی سے صحبت کرنا دِل کی طہارت کا سبب ہے:

صاحب احیاء العلوم حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو جماع کی حاجت ایسی ہی ہے جیسی غذا کی ۔۔غرضیکہ واقع میں بیوی غذا اور دِل کی طہارت کا سبب ہے۔ اسی وجہ سے جس شخص کی نظر اجنبی عورت پر پڑے اور اس کا نفس اس کی طرف شائق ہو اس کو حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی بیوی سے صحبت کرلے اس لئے کہ صحبت کرنا دِل کے وسوسہ کو دُور کردے گا اور فرمایا کہ عورت جب سامنے آتی ہے تو شیطان کی صورت میں آتی ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو دیکھے اور وہ اُس کو اچھی معلوم ہو تو چاہئے کہ اپنی بیوی سے صحبت کرلے کہ اس کے پاس بھی وہی بات ہے جو دوسری کے پاس ہے۔

دورانِ مباشرت کسی اور کا خیال : صحبت کے دوران مرد کسی دوسری

عورت کا اور عورت کسی دوسرے مرد کا خیال نہ لائے، یعنی ایسا نہ ہو کہ مرد جماع تو اپنی بیوی سے کرے اور تصور کرے کہ فلاں عورت سے جماع کر رہا ہوں۔ اسی طرح عورت کسی اور مرد کا تصور کرے، تو یہ سخت گناہ ہے۔

حضور سید نا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں مباشرت کے دوران مرد اپنی بیوی کے علاوہ کسی دوسری عورت کا خیال لائے تو سخت گناہ ہے اور ایک طرح کا چھوٹی قسم کا زنا ہے۔

عورت کا عورت سے ملاپ : حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا 'کوئی مرد کسی نامحرم عورت کی طرف اور کوئی عورت کسی نامحرم مرد کی طرف نہ دیکھے، اور ایک مرد دوسرے مرد کے ساتھ اور ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑا اوڑھ کر نہ لیٹے' (مشکوٰۃ)

حضور نبی کریم ﷺ نے عورت کو عورت کے ساتھ ایک بستر پر ایک چادر اوڑھے آرام کرنے سے منع فرما دیا۔ مردوں میں جس طرح اس حرکت سے قومِ لوط کے ناپاک عمل (اغلام بازی) کا خطرہ، عورتوں میں بھی اس فتنہ کا ڈر، اور جو نقصان دُنیاوی دینی مردوں کی اس ناپاک حرکت سے پیدا ہوتے ہیں، وہی عورتوں کی شرارت وخباثت سے ہوں گے۔

اپنے ہاتھ کی انگلیاں یا کوئی چیز یا صرف اوپری رگڑ اور غیر معمولی حرکت، جسم کی حالت کو ہر صورت میں تباہ کرنے والی ہے اور عمر بھر کے لئے زندگی بیکار بنانے والی ہے یہ حرکت نرم ونازک جھلی میں خراش پیدا کر کے ورم لائے گی اس ورم کی وجہ سے بار بار خواہش پید ہوگی۔ بار بار کی اس حرکت سے مادہ نکلتے نکلتے پتلا ہوگا اور دماغ کی نسوں پر اثر پہنچ کر گھبراہٹ، بے چینی، پاگل پن کے آثار پیدا ہوں گے، دوسری طرف اپنا خون اس انداز سے بہانے کی وجہ سے دل کمزور ہوگا، بے ہوشی کے دورے پڑیں گے اور جب یہ پتلا مادہ ہر وقت تھوڑا تھوڑا رستے رستے اس مخصوص مقام کو گندہ بنا کر سڑائے گا، اس میں زہریلے کیڑے پیدا ہوں گے، زخم بھی پیدا ہو جائے تو کچھ تعجب نہیں۔ پیشاب میں جلن اس کی خاص علامت ہے۔ آخر کار معدہ، جگر،

گردہ سب کے کام خراب کرے گا' آنکھوں میں گڑھے' چہرہ پر بے رونقی' ہر وقت کمر میں درد' بدن کا کمزور ہونا' ذرا سے کام سے سَر چکرانا' دِل گھبرانا' بات بات میں چڑ چڑا پن اور پھر ان سب کے بعد تپ دِق (Chronic Fever پرانے بخار) کی لا علاج بیماری میں گرفتار ہوکر موت کا شکار ہوتا ہے اور پھر موت کے بعد بھی سکون نہیں' جہنم کا عذاب باقی۔

شاید ایسی عورتوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ یہ کوئی گناہ نہیں' یا ہے بھی تو معمولی سا ! حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں : **السحاق بين النسآء زنا بينهن** عورتوں کا آپس میں شہوت کے ساتھ ملنا اُن کا آپس کا زنا ہے۔ **لاتزوج المراة المراة ولا تزوج المراة نفسها فانه الزانية التى تزوج نفسها** نہ عورت' عورت کے ساتھ نزدیکی کرے' نہ عورت اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو خراب کرے' جو عورت اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو خراب کرتی ہے وہ بھی یقیناً زانیہ (زنا کرنے والی) ہے۔

اس گناہ کے لئے دُنیا کا کوئی بدترین عذاب بھی کافی نہیں ہوسکتا' اس کے لئے جہنم کے وہ دَھکتے ہوئے انگارے اور دوزخ کے وہ ڈراونے زہریلے سانپ اور بچھو ہی سزا ہوسکتے ہیں جن کی تکلیف ناقابل برداشت اور انتہائی اذیت پہنچانے والی ہے۔

حالتِ حمل و رضاعت میں صحبت کی اجازت :

حالتِ حمل اور ایسی حالت میں جب کہ بچہ دودھ پی رہا ہو' مسئلہ کی لحاظ سے صحبت کرنا بلا اکراہ جائز تو ہے مگر اطبا کے نزدیک جماع نہ کرنا بہتر ہے کیونکہ صحبت سے نیا حمل قرار پاسکتا ہے اور حمل کے بعد عورت کا دودھ خراب ہو جاتا ہے جس کو پینے سے بچہ کی صحت خراب ہوسکتی ہے۔ مرد کو چاہئے کہ ایّام رضاعت میں جلد جلد صحبت کرنے سے تو بچتا ہی رہے نیز دیگر طبی اصولوں کا علم حاصل کرے۔

بیوہ عورتوں کا نکاح

MARRIAGE WITH WIDOWS

مسلمانوں میں ہندوؤں کے میل جول سے جہاں بہت سی بیہودہ رسموں کا رواج اور چلن ہوگیا ہے ان میں سے ایک رسم یہ بھی ہے کہ بیوہ عورت کے نکاح کو بُرا اور عار سمجھتے ہیں اور خاص کر اپنے کو شریف کہلانے والے مسلمان اس بلا میں بہت زیادہ گرفتار ہیں۔ حالانکہ شرعاً اور عقلاً جیسا پہلا نکاح ویسا دوسرا۔ ان دونوں میں فرق سمجھنا انتہائی حماقت اور بیوقوفی بلکہ شرمناک جہالت ہے۔ عورتوں کی ایسی بُری عادت ہے کہ خود دوسرا نکاح کرنا یا دوسروں کو اس کی رغبت دلانا تو درکنار' اگر کوئی اللہ کی بندی اللہ و رسول کے حکم کو اپنے سر اور آنکھوں پر لے کر دوسرا نکاح کر لیتی ہے تو وہ عمر بھر حقارت کی نظر سے دیکھی جاتی ہے اور عورتیں بات بات پر اس کو طعنہ دے کر ذلیل کرتی ہیں۔ یاد رکھو کہ دوسرا نکاح کرنے والی عورتوں کو حقیر و ذلیل سمجھنا اور نکاح ثانی کو بُرا جاننا یہ بہت بڑا گناہ ہے بلکہ اس کو عیب سمجھنے میں کفر کا خوف ہے کیونکہ شریعت کے کسی حکم کو عیب سمجھنا اور اس کے کرنے والے کو ذلیل جاننا کُفر ہے۔ کون نہیں جانتا کہ ہمارے رسول ﷺ کی جتنی ازواج مطہرات تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی کنواری نہ تھیں۔ ایک ایک دو دو نکاح اُن کے پہلے ہو چکے تھے۔ تو کیا نعوذ باللہ کوئی ان اُمت کی ماؤں کو ذلیل یا بُرا کہہ سکتا ہے: توبہ۔ نعوذ باللہ!

بہر حال یاد رکھو کہ بیوہ عورتوں سے نکاح یہ رسول خدا ﷺ کی سُنّت ہے۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی کسی چھوڑی ہوئی اور مُردہ سنت کو زندہ اور جاری کرے اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ لہذا مسلمان مردوں اور عورتوں پر واجب ہے کہ اس بیہودہ رسم کو دُنیا سے مٹادیں۔ اور اللہ و رسول کی خوشنودی کے لئے بیوہ عورتوں کا نکاح ضرور کرادیں اور ان بیچاری دُکھیاری اللہ کی بندیوں کو بیکسی اور تباہی و بربادی سے بچا کر ایک سو شہیدوں کا ثواب حاصل کریں اور بیوہ عورتوں کو بھی لازم ہے کہ اللہ و رسول کے حکم کو

اپنے سر اور آنکھوں پر رکھتے ہوئے بغیر کسی شرم اور عار کے خوشی خوشی دوسرا نکاح کر لیں۔ اور سو شہیدوں کے ثواب کی حقدار بن جائیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ۔ ﴿وَاَنْکِحُوْا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَائِکُمْ﴾ (نور/۳۲)۔ اور نکاح کر دیا کرو جو بے نکاح ہیں تم میں سے اور جو نیک ہیں تمہارے غلاموں اور کنیزوں میں سے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ **مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ.** یعنی میری اُمّت میں فساد پھیل جانے کے وقت جو شخص مضبوطی کے ساتھ میری سنّت پر عمل کرے اس کو ایک سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ (مشکوٰۃ)

اسلام جو دین فطرت ہے وہ معاشرہ کو پاکیزہ رکھنے اور بے حیائی سے بچانے کے متعلق صرف وعظ ہی نہیں کرتا بلکہ وہ عملی تجاویز اور مشکلات کا صحیح حل بھی پیش کرتا ہے۔ آپ ذرا غور فرمائیں جس معاشرہ میں بن بیاہی عورتیں بکثرت ہوں گی وہاں جذبات کو کب تک قابو میں رکھا جا سکتا ہے۔ بڑے تحفظ اور احتیاط کے باوجود شدت جذبات سے مجبور ہو کر وہ غلط قدم اُٹھا سکتی ہیں۔ شیطان بڑی آسانی سے انھیں ورغلا کر گمراہ کر سکتا ہے۔ بدکاری کا یہ بھی ایک دروازہ تھا جس کی طرف سے اسلام اگر اغماض کرتا تو اُسے حقیقت پسندی نہ سمجھا جاتا۔ چنانچہ اس آیت میں حکم دیا جا رہا ہے کہ مسلمان ایسے مردوں اور ایسی عورتوں کی طرف سے غفلت اور بے پروائی نہ کریں بلکہ ان کا نکاح کر کے ان کو گھروں میں بسانا اپنا اخلاقی فرض سمجھیں۔ اس طرح ایک تو ان کی حالت زار بدل جائے گی اور ان کی حرماں نصیبیاں ختم ہو جائیں گی۔ وہ مایوسی کے گوشہ سے نکل کر عملی دنیا میں اپنی خداداد صلاحیتوں کا نفع بخش مظاہرہ کر سکیں گی۔ دوسرا معاشرہ ان کی لغزش کے نتائج سے محفوظ ہو جائے گا۔ اس حقیقت کو حضور نبی کریم ﷺ نے اس طرح واضح فرمایا ہے **یامعشر الشباب من استطاع منکم البائة فلیتزوج فانه اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء** (صحیحین) اے جوانوں کے گروہ جو تم میں سے طاقت رکھتا ہو وہ ضرور شادی کرے کیونکہ شادی کرنا اس کی نظر کو پاک

کر دے گا اور اس کو گناہ سے بچالے گا اور جو شادی کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اُسے چاہئے کہ وہ روزہ رکھے۔

یہ حکم صرف آزاد مردوں اور عورتوں کے لئے نہیں بلکہ غلام مرد اور کنیزیں بھی اس میں شامل ہیں۔ آخر وہ بھی انسان ہیں۔ان کے بھی فطری جذبات ہیں۔ اگر تم ان کی اس معاملہ میں اعانت نہیں کرو گے تو اور کون کرے گا۔لیکن غلام اور کنیز کے ساتھ صالح کی قید لگادی' مطلب یہ ہے کہ ایسا غلام اور ایسی لونڈی جن میں خانہ داری کا بوجھ اُٹھانے اور ذمہ داریاں نبھانے کی صلاحیت ہو' اگر کسی نااہل غلام کے ساتھ کسی کنیز کو تم جکڑ دو گے تو وہ ساری عمر تمہیں کوستی رہے گی۔اسی طرح کسی غلام کو کسی ایسی لونڈی کے ساتھ باندھ دیا گیا تو وہ اپنی قسمت کو روتا رہے گا۔ اس لئے ان کا نکاح کرنے سے پہلے تسلی کرلو کہ یہ زندگی کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

حلالہ کے لئے نکاح کرنا

MARRIAGE WITH THE INTENTION FOR DIVORCING

نکاح محلل (وہ شخص جو عورت سے اس لئے نکاح کرے تاکہ وہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے)

نکاح محلل کا مطلب یہ ہے کہ وہ عورت جس کو تین طلاقیں دے دی گئیں ہوں وہ یا اس کا سرپرست کسی شخص سے یہ طئے Decide کرلیں کہ وہ اس مطلقہ عورت سے ایک رات یا چند راتوں کے لئے شادی کرلے اور پھر اس کو طلاق دے دے تاکہ وہ پہلے شوہر سے نکاح کر سکے۔ دین اسلام کی نظر میں ایسا نکاح جائز نہیں ہے جو وقتی اور عارضی (Temporary) ہو اس لئے کہ عقدِ نکاح کے صحیح ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ نکاح مستقل اور غیر مؤقت ہو۔ (Permanent and unspecified period) لہذا

جس نکاح میں یہ شرطیں نہ پائی جائیں گی وہ نکاح باطل ہوگا اور ایسا کرنے والا گناہگار (Sinful) اورحرام کاری میں مبتلا ہوگا۔فقہاء کرام لکھتے ہیں کہ پہلے شوہر کے لئے حلال کرنے کی نیت سے نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے کہ بغیر وقت مقرر کئے نکاح کرے پھر جیسا چاہے کرلے۔

رسول اکرم ﷺ نےعورت کو پہلے شوہر کے لئے حلال کرنے کی نیت سے نکاح کرنے والے شخص اور جس کے لئے ایسا نکاح کیا جائے ان دونوں پرلعنت بھیجی ہے چنانچہ امام احمد، ترمذی اورنسائی نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ' **ألا أخبركم بالتيس امستعار؟ قالوا: بلى يا رسول الله ، قال: هو المحلل لعن الله المحلل والمحلل له** "۔ کیا میں تمہیں عاریۃً لئے گئے بکرے کے بارے میں نہ بتلاوں؟ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ضرور بتلایئے ،آپ نے فرمایا وہ شخص جوعورت کو حلال کرنے کے لئے نکاح کرے، اللہ نے ایسے شخص پرلعنت بھیجی ہے، جوعورت کوشوہر پر حلال کرنے کے لئے نکاح کرے اوراس شخص پر بھی جس کے لئے حلال کرنے کی خاطر یہ نکاح کیا گیا ہو۔

محلل (حلال کرنے کے لئے نکاح کرنے والا) دوسرا شوہر ہوتا ہےاور محلل لہ (جس کے لئے حلال کیا گیا ہو) وہ پہلا شوہر ہوتا ہے۔

متعہ کیا ہے ؟ Temporary Marriage

legitimate to Shia but illigimate and immoral to Sunnis

متعہ سے مراد وقتی نکاح ہے یعنی مرد وزن کا جنسی تسکین حاصل کرنے کے لئے آپس میں وقتی وعارضی طور پرمعاہدہ کرلینا ہے جب کہ سورۂ مومن میں ارشاد ہوا کہ تمہارے لئے وہ عورتیں حلال ہیں جن کے ساتھ تم دائمی نکاح کرلو۔ متعہ ایسا معاہدہ ہے جو چند دنوں کے لئے بھی ہوسکتا ہے اور چند گھنٹوں کے لئے بھی' نہ اس میں ولی کی اجازت کی ضرورت اور نہ

گواہوں کی ۔۔بس دونوں فریق تنہائی میں بیٹھ کر وقت اور فیس طے کرلیں اور آپس ہی میں ایجاب وقبول کرلیں اور اس کرایہ پر لی گئی عورت سے خواہشات نفسانی کی تکمیل کریں۔

متعہ میں طلاق کی بھی ضرورت نہیں ہوتی' مقررہ وقت پورا ہونے پر خود بخود جدائی واقع ہوجائے گی۔ جدائی کے بعد نہ وارثت اور نہ عدت اور نہ نان ونفقہ۔ متعہ میں نہ اولاد کی جستجو ہوتی ہے اور نہ ہی میراث مقصود۔ اس عقد میں عورتوں کی تعداد پر کوئی پابندی نہیں' ایک عورت سے بیسیوں مرتبہ متعہ ہوسکتا ہے اور کئی مَردوں سے ایک عورت باری باری متعہ کرسکتی ہے اس میں حرمتِ غلیظہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے تیسرے دن اللہ رب العزت کے حکم سے متعہ کو حرام قرار دے دیا جو تا قیامت حرام ہی رہے گا۔ اہل سنت و جماعت متعہ کی حرمت پر متفق ہیں' اسلام کی نظر میں یہ زنا بالرضاء ہے۔ اسلام انسان کی تکریم کے لئے آیا ہے رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿**وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ**﴾ (الاسراء) ہم نے بنی آدم کو عزت وتکریم بخشی۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے **انما بعث لاتمم مکارم الاخلاق** مجھے مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔

کیا ممکن ہے کہ یہ اسلام کوئی ایسا قانون دے جس میں ایسی جنسی اباحت ہو اور عورت کے وقار کی اس حد تک توہین کی گئی ہو کہ جس کی نظیر ہمیں اباحیت پر قائم معاشروں کی قدیم وجدید تاریخ میں کہیں نہ مل سکے۔ قانون متعہ میں عورت کا مقام صرف ذلّت ورُسوائی ہے اور اس کی حیثیت بالکل اس سودے کی طرح ہے جسے مرد جب چاہے ایک کے بعد دوسرا بغیر کسی حد وشمار کے بدلتا رہے۔ عورت جسے اللہ تعالیٰ نے اس شرف سے نوازا ہے کہ جہاں وہ ماں کی حیثیت سے عظیم مردوں اور عورتوں کو برابر طور پر جنم دیتی ہے وہاں اُسے ایک ایسا مرتبہ بھی دیا ہے جو ماں کے علاوہ کسی کو نہیں دیا۔فرمایا: **الجنة تحت اقدام الامهات** جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔

کیا اس بلند مرتبہ ماں کے شایانِ شان ہے کہ وہ اپنے اوقات یکے بعد دیگرے مختلف مردوں کی آغوش عشرت میں دادِ عیش دیتے ہوئے گزارے اور ایسا ہو بھی شریعت کے نام سے؟

شیعہ مذہب میں متعہ:

اہل تشیع کا مرغوب ترین اور پسندیدہ مسئلہ متعہ ہے جو تمام عبادتوں سے بڑھ کر عبادت اور تمام نیکیوں سے بڑھ کر نیکی ہے۔ شیعہ نہ صرف یہ کہ اس کو زنا تسلیم نہیں کرتے بلکہ اس عمل پر اجر مستحق بھی قرار دیتے ہیں۔

برٹش عہد میں اور شیعہ ریاستوں میں لائسنس یافتہ عورتیں یہ کام کراتی تھیں۔ زنا کی جتنی شکلیں ہوسکتی ہیں اُن میں سے سوائے زنا بالجبر کے کون سی شکل باقی رہ گئی۔ زنا تو عام طور پر ہوتا ہی رضامندی سے ہے۔ جب کوئی شخص طوائف کے یہاں کوٹھے پر جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ طرفین سے رضامندی ہوتی ہے اور فیس بھی طے ہوتی ہے۔ اگر عیش بہار کا وقت بھی مقرر کرلیا جائے تو اسی کا نام متعہ ہے اور اس تعین وقت کے لئے ضروری نہیں کہ مدت لمبی ہی ہو' چند منٹ بھی ہوسکتے ہیں اور چند گھنٹے اور چند دن بھی۔۔ اگر ایک شخص داد عیش دے کر فارغ ہوجائے تو فوراً ہی دوسرا شخص اسی طرح عیش دے سکتا ہے اور یہ آمدورفت کا سلسلہ پوری رات جاری رہ سکتا ہے۔

زنا و بدکاری ہر معاشرہ میں گھناؤنا اخلاقی جرم رہی ہے مگر شیعہ مذہب ہی ایک ایسا مذہب ہے کہ جس میں نہ صرف یہ کہ زنا جائز بلکہ افضل اعمال بھی ہے اور متعہ شیعہ حضرات کے نزدیک صرف مسلمہ ہی سے نہیں بلکہ یہودیہ اور نصرانیہ حتیٰ کہ مشرکہ اور کافرہ سے بھی جائز ہے اور متعہ کے لئے غیر شوہردار ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ شوہردار سے بھی متعہ کیا جاسکتا ہے اور یہ بدکاری دو حقیقی بہنوں سے بیک وقت جائز ہے۔

شیعہ فرقہ چونکہ یہود کا ساختہ پرداختہ فرقہ ہے لہذا اس کے طور طریقوں کا پایا جانا ضروری ہے جس طرح یہود نے اپنے اقتدار وتسلط کے لئے تاریخ کے ہر دور میں جنس (Sex) کا سہارا لیا ہے اسی طرح شیعوں نے بھی انسانی معاشرہ کو کھوکھلا کرنے کے لئے زنا و بدکاری پر متعہ کا نقاب ڈال کر اعلیٰ ترین عبادت کا درجہ دے دیا اور کہہ دیا کہ جو متعہ

سے محروم رہا وہ جنت سے محروم رہے گا اور قیامت کے دن نکٹا اُٹھے گا (یعنی ذلیل وخوار ہوکر) اوراس کا شمار اللہ تعالیٰ کے دشمنوں میں ہوگا۔

باقر مجلسی نے زنا وبدکاری کی حلت وجواز کو سرور کائنات ﷺ کی طرف منسوب کر کے یہ روایت اپنی کتاب 'منہج الصادقین' میں درج کی ہے۔ اس شرمناک روایت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں 'جو ایک مرتبہ متعہ کرے گا وہ امام حسینؑ کا درجہ پائے گا اور جو دو مرتبہ متعہ کرے گا وہ امام حسنؑ کا درجہ پائے گا اور جو تین مرتبہ متعہ کرے گا وہ امیر المؤمنین کا درجہ پائے گا اور جو چار مرتبہ متعہ کرے گا وہ میرا درجہ پائے گا (یعنی معاذ اللہ رسول پاک کا درجہ)

باقر مجلسی متعہ (زنا) کے فضائل ومناقب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے 'حضرت ﷺ نے فرمایا جس نے زن مومنہ سے متعہ کیا اُس نے ستر مرتبہ کعبہ کی زیارت کی' (عجالہ حسنہ ترجمہ رسالہ متعہ ص۱۴/۱۶/ لاہور)

'جس نے اس کار خیر (متعہ) میں زیادتی کی ہوگی اللہ تعالیٰ اس کے مدارج اعلیٰ کرے گا یہ لوگ بجلی کی طرح پُل صراط سے گذر جائیں گے اُن کے ساتھ ملائکہ کی ستر صفیں ہوں گی' دیکھنے والے یہ کہیں گے کیا یہ مقرب فرشتے ہیں؟ یا انبیاء ورسل ہیں؟ فرشتے جواب دیں گے یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے سنت رسول پرعمل کیا یعنی متعہ کیا' اور یہ لوگ بغیر حساب وکتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ (عجالہ حسنہ ترجمہ رسالہ متعہ ص۱۴/۱۶/ لاہور)

شیعوں کو جنت میں داخلہ کے لئے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے صرف متعہ (زنا) جیسے کارخیر میں کثرت کرنے سے بغیر حساب وکتاب جنت میں داخلہ کی گارنٹی ہے۔

اہلحدیث مذہب میں متعہ:

اہلحدیث مذہب کی بنیاد بھی شیعوں کی طرح خواہشاتِ نفسانیہ کی تکمیل اور شہوت پرستی پر ہے۔ یہ مقصد چاہے کسی حرام یا حلال طریقہ سے حاصل ہو اس کی قطعاً پرواہ نہیں۔

جوشخص بھی اس مذہب کا بغور مطالعہ کرے گا اور تعصب سے ہٹ کر اُن کی کتب کی ورق گردانی کرے گا وہ یقیناً اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ یہ بہت ہی بے غیرت اور حیاء سے عاری لوگ ہیں۔ اہلحدیث اورشیعہ کا مسلکی رشتہ یگانگت ہے لہذا متعہ جیسے لذت بخش مسئلہ میں شیعوں سے کیسے الگ ہو سکتے تھے۔

اہلحدیث کا عقیدہ ہے کہ متعہ نص قرآنی سے ثابت ہے۔ نواب وحید الزمان اہلحدیث اپنی کتاب 'انزال الابرار' میں لکھتے ہیں **المتعة ثابت جوازها قطعية للقرآن** متعہ کا جواز قرآن کی قطعی آیت سے ثابت ہے (نزل الابرار ج۲)

'متعہ جائز ہے' (ہدیۃ المہدی ۱۱۰)

اس ناپسندیدہ مسئلے پر عمل کی اول وآخر ذمہ داری انہی لوگوں کے کندھوں پر ہے جنھوں نے مسلمان خواتین کی عصمتیں مباح قرار دیں اور مومن خواتین کی عزت ووقار کو رائیگاں ٹھہرایا۔ اللہ تعالیٰ ایسے ناعاقبت اندیشوں اور ایمان سے عاری اور عقل کے اندھوں سے بچائے جنھوں نے تکمیل خواہشات نفسانیہ کے نشہ میں زنا کو حلال قرار دیا ہے۔ **لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم**

ازواجی زندگی کی تلخیاں اور باھمی ذمہ داریاں

۱۔ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ لڑکی نے اپنے والدین کے گھر کو جنت دوام سمجھ کر زندگی گزاری' ایک اجنبی ماحول میں جانے کا تصور تو کیا مگر اس کی دشواریوں اور ذمہ داریوں سے ناآشنا رہ گئی۔ اس لئے وہاں زندگی بسر کرنے کی کوئی تیاری ہی نہ کی۔ شادی کے بعد اس نے شوہر کے گھر میں قدم رکھا تو یہاں دُنیا ہی دوسری ہے۔ صرف شوہر سے واسطہ نہیں' اس کے ماں باپ' بھائی بہنوں وغیرہ پورے کُنبے کے ساتھ نباہ کرنا ہے۔ اُسے تو یہ بھی پتہ نہیں کہ شوہر کی رفاقت کے آداب وفرائض' اس راہ کی دشواریاں اور اُن کی تدابیر کیا ہیں۔ اس کے پورے خاندان کے ساتھ نباہ کیا جائے؟

۲۔ دوسری طرف شوہر کا خاندان یہ تصور لئے بیٹھا ہے کہ دلہن ہر لحاظ سے تربیت یافتہ اور کامل ومکمل ہوگی۔ ایسی باکمال کہ اس سے غلطی کا امکان ہی نہ ہو۔ گویا وہ انسان نہیں کوئی فرشتہ ہوگی۔ اب اس کی ہر ہر ادا پر کڑی نظر ہوتی ہے۔ جہاں کوئی غلطی ہوئی تیور بدل گئے۔ کوئی بات نامناسب معلوم ہوئی تو سمجھانا اور بتانا کیا معنٰی ؟ شکوہ وشکایات کا بازار گرم ہوگیا۔ یہ خیال نہیں کہ ہماری بیٹی کی طرح یہ بھی ایک انسان ہی ہے جس میں خوبیاں بھی ہوں گی' خامیاں بھی' یہ لحاظ بھی نہیں کہ یہ عمر وعقل اور تجربہ میں ہم سے کمتر ہے۔ قدم قدم پر ہماری تعلیم وتفہیم اور اصلاح وتربیت کی ضرورت ہے۔ یہ درد واحساس بھی نہیں کہ یہ ماں کی مامتا' باپ کی شفقت' بھائیوں کی عنایت' بہنوں کی محبت اور سب کی آغوش تربیت سے یکبارگی جُدا ہوکر ہمارے گھر میں آئی ہے۔ اس کے زخمی قلب وجگر کو تنقیص وتنقید اور طعن وتشنیع کے تیر ونشتر نہیں' بلکہ مہر ومرّوت اور تربیت وشفقت کا مرہم چاہئے۔

شعور اور حالات واحساسات کی یہ ناہمواری ظاہر ہے اندرونِ خانہ ایک نفرت وبیزاری اور کرب واَلم کا ماحول پیدا کردے گی۔ جب کہ بات کچھ نہیں۔۔اور ہے تو اتنی ہی جتنی اپنی بیٹی سے رات دن ہوتی رہتی ہے۔

۳۔ شوہر کی ماں کے لئے اپنی بہو سے یہ نفرت گزرتے وقت کے ساتھ اور تیز ہوجاتی ہے۔ جب وہ دیکھتی ہے کہ میرے پیارے بیٹے کے دل میں مجھ سے زیادہ اس نوخیز لڑکی کی محبت واہمیت نے جگہ بنالی ہے۔ اسے یہ احساس ہونے لگتا ہے کہ اس دِلربا فتنہ نے میرے گھر میں آکر میرے بیٹے کو مجھ سے دُور کردیا۔۔اب وہ بہو کو بالکل دشمن وحریف کی حیثیت سے دیکھتی ہے۔ اس کی دِل آزاری اس کا وظیفہ شب وروز اور سارے اہلِ خاندان اور ملنے جلنے والوں سے بہو کی شکایت اس کا محبوب مشغلہ بن جاتا ہے۔ وہ اپنی قلبی تکلیف کے انتقام میں سب کو بہو کا دشمن اور اُس سے شاکی بنادینا اپنا فرض سمجھتی ہے۔ بیٹے کے سامنے بھی اس کے عیوب ونقائص کمزوریوں اور خامیوں کا دفتر کھول کر بیٹھ جاتی ہے جس میں کچھ حقیقت ہوتی ہے تو بہت کچھ مبالغہ آرائی بھی۔ شکوک واوہام اور قیاس وگمان کے وسوسے

بھی، مٹی کی عمارت بھی، ریت کی دیواریں بھی ۔۔۔ لیکن ان ساری کوششوں کے باوجود اگر بیٹا اپنی بیوی سے منحرف نہ ہوا تو مزید آفت رکھی ہوئی ہے۔ اب وہ گھر میں بہو کو ایک لمحہ کے لئے بھی دیکھنا نہیں چاہتی، بلکہ اگر بس چلے تو اُسے بھی نکال باہر کردے اور بیٹے کو بھی۔ اگر باپ کو متنفر کردیا تو باپ اور بیٹے کی جنگ الگ چھڑ گئی اور انجام علٰحدگی پر ہوا۔۔ یا گھر میدانِ جنگ وجِدال بن کر رہ گیا۔

۴۔ بعض خامیاں بہو میں بھی ہوتی ہیں جو لازمی طور پر نفرت و بیزاری کو جنم دیتی ہیں۔۔ مثلاً سسرال میں اگر ہمہ وقت اپنے میکہ کی تعریف، اس کی خوش حالی، آرام و عافیت، دولت وثروت اور اپنے ماں باپ کی عزت وشوکت کا تذکرہ وہ کچھ اس انداز میں کرتی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سسرال اس کے لئے کمتر، اور شوہر کے اہلِ خاندان، میکہ والوں سے فروتر ہیں۔ یہ باتیں شوہر کو بھی متنفر کردیتی ہیں اور اس کے ماں باپ اور بھائی بہنوں کو بھی۔

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ابتداء ساس، نندوں ہی کی طرف سے ہو، اس طرح کہ یہ بہو کے میکہ کی تنقیص کریں اور اپنی تعریف، اور وہ سنتے سنتے اکتا جائے، اور پلٹ کر جواب دینے میں ان سب پر بازی لے جائے۔ اور اگر بے خرد یا مغرور ہوئی تو خود بھی ابتداء کرسکتی ہے۔۔ انجام بہرحال خطرناک ہی ہے۔

۵۔ کبھی شوہر کی نااہلی ونادانی بھی فتنہ خیز ہوتی ہے۔ وہ اگر واقعتہً بیوی کو پاکر ماں باپ کی محبت وعظمت سے غافل وبے پرواہ ہوگیا تو یہ حالت ایک طرف اس کے ماں باپ کی دل آزاری وبیزاری کا سبب بنتی ہے، دوسری طرف بیوی کو مغرور وخودسَر بنادیتی ہے۔ وہ شوہر کی کمزوری سے فائدہ اُٹھاکر اس کے ماں باپ کی تحقیر وتذلیل سے بھی دریغ نہیں کرتی، بلکہ ان سے جُدائی وعلٰحدگی کی راہ بہت جلد ہموار کرلیتی ہے۔

۶۔ دوسری قسم ان شوہروں کی ہوتی ہے جو بیوی کی شکل وصورت یا کسی عادت وخصلت کی وجہ سے اس سے متنفر ہوجاتے ہیں اور برابر تند مزاجی ودرشت خوئی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اب بیوی کے لئے زندگی دوبھر ہوجاتی ہے۔ ایک شوہر جسے وہ اپنا سمجھ

کر اس گھر میں رہ سکتی تھی' وہی اس کو برداشت کرنے لئے تیار نہیں' تو پھر وہ کس کے سہارے اپنے دن گذارے۔ لامحالہ زدوکوب' بحث وتکرار سے آگے بڑھ کر معاملہ تفریق وجدائی تک پہونچ جاتا ہے اور نہ صرف زن وشوہر بلکہ دونوں خاندانوں کے درمیان بھی بغض وعداوت کے شعلے بھڑک اُٹھتے ہیں اور کبھی بعد جُدائی بھی عرصہ دراز تک دونوں خاندان اسی آگ میں جلتے اور جاہلیت کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔

۷۔ نئے گھر کے حال وماحول سے ناآشنائی بھی بہو کو بہت سی غلطیوں میں مبتلا کرتی ہے۔ اس کی کاہلی' تن آسانی اور راحت طلبی کی عادتیں بھی بجا طور پر شوہر اور اس کے متعلقین کی برگشتگی کا سبب بنتی ہیں۔ بیجا فرمائشات' آمد سے زیادہ خرچ کی کوشش' تعمیر منزل ومسکن وغیرہ کے گراں بار مطالبات بھی شوہر کے دل ودماغ کو رنج وحُزن کا گنجینہ بنا دیتے ہیں یہاں تک کہ اس کا پیمانۂ صبر لبریز ہوجاتا ہے یا ٹوٹ کر غیظ وغضب کے انگارے بَرسانے لگتا ہے۔

سُدھار کی باہمی ذمہ داریاں Reconciliation :

اندرونِ خانہ کے حالات کو خانگی جھگڑا اور باہمی ناچاقی کہہ کر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ نکاح وازدواج سے نوعِ انسانی کی بقاء کے ساتھ ملّی وقومی فلاح وترقی کا دامن بھی وابستہ ہے۔ اس عظیم مقصد میں اگر خلل واقع ہوتا ہے تو اس کا حل تلاش کرنا اور خرابیوں کا سدِّ باب کرنا دانشورانِ قوم' قائدینِ ملت اور علمائے امّت سب ہی کی ذمہ داری ہے۔

دراصل مناسب تعلیم وتربیت کا فقدان' خوفِ خدا کی کمی' تصورِ آخرت سے غفلت' دین ودانشِ سے لاپرواہی' بلند کردار واخلاق سے تہی دامانی' فکر وتدبّر' حکمت ومصلحت اور عاقبت بینی ودُور اندیشی سے پہلو تہی' یہ وہ بنیادی اسباب ہیں جن کے نتیجہ میں ہر گھر پر شیطانی نحوست کے سایے چھایے ہوئے ہیں۔

حالات کی اصلاح کے لئے کچھ ہماری اجتماعی ذمہ داریاں ہیں اور کچھ انفرادی ذمہ داریاں ۔۔ اجتماعی ذمہ داریاں تعلیمِ بنات کا معقول بندوبست اور اُن کی صالح تربیت کا حکیمانہ

انتظام ہے۔ کیونکہ اندرونی ماحول کا زیادہ تعلق صنفِ نسوان ہی سے ہے خصوصاً لڑکیوں کی تربیت کا بیشتر حصہ ماں ہی کے سَر عائد ہوتا ہے۔ وہ اگر خود ہی جہالت وسفاہت کی آغوش میں پروان چڑھی ہے تو اپنی بیٹی کو علم وحکمت کا زیور کہاں سے پہنا سکے گی۔ اور اگر بدقسمتی سے باپ بھی ایسا ہی ملا تو پھر بیٹی کی اصلاح وتربیت کا قصہ ہی تمام ہوگیا۔

الحاصل علم اور فنِ تربیت دونوں سے جب ہم اپنی اولاد کو آراستہ کریں گے جب ہی یہ اپنے بعد والی نسل کو ہمارا عطیہ منتقل کر سکے گی۔ یہ اگر خود ہی تہی دامن رکھی گئی تو اس سے صحیح تعلیم وتربیت کی امید فضول ہے۔

انفرادی ذمہ داری یہ ہے کہ ماں باپ اپنی ہر لڑکی کے بارے میں یہ خیال متحضر رکھیں کہ اُسے ایک اجنبی ماحول میں باعزت اور کامیاب زندگی گزارنے کے قابل بنانا ہے۔ اس لئے شادی کے بعد جو حالات پیش آتے ہیں اُن کو نظر میں لاکر بیٹی کو ذہنی وفکری، علمی وعملی طور پر اس طرح تیار کرنا ہوگا کہ وہ اپنے شوہر، اس کے ماں باپ، اولاد اور اعزّہ واقرباءسب کے آداب وحقوق سے عہدہ برآ ہوکر ہر دل عزیز بن سکے۔ اور نہ صرف ایک خاندان بلکہ پوری قوم کے لئے نتیجہ خیز اور مفید ہو سکے۔

لڑکوں کو بھی اس طرح تیار کرنا ہوگا کہ وہ شادی کے بعد اپنی شریکِ حیات کے حقوق کی ادائیگی اور اس کے لئے مسرت وعافیت کی فراہمی کے ساتھ اپنے والدین کی محبت وعظمت واطاعت وفرمانبرداری اور آداب وحقوق کی پاسداری میں بھی فرق نہ آنے دیں۔

طلاق (Divorce) کا بیان

نکاح سے عورت شوہر کی پابند ہوجاتی ہے اس پابندی کو اُٹھا دینے کو طلاق کہتے ہیں (بہارشریعت) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو حلال چیزوں میں طلاق سب سے ناپسند ہے۔ (ابوداؤد)

حیض کی حالت میں طلاق دینا حرام ہے

Divorce is not permissible while the woman is menstuating

روایت ہے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو بحالت حیض طلاق دے دی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تب رسول اللہ ﷺ اس بارے میں بہت ناراض ہوئے پھر فرمایا وہ رجوع کرلیں پھر اُسے روکیں حتیٰ کہ پاک ہو جائے۔ پھر حیض آئے، پھر پاک ہوجائے، پھر اگر ان کی رائے اسے طلاق دینے کی ہو تو پاکی کی حالت میں انہیں ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دیدیں۔ پس یہ ہی وہ عدت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ عورتوں کو اس لحاظ سے طلاق دی جائے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ انہیں حکم دو۔ وہ رجوع کرلیں پھر انہیں پاکی یا حمل کی حالت میں طلاق دیں۔ (مسلم، بخاری)

معلوم ہوا کہ عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دینا حرام ہے ورنہ حضور ﷺ اس پر ناراض نہ ہوتے۔ اسی پر امّت کا اجماع ہے۔ حیض کی حالت میں طلاق دینا اگرچہ حرام ہے مگر وہ طلاق ہوجائے گی ورنہ رجوع کرنے کے کیا معنیٰ؟ یہ بھی معلوم ہو کہ ایک یا دو طلاق رجعی ہوتی ہیں کہ عدت کہ اندر شوہر رجوع کرسکتا ہے۔ تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی' خیال رہے کہ بہتر یہ ہی ہے کہ مرد صرف ایک ہی طلاق دے وہ بھی ایسے طہر میں (پاکی کے دنوں میں) جس میں صحبت نہ ہوئی ہو اور اگر تین طلاق دینا ہی ہوں تو ہر طہر میں ایک طلاق دے۔ ایک دم تین طلاق دینا حرام ہے۔ لیکن اگر دے دے تو واقع ہوجائے گی۔

طلاق رجعی Revocable Divorce : وہ طلاق جس کی عدت کے دوران رجعت ہو سکے طلاق رجعی کہلاتی ہے رجعت اگرچہ دو طلاقوں تک ہوسکتی ہے مگر ایک طلاق کے بعد کرلینا ہی مناسب ہے۔ رجعت کا مطلب دراصل نکاح باقی رکھنا ہے' شوہر عدت کے اندر رجعت (رجوع) کرسکتا ہے خواہ عورت راضی ہو یا نہ ہو اور عدت کے بعد عورت کی مرضی سے نکاح کرسکتا ہے حلالہ کی ضرورت نہیں۔

طلاق بائن Irrevocable Divorce : اس سے مراد ایسی طلاق ہے جس کے نتیجے میں عدت کی فرقت واقع ہو جاتی ہے۔ مرد اور عورت کے درمیان رشتہ زوجیت منقطع ہو جاتا ہے شوہر اپنی بیوی سے عدت کے دوران رجوع نہیں کر سکتا البتہ عدت کے بعد اگر فریقین باہم راضی ہوں تو از سر نو نکاح کر سکتے ہیں۔ عورت کی رضا سے شوہر عدت کے اندر نکاح کر سکتا ہے اور بعد عدت حلالہ کی بھی ضرورت نہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ طلاق (جس کے بعد رجعت ہو سکے) دو بار ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا اچھے سلوک کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔ اگر شوہر نے بیوی کو دو طلاقیں دیں تب بھی رجعت کر سکتا ہے ایک دی تب بھی رجعت کر سکتا ہے مگر تین کے بعد یہ حق نہیں رہتا۔

طلاق مغلظہ : جب طلاقیں تین تک پہنچ جائیں' پھر وہ عورت اس کے لئے بے حلالہ کسی طرح حلال نہیں ہوسکتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت بغیر حلالہ کے شوہر اول کے لئے جائز نہیں۔ (انوارالحدیث)

حاملہ عورت کو طلاق : Divorce to a pregnant woman

عورت کو حالت حمل (Pregnancy Period) میں طلاق دی جائے تو یقیناً واقع ہو جائے گی عوام میں جو مشہور ہے کہ حاملہ عورت پر طلاق نہیں پڑتی محض بے اصل ہے۔ عورت کا حاملہ ہونا، طلاق واقع ہونے سے نہیں روکتا۔ حالت حمل میں طلاق جائز و حلال ہے۔ (بہت ناپسندیدہ حرکت ہے۔ بچہ پیدا ہونے تک انتظار کرنا چاہئے) حالت حمل میں دی گئی طلاق اگر بائن تھی یا طلاق رجعی تھی اور بچہ پیدا ہونے تک نہ زبانی رجعت کی نہ زوجہ کو ہاتھ لگایا تو بعد ولادت عورت نکاح سے نکل گئی۔ اب اسے اختیار ہے جس سے چاہے نکاح کرے اور طلاق رجعی تھی اور ولادت سے پہلے شوہر نے رجعت کر لی تو عورت بدستور اس کے نکاح میں ہے دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی۔ (فتاویٰ رضویہ)

طلاق کا انکار : شوہر نے عورت کو تین طلاقیں دے دیں یا بائن طلاق دی مگر اب انکار کرتا ہے اور عورت کے پاس گواہ نہیں تو جس طرح ممکن ہو عورت اس سے پیچھا چھڑائے۔ مہر معاف کر کے یا اپنا مال اس کو دے کر اس سے علحدہ ہو جائے۔ غرض جس طرح بھی ممکن ہو اس سے کنارہ کشی کرے اور کسی طرح وہ نہ چھوڑے تو عورت مجبور ہے مگر ہر وقت اسی فکر میں رہے کہ جس طرح ممکن ہو رہائی حاصل کرلے اور اس کی پوری کوشش کرے کہ صحبت نہ کرنے پائے۔ عورت جب ان باتوں پر عمل کرے گی تو معذور ہے اور شوہر بہرحال گناہ گار ہے۔ (دُرِّمُختار- فتاویٰ رضویہ)

طلاق کا حق عورت کو کیوں نہیں دیا گیا؟

Why woman can't divorce?

اگر عورت کو طلاق کا حق (Right to divorce) دیا جاتا تو اس سے سخت خطرناک نتائج پیدا ہوتے۔ عورت کو طلاق کا حق دینا گویا دیوانہ کے ہاتھ میں تلوار دینا ہے۔ جن قوموں نے عوتوں کو بھی طلاق کے حق دئے ہیں۔ وہاں کے لوگ سخت مصیبت میں گرفتار ہیں۔ ان کی زندگیاں تلخ ہوگئی ہیں۔ بات بات پر وہاں گھر بگڑ رہے ہیں۔ چونکہ شوہر کے ذمہ عورت کا خرچہ مہر حتیٰ کہ کفن دفن تک رکھا ہے اس لئے اسے کچھ حقوق بھی دیئے ہیں۔ عورت فطری طور پر کم عقل، جوشیلی واقع ہوئی ہے۔ وہ جوش میں انجام سوچے بغیر نقصان دہ کام کر بیٹھتی ہے پھر پچھتاتی ہے۔ اگر اس کے ہاتھ میں طلاق ہو تو بات بات پر گھر بگاڑ لیا کرے گی۔

بلاضرورت طلاق مانگنے والی پر جنت کی خوشبو حرام ہے:

روایت ہے حضرت ثوبان سے فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو عورت اپنے شوہر سے بلاضرورت طلاق مانگے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔ (ترمذی) یعنی ایسی عورت کا جنت میں جانا تو کیا ہی ہوگا وہاں کی خوشبو بھی نہ پائے گی۔

عورت اگر طلاق مانگے گی تو منافقہ ہوگی اور جو لوگ عورت کو بھڑکاتے ہیں اور شوہر سے بگاڑ پر اُبھارتے ہیں وہ شیطان کے پیارے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں' جو کسی شخص پر اس کی زوجہ یا باندی غلام کو بگاڑ دے وہ ہمارے گروہ میں سے نہیں ہے۔ اس حدیث سے ان لوگوں کو درس عبرت حاصل کرنا چاہئے ان کے لئے کیسی سخت وعید ہے۔

نکاح، طلاق اور رجوع مذاق سے بھی واقع ہوجاتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں وہ ہیں جن کا ارادہ بھی ارادہ ہے اور مذاق بھی ارادہ۔۔۔نکاح، طلاق اور رجوع (ترمذی) یعنی ارادۃً بولے تو بھی واقع ہوجائیں گی اور مذاق دل لگی سے کہے یا ویسے ہی اس کے منہ سے نکل جائے، بہر حال یہ کلمات اس کے منہ سے نکل جائیں یہ چیزیں واقع ہوجائیں گی۔ بشرطیکہ دیوانگی یا نیند میں نہ کہے، بیداری و ہوش میں کہے ان تین چیزوں کا ذکر صرف اہتمام کے لئے ہے۔ مذاق میں مرد نے عورت سے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دے دی، کنواری، غیر بیاہی، مطلقہ یا بیوہ سے نکاح کیا اور عورت نے بھی مذاق دل لگی میں قبول کے الفاظ کہہ دیئے، یا طلاق والی عورت سے دل لگی میں کہا کہ میں نے رجوع کرلیا تو ان تمام صورتوں میں یہ چیزیں واقع ہوجائیں گے۔ اگر یہ حکم نہ ہوتو شریعت کے احکام بیکار ہوکر رہ جائیں گے۔ ہر شخص نکاح طلاق یا رجوع کرکے کہہ دیا کرے کہ میں تو دل لگی میں یہ کہہ رہا تھا۔ یہ حدیث معاملات کی اصل اصول ہے جس پر صدہا احکام مرتب ہیں۔

نامرد شوہر سے طلاق لینا : بعض صورتوں میں طلاق دینا واجب ہوجاتا ہے جبکہ شوہر نامرد ہو یا ہجڑا اور اس کے ازالہ کی بھی صورت نظر نہ آتی ہو۔ ان صورتوں میں طلاق حاصل نہ کرنا سخت تکلیف پہنچانا ہے لہذا طلاق لی جاسکتی ہے۔ (درمختار)

نشے میں طلاق دینا : نشہ والے نے طلاق دی تو طلاق ہوجائے گی کہ نشے والا عاقل کے حکم میں ہے اور نشہ خواہ شراب پینے سے ہو یا بھنگ وغیرہ کسی اور چیز سے یا افیون کے نشہ میں طلاق دی' جب بھی طلاق ہوجائے گی۔ (درمختار' عالمگیری)

نابالغہ یا مجنونہ کی طلاق : طلاق کے لئے عورت کا عاقل اور بالغ ہونا شرط نہیں۔ اگر عورت نابالغہ یا مجنونہ ہوتو طلاق ہو جائے گی۔ (درمختار، عالمگیری)

بیوی کو 'اے طلاقن' کہنا : اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو 'اے طلاقن' یا 'اے طلاق یافتہ' وغیرہ کہہ کر پکارے اور وہ یہ کہتا ہے کہ میرا مقصد اسے گالی دینا تھا، طلاق دینا نہ تھا تو ایسی صورت میں طلاق ہو جائے گی۔ یا اگر وہ شخص یہ کہتا ہے کہ چونکہ یہ عورت پہلے سے طلاق یافتہ تھی (شوہر اول کی) اور اگر حقیقت میں ایسا ہی ہے تو طلاق نہیں ہوگی۔ (عالمگیری)

عورت کا تین بار طلاق کا مطالبہ کرنا : اگر کوئی عورت تین مرتبہ یہ کہے کہ مجھے طلاق دے، مجھے طلاق دے، مجھے طلاق دے اور شوہر نے اگر جواب دیا اور کہا کہ دے دی تو ایسی صورت میں ایک طلاق ہوگی اور اگر نیت تین طلاق کی ہوتو تین طلاقیں ہو جائیں گی۔ (فتاویٰ فیض الرسول، عالمگیری)

سوتے میں یا غشی میں طلاق دینا : اگر کوئی ایسی بیماری جس میں عقل جاتی رہے یا غشی کی حالت میں یا سوتے میں طلاق دے دی تو واقع نہ ہوگی۔ (درمختار، ردالمختار)

امیرالمؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا 'مجنون اور بے ہوش کی طلاق واقع نہیں ہوتی'

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا 'بے ہوش اور مجنون شخص کی طلاق واقع نہیں ہوتی' (بخاری)

طلاق کو مشروط کرنا :

☆ کسی شخص نے یہ اقرار نامہ لکھا کہ اگر اس نے دو ماہ کے اندر اپنی بیوی کے نان ونفقہ کا بندوبست نہ کیا تو میری بیوی کو تین طلاقیں ہیں۔ اگر اقرار نامہ لکھنے کے بعد دو ماہ گزر گئے وہ اپنی بیوی کے نان ونفقہ کا انتظام نہ کر سکا تو اس کی بیوی کو تین طلاقیں واقع ہوگئیں وہ عدت ختم کر کے دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول)

☆ شوہر نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو اپنے بھائی سے میری شکایت کرے تو تجھے طلاق۔

اگر وہ اپنے بھائی سے شکایت کر دے تو طلاق واقع ہو جائے گی لیکن اگر وہ بچے کو مخاطب کر کے کہے کہ میرے شوہر نے یوں کہا ...... اور اس کے بھائی نے سن لیا تو اب طلاق واقع نہ ہوگی۔ (عالمگیری)

☆ میاں بیوی جھگڑ رہے تھے مرد نے کہا اگر تو چیخے گی تو تجھے طلاق ہے عورت نے کہا چیخوں گی مگر چپ ہوگئی طلاق نہ ہوئی۔ یوں ہی اگر کہا کہ فلاں کا ذکر کرے گی تو ایسا ہے عورت نے کہا میں اس کا ذکر نہ کروں گی یا کہا جب تو منع کرتا ہے تو اس کا ذکر نہ کروں گی' طلاق نہ ہوگی کہ اتنی بات مستثنیٰ ہے۔ (عالمگیری)

☆ شوہر نے اپنی بیوی کو کہا کہ اگر تو نے اس بچے کو گھر سے نکلنے دیا تو تجھے طلاق ہے۔ اگر عورت غافل ہوگئی یا نماز پڑھنے لگی اور بچہ باہر نکلا تھا تو طلاق نہ ہوگی۔ بصورت دیگر طلاق ہو جائے گی۔ (عالمگیری)

☆ شوہر نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو اس دروازے سے باہر نکلی تو تجھے طلاق ہے۔ اگر عورت اس دروازے سے باہر نکلی تو اسے طلاق واقع ہو جائے گی اگر چھت سے چھلانگ کر پڑوس میں گئی تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ (عالمگیری)

☆ شوہر نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو میری اجازت کے بغیر گھر سے نکلی تو تجھے طلاق ہے۔ اگر بیوی اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلی تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ عالمگیری میں تو یہاں تک ہے کہ شوہر نے اگر لوگوں کے سامنے کہا کہ میں نے اسے نکلنے کی اجازت دی مگر یہ نہ کہا کہ اس سے کہہ دو یا خبر پہنچا دو اور لوگوں نے بطور خود عورت سے جا کر کہا کہ اس نے اجازت دے دی اور ان کے کہنے سے عورت نکلی طلاق ہوگئی۔ اگر عورت نے میکے جانے کی اجازت مانگی' شوہر نے اجازت دی مگر عورت اُس وقت نہ گئی کسی اور وقت گئی تو طلاق ہوگئی۔ (عالمگیری)

☆ ایک شخص نے نکاح سے پہلے یہ شرط رکھی کہ اگر وہ دوسرا نکاح اپنی پہلی بیوی کی اجازت کے بغیر کرے تو اس کی دوسری بیوی کو تین طلاق واقع ہو جائے گی۔ اگر وہ شخص

پہلی بیوی کی اجازت کے بغیر نکاح ثانی کرے گا تو دوسری عورت کو طلاق ہو جائے گی ' یہاں تک کہ' اگر وہ شخص اس عورت کی موت کے بعد بھی اس عورت کی اجازت کے بغیر نکاح ثانی کرے گا تو دوسری عورت کو طلاق ہو جائے گی۔ (فتاویٰ رضویہ)

اہلحدیث اور شیعہ مذہب میں ایک مجلس کی تین طلاقیں :

ایک مجلس کی تین طلاقوں کے عدم وقوع کا مسئلہ اُن مسائل میں سے ہے کہ جس میں شیعہ اور اہلحدیث ایک ہی صف میں کھڑے اور ایک ہی فضا میں اُڑتے ہوئے نظر آتے ہیں:

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز   کبوتر با کبوتر باز با باز

شیعہ اور اہلحدیث کے نزدیک تین طلاق سے ایک ہی طلاق پڑنے کی بنیاد اس اصول پر ہے کہ ہر مسئلے میں آسان صورت اختیار کی جائے اور اگر اس کے خلاف کوئی حدیث پیش کرے تو اُسے ضعیف کہہ کر رَد کر دیا جائے' اس لئے کہ انسان کی خاصیت ہے کہ وہ آسان کو پسند کرتا ہے اور وہ سب ہمارے مذہب کی آسانی دیکھ کر اپنا قدیم مذہب چھوڑ دیں گے اور اُن کا نیا مذہب قبول کر لیں گے۔ عام طور سے لوگ تین طلاق دے بیٹھتے ہیں پھر چاہتے ہیں کہ عورت ہاتھ سے جانے نہ پائے کیونکہ شریعت میں حلالہ کے بغیر عورت جائز نہیں۔ تو اس سے ان نام نہاد اہلحدیثوں اور شیعوں کو بڑی غیرت معلوم ہوتی ہے لہذا یہ لوگ یہ صورت اختیار کر لئے کہ ایک دم تین طلاقوں سے ایک ہی طلاق پڑنے کا حکم کریں تاکہ تین طلاق دینے والے حلالہ سے بچنے کے لئے اُن کی طرف آجائیں۔

واضح رہے کہ صحیح مسئلہ اس طرح ہے کہ شوہر چاہے یوں کہے کہ تجھے تین طلاق۔ یا اس طرح کہا کہ تجھے طلاق ہے۔ طلاق ہے۔ طلاق ہے۔ دونوں صورتوں میں اس پر تینوں طلاقیں پڑ جائیں گی۔ اس لئے کہ جب شوہر کو تین طلاق دینے کا حق حاصل ہے جس پر سب کا اتفاق ہے اور وہ تین طلاق دے رہا ہے تو تینوں پڑ جائیں گی۔ چاہے ایک مجلس میں تین طلاق دے' چاہے کئی مجلسوں میں' جیسے کہ کسی کو تین مکان بیچنے کا حق حاصل ہوا اور وہ تینوں کو

بیچ دے تو تینوں بِک جائیں گے۔ چاہے وہ تینوں مکان ایک ہی مجلس میں بیچے' چاہے کئی مجلسوں میں۔۔لیکن بیچ ڈالے وہ تینوں مکان اور بکے صرف ایک مکان' اُسے کوئی عقلمند نہیں تسلیم کرسکتا۔ اسی طرح سے جب شوہر کو تین طلاق دینے کا حق حاصل ہے اور وہ تینوں طلاقیں دے ڈالے مگر پڑے صرف ایک' اسے بھی کوئی عقلمند نہیں مان سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاق کے پڑ جانے پر جمہور صحابہ کرام' تابعین عظام اور چاروں ائمہ اسلام حضرت امام اعظم ابوحنیفہ' حضرت امام شافعی' حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب کا اتفاق ہے۔ عارف باللہ حضرت علامہ احمد صاوی مالکی علیہ الرحمہ آیت کریمہ﴿ **فان طلقها فلا تحل** ۔﴾ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ اگر عورت کو ایک دم تین طلاق دے یا الگ الگ۔ ہر صورت میں عورت حرام ہو جائے گی (جب تک کہ وہ حلالہ نہ کرے) جیسے کہ بیوی سے جب کہا تجھے تین طلاق ہے۔ یا طلاق بتہ۔اسی پر عالموں کا اتفاق ہے۔اور یہ کہنا کہ ایک دم کی تین طلاق میں ایک ہی طلاق پڑتی ہے تو یہ صرف ابن تیمیہ کا قول ہے جو اپنے کو حنبلی کہتا تھا۔اس کے مذہب کے اماموں نے اس کا رَد کیا یہاں تک کہ عالموں نے فرمایا کہ ابن تیمیہ گمراہ اور گمراہ گر ہے (تفسیر صاوی جلد اول)

حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف مروی ہے کہ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی بیوی عائشہ خثیمہ کو تین طلاقیں دیدیں۔ بعد میں آپ کو معلوم ہوا کہ عائشہ کو آپ کی جدائی کا بڑا غم ہے تو آپ رُو پڑے اور فرمایا: 'اگر میں نے اپنے جد کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے نہ سُنا ہوتا۔ یا یوں فرمایا کہ اگر میں نے اپنے والد سے جد امجد ﷺ کی یہ حدیث شریف نہ سنی ہوتی کہ جو اپنی بیوی کو تین طہروں میں تین طلاقیں دے یا مبہم (اکٹھی تین طلاقیں) دے تو وہ بغیر حلالہ پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوسکتی۔ تو عائشہ سے میں رجعت کر لیتا' (سنن کبریٰ' بیہقی)

اس حدیث مبارکہ سے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ چاہے تین طلاقیں ایک دم اکٹھی دے' چاہے تین طہروں میں۔ بہرصورت تینوں طلاقیں پڑ جائیں گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں یہ قانون بنا دیا کہ ایک دم تین طلاقیں تین ہی واقع ہوں گی ۔ شارح مسلم شریف امام نووی شافعی لکھتے ہیں : جس نے اپنی بیوی سے کہا تجھے تین طلاق، تو امام شافعی، امام مالک، امام اعظم ابوحنیفہ، امام احمد بن حنبل اور سلف وخلف کے جمہور عالموں نے فرمایا کہ تینوں طلاقیں پڑ جائیں گی (مسلم شریف)

طلاق کے بعد بچے کی پرورش کا ذمہ : طلاق کے بعد بچہ کی پرورش کا خرچ شرعاً مرد پر لازم ہے اور اس کی پرورش کا حق عورت کو ہے۔ پرورش کی میعاد شریعت مطہرہ نے سات برس تک رکھی ہے یعنی مرد کو اپنے بچے کی پرورش کا خرچ سات برس تک دینا ہوگا لیکن اگر بچہ سات برس سے پہلے ہی اپنے آپ کو کھانا پینا اور استنجاء کر لیتا ہے تو مرد کو اختیار ہے کہ بچہ عورت سے واپس لے سکتا ہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول)

خُلع (مال دے کر یا مہر معاف کر کے طلاق حاصل کرنا)

Seperation with husband to divorce in return for a monetary compensation

دین اسلام یہ نہیں کہتا کہ غلطی ہمیشہ عورت ہی کی ہوتی ہے اس لئے کہ بسا اوقات شوہر ہی قصوروار ہوتا ہے ۔ جس طرح مرد اپنی بدزبان ، اَکّھڑ ، بدمزاج اور بدسلوک بیوی سے طلاق کے ذریعے چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے جس کا حق اسے دین اسلام نے عطا کیا ہے تو اس کا مطلب یہ قطعاً نہیں کہ عورت کے ساتھ ظلم کیا جائے اور اگر شوہر ظالم یا بدکردار ہو تو عورت کے پاس اپنے بچاؤ کی کوئی تدبیر یا اپنی حفاظت کا کوئی ہتھیار موجود نہیں ہے ۔

دین اسلام نے عورت کو یہ حق دیا ہے کہ اگر عورت کو تکلیف وضرر پہنچائی جا رہی ہو ، جنسی حقوق ادا نہیں کئے جا سکتے ہوں ، نان ونفقہ نہ دیا جا رہا ہو تو ان حالات میں اپنے اور اپنے شوہر کے درمیان جدائی کی تدبیر اختیار کر سکتی ہے ۔ خلع کے ذریعے عورت اگر اپنے ناپسندیدہ شوہر سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہے تو حاصل کر سکتی ہے ۔

شوہر سے طلاق حاصل کرنے کی یہ صورت ہے کہ عورت اپنے کُل مہر سے، یا اس کے کسی حصہ سے دستبردار ہو جائے یا اپنے پاس سے کچھ مال دے کر شوہر کو طلاق پر آمادہ کر لے تو یہ علحدگی کی ایک جائز صورت ہے۔ اور اس مال کو قبول کر لینا شوہر کے لئے درست ہوگا۔ طلاق کی اس خاص صورت کا نام جس میں طلاق کی خواستگار عورت ہو، شریعت کی اصطلاح میں خلع ہے۔ یعنی مال کے بدلے میں نکاح زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں۔ عورت کا قبول کرنا شرط ہے۔ بغیر اس کے قبول کئے خلع نہیں ہوسکتا، اس کے الفاظ معین ہیں۔ ان کے علاوہ اور الفاظ سے نہ ہوگا۔ اور جب میاں بیوی خلع کر لیں تو طلاق بائن واقع ہو جائے گی دونوں کے مابین نکاح ٹوٹ جائے گا۔ اور جو مال ٹھیرا ہے عورت پر اس کا دینا لازم ہے۔ (بہارِ شریعت)

خلع عورت کی جانب میں اپنے کو مال کے بدلے میں چھڑانا ہے تو اگر عورت کیجانب سے ابتدا ہوئی مگر ابھی شوہر نے قبول نہیں کیا تو عورت رجوع کر سکتی ہے۔ اور اپنے لئے اختیار بھی لے سکتی ہے۔ نکاح کی وجہ سے جتنے حقوق ایک کے دوسرے پر تھے وہ خلع سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ (قانونِ شریعت)

شریعت میں مال کے عوض عورت کو طلاق دینا خلع ہے۔ مثلاً مرد کہے کہ میں نے تجھ سے پانچ ہزار روپئے پر خلع کیا یا اگر تو مہر معاف کرتی ہے تو خلع کیا، عورت کہے میں نے قبول کیا یا عورت کہے تو مجھ سے اتنے روپئے پر خلع کرے، مرد طئے کر لیا یہ خلع ہے ہمارے (احناف) کے ہاں خلع طلاق بائنہ ہے۔ اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک و امام شافعی رحمتہ اللہ علیہم کے ایک قول میں خلع فسخ نکاح ہے۔

عورت کا حق مہر DOWER

وہ رقم معین جس کا ادا کرنا از روئے شریعت، شوہر پر واجب ہو، اصطلاح شرع میں اسے مہر کہتے ہیں۔ مہر شادی کے ارکان میں سے اہم و لازمی رکن ہے۔

- وطی (جماع۔ صحبت۔ Intercourse) یا خلوت صحیحہ (Privacy) (بعد نکاح

عورت اور مرد تنہائی میں جمع ہونا) یا زن وشوہر میں سے کسی کی موت کی صورت میں مہر مؤکد ہو جاتا ہے۔ یعنی شوہر پر پورا مہر لازم آتا ہے کہ جو مہر مقرر ہے۔ اب اُس میں کوئی کمی نہیں ہوسکتی ہاں اگر صاحب حق نے کُل مہر یا اس کا کوئی حصہ معاف کر دیا تو معاف ہو جائے گا ۔اور مہر مؤکد نہ ہوا تھا۔ مثلاً عورت کی رخصتی عمل میں نہ آئی تھی یا خلوت صحیحہ نہ پائی گئی اور شوہر نے طلاق دے دی تو نصف مہر واجب ہوگا۔ (دُرِّ مُختار- بہارِ شریعت)

مہر بیوی کی قیمت نہیں بلکہ اس سے نفع حاصل کرنے کا معاوضہ ہے۔ مالک نکاح شوہر ہے عورت یا دونوں نہیں۔ ورنہ شوہر پر مہر دینا واجب نہ ہوتا۔ اسی لئے شوہر طلاق دے سکتا ہے، عورت نہیں دے سکتی۔ بیوی کا مہر ادا کرنا ایسا ضروری ہے جیسے دوسرے قرض ادا کرنا، لہذا مہر اتنا ہونا چاہئے جو ادا کیا جا سکے۔ بیوی اپنا مہر معاف بھی کرسکتی ہے اور کم بھی، یونہی شوہر مہر میں زیادتی بھی کرسکتا ہے۔

مہر مال کا کم یا زیادہ وہ حصہ ہے جسے مرد، عورت کے اکرام، اعزاز دلجوئی اور عورت میں فطری ودیعت کردہ مال کے مالک بننے کی خواہش پر لبیک کہنے اور عائلی زندگی کی طرف اس کے منتقل ہونے پر اس کی مرضی کی چیزوں کے مالک بننے کے سلسلہ میں اس کی ایک قسم کی اعانت کے طور پر دیتا ہے۔

مہر حیثیت سے زیادہ نہ ہو: مہر اتنا ہی مقرر کرنا چاہئے جتنا شوہر آسانی سے ادا کر سکے۔ عام طور پر مہر زیادہ مقرر کرنے کی دو وجہیں ہوتی ہیں: (۱) عزت وفخر کی نمائش (۲) شوہر عورت کو طلاق نہ دے دے۔ جبکہ شرعاً اور عقلاً یہ دونوں وجہیں غلط ہیں کیونکہ اگر مزاجوں میں اتنا اختلاف ہو کہ دونوں کا ایک جگہ ساتھ مل جل کر رہنا عذاب بن جائے تو اس عذاب سے چھٹکارا حاصل نہ کرنا کون سی عقلمندی ہوگی، لیکن یہ عذاب تو اسی وقت دور ہوسکتا ہے جب شوہر بیوی کو اس کا حق دے کر رخصت کر دے۔ شرعی اعتبار سے بھی زیادہ مہر مقرر کرنے کی ممانعت ہے۔ حضور ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے کہ 'زیادہ بابرکت وہ نکاح ہے جس میں تکلیف و پریشانی کم سے کم ہو'

طلاق کے بعد مہر اور جہیز کا سامان دینا : طلاق واقع ہو جانے کی صورت میں عورت کو مرد کی طرف سے مہر کی پوری رقم ملے گی' نیز عورت کے جہیز کا سامان اور میکے سے لائے ہوئے زیورات کی حقدار اور مالک عورت ہی ہے۔ اس کے علاوہ جو چیزیں شوہر نے عورت کو تحفتاً دی ہیں اگر ان چیزوں کا مالک عورت کو بنا دیا ہے تو پھر ان چیزوں کی مالک بھی عورت ہی ہو گی۔ (فتاویٰ فیض الرسول)

عدت کا بیان WATING PERIOD

شوہر کے طلاق دینے یا اس کے وفات پا جانے کے بعد، عورت کا نکاح ممنوع ہونا اور ایک زمانہ معیّنہ تک انتظار کرنا اسے اصطلاح شرع میں عدت کہتے ہیں۔ اگر شوہر اپنی بیوی کو طلاق دیدے تو بیوی کو یہ اجازت نہیں کہ وہاں سے اُٹھے اور جھٹ دوسرے شخص سے جا کر شادی کر لے جیسا کے یہود کے ہاں قاعدہ تھا۔ بلکہ اُسے حکم ہے کہ تین حیض گزرنے کی مدت تک صبر کرے۔ اس کے بعد اسے نکاح کرنے کی اجازت ہے۔ اس مدتِ انتظار کو شریعت میں عدت کہتے ہیں۔ اس میں بڑی مصلحتیں ہیں۔ اس مدت میں شوہر چاہے تو رجوع بھی کر سکتا ہے۔ (بشرطیکہ اس نے تیسری بار طلاق نہ دے دی ہو) نیز اس عرصہ میں اگر عورت حاملہ ہے تو بھی پتہ چل جائے گا۔ اور یہ چیز شوہر کو رجوع کرنے پر آمادہ کر سکتی ہے۔ اس سے بڑھ کر شریعت کو اس پیدا ہونے والے بچے کے حقوق کا پاس ہے کہ اس کی نسبت مشکوک اور مخلوط نہ ہو جائے۔ اس کے علاوہ طلاق کی اہمیت کی طرف بھی اشارہ ہے کہ طلاق کوئی معمولی واقعہ نہیں جس کا اثر نہ ہو، یہ تو ایک المناک واقعہ ہے۔

☆ جس عورت کو حیض آتا ہو اور وہ حمل سے نہ ہو تو عدت پورے تین حیض ہے۔

☆ غیر مدخولہ عورت (جس کی وداعی نہ ہوئی ہو) کے لئے طلاق کی عدت نہیں ہے۔

☆ حیض کی حالت میں طلاق دی تو یہ حیض عدت میں شمار نہ ہو گا کہ طلاق کی عدت حیض

والی کے لئے تین حیض کامل ہیں۔یعنی بعد طلاق کے تین حیض آئے جب ہی عدت سے نکلے گی اور دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے۔

☆ طلاق کی صورت میں غیر حیض والی (عمر کی وجہ سے جس کے حیض بند ہو چکے ہیں) کے لئے عدت تین مہینے ہیں۔

☆ عورت حاملہ ہے تو عدت وضع حمل ہے عدت خواہ طلاق کی ہو یا وفات کی اور وضع حمل سے عدت پوری ہونے کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں، موت یا طلاق کے بعد جس وقت بچہ پیدا ہوا ہو عدت ختم ہو جائے گی۔اگر چہ ایک منٹ بعد (حمل ساقط ہو گیا اور اعضاء بن چکے ہیں تو عدت پوری ہوگئی)

☆ وفات کی عدت حاملہ کے علاوہ سب عورتوں کے لئے (مدخولہ، غیر مدخولہ، حیض والی، بغیر حیض والی، کم عمر لڑکی جس کی وداعی بھی نہ ہوئی ہو) چار مہینے دس دن ہے۔(حاملہ کی عدت وضع حمل ہے)۔عدت وفات میں صرف یہی مقصود نہیں کہ عورت کا حاملہ، غیر حاملہ ہونا معلوم ہو جائے بلکہ شوہر کی موت کا سوگ بھی ہے۔

عدت میں نکاح (عدت کی حالت میں پیغام نکاح بھیجنا)

عدت میں نکاح حرام قطعی ہے بلکہ نکاح تو بڑی چیز ہے۔قرآن عظیم نے عدت میں صریح پیام کو بھی حرام فرمایا اور عدت گزرنے پر نکاح کر لینے کے وعدے کو بھی حرام فرمایا۔ صرف اس کی اجازت دی ہے کہ دل میں خیال رکھو یا کوئی پہلو دار بات ایسی کہو جس سے بعد عدت ارادہ نکاح کا اشارہ نکلتا ہو۔صاف صاف یہ ذکر نہ ہو کہ میں بعد عدت تجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔پھر پہلو دار بات بھی عدت وفات والی سے کہنا جائز ہے۔عدت طلاق والی سے وہ بھی جائز نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

جو شخص اس سے نکاح کا خواہش مند ہو وہ اس کو اپنے شادی کے ارادے سے کنایۃً واشارۃً مطلع کرسکتا ہے۔مثلاً کسی کے ذریعہ اسے یہ پیغام بھیجے کہ جب آپ کی عدت پوری ہو جائے تو

آپ مجھے اطلاع بھیج دیجئے گا۔ یا خبر دیجئے گا اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے
﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْاَكْنَنْتُمْ فِيٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّاتُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴾
(البقرہ/ ۲۳۵) اورتم پر کوئی گناہ نہیں اس بات میں کہ (عدت والی) عورتوں کوتم نے صراحت کے بغیر (اشارہ سے) نکاح کا پیغام دیا' یا اپنے دل میں چھپا رکھا۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ (عدت کے بعد صریح پیغام کے لئے) عنقریب تم ان (عورتوں) کو یاد کرو گے لیکن (عدت سے پہلے) ان سے خفیہ وعدہ نہ کرو مگر یہ کہ تم اُس سے وہ بات کہو جو شریعت کے موافق ہو۔

مسلمانوں کو حکم دیا جارہا ہے کہ عدت وفات گزارنے والی عورت سے صراحتہً نکاح کرنے کا تذکرہ نہ کریں۔ غم واندوہ کی اِن گھڑیوں میں جب کہ ایک گھر بے چراغ ہو چکا ہے تمہارا جشنِ شادی منانے کہہ ڈالنا کتنا معیوب ہے اور اس مرحوم کے ساتھ کتنی بے انصافی ہے کہ ابھی اس کا کفن بھی میلا نہیں ہوا اورتم اس کی بیوی کو شادی کا پیغام بھیجنے لگے ہو۔ ہاں پردہ داری سے اگر تم اپنے ارادہ کا اظہار کردو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ بہتر تو یہ ہے کہ یہ بات تمہارے دلوں میں ہی رہے اور زبان پر نہ آنے پائے۔

عدت کے دوران سوگ Mourning During Waiting Period

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو عورت اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اُسے یہ حلال نہیں کہ کسی میت پر تین راتوں سے زیادہ سوگ کرے مگر شوہر پر کہ چار مہینے دس دن سوگ کرے۔ (صحیحین وغیرہ)

شوہر کی موت یا طلاق بائن (Divorce) کی عدت (Waiting Period) میں عاقلہ بالغہ مسلمان عورت پر جو سوگ (Mourning) واجب ہے۔ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ عورت زینت (Adornment) کو ترک کردے یعنی ہر قسم کے زیور چاندی سونے جواہر وغیرہ، ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے اگرچہ سیاہ ہوں، نہ پہنے۔ بدن یا کپڑوں

میں خوشبو استعمال نہ کرے، تیل کا استعمال نہ کرے اگر چہ اس میں خوشبو نہ ہو (مجبوری اور درد سر کی وجہ سے استعمال کرسکتی ہے لیکن زینت کے لئے نہیں)۔ کنگھا کرنا، سیاہ سرمہ لگانا یا سفید خوشبو دار سرمہ لگانا، مہندی لگانا، زعفران یا کسم یا گیرو یا گلابی دھانی چمپئی اور طرح طرح کے رنگ جن میں زینت پائی جاتی ہے ان میں رنگا ہوا کپڑا پہنا منع ہے عورت پر واجب ہے کہ ان سب چیزوں کو زمانہ عدت میں چھوڑے رکھے۔ (دُرِّمختار- بہارِشریعت-عالمگیری)
کسی کے مرنے کے غم میں سیاہ (Black) کپڑا پہننا جائز نہیں مگر عورت کو تین دن تک شوہر کے مرنے پرغم کیوجہ سے سیاہ کپڑے پہننا جائز ہے۔اور سیاہ کپڑے غم ظاہر کرنے کے لئے نہ ہوں تو مطلقاً نہ پہننا جائز نہیں۔ (بہارِشریعت) محرم میں سیاہ کپڑے قطعاً نہ پہننا چاہئے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ یہودیوں کی طرح روافض (شیعہ) کی بھی مخالفت کرتے رہیں۔

ایلاء کے احکام

﴿لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ (البقرہ/۲۲۶) اُن کے لئے جو قسم اُٹھاتے ہیں کہ وہ اپنی بیویوں کے قریب نہ جائیں گے مہلت ہے چار ماہ کی، پھر اگر رجوع کرلیں (اس مدت میں) تو بیشک اللہ غفور رحیم ہے۔

بعض لوگ اپنی عورتوں کو ستانے کے لئے قسم اُٹھا لیا کرتے کہ وہ اُن سے ہم بستری نہ کریں گے۔ اس طرح عورت نکاح میں بھی رہتی اور حقوقِ زوجیت سے بھی محروم ہو جاتی۔ قرآن نے اس ظلم کا بھی خاتمہ کر دیا اور فرمایا کہ چار ماہ کے اندر تم نے اپنی یہ قسم توڑ دی تو عورت تمہارے نکاح میں رہے گی تمہیں صرف کفارہ ادا کرنا ہوگا، اور اگر تم نے چار ماہ گزرنے پر بھی اپنی قسم نہ توڑی تو نکاح ٹوٹ جائے گا اور عورت کو حق حاصل ہوگا کہ وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کرلے۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ تم عورت کو اپنے نکاح میں بھی جکڑ بند رکھو اور اس کے حقوقِ زوجیت بھی ادا نہ کرو۔ ہاں اگر اپنی خوشی سے پھر اس خاوند سے نکاح کرنا چاہے تو کرسکتی ہے۔ (تفسیر ضیاءالقرآن)

لعان کیا ہے؟

لعان کا حکم، اُس کا طریقہ

﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ﴾ (النور/ ۹-۶) اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں اور اُن کے پاس اُن کی جانوں کے سواہ گواہ نہ ہوں تو اُن کی شہادت کا یہ طریقہ ہے کہ وہ شوہر چار مرتبہ گواہی دے کہ بخدا وہ (یہ تہمت لگانے میں) سچا ہے۔ اور پانچویں بار یہ کہے اس پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہو اگر وہ کذب بیانی کرنے والوں میں سے ہو اور ٹل سکتی ہے اس عورت سے حد کہ وہ گواہی دے چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہ وہ (شوہر) جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ خدا کا غضب ہو اس پر اگر وہ (شوہر) سچا ہو۔

زنا کا جرم اسلامی معاشرہ میں ناقابل برداشت ہے۔ جو شخص اس کا مرتکب ہوگا اس کے لئے ایسی عبرتناک سزا مقرر کی گئی ہے جو کسی دوسرے گناہ پر نہیں دی جاتی۔ اسی طرح زنا کا غلط بہتان لگانا بھی انتہائی سنگین جرم ہے۔ کسی کی عزت و ناموس پر غلط الزام لگانا مذاق نہیں ہے۔ جو شخص کسی پاکدامن اور عفیف عورت پر یا کسی پاکباز اور عصمت شعار پر یہ الزام لگائے گا اُسے معمولی خیال کر کے نظر انداز نہیں کر دیا جائے گا بلکہ حدِ قذف جاری کرنے سے پہلے اُسے حکم دیا جائے گا کہ وہ اس الزام کو ثابت کرنے کے لئے چار گواہ پیش کرے، اور اگر وہ چار گواہ پیش نہیں کر سکے تو اُسے تین سزائیں دی جائیں گی (۱) انہیں اسّی کوڑے لگائے جائیں گے (۲) آئندہ مالی حقوق میں اُن کی گواہی قابل قبول نہ ہوگی (۳) انہیں فاسق قرار دیا جائے گا۔

حدِ قذف کے یہ احکامِ قرآنی سُن کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ!

میں یہ خیال کر کے حیران ہو رہا ہوں کہ اگر میں کسی بد بخت کو اپنی بیوی پر سوار دیکھوں تو جب تک میں چار گواہ تلاش کر کے نہ لاؤں اُس کے خلاف زبان نہیں ہلا سکتا' اور اگر گواہوں کو بلانے جاؤں گا تو وہ اپنا کام تمام کر کے رفو چکر ہو چکا ہوگا۔ اس گفتگو کو قلیل عرصہ ہی گزرا تھا کہ ایک رات ہلال بن اُمیہ اپنے کھیتوں سے جب گھر آئے تو اپنی اہلیہ کے ساتھ ایک آدمی دیکھا۔ انہوں نے سارا معاملہ اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سُنا۔ صبح بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا کہہ سُنایا۔ حضور ﷺ کو یہ سُن کر بڑی کوفت ہوئی۔ صحابہ کرام آپس میں کہنے لگے کہ ابھی ہلال پر حدِ قذف لگائی جائے گی (کیونکہ اُن کے پاس چار گواہ نہ تھے)۔ ہلال نے کہا میرے دوستو گھبراتے کیوں ہو' اللہ تعالیٰ ضرور کوئی صورت پیدا فرمائے گا۔ اسی اثناء میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نزولِ وحی کے آثار نمودار ہوئے اور سب خاموش ہو گئے۔ جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا اے ہلال مبارک ہو' اللہ تعالیٰ نے تیری نجات کی صورت پیدا فرما دی ہے۔ پھر یہ آیت پڑھ کر سُنائی' اور اس کی بیوی کو بُلا بھیجا۔ وہ آئی تو یہ آیت اُسے بھی پڑھ کر سُنائی۔ پھر دونوں کو تنبیہ کی کہ دُنیا کے عذاب سے قیامت کا عذاب بہت سخت ہے۔ ہلال نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے جو عرض کی ہے بخدا وہ سچ ہے۔ عورت نے کہا یہ جھوٹ بولتا ہے۔ چنانچہ پہلے ہلال نے چار مرتبہ قسم اُٹھا کر کہا کہ میں سچّا ہوں۔ پانچویں مرتبہ کہا کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ پھر عورت کو کہا گیا کہ اسی طرح تو چار مرتبہ حلف کے ساتھ گواہی دے کہ وہ جھوٹا ہے۔ جب وہ کہہ چکی تو حضور ﷺ نے اُسے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈر' دُنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت ہلکا ہے۔ اگر تو نے پانچویں بار بھی کہہ دیا تو عذاب آخرت تجھ پر لازم ہو جائے گا' چنانچہ کچھ دیر وہ خاموش رہی۔ اس نے اپنے قصور کے اعتراف کا ارادہ کیا۔ پھر کہنے لگی' میں اپنی قوم کو رُسوا کرنا نہیں چاہتی۔ چنانچہ پانچویں دفعہ بھی اُس نے کہہ دیا **ان غضب الله عليها ان كان من الصادقين** کہ اگر ہلال سچّا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب نازل ہو۔ چنانچہ اس طرح قسم اُٹھانے سے ہلال حدِ قذف سے بچ گئے

اور وہ عورت حدِ زنا سے بچ گئی، لیکن ان کے درمیان ہمیشہ کے لئے جُدائی کر دی گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اب جو بچہ پیدا ہو اُس کی نسبت ہلال کی طرف نہ کی جائے بلکہ اس کی ماں کی طرف کی جائے، اور ساتھ ہی ایک اور حکم بھی دیا کہ اگر اس کے بعد کسی نے اس عورت کو زنا سے متہم کیا یا اس کے بچے کو حرامی کہا تو اس پر حدِ قذف لگائی جائے گی۔ اس ارشاد سے واضح ہو گیا کہ جس کو شریعت کسی الزام سے بَری کر دے پھر اس پر کسی کو زبان درازی کرنے کا حق نہیں پہنچتا۔ اس طریقہ کار کو 'لعان' کہتے ہیں۔ لعان کرنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور پھر وہ عورت زندگی بھر اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔

اگر مرد اس طرح قسم کھا لے اور عورت خاموش ہو جائے تو اس پر زنا کی حد لگے گی لیکن اگر عورت بھی اس طرح قسم کھا لے تو وہ بھی زنا کی حد سے بچ جائے گی۔

اگر حدِ قذف کے حکم کے بعد لعان کا قانون جاری نہ کیا جاتا اور مرد اپنی بیوی کو ناشائستہ حالت میں دیکھتا اور خاموش رہتا تو ساری عمر خون کے گھونٹ پیتا رہتا اور اگر اظہار کرتا تو اسّی کوڑے کھاتا۔ یہ تو محض اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے ان پیچیدگیوں سے نجات کا راستہ تمہارے لئے بنا دیا ہے۔

ظہار کی تشریح اور اُس کے احکام

﴿وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔیْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ﴾ (الاحزاب/۳) اور نہیں بنایا اس نے تمہاری بیویوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری مائیں۔

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝ اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا

فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۚ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۚ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (المجادلہ) بیشک اللہ تعالیٰ نے سُن لی اُس کی بات جو تکرار کر رہی تھی آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں اور (ساتھ ہی) شکوہ کئے جاتی تھی اللہ سے (اپنے رنج وغم کا) اور اللہ سُن رہا تھا تم دونوں کی گفتگو۔ بیشک اللہ بہت سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ جو لوگ تم میں سے اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (جیسے اپنی بیوی سے کہتے ہیں تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے) وہ اُن کی مائیں نہیں' اُن کی مائیں وہی ہیں جنھوں نے اُن کو جنا ہے اور بیشک وہ بُری اور محض جھوٹی بات کہتے ہیں۔ اور بیشک اللہ ضرور بہت معاف فرمانے والا بہت بخشنے والا ہے۔ اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کر بیٹھیں' پھر اسی کے لئے لوٹنا چاہیں جس کے لئے (اتنی بڑی بات) کہہ چکے ہیں تو اُن پر **آزاد کرنا ہے ایک غلام** (یا باندی) اس سے پہلے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں' یہ ہے وہ نصیحت جو تمہیں کی جاتی ہے۔ اور اللہ تمہارے سب کاموں سے خوب خبردار ہے۔ تو **جو غلام نہ پائے تو اُس پر متواتر (لگاتار) دو مہینے کے روزے ہیں** اس سے پہلے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں **پھر جو (روزوں کی بھی) طاقت نہ رکھے تو (اُس پر) ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے** یہ اس لئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

(اگر کوئی شخص کفارہ ادا کئے بغیر عورت کے ساتھ مقاربت کرتا ہے تو وہ گنہگار ہوگا اُسے سچے دل سے توبہ کرنی چاہئے لیکن کفارہ ایک ہی اُسے ادا کرنا پڑے گا)

اسلام سے پہلے (دورِ جاہلیت میں) عرب میں یہ رواج تھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو یوں کہتا **اَنْتِ عَلَّی کَظَھْرِ اُمِّیْ** کہ تو مجھ پر اس طرح ہے جس طرح میری ماں کی پشت۔

ان الفاظ کو طلاق شمار کیا جاتا۔ اور وہ عورت اس پر حرام ہو جاتی۔ رجوع کا دروازہ بھی بند ہو جاتا۔ اس کو وہ اپنی اصطلاح میں ظہار کہا کرتے۔

اسلام میں سب سے پہلے ظہار کا جو واقعہ پیش آیا اس کے بارے میں اس سورت کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں جن میں ظہار کے متعلق قرآنی احکام کو وضاحت سے بیان کر دیا گیا۔ ایک روز حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کے بھائی اوس ابن صامت رضی اللہ عنہ اپنی بیوی خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا پر کسی وجہ سے ناراض ہو گئے' بڑھاپے کی وجہ سے ان کا مزاج بڑا چڑ چڑا ہو گیا تھا' غصہ سے کہہ دیا **اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ** کہ تو مجھ پر اس طرح ہے جس طرح میری ماں کی پشت۔ زبان سے تو یہ کہہ بیٹھے لیکن پچھتانے لگے۔ خولہ کو پاس بلانے کی کوشش کی۔ اس نیک بندی نے جواب دیا: اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں خولہ کی جان ہے جب تک اللہ اور اس کا رسول ہمارے بارے میں فیصلہ نہ فرمائیں تم میرے نزدیک نہیں آ سکتے۔ خولہ اُٹھیں اور حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا' اے اللہ کے پیارے رسول' اوس نے جب میرے ساتھ شادی کی تھی اس وقت میں جوان تھی۔ صاحبِ مال تھی' میرے گھر والے بھی موجود تھے۔ اب میرا شباب رخصت ہو چکا' میں بوڑھی ہو گئی' میرے گھر والے بھی نہ رہے' مال بھی خرچ ہو گیا۔ اب اوس نے مجھے یہ الفاظ کہے ہیں۔ حضور کیا ہمارے لئے کوئی گنجائش ہے کہ ہم ایک ساتھ رہ سکیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تیرے بارے میں ابھی تک مجھے کوئی حکم نہیں ملا' اس نے پھر عرض کیا' یا رسول اللہ اس نے طلاق کا لفظ تو نہیں کہا۔ وہ بار بار کہتی رہی اور حضور وہی جواب دیتے رہے۔ ساتھ ہی وہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں بھی فریاد کرتی رہی کہ الٰہی میں اپنی تنہائی اور اپنے شوہر سے جدائی کا شکوہ تجھ سے کرتی ہوں۔ ایک روایت میں ان کے یہ الفاظ درج ہیں: اپنے فاقہ اور خستہ حالی کا شکوہ میں اللہ تعالیٰ سے کرتی ہوں' میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ اگر میں انہیں ان کے باپ کے سپرد کرتی ہوں تو وہ ضائع ہو جائیں گے اور ان کو اپنے پاس رکھتی ہوں تو وہ بھوکے مریں گے' بار بار وہ آسمان کی طرف منہ

اُٹھاتیں اور فریاد کرتیں۔ بحث وتکرار کا سلسلہ ابھی جاری تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی غم زدہ اور پریشان حال بندی کی فریاد سُن لی اور جبریل امین یہ آیات لے کر نازل ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا **یاخولہ ابشری** اے خولہ مبارک ہو' اللہ تعالیٰ نے تیرے بارے میں حکم نازل فرما دیا۔ جاؤ اپنے خاوند کو بُلا لاؤ۔ اوس رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ **غلام آزاد کرو**۔ عرض کیا کیا میرے پاس تو کوئی غلام نہیں۔ فرمایا' پھر **دو ماہ متواتر روزے رکھو**۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں دن میں تین مرتبہ نہ کھاؤں تو میری بینائی جواب دینے لگتی ہے' میں اتنی مدت کیسے روزے رکھ سکتا ہوں۔ ارشاد ہوا پھر **ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ**۔ عرض کرنے لگے آقا میں بہت غریب و نادار ہوں۔ حضور ﷺ میری مدد فرمائیں تو میں کھانا کھلا سکتا ہوں۔ اس غریب پرور آقا نے انہیں پندرہ صاع اپنے پاس سے عطا فرمائے' انہوں نے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا۔ اس طرح حضرت خولہ رضی اللہ عنہا پھر اپنے گھر میں آباد ہو گئیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

یہاں ایک دلچسپ نکتہ یہ ہے کہ جس وقت خولہ رضی اللہ عنہا اپنا شکوہ کر رہی تھی اس وقت حضور ﷺ نے یہ کیوں فرمایا کہ تیرے بارے میں ابھی تک مجھے کوئی حکم نہیں ملا۔ مطلب یہ ہیکہ رسول جانتے ہیں کہ اس بارے میں آیات کا نزول ہونے والا ہے اسی لئے سکوت فرماتے ہوئے حکم خداوندی کے نازل ہونے تک انتظار کا مشورہ دیا۔

آیات میں اس طریقہ کار (ظہار) کی مذمت کی جا رہی ہے کہ یہ کتنی بے ہودہ اور بُری حرکت ہے کہ انسان اپنی بیوی کو اپنی ماں کہنا شروع کر دے۔ کیا اس کے اس طرح کہنے سے وہ اس کی ماں بن سکتی ہے؟ ماں تو وہ ہوتی ہے جس نے اس کو جنا۔ ایک عورت جس نے اس کو جنا نہیں بلکہ عرصہ سے اس کی بیوی بنی ہوئی ہے اور اس کے بطن سے اس کے کئی بچے اور بچیاں جنم لے چکے ہیں اب اگر اس عورت کو یہ اپنی ماں کہنے لگے تو اس سے بے ہودہ اور لغو بات کیا ہو سکتی ہے؟ فرمایا ایسی بات ایک تو فی نفسہ بڑی لغو' ناشائستہ اور غیر پسندیدہ ہے

دوسرا یہ سراسر جھوٹ ہے جو اس کی ماں نہیں اس کو وہ اپنی ماں کہہ رہا ہے۔

اسلام نے اس بیہودہ طریقہ کار کی اصلاح کی اور فرمایا کہ یوں ہی زبان سے کہہ دینے سے حقیقت نہیں بدل جایا کرتی کہ کسی کو ماں کہہ دیا تو وہ ماں بن گئی' اس لئے ان الفاظ سے بیوی کو طلاق نہیں ہوتی' لیکن اسلام کے شائستہ معاشرہ میں اس قسم کا اندازِ گفتگو از حد ناپسندیدہ ہے۔ اس لئے ایسا کہنے والے پر اسلام نے کفارہ ادا کرنا ضروری قرار دیا۔

۱۔ اگر کسی شخص نے ماں کی پشت کے علاوہ کسی ایسے عضو کا ذکر کیا جس کو دیکھنا اس کے لئے حلال نہیں تو بھی ظہار پایا جائے گا اور اس پر کفارۂ ظہار لازم ہوگا۔

۲۔ اگر اس نے اپنی بیوی کو کسی ایسی عورت کی پیٹھ یا اس کے اعضاء سے جن کو دیکھنا حرام ہے تشبیہ دی جو اس پر ہمیشہ کے لئے ابتداً حرام ہیں مثلاً دادی' نانی' خالہ' پھوپھی' بہن' بیٹی تو یہ بھی ظہار ہوگا۔

۳۔ اسی طرح ایسی عورتوں سے تشبیہ دینا جو ابتداءً تو حرام نہیں لیکن بعد میں کسی وجہ سے ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی ہیں تو یہ بھی ظہار ہوگا مثلاً رضاعی ماں' باپ کی دوسری بیوی وغیرہ

۴۔ مدخولہ اور غیر مدخولہ دونوں بیویوں سے ظہار درست ہے۔

۵۔ اگر ایک سے زائد بیویاں تھیں اور سب سے ظہار کیا تو جتنی بیویاں ہوں گی اتنے کفارے دینے ہوں گے۔

۶۔ عورت کو ظہار کرنے کا حق نہیں ہے یعنی اگر عورت اپنے خاوند کو کہے کہ تو مجھ پر ایسا ہے جیسے میرے باپ کی پشت یا میں تجھ پر ایسی ہوں جیسے تیری ماں کی پشت تو یہ ظہار نہیں ہوگا' کیونکہ ظہار کا حق اُسے ہی ہے جسے طلاق کا حق حاصل ہے البتہ عورت کا یہ قول قسم ہوگی' گویا اُس نے قسم اُٹھائی ہے کہ وہ مخالفت نہیں کرے گی اس لئے اس پر قسم کا کفارہ ہوگا۔

مسئلہ : عورت کو ماں بیٹی یا بہن کہا تو ظہار نہ ہوا مگر ایسا کہنا مکروہ ہے۔ (بہارشریعت)

مسئلہ : ظہار کا حکم یہ ہے کہ جب تک کفارہ نہ دے دے اس وقت تک اس عورت سے جماع کرنا یا شہوت کے ساتھ بوسہ لینا یا اس کو چھونا یا اس کی شرمگاہ کی طرف دیکھنا حرام ہے

اور بغیر شہوت چھونے یا بوسہ لینے میں حرج نہیں مگر لب کا بوسہ بغیر شہوت بھی جائز نہیں اگر کفارہ سے پہلے جماع کرلیا تو توبہ کرلے اس کے لئے کوئی دوسرا کفارہ واجب نہ ہوا مگر خبردار پھر ایسا نہ کرے اور عورت کو بھی یہ جائز نہیں کہ شوہر کو قربت کرنے دے۔ (درمختار و بہار شریعت)

زوجہ مفقود کا بیان

Disappeared Husband

مسئلہ : جس عورت کا شوہر لا پتہ ہو، معلوم نہیں مر گیا یا زندہ ہے تو اگرچہ برسوں گزر جائیں عورت کسی اور مرد سے نکاح نہیں کرسکتی۔ اس پر لازم ہے کہ صبر و انتظار کرے یہاں تک کہ اس کے شوہر کی ولادت کو ستر برس گزر جائیں، مثلاً تیس سال کی عمر میں لا پتہ ہوا تو عورت چالیس برس انتظار کرے۔ اس مدت کے گزر جانے پر قاضی اس کی موت کا حکم کرے۔ بعد حکم، عورت چار مہینے دس دن عدت بیٹھے، عدت گزار کر جس سے چاہے نکاح کرے۔ (فتاوی رضویہ)

اور یہ عذر کہ ضروریاتِ زندگی کہاں سے میسر ہوں گی، جوانی کیسے گزرے گی ایک مہمل اور ناقابل قبول عذر ہے۔ اس عذر کے باعث، حرام کو حلال نہیں ٹھہرایا جاسکتا کہ حکم شرع کے لئے ہے نہ کہ اپنی خواہشِ نفس کے لئے۔ قاضی اسلام کے فیصلے سے پہلے یہ عورت شوہر والی ہے اور قرآن کریم صاف فرما رہا ہے کہ: ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ﴾ یعنی تم پر شوہر والی عورتیں حرام کی گئیں۔

بہت کم سن لڑکیاں کہ بیوہ ہو جاتی ہیں، ہندوؤں کی ریت میں عمر بھر نکاح کا نام نہیں لیتیں اور پاک دامنی سے زندگی بسر کرتی ہیں اس وقت ضرورت و جوانی کدھر چلی جاتی ہے۔ ہزاروں وہ ہیں جن کے شوہر زندہ موجود ہیں مگر اُن کی طرف سے قطعاً برگشتہ در دگرداں، نہ نان ونفقہ دیتے ہیں نہ طلاق دے کر اس کا پیچھا چھوڑتے ہیں۔ وہ اپنی عمر کیونکر گزارتی ہیں۔ ہم نے خود دیکھا کہ ان کی پاک دامنی پر، عمر بھر کوئی داغ نہ آیا۔ مرتے مر گئیں مگر کسی کو انگلی اُٹھانے کا موقع نہ دیا۔ باپ دادا کی عزت سینے سے چمٹائے رہیں اور خدا کو پیاری ہوگئیں اور جنہیں بگڑنا ہی ہے وہ شوہروں کی موجودگی کے باوجود بدچلنی میں ملوث ہو جاتی ہیں۔

اللہ اور رسول کی بارگاہ میں باز پرس کا خوف ہوتو قدم نہیں ڈگمگاتے اور یہ جو بعض کا زعم ہے کہ شوہر کی گمشدگی کو چار سال گزرنے پر عورت کو نکاح ثانی کا اختیار امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں حاصل ہوجاتا ہے محض جہل اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب سے ناواقفی ہے۔ ان کے یہاں بھی قاضی شرع کے روبرو عورت کے دعویٰ کرنے اور اس کے حکم سے پہلے اگر بیس برس بھی گزر جائیں تو وہ معتبر نہیں۔ عورت پہلے مدعیہ ہو اور قاضی شرع تفتیش کرائے اب ثابت ہوجائے کہ واقعی وہ لاپتہ ہے تو عورت کو چار سال کی مہلت دی جاتی ہے۔ اس کے گزرنے پر قاضی تفریق کرتا ہے۔ اب عورت عدت گذار کر نکاح کرسکتی ہے اور دعویٰ وحکم قاضی نہ ہوتو نہ تفریق نہ نکاح ثانی۔ (فتاویٰ رضویہ)

نکاحِ ثانی کے بعد مفقود الخبر شوہر کی واپسی : اگر فسخ نکاح کے بعد عورت دوسرا نکاح کرے اور ایسے میں اتفاق سے اس کا مفقود الخبر شوہر واپس آجائے تو اس بارے میں علمائے فقہ کا مؤقف یہ ہے کہ اگر واپسی ایسے وقت میں ہوجائے کہ دوسرے شوہر سے خلوت صحیحہ کی نوبت نہ آئی ہو تو تمام ائمہ کی متفقہ رائے ہے کہ عورت پہلے شوہر کو واپس کردی جائے اور دوسرے کا نکاح فسخ کردیا جائے گا، لیکن اگر خلوت صحیحہ ہوچکنے کے بعد مفقود شوہر واپس آئے تو سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ پہلے شوہر ہی کو بیوی کا حقدار سمجھتے ہیں اور آپ کی رائے میں اُسے پہلے شوہر ہی کو واپس کردینا چاہئے۔ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ہے کہ عورت ہر حال میں پہلے شوہر کو ہی ملے گی خواہ دوسرے شوہر سے خلوت ہوچکی ہو اور بچے تک پیدا ہوگئے ہوں، مزید برآں خلوت ہوچکنے کی صورت میں دوسرے شوہر سے اس عورت کو مہر بھی دلوایا جائے۔ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نے اسی مسلک کو اختیار کیا ہے۔ اسلامی قانون اولاً ان تمام عورتوں سے نکاح حرام قرار دیتا ہے جو کسی کے نکاح میں ہوں لہذا شوہرِ اول کی موجودگی میں نکاحِ ثانی خود بخود باطل قرار پائے گا۔

مرد و عورت کا باھمی رشتہ

Mutual Relationship Between Man and Woman

مرد وعورت ایک دوسرے کا لباس ہیں :

Man and woman are the protectors for each other

قرآن مجید نے عورتوں کو مردوں کا اور مردوں کو عورتوں کا لباس قرار دیا ہے ۔۔ ارشادِ ربّانی ہے: ﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾ (البقرہ) عورتیں تمھارا لباس (زینت) ہواور تم ان کا لباس ہو۔

اس ارشادِ قرآنی کا مطلب یہ ہے تم اُن کی زینت ہواور وہ تمھاری۔ تم اُن کی خوبصورتی ہواور وہ تمھاری۔ تم انھیں گناہوں سے محفوظ رکھنے والے ہواور وہ تمھیں، تم ان کی ضرورت ہواور وہ تمھاری، لباس سے بدن ڈھانکا اور چھپایا جاتا ہے۔ بغیر لباس رہنا بے حیائی ہوتا ہے۔ حیا کا تقاضہ ہوتا ہے کہ ہمیشہ جسم پر لباس ہو۔ مرد اور عورت ایک دوسرے کا لباس ہیں۔ ساتھ رہکر زندگی گذارنے سے بے حیائی سے محفوظ رہتے ہیں۔ **ان لزوجك عليك حقا** ۔ 'تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے۔ بیوی کے ان حقوق کی ادائیگی ضروری ہے بصورت دیگر حق تلفی سے معاشرے میں سماجی اور اخلاقی بُرائیاں پھیلتی ہیں زندگی کا چین وسکون ختم ہوکر زندگیاں برباد ہوتی ہیں۔

یہاں چند وجہ سے عورت کو مرد کا اور مرد کو عورت کا لباس کہا گیا:

(۱) بوقت جماع ہرایک دوسرے سے اس طرح ملتے ہیں جیسے بدن سے لباس۔

(۲) شوہر بیوی اور بیوی شوہر کے خفیہ راز ایسے چھپاتا ہے جیسے بدن کو لباس۔

(۳) عورت مرد کے لئے ایسی خاص رہتی ہے جیسے بدن کے لئے اس کا کپڑا۔

(۴) عورت مرد کے اور مرد عورت کے عیبوں کو ایسے چھپا لیتے ہیں جیسے لباس بدن کے عیب۔

(۵) عورت کو مرد اور مرد کو عورت کی ہر وقت ایسی ضرورت ہے جیسے ہر موسم میں کپڑے کی۔
(۶) مرد کی وجہ سے عورت اور عورت کی وجہ سے مرد تمام دینوی طعنے الزام اور بہتان سے بچ جاتے ہیں۔

کنواری لڑکی اور کنوارے لڑکے کو ہر طرح عیب لگ سکتے ہیں۔ نکاح کی وجہ سے یہ دونوں ایسے محفوظ ہو گئے جیسے کپڑے کیوجہ سے سردی گرمی سے بدن۔ اسی لئے بعض علماء نے لباس کے معنیٰ پردہ کہے۔ بعض نے فرمایا کہ لباس سے مراد ہے سکون واطمینان جس کی تفسیر سورہ اعراف میں یوں کی گئی کہ ﴿لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا﴾ سورہ روم میں فرمایا گیا ﴿لِتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا﴾ رات کو بھی قرآن کریم نے لباس فرمایا ہے ﴿وَجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا﴾ کہ وہ سکون وچین کا وقت ہے، یعنی وہ بیبیاں تمھارے لئے سکون وچین کا باعث ہیں اور تم ان کے لئے۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ زوجین کو چاہئے کہ ایک دوسرے کے عیب پوش ہوں، نبھانے کے ارادہ سے نکاح کریں لہذا مرد اپنے لئے نیک خصلت دیندار بیوی اختیار کرے اور لڑکی دیندار مرد کو پسند کرے۔

آیت میں مرد اور عورت کے باہمی تعلقات کو انتہائی خوش اسلوبی سے بیان فرمایا گیا ہے۔ یعنی جیسے وہ تمھارے لئے لباس ہیں ویسے ہی تم ان کے لئے لباس ہو۔ اس لحاظ سے دونوں کے حقوق اور فرائض مساوی ہیں۔ پھر لباس کی تعبیر (Explanation) کتنی معنیٰ خیز (Meaningful) ہے۔ مختصر الفاظ میں لباس پردہ ہے ہر عیب کو چھپاتا ہے، زینت ہے، حسن و جمال کو نکھارتا ہے۔ راحت ہے، سردی و گرمی سے بچاتا ہے۔ کیا ایک اچھی بیوی اپنے شوہر کے لئے اور ایک اچھا شوہر اپنی بیوی کے لئے پردہ، زینت اور راحت نہیں؟ یقیناً ہے۔ جس ملّت کے ہر گھر میں زوجیت کا یہ بلند تصور اور اعلیٰ معیار ہو اس کے لئے یہ دنیا جنت نہیں تو اور کیا ہے؟ اسلام پر یہ اعتراض کرنے والے کہ اس نے عورت کے حقوق کو پامال کر دیا ہے۔ اگر آیت کے اسی حصہ پر نظر ڈالیں تو انھیں اپنی غلطی کا احساس ہو جائے گا۔ ہاں اسلام نے ملّتِ ابراہیمی کی بیٹیوں کے چہروں سے شرم وحیاء کا نقاب نوچنے کا حکم

نہیں دیا۔اس نے عورت کومحفل رقص وسرور کی زینت بننے کی اجازت نہیں دی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام ایک مستقل دین ہے۔اس کا اپنا نظام، اپنا قانون اور اپنا ضابطہ حیات ہے۔ اور اس کے استقلال کی یہی علامت ہے کہ وہ ہر حالت میں اسی ضابطے کا پابندر ہے۔کسی کو پسند آئے یا نہ آئے، کوئی خوش ہو یا ناخوش، اسلام کو ہر دلعزیز بنانے اور اسے تہذیبِ مغرب سے ہم آہنگ کرنے کے لئے اس کے سادہ لوح بہی خواہوں نے اس کے فطری خدو خال میں جس وقت قطع و برید گوارا کر لی۔اس دن اسلام بحثیت ایک مستقل ضابطہ حیات کے ہم سے چھن جائے گا۔اللہ تعالیٰ اس روزِ بد سے بچائے۔

مردوں کی فضیلت : VIRTUE / MORALITY OF MEN

ماں باپ، اولاد کے بعد قریب ترین تعلقات کی فہرست میں میاں بیوی آتے ہیں۔ حقوق انسانیت کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں۔مگر عورت کی دیکھ بھال خبر گیری اس کے جائز مصارف کو پورا کرنے کا بوجھ اٹھانا عورت کی حفاظت و بچاؤ کی خاطر مرد کو جسمانی صلاحیتیں عورتوں سے زیادہ دی گئی ہیں۔سورہ نسآء میں فرمایا کہ مرد عورتوں کے سربراہ (حاکم، کنٹرولر- Governor) ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ایک کو ایک پر بزرگی دی ہے۔اس لئے کہ مرد اپنا مال ان پر خرچ کرتے ہیں تو نیک بیبیاں فرمانبردار ہوتی ہیں اور غائبانہ شوہر کی نگہبانی کرتی ہیں۔(نسآء)

یعنی نیک بیبیاں شوہر کی غیر حاضری (Absence) میں اپنی اور شوہر کی عزت اور مال کا خیال رکھتی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ ہی فطرت بنائی ہے۔اب اگر کسی عورت سے اس کے خلاف واقعات ظہور میں آئے تو وہ فعل خلاف فطرت ہے۔ ﴿**اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ**﴾ 'مرد محافظ ونگران ہیں عورتوں پر۔'

کسی چیز کی ضروریات کومہیا کرنے والے' اس کی نگہبانی اور حفاظت کرنے والے اور اس کی اصلاح و درستگی کے ذمہ دار کو عربی میں **قَــوَّام** کہا جاتا ہے۔جیسے ہر فوج کا ایک

کمانڈر اور ہر مملکت کا ایک فرماں روا ہونا ضروری ہے جو نظام قائم رکھے اور فوج اور رعایا اس کے حکم کی تعمیل کرے۔ اسی طرح گھر کی ریاست کا بھی ایک حاکمِ اعلیٰ ہونا چاہئے جو گھر کی تمام ضروریات کا کفیل اور اس کی خوشحالی کا ذمہ دار ہو اور اس کے احکام کی اطاعت کی جائے۔ ورنہ گھر کی یہ مختصر مگر اہم ریاست کا سکون واطمینان برباد ہو کر رہ جائے گا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ ذمہ داری کس کو سونپی جائے اور اس بارِ گراں کو اُٹھانے کی بہترین صلاحیت کس میں ہے۔ اس کے دو ہی امیدوار ہیں۔ ماں اور باپ۔ قرآن حکیم نے باپ کو اس ذمہ داری کا اہل قرار دیا ہے اور ساتھ ہی وجہ بھی بتا دی ہے کہ اس میں دو خوبیاں ہیں۔ ایک وہبی ہے اور دوسری کسبی۔ انھیں کے باعث وہ گھر کی مملکت کا رئیس مقرر کیا گیا ہے۔ پہلی خوبی تو یہ ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ مرد اپنی جسمانی قوت' ذہنی برتری' معاملہ فہمی اور دور اندیشی میں بلاشبہ عورت سے بڑھا ہوا ہے۔ اس چیز کو قرآن نے یوں اپنے مختصر الفاظ میں بیان فرمایا ﴿**بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ**﴾ اور مرد کی دوسری خوبی یہ ہے کہ بیوی بچے کے جملہ اخراجات اور اُن کے آرام وآسائش اور ان کی حفاظت وصیانت کی تمام ذمہ داری اس پر عائد ہے۔ اس کا قرآن کریم نے ان الفاظ میں ذکر فرمایا ﴿**وَبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ**﴾ اس لئے اپنی فطری اور کسبی برتری کے باعث مرد ہی اس کا مستحق ہے کہ وہ گھر کی ریاست کا امیر ہو۔ کوئی کج فہم یہ نہ سمجھے کہ عورت کے گلے میں مرد کی غلامی کی طوق ڈالا جا رہا ہے۔۔نہیں۔۔ ان انتظامی امور کے علاوہ عورت کے اپنے حقوق ہیں جو مرد پر ایسے ہی واجب ہیں جیسے مرد کے حقوق عورت کے ذمہ واجب ہیں۔ **لهن مثل الذی علیهن**۔ اور قرب الٰہی کے دروازے دونوں صنفوں کے لئے برابر کشادہ ہیں۔ اس لئے یہاں عورت کی غلامی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ عورت کو جو مقام اسلام نے معاشرہ میں بخشا ہے اس کی نظیر نہیں۔

مرد عورتوں کے افسر وحاکم مقرر کئے ہیں۔ بیویاں ان کی ماتحت (Subordinate) اس کی دو وجہ ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت پر بزرگی دی ہے کہ نبوت، خلافت،

قضا حدود میں گواہی ، جہاد وغیرہ مردوں کو ہی بخشے ۔ انھیں کامل عقل ، کامل دین بنایا ، عورتوں کی عقل ناقص رکھی اور دین بھی ناقص (ناقص العقل ، ناقص الدین) دوعورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر قرار دی ،عورتیں بحالت حیض و نفاس نماز ، تلاوت قرآن ، روزے وغیرہ سے محروم رہتے ہیں ۔ مرد یہ کام ہمیشہ کرتے ہیں ۔ دوسرے یہ کہ مردوں نے عورتوں پر مال خرچ کئے ہیں ، کہ عورت کا مہر ، خرچہ کفن دفن شوہر کے ذمہ ہے ۔ مرد کا مہر ، خرچہ وغیرہ عورت کے ذمہ نہیں ۔ قاعدہ ہے کہ خرچ دینے والا خرچ لینے والے کا حاکم ہوتا ہے ۔ پس نیک کار نیک بخت بیویاں اپنے رب کی مطیع ہوتی ہیں ۔ شوہر کی پسِ پشت حفاظت کرتی ہیں کہ اپنی عصمت شوہر کا مال اولاد وغیرہ ضائع نہیں کرتیں ۔ کیونکہ وہ سمجھتی ہیں کہ رب تعالیٰ نے ہر طرح ان کی حفاظت فرمائی ۔ ان پر پردہ فرض مان کر ان کی عزت وعصمت محفوظ کردی ۔ شوہر کے ذمہ ان کا خرچہ وغیرہ مقرر فرما کر انہیں دربدر پھرنے سے بچالیا ۔

شوہر کے حقوق : RIGHTS OF HUSBAND

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی عورت کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ رکھے اور نہ یہ جائز ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر کسی کو اس کے گھر میں آنے کی اجازت دے (صحیح بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور تم سب سے اس کی اپنی رعیت کے بارے میں باز پُرس ہوگی ۔ امیر (اپنی رعایا کا) ذمّہ دار ہے آدمی اپنے اہل خانہ کا ذمّہ دار ہے ۔ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اُس کی اولاد کی ذمے دار ہے ۔ پس (اس طرح) تم سب ذمے دار ہو اور تم سب سے اس کی اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا (صحیح بخاری ومسلم)

یہ حدیث اس لحاظ سے نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ اس میں معاشرے کے ہر فرد کو

چاہئے وہ حکمران ہو یا عام آدمی' حتیٰ کہ گھر کی چار دیواری کے اندر رہنے والی عورت کو بھی' اپنے اپنے دائرے میں اپنے فرائض ادا کرنے' اصلاح کرنے کا اور عدل وانصاف کے قیام کا ذمے دار اور اس میں کوتاہی کرنے پر باز پرس کا حق قرار دیا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کرتی رہیں۔ (جامع ترمذی) اس سے بھی اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ عورت کے لئے شوہر کی عزت وتوقیر کتنی ضروری ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس عورت کی موت ایسی حالت میں آئے کہ مرتے وقت اس کا شوہر اس سے خوش ہو وہ عورت جنت میں جائے گی۔ (جامع ترمذی)

یہ فضیلت ایسی عورتوں کے لئے ہے جو احکام وفرائض اسلام کی پابندی کے ساتھ اپنے شوہر کو بھی خوش رکھنے کا اہتمام کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی چھوٹی غلطیاں معاف فرما کر اُن کو ابتداء میں ہی جنت میں بھیج دے گا۔ جہاں بدمزاج اور اکھڑ قسم کی عورتیں ہیں وہاں نیک مزاج اور خوش خصال خواتین بھی ہیں۔ یہ حدیث ایسی محمود الصفات خواتین کے لئے خوشخبری ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو عورت دُنیا میں اپنے شوہر کو ایذاء پہنچاتی تو اس کی حورعین میں سے ہونے والی بیوی (جنت میں) کہتی ہے اللہ تجھے ہلاک کرے اُسے ایذاء مت پہنچا کیونکہ یہ تو تیرے پاس (چند روز) مہمان ہے عنقریب یہ تجھ سے جُدا ہو کر ہمارے پاس آنے والا ہے (جامع ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:: جب شوہر بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور عورت آنے سے انکار کردے اور اس کا شوہر اس بات سے ناراض ہو کر سُو جائے تو رات بھر اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

بہترین عورت وہ ہے کہ جب اس کا شوہر کسی بات کا حکم دے تو وہ اس کی فرمانبرداری کرے اور اگر شوہر اس کی طرف دیکھے تو وہ اپنے بناؤ سنگھار اور اپنی اداؤں سے شوہر کا دل خوش کر دے۔ اگر شوہر کسی بات کی قسم کھا جائے تو وہ اس کی قسم کو پوری کر دے۔ اگر شوہر غائب رہے تو وہ اپنی ذات اور شوہر کے مال میں حفاظت اور خیر خواہی کا کردار ادا کرتی رہے۔ (مشکواۃ شریف)

عورت کو کب مارا جا سکتا ہے:

☆ شوہر بناؤ سنگھار کو کہتا ہے یہ نہیں کرتی یا وہ اپنے پاس بلاتا ہے اور یہ نہیں آتی اس صورت میں شوہر کو مارنے کا بھی حق ہے۔ (عالمگیری - بہارِ شریعت)

اور شوہر اپنی عورت کو اِن امور پر مار سکتا ہے :

(۱) عورت اگر نماز نہیں پڑھتی ہے تو اکثر فقہاء کے نزدیک شوہر کو مارنے کا اختیار ہے ۔۔ طلاق بھی دے سکتا ہے۔ (۲) عورت اگر باوجود قدرت بناؤ سنگھار نہ کرے (گھر میں میلی کچیلی پراگندہ حال میں رہتی ہے) یعنی جو زینت شرعاً جائز ہے اس کے نہ کرنے پر مار سکتا ہے (۳) غسل جنابت نہیں کرتی (۴) بغیر اجازت گھر سے چلی گئی جس موقع پر اجازت کی ضرورت تھی (۵) اپنے پاس بُلایا اور نہیں آئی جب کہ حیض ونفاس سے پاک تھی اور فرض روزہ بھی رکھے ہوئے نہ تھی (۶) چھوٹے ناسمجھ کے مارنے پر (۷) شوہر کو گالی دی گدھا وغیرہ کہا یا اُس کے کپڑے پھاڑ دیئے (۸) غیر محرم کے سامنے چہرہ کھول دیا (۹) اجنبی مَرد سے کلام کیا (۱۰) شوہر سے بات کی یا جھگڑا کیا اس غرض سے کہ اجنبی شخص اس کی آواز سنے (۱۱) شوہر کی کوئی چیز بغیر اجازت کسی کو دے دی اور وہ ایسی چیز ہو کہ عادۃً بغیر اجازت عورتیں ایسی چیز نہ دیا کرتی ہوں اور اگر ایسی چیز دی جس کے دینے پر عادت جاری ہے تو نہیں مار سکتا (درمختار، بہار شریعت)

نیک بیوی کی صفات : QUALITIES OF AN OBEDIENT WIFE

﴿فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾ (النساء/۳۴) 'نیک عورتیں اطاعت گذار (Obedient) ہوتی ہیں۔ حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں (مردوں کی) غیر حاضری میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے۔

اس ارشاد ربانی کی مزید وضاحت حضور کریم ﷺ کے اس فرمان سے ہوتی ہے **خير النساء امرأة اذا نظرت اليها سرتك و اذا امرتها اطاعتك و اذا غبت عنها حفظتك فى نفسهاومالك** یعنی بہترین بیوی وہ ہے جسے جب تو دیکھے تو مسرور ہو جائے اسے حکم کرے تو وہ تیری اطاعت کرے اور اگر تو کہیں باہر جائے تو وہ تیری غیر حاضری میں اپنی عصمت (Vagina) کی اور تیرے مال کی حفاظت کرے۔ (ابن جریر ابی ہریرہ)

امام مسلم و ابن ماجہ اور نسائی روایت کرتے ہیں **الدنيا متاع ' وخير متاعها المرأة الصالحة** دنیا ایک ساز و سامان ہے اور دنیا کا بہترین سامان نیک صالح عورت ہے۔

ایک مسلمان خاتون کو جن خوبیوں سے آراستہ ہونا چاہئے اور جن پاکیزہ صفات سے متصف ہونا چاہئے۔ ان کا ذکر کتنے دلنشین کلمات میں کیا گیا ہے۔ بیوی کا اس سے بلند معیار تصور ہی نہیں کیا جاسکتا۔ خود سوچئے اسلام ایک بیوی سے کیا توقع رکھتا ہے۔ اور اس طرح اس کے مقام کو کتنا بلند کر دیتا ہے۔ اور اس مرد سے بھی زیادہ کوئی خوش نصیب ہوسکتا ہے جس کی رفیقہ حیات ان خوبیوں کی مالک ہو۔

حضور ﷺ نے فرمایا عورت جب اپنی پانچ نمازیں پڑھے اور اُس نے ماہ رمضان کا روزہ رکھے اور اپنی شرمگاہ (Sexual Parts) کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت (Obedience) کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ (مشکوۃ)

نیک عورت نے چونکہ ہر قسم کی عبادات کی ہیں۔ اس لئے اُسے ہر قسم کے دروازے سے جنت میں جانے کی اجازت ہے۔ جنت کے بہت دروازے ہیں۔ ہر دروازہ خاص عبادت کے لئے ہے

بیوی کے فرائض وذ مہ داریاں :

OBLIGATIONS / DUTIES AND RESPONSIBILITIES OF WIFE

☆ بیوی کو چاہئے کہ صفائی ستھرائی کا خیال رکھے اور بناؤ سنگھار کرتے رہے۔ کبھی بھی گندی اور میلی کچیلی نہ بنی رہے ورنہ شوہر کو نفرت بھی ہوسکتی ہے۔

☆ شوہر صحبت کرنے کی خواہش ظاہر کرے تو شرعی عذر اور مجبوری نہ ہو تو انکار نہ کرے۔

☆ حیض اور جنابت سے غسل کر کے ہمیشہ پاک رہے۔ حالت ناپاکی میں وقت نہ گذارے۔

☆ نماز وقت پر ادا کرے، پردہ کی پابندی کرے، نامحرموں کے سامنے بے پردہ نہ آئے۔ شوہر کی نصیحت کا خیال کریں اور اطاعت وفرمابرداری کرے۔

☆ بیوی کو چاہئے کہ ضروریات دین ، فرائض اسلام کی تعلیم Fundamental Islamic Knowledge حاصل کرے۔ خصوصاً طہارت Purity اور حیض Menses کے ضروری مسائل سے آگاہ رہے۔ دینی کتابوں کا مطالعہ کرے۔ جاہل اور کم پڑھی لکھی عورتوں کو بھی سکھائے۔

☆ شوہر کی فرمانبرداری اور خدمت گذاری کو اپنا فرض منصبی سمجھے۔

☆ شوہر کے تمام حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔

☆ شوہر کی خوبیوں پر نظر رکھے اور اس کے عیوب اور خامیوں کو نظر انداز کرے۔

☆ شوہر کو آرام پہنچانے کی ہمیشہ کوشش کرے۔

- شوہر سے اس کی آمدنی سے زیادہ کا مطالبہ نہ کرے۔ صبر وشکر کے ساتھ زندگی بسر کرے۔

- شوہر کے سوا کسی اجنبی مرد پر نگاہ نہ ڈالے نہ کسی کی نگاہ اپنے اوپر پڑنے دے۔

- شوہر کی عزت وناموس Respect کی حفاظت کرے اور پردے میں رہے۔

- شوہر کے مال، مکان وسامان اور خود اپنی ذات کو شوہر کی امانت سمجھ کر ہر چیز کی حفاظت و نگہبانی کرتی رہے۔

- شوہر کی مصیبت میں ہمدردی و مدد کے ساتھ اپنی وفاداری کا ثبوت دے۔
- شوہر کی زیادتی اور ظلم پر ہمیشہ صبر کرتی رہے۔
- میکہ اور سسرال دونوں گھروں میں اپنے اخلاق و کردار کی وجہ سے ہر دالعزیز اور باعزت رہے۔
- پڑوسیوں اور ملنے جلنے والی عورتوں کے ساتھ خوش اخلاقی اور شرافت ومُروّت کا برتاؤ کرے۔
- مذہب کی پابند اور دیندار رہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرتی رہے۔
- شوہر کے سامنے کسی دوسرے مرد کی خوبصورتی وجاہت یا اس کی کسی خوبی کا ذکر نہ کرے۔ کیونکہ بعض شوہروں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾ (النساء/۳۴) جو عورتیں نیک صالحہ ہوتی ہیں (وہی شوہر کی) اطاعتِ شعار ہوتی ہیں اور مرد کی عدم موجودگی میں بحفاظتِ الٰہی (ان کے حقوق کی) نگہداشت کرتی ہیں۔

نیک سیرت عورتیں وہ ہیں جو شوہر کی حاکمیت وفضیلت کو بسر وچشم تسلیم کر کے ان کی اطاعت شعار ہوتی ہیں اور دل جوئی سے ان کی فرماں برداری کرتی ہیں اور مرد کی عدم موجودگی میں بھی بحفاظتِ توفیق الٰہی اپنے نفس وآبرو اور ان کے اموال کی نگہداشت کرتی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی عصمت وعفت اور صاحبِ مکان کے مکان کی حفاظت جو امورِ خانہ داری میں سب سے اہم اور مقدم کام ہیں ان کے بجا لانے میں ان کے لئے مردوں کے سامنے و پیچھے کے حالات سب برابر ہیں، یہ نہیں کہ ان کے سامنے تو اس کا اہتمام کریں اور خوب خاطر وتواضع کریں اور خوب حمایت و ہمدردی دیکھائیں، اور خوب محبت وشفقت کا دم بھریں، اور جب اُن کی نظروں سے غائب ہوں تو ان چیزوں میں لاپروائی برتیں اور شوہر کی بُرائی وعیب جوئی میں مبتلا ہو جائیں، اور تجسس وسراغ نکالنے میں لگ جائیں، اور طوطا چشمی کے ساتھ اس کے سارے احسان ومحنت پر پانی پھیر دیں، یہ نہ کوئی مسلم عورتوں کی شان ہے اور نہ مہذب اور بامروت عورت کو زیب دیتا ہے۔ واضح ہو کہ خواتین کی ذمہ داریاں یعنی

اپنی عصمت وعفت اور شوہر کے مال وامانت کی حفاظت، دونوں کوئی آسان کام نہیں، اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ فرمایا کہ ﴿بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس حفاظت کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ خود عورت کی مدد فرماتے ہیں۔ اس بے نیاز ذات کی مدد ونصرت اور توفیق وعنایت سے وہ ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوتی ہیں، ورنہ نفس کی خواہش اور شیطان کی شرارت ہمہ وقت ہر انسان مرد وعورت کو گھیرے ہوئے ہے اور عورتیں بالخصوص اپنی علمی وعملی قوتوں میں بنسبت مرد کے ضعیف بھی ہیں اس کے باوجود ان ذمہ داریوں میں مردوں سے زیادہ عورتیں مستحکم ومضبوط نظر آتی ہیں یہ سب خاص اللہ تعالیٰ کی نصرت ومدد ہے اور یہی وجہ ہے کہ بے حیائی، گناہوں اور شرمناک حرکتوں میں بنسبت مردوں کے عورتیں کم مبتلا ہوتی ہیں۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ شریعت کی نظر میں نیک ودیندار اور عمدہ سیرت وبلند کردار عورت وہ ہے جو اپنے گھر کی تعمیر اور اپنے مال کی حفاظت اور اپنے نفس واولاد کی اصلاح میں مصروف رہے۔ نماز، روزے کی پابندی کرے، اگر شوہر کی عدم موجودگی میں شوہر کا کوئی دوست یا جاننے والا آئے تو شرم وحیا اور غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے کوئی کلام نہ کرے۔ اگر زیادہ ضروری بات ہو تو آواز بدل کر گفتگو کرے یعنی اپنا طرزِ کلام جاذبانہ اور مٹھاس کا نہ رکھے۔ شوہر کی حلال آمدنی پر اگرچہ کم ہی کیوں نہ ہو قناعت کرے اور شوہر کی حرام کمائی سے ہر ممکن اجتناب کرے۔ پہلے زمانے کی نیک عورتیں ان باتوں کا بہت زیادہ دھیان رکھتی تھیں چنانچہ جب کوئی شخص کمانے کے لئے گھر سے جاتا تو اس کی بیوی اسے یہ نصیحت کرتی کہ دیکھنا ذرا حرام کمائی سے بچنا اور یہ یقین دلاتی تھیں کہ ہم بھوک پر صبر کرلیں گے تنگ دستی سے ہمیں کوئی خوف نہیں ہے لیکن دوزخ کی آگ ہمارے لئے ناقابلِ برداشت ہوگی۔ ایک خدا پرست شخص نے کہیں جانے کے لئے سامانِ سفر باندھا تو صرف اہلیہ کے علاوہ تمام لوگوں نے اس کے سفر کی مخالفت کی۔ بیوی کے رویے پر اظہار حیرت کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ تم اس سفر کے لئے کس طرح

رضا مند ہوگئی ہو، وہ تمہارے اخراجات کے لئے کچھ بھی چھوڑ کر نہیں جا رہا ہے' اس پر اہلیہ نے جو سبق آموز بات کہی وہ یہ کہ 'میرا شوہر کمانے والا ہے نہ کہ رزاق۔ میرا رب رزاق ہے' کمانے والا جا رہا ہے' کھلانے والا رازق پہلے بھی موجود تھا اور آج بھی موجود ہے' (احیاء العلوم)

بیوی کے ذہن میں یہ بات بھی رہنی لازمی ہے کہ شوہر کا حق خود اس کے شخصی حقوق اور اس کے تمام اعزہ واقرباء کے حقوق پر مقدم ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

خیر نسائکم التی اذا نظر الیها زوجها سرته وان مرها اطاعته' واذا غاب عنها حفظته' فی نفسها وماله ' یعنی تمہاری بہترین عورت وہ ہے کہ جب تم اس کی طرف دیکھو تو وہ تمہیں خوشی بخشے اور جب تم اس کو کسی بات کا حکم دو تو وہ اس کی تعمیل کرے اور جب تم اس سے غائب ہو (یعنی گھر میں نہ ہو) تو وہ تمہارے پیچھے تمہارے مال کی اور اپنے نفس کی ہر ممکن حفاظت کرے (نسائی)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لیتخذ احدکم قلبا شاکرًا ولساناً ذاکرًا وزوجة مومنةً تعینه' علیٰ آخرته یعنی تم میں سے ہر شخص کو چاہیے کہ وہ شکر کرنے والا دل' ذکر کرنے والی زبان بنائے اور ایسی بیوی حاصل کرے (یعنی ایسی خاتون کے ساتھ شادی کرے) جو مومنہ ہو اور آخرت پر اس کی مدد کرنے والی ہو (ترمذی' ابن ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو عورت پانچوں وقت کی نماز پڑھتی رہے اور ماہ رمضان کے پورے روزے رکھتی ہو اور اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھے اور اپنے شوہر کی اطاعت (نیک کاموں میں) کرتی رہے تو وہ جنت کے جس دروازہ سے چاہے داخل ہو جائے (اس کے لئے کوئی قید نہیں) (مشکوۃ شریف)

اس حدیث میں حضور نبی کریم ﷺ نے اسلام کے بنیادی ارکان نماز روزہ

وغیرہ کے ساتھ شوہر کی اطاعت کا ذکر فرما کر خدمتِ شوہر کی اہمیت کو ثابت کر دیا اور اطاعت شعار عورتوں کی فضیلت بھی بتا دی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا میں چار چیزیں ایسی ہیں جس کو یہ چیزیں مل گئیں تو سمجھ لو دین و دنیا کی بھلائی وراحت مل گئی (۱) شکر گزار دل (۲) ذاکر زبان (۳) صابر بدن (۴) نیک بیوی جو اپنے نفس اور شوہر کے مال میں کوئی گناہ نہیں کرتی (طبرانی شریف)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خوفِ خدا کے بعد انسان کے واسطے اُس نیک عورت سے زیادہ کوئی چیز افضل اور بہتر نہیں کہ جو اپنے شوہر کے حکم کی تعمیل کرے اور مرد اس کو دیکھ کر مسرور ہو۔ اگر مرد گھر میں موجود نہ رہے تو اس کے پیچھے مرد کی خیر خواہی کرے اس کی عزت آبرو اور مال کی حفاظت کرے (مشکوٰۃ شریف)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر عورت آخرت کی نجات اور بہشت چاہتی ہے تو حق تعالیٰ کی خوشنودی طلب کرے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل نہیں ہوتی جب تک اس کا شوہر اس سے (دین کے کام میں) خوش نہ ہو۔ (طبرانی)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک جوان لڑکی حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ مَیں جوان ہوں' لوگ مجھ سے شادی کے پیغامات بھیجتے ہیں لیکن مجھے شادی پسند نہیں ہے اب آپ ارشاد فرمایئے کہ مَیں شادی کروں یا نہیں؟ فرمایا۔ضرور کرو' شادی کرنے ہی میں تمہاری خیر ہے۔اس کے بعد اس لڑکی نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے یہ بتلا دیجئے کہ عورت پر شوہر کا کیا حق ہے؟ فرمایا' شوہر کے حقوق تو بہت سے ہیں اس کے حقوق کا اندازہ تم اس طرح سمجھ لو' اگر شوہر کا جسم سرتا بہ قدم پیپ سے سڑ رہا ہو اور بیوی اپنی زبان سے اُسے چاٹے' تب بھی اس کا حق ادا نہیں ہوسکتا (یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ہے) (احیاء العلوم)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا **المراۃ الصٰلحۃ خیر من الف رجل غیر عمل صالح** یعنی نیک عورت ہزار مرد غیر صالح سے بہتر ہے اور فرمایا پارسا عورت اپنے شوہر کے لئے دین کا ستون ہے (طبرانی)

بزرگانِ دین نے کہا ہے کہ اگر عورت دیندار ہو اور خوش اخلاق ہو اور شوہر کو ٹوٹ کر چاہتی ہو' خوبصورت ہو' اس کے گیسو سیاہ اور دراز ہوں' اس کی آنکھیں روشن کشادہ اور سیاہ ہوں اس کا رنگ سفید ہو تو وہ دنیا میں جنت کی حوروں کا نمونہ ہے اللہ تعالیٰ نے جنت کی حوروں کے یہی اوصاف قرآن پاک میں بیان فرمائے ہیں۔

﴿**خَيْرَاتٌ حِسَان**﴾ (سورۃ الرحمٰن) نیک سیرت' نیک صورت بیویاں

(خیرات سے مراد خوش اخلاق' احسان سے مراد خوبصورت عورتیں ہیں)

﴿**قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ**﴾ (سورۃ الرحمٰن) نیچی نگاہ رکھنے والی بیویاں

(وہ عورتیں ہیں جو صرف شوہر کو مرکزِ نگاہ بنائیں)

﴿**حُوْرٌ عِيْن**﴾ (سورۃ واقعہ) گوری کشادہ چشم بیویاں

(حُور اس عورت کو کہتے ہیں جس کی آنکھ میں سفیدی بھی زیادہ ہو اور سیاہی بھی زیادہ ہو' اور عیناً اس عورت کو کہتے ہیں جس کی آنکھیں بڑی بڑی ہوں)

﴿**عُرُبًا اَتْرَابًا**﴾ (سورۃ واقعہ) اپنے شوہروں سے محبت کرنے والی بیویاں

(اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جو اپنے شوہروں کی عاشق ہوں' اور اُن سے ہم بستری کی خواہشمند ہوں)

صحیح معنیٰ میں عورت میں وہ صفات و عادات ہونی چاہئیں جن کی نشاندہی سرور عالم ﷺ نے فرمائی ہیں۔ (احیاء العلوم' کیمیائے سعادت)

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **ایما امرأۃ ماتت وزوجها عنها راضٍ دخلت الجنۃ** یعنی جو عورت (بیوی) اس حالت میں مرے کہ اس کا شوہر اس سے (نیکی اور بھلائی سے) خوش ہو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص سفر میں گیا تو چلتے وقت اپنی اہلیہ سے یہ کہہ گیا کہ میری واپسی تک مکان کی بالائی منزل سے نیچے ہرگز نہ آنا' اس عورت کے والدین بیمار ہوگئے' اس عورت نے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس کسی شخص کو

بھیج کر دریافت کیا کہ میں باپ کی عیادت کے لئے نیچے اُتروں یا شوہر کے حکم کی تعمیل میں اُوپر ہی رہوں؟ حضور ﷺ نے اس عورت کو اپنے شوہر کی اطاعت کا حکم فرمایا' وہ بیماری جان لیوا ثابت ہوئی' مگر وہ عورت شوہر کی ہدایت پر عمل پیرا رہی' نیچے نہیں اُتری' لیکن اس عورت کو بتقاضائے فطرت و بشریت دل میں بہت ملال ہوا' ادھر حضور نبی کریم ﷺ نے کسی شخص کی معرفت اُسے یہ خوشخبری سُنائی کہ شوہر کی اطاعت سے یہ اجر ملا ہے کہ اس کے متوفی باپ کی مغفرت ہوگئی ہے۔ (طبرانی' احیاء العلوم)

ایک حدیث میں آیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت کم از کم سات شب وروز خلوصِ دل سے اپنے شوہر کی تابعداری نیک کاموں میں کرتی رہے اور اس کو خوش رکھے تو اُس کے ہفت اندام (شرمگاہ) پر دوزخ کی آگ حرام ہوجاتی ہے اور سات سو برس کی عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے (طبرانی)

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا' عورت پر شوہر کا حق ایسا ہے جیسے تم پر میرا حق' میرے حق کو ضائع کرنے والا گویا اللہ تعالیٰ کے حق کو ضائع کرنے والا ہے۔ وہ غضبِ الٰہی اور قہر الٰہی کا مستحق ہے اور وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا (غنیۃ الطالبین)

ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت اپنے شوہر کی مطیع وفرمانبردار ہو تو یاد رکھو! اس کے لئے استغفار اور دُعائے مغفرت کرتے ہیں: پرندے ہوا میں' مچھلیاں پانی میں' درندے جنگلوں میں اور فرشتے آسمان میں (بحوالہ کتاب بحر محیط)

حضرت طاق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر عورت کا شوہر اس کو اپنی حاجت روائی کے واسطے بُلائے تو اس وقت اگر وہ تنور پر بیٹھی ہو اور روٹی کے جلنے کا خوف ہو تب بھی اس کو فوراً حاضر ہونا چاہئیے۔ (مشکوٰۃ)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اپنے محتاج شوہر کو حقارت سے دیکھتی ہے اور بداخلاقی و بدکلامی سے پیش آتی ہے تو اس کو جنت تو کیا' جنت کی خوشبو تک نصیب نہیں

ہوگی اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی پھٹکار پڑتی رہے گی (طبرانی)

حضور ﷺ نے فرمایا جوعورت شوہر کے عیب کو بیان کرے وہ دوزخ کی آگ اپنے اوپر تیز کرے اور اپنا ٹھکانا دوزخ میں کرے (طبرانی، غنیۃ الطالبین)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سُنا ہے کہ تم میں ہر ایک شخص حاکم اور نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق سوال کیا جائے گا مرد اپنے گھر والوں پر حاکم ہے اس لئے اس سے اپنے گھر والوں سے متعلق سوال کیا جائے گا اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی حکمراں ہے اس لئے اس سے بھی معلوم کیا جائے گا اور اپنی ذمہ داری کی باز پُرس ہوگی (بخاری شریف)

عورت پر شوہر کا ایک حق یہ بھی ہے کہ شوہر کے گھر کی کوئی چیز اس کی اجازت بغیر نہ دے، اگر دے گی تو خود گنہگار ہوگی لیکن شوہر کو ثواب ملے گا اور شوہر کا مال فضول خرچ نہ کرے بلکہ کم سے کم خرچ کرے اور اس کے مال کی حفاظت کرے ورنہ قیامت کے روز اس بات کی پکڑ ہوگی۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **لایحل لها ان تطعم من بیتہٖ الا باذنہٖ الا الرطب من الطعام ولا تعطی من بیتہٖ شیئاً الا باذنہٖ فان فعلت ذٰلك كان لم الاجر وعلیها الوزر** یعنی عورت کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے شوہر کا مال اس کی اجازت کے بغیر کھلائے ہاں تر کھانا کھلانے کی اجازت ہے (یعنی جو چیز زائد بچ جائے یا سڑنے کا ڈر ہے وغیرہ اس کا بلا اجازت دینا مضائقہ نہیں ہے) اور نہ عورت کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ شوہر کے گھر سے کوئی چیز بلا اجازت کسی کو دے اگر دے گی تو شوہر کو اس کا اجر ملے گا وہ خود گنہگار ہوگی (ابوداؤد، بیہقی، احیاء العلوم)

شوہر جو مال ودولت اپنی زوجہ کے پاس گھر کے خرچ کے واسطے دے یا جمع رکھنے کے لئے دے تو اس مال میں سے بلا اجازت صرف کرنا ہرگز جائز نہیں حتیٰ کہ سائل کو دینا بھی جائز نہیں۔

عورت کو چاہئے کہ شوہر کے گھر کا کام خود اپنے ہاتھ سے کرے اور شوہر کو زحمت نہ دے بلکہ جہاں تک ہو سکے شوہر کی خدمت کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **اقرب ماتکون المرأۃ من وجه ربها اذا کانت فی خدمت زوجها** یعنی عورت اپنے رب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے شوہر کی خدمت میں رہے اور نیک کاموں میں اس کی اطاعت کرے (ابوداؤد)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت اپنے شوہر کے گھر میں جھاڑو دیتی ہے وہ گویا خانہ کعبہ میں جھاڑو دیتی ہے یعنی اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا ثواب خانہ کعبہ میں جھاڑو لگانے پر ملے گا (اکسیر ہدایت، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ)

عورت کو چاہئے کہ اپنے شوہر کے کپڑے وغیرہ دھویا کرے اور کبھی کبھی چکی بھی پیسا کرے کہ ازواج مطہرات اور دختران نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے۔

امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میری شادی حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تو اُن کے پاس نہ زمین و جائیداد تھی نہ مال و دولت اور نہ باندی، نہ غلام، صرف ایک گھوڑا تھا اور ایک اونٹ تھا جو پانی لانے کے کام میں استعمال ہوتا تھا۔ مَیں خود گھوڑے کو گھاس دانہ دیتی، پانی پلاتی اس کا جسم ملتی، اور اپنے شوہر کے ہر متعلقہ خدمت انجام دیتی، اونٹ کے لئے پانی کھجوروں کی گٹھلیاں کوٹتی اور اُسے کھلاتی، ڈول سیتی، پانی بھر کر لاتی، آٹا گوندتی روٹی پکاتی، میلوں کی مسافت طئے کرتی، گھٹلیاں سر پر لاد کر لاتی۔۔ میری یہ حالت دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا تم بہت مبارک بیٹی ہو اور تمہاری آخرت بہت کامیاب رہے گی اور رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے دعائیں دیں (ابن ماجہ، غنیۃ الطالبین، احیاء العلوم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت اللہ تعالیٰ پر اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتی ہے اس پر لازم ہے کہ شوہر کے سامنے اپنے حسن و جمال پر فخر نہ کرے اور شوہر کی بُرائی نہ کرے اور عیب نہ نکالے اور شوہر کی ناشکری نہ کرے اور ہر وقت خرید و فروخت کا سوال نہ کرے اور اپنے شوہر سے ایسی چیز

کا سوال نہ کرے جس میں وہ عاجز ہو بلکہ تھوڑا بہت جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اُسے دیا ہے اسی پر قناعت کرے اور یہ بھی نہ کہے کہ تو نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اور مجھے کیا دیا ہے کیونکہ یہ بے وفا اور بے مروت عورتوں کی عادت ہے۔ بلا ضرورت شدید پڑوسی کے گھر نہ جائے اور ہمسایوں سے باتیں کم کرے۔ یہ سب باتیں کسی مومن عورت کو زیب نہیں دیتیں' باحیاء کو اپنی عصمت وعفت کا خیال رکھنا چاہئیے' اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر قدم نہ رکھے اگر وہ جانے کی اجازت دے تو معمولی اور سادہ لباس میں پردے کے تمام تقاضوں کی تکمیل کے بعد جائے اور ہر کام میں شوہر کی خوشی کو اصل مقصد قرار دے اور نماز روزہ اور تسبیح وغیرہ کی پابندی کرے۔۔ غرض عورت پر واجب ہے کہ گھر سے متعلق ہر ممکن خدمت انجام دے' گھر کے نظم ونسق کا دارومدار عورت پر ہے اسے بھی ایسے کام سے گریز نہ کرنا چاہئیے جو اس کے بس میں ہو' ان تمام باتوں کا بہترین نمونہ امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ ہے۔

آداب معاشرت

اسلام مَردوں کو اُن کی ذمہ داریاں اور حُسن اخلاق سکھاتا ہے اور عورتوں کو اُن کی مسئولیات اور تہذیب سے نوازتا ہے۔ مردوں کو معاشرتی تعلیم دیتے ہوئے رب تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾ (النساء/۱۹) اور زندگی بسر کرو اپنی بیویوں کے ساتھ عمدگی سے، پھر اگر نہ پسند کرو انہیں تو صبر کرو، شاید تم ناپسند کرو کسی چیز کو اور رکھ دی ہو اللہ تعالیٰ نے اس میں (تمہارے لئے) خیر کثیر۔

☆ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ بیوی کا اس کے شوہر پر کیا حق ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کا حق یہ ہے کہ جب تو کھائے تو اُسے کھلائے، اور جب تو پہنے تو اُسے پہنائے اور اس کے چہرے پر نہ مارے اور اُس کو بددُعا نہ دے۔ اگر اس سے ترکِ تعلق کرے تو صرف گھر میں کرے (ابوداؤد)

حُسن معاشرت: سفر زندگی میں ہموار و ناہموار ہر قسم کے مراحل آتے ہیں۔ اُس وقت زوجین کی ذمہ داری ہے کہ ایک دوسرے کا لحاظ قائم رکھیں۔ مرد کو چاہئیے کہ بات بات پر ڈانٹنے جھڑکنے اور زدوکوب ہی کا سلسلہ شروع نہ کردے بلکہ گزر بسر کی سنجیدہ راہ پر چلے۔ اگر بیوی کی کسی بات کو ناپسند کرے تو اس پر صبر اور تحمل کا ثبوت بھی دے۔ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات سے بھی کبھی ناخوشگوار بات ہو جاتی تھی اور رسول اللہ ﷺ صبر وحلم سے درگزر فرما دیا کرتے تھے۔ امام غزالی نے حدیث نقل کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنی بیوی کی بدخلقی پر صبر کرے اُسے صبر ایوب علیہ السلام کا ثواب ملے گا۔ اور جو عورت شوہر کی بدمزاجی پر صبر کرے گی اُسے آسیہ زوجہ فرعون کا ثواب ملے گا۔ رسول اللہ ﷺ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتے ہیں تمہاری رضامندی اور خفگی کو میں

جان لیتا ہوں' پوچھا کیسے؟ فرمایا جب تم راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو قسم ہے محمد ﷺ کے خدا کی۔۔ اور جب ناخوش رہتی ہو تو کہتی ہو قسم ہے ابراہیم علیہ السلام کے خدا کی۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا! آپ بجا فرماتے ہیں۔۔ واللہ میں حالتِ غضب میں فقط آپ کا نام ترک کرتی ہوں۔۔ گویا بیوی کی خفگی اور ناراضگی پر صبر کی تعلیم خود معلمِ انسانیت ﷺ نے دی ہے۔

خوش کلامی اور مزاح : رسول اکرم ﷺ اپنی بے مثال عظمت وجلالت کے ساتھ ان کی عقل اور مزاج کے مطابق اچھے برتاؤ فرمایا کرتے تھے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ آپ کا دوڑ لگانا اس کا ثبوت ہے۔ اسی طرح دروازہ کے کواڑ کے پاس خود کھڑے ہو کر اپنی آڑ سے ام المؤمنین کو حبشہ کے کرتب دکھانے والوں کے کرتب دکھانا بھی احادیث میں آیا ہے۔ حضرت لقمان کا قول ہے عاقل کو چاہئے کہ اپنے گھر میں بچے کی طرح اور قوم میں شانِ مردانہ کے ساتھ رہے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مرد کو اپنے گھر میں بچے کی طرح رہنا چاہئے اور جب اس سے مطالبہ ہو تو مرد ہو جائے۔ اپنی رفیقۂ زندگی کے ساتھ بیجا سخت گیری' تندخوئی اور متکبرانہ رویہ' پُرسکون خانگی ماحول کو غارت کر دیتا ہے۔ گھر والوں کے ساتھ ہنسی خوشی کے ساتھ رہنا بھی اسلامی معاشرت کا مطالبہ ہے۔

تدبیر وحکمت : اہلِ خانہ کے ساتھ خوش خلقی اور اخلاق مندی اس حد تک ہونی چاہئے کہ وقار وہیبت قائم رہے۔ نہ یہ کہ زن مُرید بن کر بیوی کے اشاروں ہی پر ناچتا رہے۔ معاشرتی زندگی میں بیوی کے ساتھ پیار محبت' لطف ومروت اس اعتدال کے ساتھ ہو کہ شریعت ومروت کے خلاف امور پر خفگی اور غضب کا اظہار بھی ہوتا رہے۔

امام حسن بصری فرماتے ہیں جو شخص اپنی زوجہ کا اتنا تابعدار ہو جائے کہ وہ جو چاہئے وہی کرے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو دوزخ میں اوندھا گرا دے گا۔ جو شخص جُورو کا غلام ہو گیا

وہ ہلاکت میں چلا گیا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تو بیوی اس کی ملک اور نگرانی میں دی تھی اور اس نے اپنی بدعقلی سے خود کو بیوی کی غلامی میں دے دیا۔ اسلام نے شوہر کو سردار اور آقا قرار دیا ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ کے فرمودات میں ہے کہ عورت کے ساتھ محض عزت اور نرمی کا برتاؤ کرنے والا بالآخر اس کے ہاتھوں ذلیل ہو جاتا ہے۔ حضرت لقمان کے نصائح میں یہ بات بھی تھی: بیٹے! بُری عورت سے بچنا کہ وہ تجھے وقت سے پہلے بوڑھا کر دے گی اور شریر عورتوں سے کنارہ کش رہنا کہ وہ کبھی تجھ سے کسی نیک کام کی فرمائش نہیں کریں گی۔ اور نیک بخت عورت کے حق میں خدا سے ڈرتے رہنا۔ رسول اکرم ﷺ نے بُری عورت کو ایک بلاء فرمایا ہے۔ حضور ﷺ نے بُری عورت کی خاصیت بیان کی کہ جب مرد اس کے پاس جائے تو بدزبانی کرے' گالی دے' اور جب موجود نہ ہو تو خیانت کرے۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: عورت میں دو چیزیں ہوتی ہیں۔ ایک بُرائی' دوسرے کمزوری۔ اُس کی بُرائی کا علاج تدبیر و حکمت اور کمزوری کا علاج دل بستگی اور رحم ہے۔ ہر آدمی کو عورت کی خصلتوں کے لحاظ سے اس کے ساتھ رویہ رکھنا چاہئے۔

غیرت میں اعتدال: بیوی کے تعلقات کے مابین ایک طرف جن امور میں خرابی کا اندیشہ نظر آئے اس سے مرد کو غافل نہیں ہونا چاہئے۔ دوسری طرف بدگمانی اور عورت کے پوشیدہ معاملات کی زیادہ کرید نہیں کرنی چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے عورت کے خفیہ امور کے درپے ہونے نیز سفر وغیرہ سے آکر ان کے پاس اچانک چلے جانے سے منع فرمایا ہے۔

سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بیوی سے زیادہ شرم و حیاء نہ کرو' ایسا نہ ہو کہ تمہاری اسی غیرت سے وہ بدظن ہو جائے۔ اگرچہ غیرت اپنے موقع و محل پر اچھی چیز ہے۔ واقعہ معراج بیان فرماتے ہوئے حضور ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ محل حضرت عمر کا ہے۔ حضور ﷺ نے بیان کرنے کے بعد فرمایا' میں نے اس میں داخل ہونا چاہا مگر اے عمر! مجھے تمہاری غیرت یاد آ گئی۔ امام حسن بصری نصیحت فرماتے' کیا تم اپنی عورتوں کو چھوڑ

دیتے ہو کہ بازاروں میں کفار کے جسم سے مس کرتی ہوئی چلیں۔ بے غیرت انسانوں کا خدا بُرا کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں غیرت مند ہوں اور جو بے غیرت ہو اس کا دل اندھا ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی شہزادی سیدہ فاطمہ زہرا سے پوچھا: عورت کے لئے کون سی چیز بہتر ہے؟ انہوں نے عرض کیا: بہتر یہ ہے کہ نہ وہ کسی مرد کو دیکھے' نہ کوئی مرد اُسے دیکھے۔ حضور اقدس ﷺ نے انہیں محبت میں گلے سے لگا لیا اور فرمایا' کیوں نہ ہو۔۔کس باپ کی بیٹی ہے !!!

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا' بیویوں کو گھر میں رہنے کی عادت دلاؤ۔عورتیں اگر اپنی لازمی ضرورتوں سے گھر کے باہر جائیں بھی تو شوہروں کی اجازت سے جائیں۔چادر برقعہ اور نقاب وغیرہ کا اہتمام کر کے جائیں۔راستوں میں نگاہیں نیچی رکھیں۔ سرِ راہ کسی سے باتیں نہ کرنے لگیں' جلد لوٹنے کی فکر کریں۔

نفقہ میں اعتدال: نفقہ میں نہ اتنی سخاوت کہ اسراف میں داخل ہو جائے اور نہ اتنی تنگی کہ بخل شمار ہو' ارشاد ربّانی ہے ﴿**كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا**﴾ (اعراف/۳) کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی نہ کرو

﴿**وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ**﴾ (اسراء/۲۹) اور نہ بنالو اپنے ہاتھ کو بندھا ہوا اپنی گردن کے اِردگرد اور نہ ہی اس کو بالکل کشادہ کردو۔

اہل وعیال پر خرچ ہونے والا مال اور دولت بھی موجب اجر وثواب ہے۔ فرمانِ رسول اکرم ﷺ ہے ایک وہ دینار جسے تو نے جہاد میں خرچ کیا' ایک وہ جسے غلام آزاد کرنے میں خرچ کیا' ایک وہ جسے کسی مسکین پر صدقہ کیا' اور ایک وہ جسے تو نے اپنے اہل وعیال (بیوی بچوں) پر خرچ کیا۔۔ان میں سب سے زیادہ ثواب اس دینار کا ہوگا جو اہل وعیال پر خرچ ہوا (مسلم)

شوہر کو اپنے اہل وعیال کی پرورش حلال مال سے کرنی چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ اپنی اور بیوی

بچوں کی ناروا خواہشات کی تکمیل میں حلال وحرام کا فرق فراموش کر کے معصیت میں جا پہنچے۔

☆ نان نفقہ سے مراد کھانا' کپڑا' رہنے کا مکان' کھانے پکانے کے تمام برتن اور گھریلو سامان اور ضروریات زندگی وغیرہ ہے......نفقہ شوہر پر واجب ہے۔ (عالمگیری' درمختار)

☆ اگر دونوں میاں بیوی مالدار ہوں تو مالداروں جیسا نفقہ ہونا چاہئے' اگر دونوں محتاج ہوں تو محتاجوں جیسا' اگر ایک مالدار اور دوسرا محتاج ہو تو درمیانی نفقہ ہونا چاہئے۔

☆ پہلے بچے کی ولادت پر زچگی کا سارا خرچہ شوہر پر واجب ہے۔ (ردالمختار)

☆ عورت جب بیمار ہو تو شوہر پر خدمت کرنا اور سارا خرچہ برداشت کرنا واجب ہے۔ (ردالمختار)

بیوی کے حقوق RIGHTS OF WIFE

شوہر کی ذمہ داریاں Obligations / Responsibilities of a Husband

مسئلہ: شوہر بیوی کے پاس نہیں رہتا بلکہ نماز روزہ میں مشغول رہتا ہے تو عورت شوہر سے مطالبہ کرسکتی ہے اور حکم دیا جائے گا کہ عورت کے پاس بھی رہا کرے۔ حدیث میں فرمایا ﴿ **وَ اِنَّ لِزَوْجَكَ عَلَيْكَ حَقّاً** ﴾ تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے۔ روزمرّہ شب بیداری اور روزے رکھنے میں اس کا حق تلف ہوتا ہے۔ اُسے چاہئے کہ عورت کا بھی لحاظ رکھے اس کے لئے بھی کچھ وقت دے۔ (جوہرہ نیرہ وغیرہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ خواتین آئیں اور عرض کرنے لگیں' یارسول اللہ ﷺ! ساری فضیلت تو مرد ہی لوٹ لے گئے' وہ جہاد کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں بڑے بڑے کام کرتے ہیں' ہم کیا عمل کریں کہ ہمیں بھی مجاہدین کے برابر اجر وثواب مل سکے؟ جواب میں فرمایا **من قعدت منكن فی بيتها فانها تدرك عمل المجاهدين** یعنی تم عورتوں میں سے جو گھر میں بیٹھے رہے گی وہ مجاہدین کے عمل کو پالے گی (بخاری ونسائی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
شوہر و بیوی کو آپس میں ایک دوسرے سے نفرت و کراہت نہ رکھنا چاہئے' کیوں اگر اس کی ایک عادت ناپسند ہو تو ہو سکتا ہے کہ وہ دوسری عادت و خصلت سے اس کو خوش بھی کر دے (مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جو شخص اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے ہمسایہ کو کبھی تکلیف نہ پہنچائے' اور عورتوں کے حق میں بھلائی و نیکی و نرمی کرے' کیونکہ عورت بائیں پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی میں سب سے زیادہ ٹیڑھا حصہ اوپر کی جانب کا ہوتا ہے اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو ٹوٹ جائے گی لیکن سیدھی نہ ہو گی۔ پس عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی نصیحت میں تم کو نصیحت کرتا ہوں (بخاری' مشکواۃ)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ دنیا کی چیزوں میں مجھ کو سب سے زیادہ محبوب' عورت اور خوشبو ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے (نسائی شریف)

ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
میری امت کے مردوں میں سب سے افضل مرد وہ ہے جو اپنی عورت کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور اُسے دینی نصیحتیں کرتا ہے' اور اللہ تعالیٰ کا خوف دلاتا ہے اور عورت کے دکھ و اذیت پہنچانے پر صبر کرتا ہے۔ جو شخص عورت کے دکھ پہنچانے پر صبر کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کو غازی کا مرتبہ ملے گا۔ (غنیۃ الطالبین)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (میرے امتیوں میں سے) جس شخص نے اپنی بیوی کی بدمزاجی پر صبر کیا تو اللہ تعالیٰ اُسے اتنا اجر دے گا جتنا حضرت ایوب علیہ السلام کو ان کے صبر کرنے پر دیا ہے اور جس عورت نے اپنے شوہر کی بداخلاقی و غصہ پر صبر کیا اُسے اتنا ثواب ملے گا جتنا ثواب فرعون کی بیوی حضرت آسیہ کو عطا ہوا ہے (احیاء العلوم)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب رات ہوتی ہے تو شیطان ملعون اپنی ذرّیات کو بلا کر پوچھتا ہے کہ کہو تم نے آج کیا کام کیا۔ اس کے جواب میں کوئی کہتا ہے کہ میں نے اتنے آدمیوں کی نماز فوت کرائی' کوئی کہتا ہے کہ میں نے اتنے آدمیوں کے روزے تو ڑوائے' کوئی کہتا ہے میں نے اتنے آدمیوں کو حرام کھلایا' اور اتنے آدمیوں کو ناجائز دھندے میں لگوایا اور کوئی کہتا ہے کہ میں نے آج میاں بیوی میں تفرقہ ڈلوایا۔۔ شیطان جب میاں بیوی کا تفرقہ کی بات سنتا ہے تو شیطان مردود نہایت خوش ہوتا ہے اور ناچنے لگتا ہے اور کہتا ہے تمہارا کام بہت کامیاب رہا (متفق علیہ)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شوہر اپنی عورت کے بدن میں عطر ملتا ہے تو جب تک اس کے بدن میں خوشبو رہتی ہے سو فرشتے' شوہر کے حق میں عبادت لکھتے رہتے ہیں اور اگر عورت اپنی کمائی سے اپنے آپ عطر لگائے تو صرف اسی کو ثواب ملتا ہے (مسند احمد)

مسئلہ: حضرت قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ سال بھر میں عورت کے لئے کتنے دفعہ کپڑا بنا کر دینا لازم ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ غریب کے لئے تین دفعہ اور امیر پر چار مرتبہ' اور صحیح یہ ہے کہ جب بوسیدہ ہو جائے تب بنائے۔ کپڑے درمیانی درجہ کا دینا چاہئے' نہ بہت ہی زیادہ عمدہ اور نہ بہت باریک اور نہ بہت موٹا (فتاویٰ عالمگیری)

رسول اللہ ﷺ اپنی ازواج مطہرات سے ہنسی مذاق بھی فرمایا کرتے تھے اور اپنے اعمال و افعال اور اخلاق میں ان کے معیارِ عقل کی رعایت رکھتے تھے۔ روایات میں ہے کہ آپ نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ دوڑ بھی لگائی ہے۔ ایک مرتبہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب نحیف تھیں دوڑ میں آگے نکل گئیں' پھر کسی روز دوڑ ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ آگے نکل گئے اور ارشاد فرمایا **هٰذه بتلك** یعنی یہ اس روز کا بدلہ ہے (ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ)

حضور نبی کریم ﷺ کو تمام ازواج مطہرات میں سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ محبت تھی اور یہ بات آپ کی تمام ازواج مطہرات جانتی تھیں۔ حضور ﷺ

نے بار ہا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ پیار کے الفاظ سُنایا کرتے تھے' یا حمیرا ' یا روحی' یا دیحانی' یا محبوبی' یا مونسیٰ ۔۔ یعنی اے حسینہ' اے میری جان' اے میری دل پسند خوشبو' اے میری محبوبہ' اے میری غمخوار اور اسی طرح کے الفاظ فرمایا کرتے تھے ۔۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی عورت کو ایسے کلمات کہتا ہے جس سے وہ خوش رہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے غم سے اس کو نجات دیتا ہے اور ہر کلمہ پر سات سو برس کی عبادت کا ثواب اس کے اعمال نامہ میں لکھتا ہے (احیاء العلوم)

واضح ہو کہ مزاح وحسنِ اخلاق اور عورتوں کی خواہشات کی اتباع میں اس حد تک آگے نہ بڑھ جائے کہ اہلیہ کے اخلاق متاثر ہوں اور اس کی عظمت دل سے نکل جائے ۔ یہ حسن معاشرت کے لئے بہت زیادہ مضر ہے' بلکہ ان اُمور میں بھی اعتدال ضروری ہے اس طرح کہ جب بھی کوئی غیر شرعی حرکت دیکھے تو ناراض ہو جائے ورنہ منکرات پر اعانت کا دروازہ کھل جائے گا۔ شوہر کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ مرد کو چاہئے کہ عورت کے مقابل ماں باپ کی زیادہ عزت کرے اور ان کی عظمت ووقعت دل میں رکھے ۔۔ بالکل اہلیہ کا غلام نہ بن جائے ۔ جس کا شکار آج کل کے اکثر مسلمان ہیں ۔ آخرت کی کامیابی وعذاب الٰہی سے نجات کے لئے اس غلط حرکت سے اجتناب کرنا واجب ہے ۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرد کا حق یہ تھا کہ اس کی اتباع کی جائے نہ یہ کہ وہ عورت کا تابع بنے' جو عورت کا تابع بنے وہ مرد نہیں بلکہ مریض ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر حاکم مقرر کیا ہے نہ کہ غلام ۔ (احیاء العلوم)

فرائض شوہر میں یہ بات بھی داخل ہے کہ شوہر کو چاہئے کہ اپنی عورت کو گالی نہ دے اور نہ خرافات ولغویات باتیں بکے ۔ یہ ایک ذلیل اور جاہل انسان کا کام ہے نہ کہ معزز ومہذب انسان کا ۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی عورت کو گالی دیتا ہے آسمان کے تمام فرشتے اس کو لعنت کرتے ہیں (متفق علیہ وغنیۃ الطالبین)

شوہر کے فرائض میں سے یہ بات بھی شامل ہے کہ شوہر کو چاہئے کہ جو کچھ عورت پر خرچ کرے اس کو بخش دے اور زبان نہ ہلائے تا کہ وہ شرمندہ نہ ہو۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کہتے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنت میں احسان جتلانے والا، بخیل اور دھوکہ باز داخل نہ ہوگا (مشکوٰۃ)

واضح ہو کہ اخراجات کے سلسلہ میں شریعت کا یہ حکم ہے کہ نہ تنگی کی جائے اور نہ فضول خرچی سے کام لیا جائے، بلکہ میانہ روی اختیار کی جائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا﴾ (اعراف/۳۰) اے ایمان والو! کھاؤ، پیو، مگر حد سے مت نکلو کیونکہ اللہ تعالیٰ حد سے آگے بڑھنے والوں کو یعنی فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا ﴿اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ﴾ (بنی اسرائیل) بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

اخراجات کے سلسلے میں یہ بات پیش نظر رہنی چاہئے کہ بیویوں پر خرچ کرنے والا مال بھی راہِ خدا میں خرچ کئے جانے والے مال کی طرح اجر وثواب کا باعث ہوتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے ہل وعیال پر خرچ کرے گا پس وہ صدقہ ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں سے اس کا ثواب ضرور ملے گا اور یقیناً ایسا شخص ایک غازی کا ثواب پائے گا (بیہقی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ایک دینار جو تم راہِ خدا میں خرچ کرتے ہو، اور وہ ایک دینار جسے تم کوئی غلام آزاد کرنے میں خرچ کرتے ہو، اور وہ ایک دینار جسے تم کسی مسکین پر صدقہ کرتے ہو اور وہ ایک دینار جسے تم اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے ہو اُن میں زیادہ اجر اس دینار کا ہوگا جسے تم اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے ہو (مسلم واحیاء العلوم)

مرد کو چاہئے کہ نفقہ کی فراخی رکھے، عورت کو بھوکا نہ مارے اور نہ تنگ رکھے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی عورت کو نفقہ میں فراخی کرتا ہے اللہ تعالیٰ

اس کو قیامت کے روز غنی کر دے گا اور بہشت میں سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی رفاقت عنایت فرمائے (متفق علیہ)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیوی بچوں کا فکر کرنا اور اُن کے راحت وآرام کے لئے جدوجہد کرنا راہِ خدا میں جہاد کرنے کے برابر ہے۔ حلال رزق کے لئے جدوجہد کرنا اور دین کی طرف رہنمائی کی کوشش کرنا ہر شوہر پر فرض ہے۔ (احیاء العلوم)

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا **مهما انفقت فهو لك صدقه حتىٰ اللقمة التى ترعها الى فى اصواتك** یعنی جو کچھ تم اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے ہو وہ تمہارے حق میں صدقہ ہے یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی صدقہ ہے جو تم اپنی بیوی کے منہ میں دیتے ہو (بخاری، مسلم)

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہلِ کوفہ کو فرمان لکھا کہ اپنی بیویوں کو سورۂ نور سکھاؤ (تفسیر قرطبی)

نیک بیوی دُنیا کی عظیم ترین نعمت ہے۔ مسلمانوں کو بیویوں کے حقوق کی رعایت کا پابند کیا گیا ہے اور اُن کی ضروریات ومطالبات (جو شرعی حدود کے اندر ہوں) کا ذمہ دار بنایا گیا ہے۔ اخلاق ومروت، صبر وتحمل، داد ودہش، ہمدردی وغمگساری اور حتی الامکان اچھی خوراک، اچھے لباس اور سامانِ آرائش وزینت کے سب سے زیادہ حقدار بیوی بچے ہی ہیں۔ مرد پر ماں باپ کے بعد سب سے بڑا حق بیوی بچوں کا قرار دیا گیا ہے۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے احیاء العلوم الدین میں آدابِ معاشرت اور ان امور کا جو زوجین کے تعلقات کی بہتری کے لئے ضروری ہیں تفصیلاً ذکر کیا ہے۔ اس باب میں شوہر کے لئے کچھ امور میں اعتدال اور ادب کا لحاظ رکھنا لازمی قرار دیا ہے اور ہر ایک کو قرآن وحدیث کے دلائل سے مزین کیا گیا ہے۔

شوہر کے فرائض میں سے یہ بات بھی ہر شوہر پر فرض ہے کہ اپنی بیوی اور اولاد کو فرائض شرعیہ اور حلال وحرام کے احکام کی تعلیم دے اور اس پر عمل کرانے کے لئے کوشش کرے،

قرآن کریم میں مردوں کو یہ حکم دیا گیا ہے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ (تحریم/٦) اے ایمان والو! تم بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے (ضیاء القرآن)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنے اہل وعیال واطفال کی اصلاحِ اعمال واخلاق حسنہ کی ترغیب دینے اور اعمال سیئہ سے بچانے میں کوئی کوتاہی اور کسی قسم کی غفلتی نہ کرو بلکہ تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو (دوزخ کی) آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں (اپنے کو بچانا یعنی خود اطاعتِ احکام کرنا اور گھر والوں کو بچانا یعنی ان کو احکام الٰہیہ کا سکھانا اور اُن پر عمل کرانے کے لئے زبان سے ہاتھ سے بقدر امکان کوشش کرنا ہے)۔

اس آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے اہل وعیال جن میں بیوی، اولاد، نوکر، ملازمین وخدمت گذار سب داخل ہیں سب کو حدِّ استطاعت تک ایسی تعلیم وتربیت دے اور اہل سنت کے عقائد سکھائے جس سے وہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ انسان بنیں، اور اگر وہ راہِ ضلالت ومعصیت کے شکار ہورہے ہوں اور خلاف شرع کام کررہے ہوں تو جہاں تک بھی اس کے بس میں ہوان کو اس سے روکنے کی کوشش کرئے، چاہے اخلاق سے ہو یا زبان سے ہو یا ہاتھ سے ہو۔ اس کو صرف یہی فکر نہیں ہونی چاہئے کہ اس کے بال بچے دنیا میں خوشحال ہوں اور آرام وراحت میں رہے، بلکہ اس سے بھی بڑھکر اسے یہ فکر ہونی چاۓ یئے کہ وہ اس عارضی اور وقتی مدت سے گزر کر دائمی زندگی کا ایندھن نہ بنیں۔

جب مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ اپنے آپ کو جہنم سے بچانے کی فکر تو سمجھ میں آگئی (کہ ہم گناہوں سے بچیں اور احکام الٰہیہ کی پابندی کریں) مگر اہل وعیال کو ہم کس طرح جہنم سے بچائیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو جن کاموں سے منع فرمایا ہے ان کاموں سے ان سب کو منع کرو، اور جن کاموں کے کرنے کا تم کو حکم دیا ہے تم

ان کے کرنے کا اہل وعیال کو بھی حکم دو، اورعمل کرانے کے لئے بقدر امکان کوشش کرو (خواہ زبان سے ہو یا ہاتھ سے، مناسب انداز سے بُرائی سے بچاؤ اور بھلائی پرعمل کرانے کے لئے سعی کرو) تو یہ عمل ان کو جہنم کی آگ سے بچا سکے گا (تفسیر روح المعانی)

مسئلہ: فرائض کا علم حاصل کرنے کے بعد (یعنی ضروری علم) اب مزید معلومات کے لئے علماء کی مجلسوں میں جانے کے لئے شوہر کی اجازت حاصل کرنا ضروری ہے (احیاءالعلوم)

مسئلہ: اگر عورت نے حیض وغیرہ سے متعلق احکامات کا علم حاصل نہ کیا، اور اس کے شوہر نے اس سلسلے میں اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی تو گناہ میں دونوں شریک ہوں گے۔ (احیاءالعلوم)

شوہر کے فرائض میں یہ بھی داخل ہے کہ اپنی عورت کو رنجیدہ نہ رکھے نماز، روزہ، پردہ اور طہارت وغیرہ کے سوا کسی کام میں تنبیہ نہ کرے۔ اگر کوئی عورت نماز نہ پڑھتی ہو، یا خلافِ شرع کام کر رہی ہو، تو مرد کو چاہئے کہ وہ زبردستی نماز ادا کرائے اور اُسے خلاف شرع کام کرنے سے روکے لیکن اس سلسلے میں بتدریج سختی ہونی چاہئے جس کی تعلیم قرآن خود دے رہا ہے۔

﴿وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا ۚ﴾ (النسآء/۳۴)

اگر عورتوں کی طرف سے کوئی بھی نافرمانی سرزد ہو یا کسی قسم کی معصیت کا اندیشہ ہو تو (پہلی تدبیر اصلاح کی یہ ہے کہ) نرمی کے ساتھ زبانی نصیحت سے ان کو سمجھاؤ اور اُسے اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اپنی ناراضگی اور سزا سے ڈراؤ، اگر اس میں کامیابی نہ ہو اور تدبیر کارآمد ثابت نہ ہوئی ہو تو اُن کی اصلاح کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ ان کا بستر اپنے سے الگ کردو (مگر ایک ہی گھر میں رہو اور تین راتوں تک یہی معاملہ کرو) تاکہ وہ اس علحدگی سے شوہر کی ناراضگی کا احساس کر کے اپنے قصور پر متنبہ ہو جائیں اور اپنے فعل پر نادم ہو جائیں۔ اگر یہ شریفانہ امر وَبرتاؤ اور تنبیہ سے بھی کامیابی حاصل نہ ہو اور کوئی نفع بخش نتیجہ نہ نکلے تو ایسی حالت میں قرآن کی ہدایت یہ ہے کہ تم ان کو اعتدال کے ساتھ مناسب انداز سے مارو اور ایسی مار مارو کہ نہ زیادہ تکلیف پہنچے اور نہ بدن پر اثر پڑے اور نہ کوئی ہڈی وغیرہ ٹوٹے۔

غرض اتنی بے رحمی سے نہ مارا جائے جس سے بدن پر زخم یا نشان پڑ جائے' اور منہ پر مطلقاً نہ مارا جائے' مار ایسی سخت نہ ہو جس سے جسم پر چوٹ آ جائے **والضرب فی ھذہ الایۃ الادب غیر المبرح** (قرطبی) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے تو یہ تصریح مروی ہے کہ اگر مارنے کی نوبت آئے تو مسواک یا اس قسم کی کسی ہلکی پُھلکی چیز سے مارے۔ آج کل جُہلاء اپنی بیویوں کو بھینسوں کی طرح پیٹتے ہیں' اس کی اجازت قطعاً اسلام نے نہیں دی۔ مگر یہ خیال رہے کہ یہ حکم جب ہے کہ امرِ دین کی نصیحت کو نہ مانے اور دنیا کے کاموں کی وجہ سے تنبیہ اور تشدد کسی طرح جائز نہیں' ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے دوسری بیوی کی ہے اور وہ تنور میں روٹی تک نہیں لگاتی' حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ روٹی نہیں پکاتی تو تم پکا کے اُس کو کھلاؤ' اسی طرح ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میں اپنی بیوی کو ہر چند نصیحت کرتا ہوں مگر وہ نماز نہیں پڑھتی اور مجھے ہی بُرا بھلا کہتی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خفا ہو' اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کئی دفعہ خفا ہوا ہوں' فرمایا مار کے بتلاؤ' اس پر اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میں نے بہت مارا بھی مگر وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے باز نہیں آتی۔۔اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا تو پھر طلاق دے دو۔ عرض کیا کہ بہتر ہے اور اسی وقت طلاق دے دی۔ حضور ﷺ نے دُعا دی کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو دیندار اور مالدار عورت نصیب کرے' راوی لکھتا ہے کہ ایک مہینہ بھی نہ گزرا کہ ایک نیک بخت اور مالدار عورت سے اس کا نکاح ہو گیا اور اس کی زندگی خوشگوار ہو گئی۔

مسئلہ: شوہر کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ اگر بیوی کی طرف سے کسی دینی معاملے میں کوتاہی دیکھے تو اپنی خفگی کے اظہار کے لئے دس بیس دن یا مہینہ بھر تک پاس نہ سوئے' رسول اللہ ﷺ نے بھی ایک ماہ کے لئے ازواج مطہرات سے دوری اختیار کر لی تھی (احیاء العلوم)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿**فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا**﴾ (النسآء) اگر عورت تمہاری مطیع ہو جائے اور خلافِ شرع کام کرنے

سے باز آ جائے تو تم بھی خواہ مخواہ اُن پر دست درازی کے لئے بہانے تلاش نہ کرو بلکہ چشم پوشی اور درگزر سے کام لواور اور معمولی معمولی باتوں پر الزام کی راہ تلاش نہ کرو اور یاد رکھو یقیناً اللہ تعالیٰ موجود ہے جو بڑی قدرت وعظمت والا ہے۔ لہذا نہایت ہی غور وخوص اور تحمل وبرداشت سے ازواجی زندگی گزارو اور صبر وشکر سے کام لو۔ اور یہ بات بخوبی سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر تمہیں کچھ فضیلت وحاکمیت ضرور دی ہے اور خاندان میں تمہیں حاکم ومحافظ بھی بنایا ہے یہ بات ذہن نشیں رہے کہ اس قادر مطلق کی وسیع قدرت وعظمت تم پر بھی مسلط ہے اگر تم ظلم وجبر سے کام لوگے اور اس حاکمیت سے ناجائز فائدہ اُٹھاؤ گے تو پھر تم کو بھی ایک علیم وخبیر سے سابقہ پڑتا ہے اور وہاں تمہیں اپنی بے انصافی ' دست درازی اور اپنی بداعمالیوں کی سزا ضرور بھگتنی پڑے گی۔ اس موجودہ دنیا میں ہر انسان کو چاہئے کہ وہ اپنی حرکات وسکنات اور قیام وقعود کا نگران رہے اسی میں انسان کی سعادت اور فلاح ہے۔ ارشاد ربانی پر عمل کرنے سے گھر کا جھگڑا گھر ہی میں ختم ہو جائے گا اور عزت وشرافت سب اپنی جگہ باقی رہے گی۔

آج کل کچھ خواتین کو یہ شکایت ہے کہ مردوں نے ان کے حقوق غصب کر لئے ہیں اور آج صرف انھیں بچے پیدا کرنے کی مشین اور راتوں کو کھیلنے کا کھلونا بنا دیا ہے۔ ان کی زبان بند کردی ہے ان کے جبر سے دبا رکھا ہے ان سے نوکرانیوں کی طرح کام لیتے ہیں۔۔۔وغیرہ۔

یہ سب شیطانی باتیں ہیں' کوئی شوہر اپنی بیوی سے اس طرح بے رحمانہ طریقے سے پیش نہیں آ سکتا' اور اس سے غیر ضروری اور زیادہ کام بھی نہیں لیتا' اگر ایسی بات ہوتی تو آج دُنیا میں (۸۰) فیصد مرد' عورت کے غلام نہ ہوتے اور شادی ہوتے ہی سب کو چھوڑ کر دولہا میاں عورت کے پیچھے نہ ہو جاتے اور ماؤں کو یہ شکایت نہ ہوتی کہ ان کا بیٹا بیوی کا ہو گیا۔ اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ بعض مرد بہت ہی سخت مزاج سنگ دل' تنگ نظر اور بدزبان ہوتے ہیں' مگر ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہوتی ہے اُن کی بیویاں بھی بے حد ان پڑھ' جاہل اور زبان دراز ہوتی ہیں۔ ایسے میاں اور ایسی بیوی میں نہ حقوق کا معاملہ ہوتا ہے اور نہ کوئی مسئلہ پیدا ہوتا ہے بعض مرد' ماں بہن اور بھائی کے سکھانے پر عورت کے ساتھ زیادتی کرتے ہیں۔

عورت ایسے مرد کو اپنی حکمت، اپنی عقل، اپنی محنت اور خدمت سے نرم اور مطیع کر سکتی ہے اس کا خیال بدل سکتی ہے۔ موقع سے فائدہ اُٹھا کر ان لوگوں کی چوری پکڑ واسکتی ہے جو شوہر کو جھوٹی باتیں لگا کر بہکاتے ہیں۔ عورت کو یاد رکھنا چاہئے کہ جھوٹے ایک نہ ایک دن پکڑے جاتے ہیں۔ چور ایک دن ذلیل ہو کر رہتے ہیں۔ گھر کو توڑنے والے اپنے گھر کو ٹوٹنے سے ہرگز بچا نہیں سکتے، صبر و برداشت کا مظاہرہ کرنے والی عورت ہمیشہ نہ صرف کامیاب ہوتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید بھی اس کے شاملِ حال ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ، مرد پر عورت کا کیا حق ہے؟ فرمایا **یطعمها اذا طعم ویکسوها اذا اکتسیٰ ولا یقبح الوجه ولا یضرب الا ضربا غیر مبوح ولا یهجرها الا فی البیت** مرد پر عورت کا حق یہ ہے کہ جب وہ خود کھائے تو بیوی کو بھی کھلائے، جب خود پہنے تو بیوی کو بھی پہنائے، اُسے یوں نہ کہے کہ اللہ تعالیٰ تیرا چہرہ بگاڑ دے، جب مارے تو ہلکی مار مارے، اور دوسری ایک روایت میں مزید یہ آتا ہے کہ ولا تضرب الوجہ یعنی اس کے منہ پر مت مارو۔ اگر الگ سونے کی ضرورت پیش آئے تو گھر چھوڑ کر نہ جائے بلکہ اسی گھر میں رہے (ابوداؤد، ابن ماجہ)

مسئلہ: بغیر عذر چار ماہ سے زیادہ عرصہ تک مرد کو عورت سے الگ رہنا جائز نہیں ہے۔ اگر مرد دیدہ ودانستہ ایسا کرے، تو عورت کو مرد سے جدائی کا مطالبہ کرنے کا حق ہے۔ اگر مرد سفر میں ہو اور چھ ماہ سے زیادہ عرصہ گزر جائے تو عورت اسے واپس بُلا سکتی ہے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاد میں رہنے والوں کو ہر چار ماہ کے بعد ایک ماہ کی رخصت گھر میں جانے کے لئے مقرر کر دی تھی (غنیۃ الطالبین)

یہاں غور وفکر کا مقام یہ ہے کہ لوگ آجکل حصول دولت کے لئے خلیجی مما لک، امریکہ، کینیڈا، برطانیہ، اسٹریلیا، افریقہ وغیرہ کہیں بھی جانے پر تیار ہے۔ پندرہ پندرہ دن کی دلہنیں اپنے شوہروں کا دو دو سال سے انتظار کر رہی ہیں۔ مادی طلب نے ہر خاندان کو منتشر اور ہر فرد کو مضطرب کر رکھا ہے۔

والدین سے ملاقات : VISITING PARENTS

عورت کے والدین ہر ہفتہ میں ایک بار اپنی لڑکی کے یہاں آسکتے ہیں شوہر منع نہیں کرسکتا۔ ہاں اگر رات میں وہاں رہنا چاہتے ہوں تو شوہر کو منع کرنے کا اختیار ہے۔ یونہی عورت اپنے والدین کے یہاں ہر ہفتہ میں ایک بار جاسکتی ہے مگر رات بغیر اجازت اپنے شوہر وہاں نہیں رہ سکتی اور غیروں کے یہاں جانے یا اُن کی عیادت کرنے یا شادی وغیرہ تقریبوں کی شرکت سے منع کردے۔ عورت بغیر اجازت جائے گی تو گناہ گار ہوگی اور اجازت سے گئی اور وہاں پردہ خیال نہ رکھا اور شوہر کو یہ بات معلوم ہے تو دونوں گناہ گار ہوئے۔ (دُرِّ مُختار وغیرہ)

عورت کو شوہر کے والدین کی خدمت کرنا : عورت کو شوہر کے والدین' شوہر کے بھائی' بہن کی خدمت کرنا ضروری نہیں۔ اگر خدمت نہیں کرے گی تو گنہگار نہیں ہوگی۔ شوہر اُن کی خدمت کے لئے عورت کو مجبور نہیں کرسکتا۔ عورت اگر اُن کی خدمت کرے گی تو ثواب ملے گا۔ شوہر کو چاہئے اپنے والدین کی خود خدمت کرے کیونکہ مرد پر سب سے زیادہ حق اس کی ماں کا ہے آج کل جو یہ رسم ہے کہ عورت اگر ساس سسر کی خدمت نہ کرے تو لڑائی جھگڑا ہوتا ہے یا شوہر عورت کو مارتا ہے یا اُسے طلاق دے دی جاتی ہے یا میکے بھیج دیا جاتا ہے ایسا کرنا ظلم ہے شریعت کے خلاف ہے۔

سسرال والوں سے علحدہ رہنا : عورت اگر تنہا مکان چاہتی ہو یعنی اپنی سوت یا شوہر کے متعلقین کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو اگر مکان میں کوئی ایسا دالان اس کو دے دیا جس میں دروازہ ہو اور بند کرسکتی ہو تو وہ دے سکتا ہے دوسرا مکان طلب کرنے کا اس کو اختیار نہیں بشرطیکہ شوہر کے رشتہ دار اُسے تکلیف پہنچاتے ہوں۔ رہا غسل خانہ' باورچی خانہ وغیرہ کا مطالبہ تو اگر شوہر مالدار ہو تو ایسا مکان دے جس میں یہ ضروریات الگ ہوں اور غریب ہو تو صرف ایک کمرہ دے دے اگر چہ غسل خانہ وغیرہ مشترک ہو۔ (عالمگیری' ردالمختار)

میاں بیوی کے مشترکہ حقوق اور فرائض

Mutual Rights and Obligations / Responsibilities

دین اسلام نے میاں بیوی میں سے ہر ایک کو کچھ ایسے مشترک Mutual حقوق کا مکلّف بنایا ہے جو دونوں میں سے ہر ایک کو ادا کرنا چاہیۓ۔ ان کی ادائیگی کے لئے جدو جہد کرنا چاہیۓ اور ان کو اس طرح سے ادا کرنے کی کوشش کرنا چاہیۓ جیسا کہ ان کا حق ہے۔ان حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ جہاں تک ہو سکے خوشی وسرور کے اسباب مہیا کرنے اور پریشانی وغم کے اسباب دور کرنے کی کوشش کرنا چاہیۓ۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہٗ نے اپنی بیوی سے فرمایا ''تم جب مجھے ناراض دیکھوتو تم مجھے منالینا اور اگر میں تمھیں ناراض دیکھوں گا تو میں تمھیں منانے کی کوشش کروں گا ورنہ ہماری زندگی کی گاڑی ایک ساتھ نہیں چل سکتی۔''

ان حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرماں برداری میں تعاون کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے خوف وتقویٰ کو اختیار کرنے کی نصیحت کرتے رہنا چاہیۓ۔حضور نبی کریم ﷺ نے ایسے میاں بیوی کی تعریف کی ہے جو ایک دوسرے کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری اور عبادت پر ابھارے اور اس سلسلہ میں ایک دوسرے کی مدد کرے۔حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ رحم کرے اس شخص پر جو رات کو اٹھ کر خود بھی نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے اور وہ بھی نماز پڑھ لے۔لیکن اگر وہ نہ اٹھے تو اس کے چہرے پر پانی چھڑک دے،اور اللہ تعالیٰ رحم کرے ایسی عورت پر جو رات کو (تہجد کے لئے) کھڑی ہو اور نماز پڑھے اور اپنے شوہر کو بھی جگائے اور وہ بھی نماز پڑھ لے،لیکن اگر وہ اٹھنے سے انکار کرے تو اس کے چہرے پر پانی کا چھینٹا مار دے۔ (ابوداؤد)

سلف صالحین کی بیویاں ایسی نیک تھیں کہ جب ان کا شوہر کام کاج کے لئے گھر سے نکلتا تو وہ اس سے کہتیں: دیکھو اللہ تعالیٰ کا خوف کرنا،حرام مت کمانا اس لئے کہ ہم بھوک تو

برداشت کر سکتے ہیں لیکن جہنّم کی آگ برداشت نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے
﴿وَالّٰتِیۡ تَخَافُوۡنَ نُشُوۡزَهُنَّ فَعِظُوۡهُنَّ﴾ (النساء/۳۴) اور جو عورتیں ایسی ہوں کہ تم ان کی سرکشی (نافرمانی) کا علم رکھتے ہو تو انھیں نصیحت کرو۔ ان حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ خاندان کی تعمیر اور بچوں کی تربیت Brought-Up کے سلسلہ میں اس پر جو مشترک ذمہ داری آتی ہے وہ اُسے محسوس کرا دینا۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں **والرجل راع فی بیت أهله و مسئول عن رعیته والمرأة راعیة فی بیت زوجها و مسئولة عن رعیتها** (بخاری و مسلم) انسان اپنے گھر کا رکھوالا (محافظ)Governor ہے اور اس کی رعایا (Dependent - Subordinates) بیوی بچے اور افراد گھر Family Members کے بارے میں باز پُرس ہو گی اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی رکھوالی (جواب دہ اور ذمہ دار (Care taker / Responsible ہے اور اس سے اپنی رعایا (بچوں اور افراد گھر) کے بارے میں سوال ہو گا۔ **ان اللّٰه سائل کل راع عما استرعاه حفظ ام ضیع** اللہ تعالیٰ ہر ذمہ دار سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کریں گے کہ کیا اس نے ان کی دیکھ بھال کر کے ان کی حفاظت کی یا نہیں یا انھیں ضائع کر دیا۔

اگر والدین (Parents) بچے کی تربیت سے کنارہ کشی (Negligence) کریں تو وہ شاندار تربیت کے سلسلہ میں یتیم (Orphan) بن کر بڑھے پلے گا اور شتر بے مہار (Irresponsible) کی طرح زندگی گذارے گا۔ بلکہ وہ اس یتیم سے زیادہ بدتر ہو گا جس کے ماں باپ موجود نہ ہوں اور وہ ان کی محبت و پیار سے محروم ہو۔ یتیم (Orphan) بچہ صرف وہ نہیں جس کے والدین دنیاوی زندگی کے غموں سے آزاد ہو گئے ہوں اور اُسے بے یار و مددگار (Helpless) چھوڑ دیا ہو۔ بلکہ یتیم وہ بھی ہے جسے ایسی ماں ملے جو اُسے آزاد چھوڑ دے یا ایسا باپ ملے جو اپنے دھندوں میں مشغول ہو۔

عورتوں کو خاص ہدایت: حرام خوراک و پوشاک کی وجہ سے دُعا قبول نہیں ہوتی۔۔

حرام کی ہر چیز سے بچنا لازم ہے حرام خوراک دوزخ میں جانے کا ذریعہ ہے۔۔حرام سے صدقہ کیا جائے تو قبول نہیں ہوتا۔

عورتیں اپنے شوہروں سے کہدیں کہ ہم حلال کھائیں گے، حلال پہنیں گے، تمہارے ذمہ ہمارے جن اخراجات کا پورا کرنا لازم ہے حلال سے پورا کرو۔ ہم حرام قبول کرنے کو تیار نہیں۔ پہلے زمانے کی عورتیں ایسی ہی نیک تھیں۔خود بھی حرام سے بچتی تھیں اور شوہروں کو بھی بچاتی تھیں۔ آجکل عورتیں شوہروں اور بیٹوں کو حرام کمانے کی ترغیب دیتی ہیں۔ اگر شوہر رشوت سے بچے تو اُسے کہہ سُن کر حرام پر آمادہ کرتی ہیں۔ گھر میں حرام آتا ہے تو گود بھر کر بیٹھ جاتی ہیں اور نمازوں کے بعد دُعائیں بھی کرتی ہیں اور قبولیت دُعا کی امید بھی رکھتی ہیں۔ حرام کے ساتھ دُعا کہاں قبول ہوسکتی ہے۔اگر تمہارا شوہر یا بیٹا ناجائز کمائی حاصل کرتا ہے یا رشوت لیتا ہو یا کسی بھی طرح حرام کماتا ہو تو اس کو روک دو اور حرام چھڑا کر حلال کمانے کی ترغیب دو۔

چھوٹے بچوں کے انتقال پر صبر کرنا : اللہ عزوجل فرماتا ہے **انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب** اور صابروں کو اُن کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی۔ اورفرماتا ہے ﴿**اُولٰٓـئِكَ عَلَيۡهِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٌ ۚ وَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُهۡتَدُوۡنَ**﴾ یہ وہ لوگ ہیں جن پر بکثرت درُود ہیں اُن کے رب کی جانب سے اور رحمت اور وہی ہیں ہدایت پانے والے (بقرہ/۱۵۷)

حضور ﷺ نے فرمایا 'جس مسلمان کے تین بچے نابالغی میں مریں گے اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل فرمائے گا اس رحمت کی رعایت سے جو اُن بچوں پر فرمائے گا۔

جس مسلمان کے تین بچے نابالغ مریں گے وہ جنت کے آٹھوں دروازوں سے اس کا استقبال کریں گے جس سے چاہے داخل ہو۔

حدیث مبارک میں ہے جب مسلمان کا بچہ مرتا ہے اللہ عزوجل فرشتوں سے فرماتا ہے

تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی۔ عرض کرتے ہیں' ہاں۔فرماتا ہے: تم نے اس کے دل کا پھل توڑ لیا' عرض کرتے ہیں' ہاں۔فرماتا ہے: میرے بندے نے کیا کہا؟ عرض کرتے ہیں' تیرا شکر کیا اور کہا **انا لله وانا اليه راجعون** فرماتا ہے' میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو' (فتاویٰ رضویہ)

احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ بے کسوں بے بسوں کے فریادرس ہیں۔ ایک بار مجلس وعظ گرم ہے حضور ﷺ کا روئے سخن عورتوں کی طرف ہے۔ فرماتے ہیں کہ جس کے تین بچے چھوٹے لڑکپن میں فوت ہو جائیں اور وہ اُن پر صبر کرے تو یہ تینوں قیامت میں اس کی شفاعت کریں گے اور بخشوائیں گے۔ ایک صحابیہ عرض کرتی ہیں' یارسول اللہ! اگر دو بچوں پر صبر کیا ہو تو؟ فرمایا۔اس کے دو ہی بچے شفاعت کریں گے۔ ایک صحابیہ عرض کرتی ہیں جس کسی ماں نے اپنے ایک بچے کو خاک میں سُلا کر صبر کیا ہو تو؟ فرمایا' اس کا ایک ہی بچہ بخشوائے گا۔آخر کار سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یا کوئی صحابیہ عرض کرتی ہیں کہ اگر کسی کا کوئی بچہ فوت نہ ہوا ہو؟ فرمایا۔جس کا کوئی نہیں' اس کے ہم ہیں۔

حمل ساقط ہونے پر اجر : حضور ﷺ نے فرمایا' قسم اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ کچا بچہ جو گر جاتا ہے اگر ثوابِ الٰہی کی امید میں اس کی ماں صبر کرے تو وہ اپنی نال سے اپنی ماں کو جنت میں کھینچ کر لے جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ)

ماں کے دودھ Breast Feeding میں برکت اور قوت ہوتی ہے:

عورتوں میں اپنے بچوں کو اپنا دودھ نہ پلانے کا فیشن عام ہوتا جا رہا ہے۔ڈبہ وغیرہ کا دودھ دیتی ہیں۔عورتوں کا خیال ہے کہ (Breast Feeding) دودھ پلانے سے عورت کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ طبی لحاظ سے یہ بات بالکل غلط ہے دودھ پلانا ایک فطری چیز ہے اور ماں کے دودھ میں جو برکت وقوت ہوتی ہے وہ کسی اور کے دودھ میں نہیں ہے۔ یہ بھی مشہور ہے کہ لڑکے کو دو سال ماں اپنا دودھ پلائے اور لڑکی کو ڈھائی سال۔ یہ غلط ہے۔

قرآن مجید میں لڑکے اور لڑکی دونوں کے لئے دو سال دودھ پلانے کی مدت مقرر ہے۔ ﴿ **یرضعن اولادھن حولین کاملین** ﴾ (سورۃ نساء) دو سال سے زیادہ دودھ پلانا ممنوع ہے۔

ماں کا دودھ بہترین غذا ہے سائنسی تحقیق : ماں کا دودھ پینے والے بچے نفسیاتی اور جسمانی اعتبار سے بھی طاقتور رہوتے ہیں۔ سائنسی تحقیقات کے مطابق یونیسیف کا کہنا ہے کہ ماں کی چھاتی سے دودھ پینے والے بچے دس فیصد کم ہسپتال لائے جاتے ہیں ماں کا دودھ پینے والے بچے عام بچوں کے مقابلے میں ذہین ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ بیماریوں سے بھی محفوظ رہتے ہیں۔

برطانیہ میں شائع ہونے والی ایک تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق جن بچوں نے اپنی ماں کا دودھ نہ پیا ہوا سکول میں اکثر خاموش اور سہمے سہمے رہتے ہیں کم دوست بناتے ہیں۔

ایک برطانوی ماہر نفسیات کے مطابق ماں کے دودھ میں کچھ ایسے اجزاء ہوتے ہیں جو بچے کی ذہنی نشوونما میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ جو گائے، بھینس کے دودھ میں نہیں ہوتے۔ (ریسرچ رپورٹ)

بچوں کو اپنا دودھ پلانے سے عورتوں میں سینے کا سرطان کم ہوتا ہے (فیڈ اینڈ چائلڈ)

تربیت اولاد : BROUGHT-UP

اہل علم ودانش سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں کہ بچے کی پہلی درسگاہ ماں کی گود ہے اور جیسے افکار واعمال ماں کے ہوں گے اولاد پر اس کا اثر ضرور آئے گا۔ جب تک خواتین اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی فرمانبردار رہیں امام حسن، امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) غوث اعظم، امام غزالی، محمد بن قاسم، مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں جیلانی، امام احمد رضا بریلوی، حضور محدث اعظم سید محمد اشرفی جیلانی، مخدوم المشائخ سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی، غزالی دوران علامہ سید احمد سعید کاظمی،

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ ازہری (رحمہم اللہ تعالیٰ) اور تاجدارِ اہلسنت حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی حفظہ اللہ جیسے فرزندان اسلام پیدا ہوتے رہے۔

ڈاکٹر اقبال کے ایک شعر کا مفہوم یہ ہے 'اے عورت! تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرح باحیا اور باپردہ ہو جا' تاکہ تیری گود میں ایسا فرزند آئے جو امام حسین کی صفات کا مظہر ہو' ارشاد نبوی ﷺ ہے : **اَدِّبُـوْا اَوْلَادَکُـمْ عَـلٰی ثَلَاثَ خِصَالٍ حُبِّ نَبِیُّکُمْ وَحُبِّ اَهْلِ بَیْتِهٖ وَقِرَاءَ ةُ الْقُرْآنِ** اپنی اولاد کو تین چیزیں سکھاؤ' اپنے آقا ﷺ سے محبت' اہل بیت کی محبت اور قرآن کا پڑھنا (الجامع الصغیر)

ہر شخص پر فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو' اپنی اولاد' اپنی بیوی اور اپنے خدام کو عذاب جہنم سے بچانے کی کوشش کرے۔ علامہ قرطبی نے الکیا کا قول نقل کیا ہے **وعلینـا تعلیم اولادنـا واهلینا الدین والخیر وما لایستغنیٰ عنه من الادب** یعنی ہم پر فرض ہے کہ ہم اپنی اولاد اور اہلِ خانہ کو دین کی تعلیم دیں۔اچھی باتیں سکھائیں اور وہ ادب و ہنر جس کے بغیر چارہ نہیں اس کی تعلیم دیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے **حق الولد علی الوالد ان یحسن اسمه ویعـلمه الکتابة ویزوجه اذا بلغ** یعنی باپ پر اولاد کا حق یہ ہے کہ جب وہ پیدا ہوں تو ان کے لئے عمدہ نام تجویز کرے۔ جب وہ بڑے ہوں تو انہیں تعلیم دے اور جب وہ بالغ ہوں تو ان کی شادی کرے۔ (ہماری کتاب 'اسلامی نام' دیکھیں)

دوسرا فرمان نبوی ہے **مـانـحل والدٌ ولداً فضل من ادب حسن** کسی باپ نے اپنے بچے کو حسنِ ادب سے بہتر کوئی تحفہ نہیں دیا۔

دینی تعلیم اور عملی تربیت کا آغاز بچپن ہی سے ہونا چاہئے۔ابتدائی عمر میں جو سبق دیا جاتا ہے وہ مرنے تک یاد رہتا ہے۔جس کام کی عادت بچپن میں پڑ جاتی ہے وہ اس کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہے۔جو والدین بچپن میں اپنے بچوں کو اطاعتِ خداوندی کی طرف راغب نہیں کرتے ان کی اولاد عموماً راہِ حق سے بھٹک جایا کرتی ہے۔ اسی لئے حضور نبی کریم ﷺ نے

اپنی امت کوحکم دیا **مروا ابناء کم بالصلوٰۃ لسبع واضربوھم لعشر وفرقوا مضاجعھم** جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں اور نماز نہ پڑھیں تو انہیں مار کر پڑھاؤ اور اسی عمر میں ان کی خواب گاہیں (بستر) الگ کر دو۔

کاش ہم اس فرمانِ خداوندی اور ان ارشاداتِ نبوی کی روشنی میں اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت کی طرف توجہ دیں تو ہمیں اپنے بچوں اور بچیوں سے بے راہ روی اور آوارہ مزاجی کا شکوہ نہ رہے۔ آج جب کہ درس گاہوں، کالجس اور یونیورسیٹیز میں دینی تعلیم اور تربیت کا کوئی مؤثر اور حکیمانہ اہتمام نہیں، بلکہ یہ درس گاہیں لادینی نظریات اور ملحدانہ افکار کی رزم گاہیں بن چکی ہیں۔ جب معاشرے کی وہ حس تیزی سے کُند ہوتی جارہی ہے جو کسی نازیبا حرکت پر آتش زیرپا ہو جایا کرتی تھی اور ایسا کرنے والے کے خلاف احتجاج کی ایک تیز وتند لہر بن کر ابھرتی تھی۔ آج جب سینما اور ٹی وی کے مخرب اخلاق پروگرام رہی سہی کسر بھی نکال دینے کے درپے ہیں۔ اس وجہ سے ماں باپ کی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں کہ وہ اپنی اولاد کی سخت نگرانی کریں اور اس سے بھی اہم یہ کہ اپنے حسن عمل اور اچھے نمونہ سے ان کے دلوں میں نیکیوں اور بھلائیوں سے ایک والہانہ محبت پیدا کر دیں۔ اگر ہماری بے حسی کے باعث لادینی کی بپھری ہوئی موجوں نے ہمارے گھر کا مورچہ بھی سَر کر لیا تو پھر آنے والی نسلوں کا خدا ہی حافظ ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ والدین کے لئے یہ نہایت ہی ضروری ہے کہ وہ اپنی لڑکی کی صحیح تربیت کریں، دینی تعلیم کی روشنی اور علم کے زیور سے آراستہ کریں، اس تربیت وتعلیم پر اس کا مستقبل مامون ومحفوظ ہے اور یہ بتلائیں کہ اُسے شوہر اور سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ کس طرح زندگی گزارنی چاہئے۔ اگر اس سلسلے میں ماں باپ کوتاہی کریں گے تو اولاد جو کچھ بھی کرے گی اس کے ذمہ دار والدین ہوں گے اور بدنام بھی وہی ہوں گے۔ (احیاء العلوم)

☆ اپنے بچوں اور بچیوں سے پیار و محبت کریں ہر معاملہ میں ان سے شفقت کا برتاؤ کریں۔

☆ بچے جب کچھ بولنے لگیں تو ماں باپ کو لازم ہے کہ انھیں بار بار اللہ و رسول کا نام سُنائیں اور ان کے سامنے بار بار کلمہ پڑھیں یہاں تک کہ وہ کلمہ پڑھنا سیکھ جائیں۔

☆ بچوں کو سب سے پہلے قرآن شریف اور ضروریات دین کی تعلیم دلائیں۔ اسلامی آداب اور دین و مذہب کی باتیں سکھائیں۔

☆ جب بچے سات برس کے ہو جائیں تو ان کو طہارت اور وضو و غسل کا طریقہ سکھائیں۔ نماز کی تعلیم دے کر ان کو نمازی بنائیں۔ پاکی و ناپاکی، حلال و حرام اور فرض و سنّت وغیرہ کے مسائل بتاتے اور سکھاتے رہیں اور جب دس سال کے ہو جائیں تو سختی کریں مار مار کر نماز پڑھوائیں۔ (ترمذی شریف)

☆ خراب لڑکوں اور لڑکیوں کی صحبت اور ان کے ساتھ بچوں کو کھیلنے اور اُٹھنے بیٹھنے سے روکیں۔ کھیل تماشوں کے دیکھنے، ناچ گانے، سینما، ٹی وی،، وسی آر ڈش وغیرہ لغویات اور مخرب اخلاق کاموں سے بچوں اور بچیوں کو خاص طور پر بچائیں۔

☆ چند بچے بچیاں ہوں تو جو چیز بھی دیں سب کو یکساں اور برابر دیں۔ ہرگز کمی و بیشی نہ کریں ورنہ بچوں کی حق تلفی ہوگی بچیوں کو ہر چیز بچوں کے برابر ہی دیں۔

☆ جب بچہ پیدا ہو تو فوراً ہی اس کے دائیں کان میں اذاں اور بائیں کان میں اقامت پڑھیں تاکہ بچہ شیطان کے خلل سے محفوظ رہے اور کھجور وغیرہ کوئی میٹھی چیز چبا کر اس کے منہ میں ڈال دیں تاکہ بچہ شیریں زبان اور با اخلاق ہو۔ پیدائش کے ساتویں دن ان کا سر منڈا کر بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کریں اور اچھا نام رکھیں۔ استطاعت ہو تو عقیقہ بھی کریں۔ لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا افضل ہے۔

☆ حتی الامکان لڑکیوں کی شادی بیس سال سے پہلے اور لڑکوں کی شادی پچیس سال کی عمر میں کر دیں۔ بچوں کی دیکھ بھال تربیت اور خدمت کے سلسلہ میں عورت مسئول Responsible ہے (ذمہ دار اور جواب دہ ہے) اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ **وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ** ﴾ (البقرہ/۲۳۳) اور مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلائیں پورے دو سال۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **والمراۃ راعیة فی بیت زوجها و مسئولة عن رعیتها** (بخاری شریف) عورت اپنے شوہر کے گھر کی مسئول (ذمہ دار اور جوابدہ) ہے اور اس سے اس کی رعایا (اولاد اور افراد گھر) کے بارے میں باز پُرس ہوگی۔ ماں ایک چلتا پھرتا مدرسہ ہے۔ اگر آپ نے اسے تیار کرلیا تو آپ نے ایک پاک صاف قوم کو تیار کرلیا۔

اگر والدین بچے کی تربیت سے کنارہ کشی کریں گے تو وہ شاندار تربیت کے سلسلہ میں یتیم بن کر بڑھے چلے گا۔ اور شتر بے مہار کی زندگی گزارے گا۔ بلکہ وہ اس یتیم سے زیادہ بدتر ہوگا جس کے ماں باپ موجود نہ ہوں اور وہ ان کی محبت و پیار سے محروم ہو۔

اسلام نے والدین پر ذمہ داری رکھی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو صحیح تربیت و تعلیم دیں اور صالح فرد بنانے کی پوری پوری کوشش کریں اور جہنم کا ایندھن بننے بنانے سے بچیں اور بچائیں۔

اولاد کی صحیح پرورش و تعلیم بھی والدین پر فرض قرار دی گئی ہے اسی لئے یوم قیامت اولاد کے بارے میں ماں باپ سے پوچھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿**یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓئِکَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ**﴾ (التحریم/٦) اے ایمان والو ! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ جن پر تندخو طاقتور فرشتے (مقرر) ہیں وہ اللہ کا کوئی حکم نہیں ٹالتے اور وہی کام کرتے ہیں جس کا انہیں حکم ہو۔

معلوم ہوا کہ تعلیم، ہدایت، تربیت و تبلیغ کا سلسلہ مومن کو پہلے خود اپنے اور اپنے گھر والوں سے شروع کرنا چاہئے۔ ایسا نہ کیا جائے کہ دوسرے گھروں اور شہروں میں روشنی کے لئے ہم نکل رہے ہیں اور خود ہمارے گھر میں اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ قرآن عظیم نے کھل کر خود کی اور گھر والوں کی ہدایت و تربیت کی بات کی ہے۔ پہلے اپنے گھر کو درست کیا جائے اور جہنم کی آگ سے بچایا جائے تو یہ سب سے بڑی دین وملت کی خدمت ہوگی۔

بچوں کا علحدہ بستر : SEPERATE BED FOR CHILDREN

☆ جب لڑکے اور لڑکی کی عمر دس سال کی ہو جائے تو ان کو الگ الگ سُلانا چاہئے ۔ یعنی لڑکا جب اتنا بڑا ہو جائے تو اپنی ماں بہن یا کسی عورت کے ساتھ نہ سوئے اور لڑکی جب اس عمر تک پہنچ جائے تو وہ اپنے باپ بھائی یا کسی اور مرد کے پاس نہ سوئے ۔ بلکہ جب میاں بیوی ایک ساتھ سوئیں تو دس برس کے بچے کو خواہ لڑکا ہو یا لڑکی اپنے ساتھ نہ سُلائیں ۔ (دُرِّ مختار)

اس میں حکمت یہ ہے کہ اس عمر کو پہنچنے کے بعد بچے کے اندر جنسی احساسات (Sexual Feelings) رینگنا شروع ہو جاتے ہیں ۔ بستر الگ کر دینے سے ان کی رفتار سست اور بچہ زیادہ مدت تک اپنی فطری سادگی کو قائم رکھنے میں کامیاب رہتا ہے ۔ اس کے برعکس اگر اس عمر کے بعد بھی ایک ہی بستر پر دو یا اس سے زیادہ بچے سوتے رہیں تو جسمانی رگڑ سے جنسی جذبات کے بھی نسبتاً تیز ترقی کا امکان پیدا ہو جاتا ہے ۔ اور وقت سے پہلے بلوغت کے خواب دیکھنے لگتا ہے ۔ حدیث کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اس کی صراحت کی ہے ۔

بستروں کو الگ کرنے کا حکم اس لئے دیا کہ یہ دن بلوغت کی قربت کے دن ہوتے ہیں ۔ پس یہ کچھ بعید نہ ہوگا کہ ایک بستر پر ساتھ سونا ہم بستری کی خواہش تک پہنچانے کا ذریعہ بن جائے ۔ پس ضروری ہو کہ فساد کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے ہی اس کے دروازے کو بند کر دیا جائے ۔

لڑکیوں کی پیدائش پر غم کرنا مشرکین کا طریقہ ہے

Mourning on the birth of girls is a disbelievers act

عموماً انسان لڑکیوں کے مقابل لڑکوں کو پسند کرتا ہے' یہ ممنوع نہیں ۔ ہاں لڑکیوں سے گھبرانا انہیں ناقدری اور حقارت سے گھر میں رکھنا یہ بُرا ہے' مشرکین کا طریقہ ہے ۔

حضرات انبیاء کرام نے بیٹے کی دعائیں مانگی ہیں۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی ﴿**رب هب لي من الصالحين**﴾ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا کی ﴿**رب لا تذرني فرداً و انت خيرالوارثين**﴾ اوردعا کی ﴿**فهب لي من لدنك وليا يرثني و يرث من آل يعقوب**﴾

عام طور پرلڑکے کی پیدائش پرخوشی اورلڑکی کی پیدائش پر رنج منایا جاتا ہے۔اگرچہ لڑکی کی ذمہ داری فی زمانہ زیادہ ہے اور کچھ مشکلات بھی ہیں۔لیکن باایں ہمہ لڑکی کی پیدائش کو بُرا سمجھنا کافروں کا طریقہ ہے۔قرآن مجید میں فرمایا ﴿**ظل وجهه مسودا**﴾ جب کافروں کولڑکی کی پیدائش کی خبر دی جائے تو مارے غصہ کے ان کا منہ سیاہ پڑ جاتا ہے۔ اوراس سلسلہ میں بعض شوہراور رشتہ کے لوگ لڑکی پیدا ہونے کی وجہ سے عورت پرظلم کرتے ہیں اوراسے منحوس سمجھتے ہیں اوراچھے سلوک میں کمی کردیتے ہیں۔یہ سخت ناجائز حرام اورظلم عظیم ہے۔عورت میں اس کا کیا قصور۔حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ نے دو لڑکیاں دیں اور وہ ان کی خوش دلی کے ساتھ تربیت کرے تو یہ لڑکیاں اس کے لئے جہنّم کی آگ کے لئے روک ہوجائیں گی۔ (بخاری شریف)

جس نے اپنی دولڑکیوں کی بہتر طریقہ سے پرورش کی تو وہ حضور ﷺ کے پاس ہوں گے۔ جیسے دوانگلیاں قریب قریب ہوتی ہیں۔ (مسلم شریف)

عاق کرنا (اولاد سے رشتہ ختم کرلینااوروراثت سے محروم کردینا)

BREAK OFF RELATIONS / WILL

عاق کے معنٰی نافرمان کے ہیں۔ عقوق کے معنٰی ہیں'نافرمانی'۔ حدیثِ پاک میں عقوق الوالدین (یعنی والدین کی نافرمانی) کوکبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے لہذاوالدین کی نافرمانی دُنیاوآخرت میں رسوائی کا باعث ہے۔ کوئی بھی عاقل وبالغ شخص اپنے تصرفات اورافعال کا خود ذمہ دار ہوتا ہے۔ آج کل نافرمان اورآوارہ (Disobedient) اولاد کو عاق کرنے کا طریقہ چلا ہے اس کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے (اولاد سے رشتہ ختم کردینے، جائیداد سے محروم

کردینے اورنظروں سے دورکردینے کوعاق کہتے ہیں) مرنے کے بعد نافرمان اولاد بھی بہر حال وارث بن کراپنا حصہ لے گی۔عاق کرنے سے نہ تو رشتہ ختم ہوتا ہےاور نہ ہی وراثت سے محرومی ہوتی ہے۔حدیث شریف ہے **لعن اللہ من یحرم الوارث**(وارث کووراثت سے محروم کرنے والے پراللہ تعالیٰ کی لعنت ہو)۔ کسی نافرمان صلبی ونسبی اولادکووراثت سے محروم کرنے کا کسی کوحق نہیں۔ وراثت' ورثہ اورترکہ اس مال کو کہتے ہیں جو مرنے والا پیچھے چھوڑ جاتا ہے'اس کی ورثاء میں تقسیم کے اصول' تناسب اورترجیحات شریعت نے متعین کردی ہیں۔ اس میں ترمیم وتنسیخ پرکسی کو اختیارنہیں ہے حتٰی کہ مرنے والے اورترکہ چھوڑنے والے کوبھی نہیں۔ لہذا نہ کوئی مورث ومتوفی کسی وارث کومحروم کرسکتا ہے اور نہ غیر وارث کو وارث بناسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' وارث کےحق میں وصیت کا کوئی اعتبار نہیں ہے' جس نے اپنی اولادکووراثت سے محروم قراردیا ہو' شرعًا غیرمؤثر ہے۔

تعدّد ازدواج کا فلسفہ

POLYGAYMY

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۔ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً ﴾ (النسآء/۳) نکاح کرو جو پسند آئیں تمھیں عورتوں سے دو دو، تین تین اور چار چار، اور اگر تمھیں یہ اندیشہ ہو کہ تم اُن میں عدل نہیں کرسکو گے تو پھر ایک ہی ۔

اسلام نے سخت شرائط اور پابندیاں (Conditions and Bindings) عائد کرتے ہوئے مرد کو چار شادیوں کی حد تک اجازت دی ہے ۔ اسلام کے ناقدین خصوصاً اہل مغرب (European) نے تعدد ازدواج کے مسئلہ پر بڑی لے دے کی ہے اور وہ مسلمان بھی اس کے متعلق بہت پریشان رہتے ہیں جن کے نزدیک خیر وشر اور حُسن وقبیح کا صرف وہی معیار قابل قبول ہے جو اُن کے ذہنی مربّیوں نے مقرر کر رکھا ہے اس لئے اس کے متعلق اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے چند حقائق پیش کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا ۔

۱۔ یہ حکم نہیں جس کی پابندی پیروانِ اسلام پر لازمی ہو بلکہ یہ ایک اجازت (رخصت) ہے ۔

۲۔ اجازت بھی بے قید وشرط نہیں، بلکہ سخت قیود سے مقید اور سنگین شرائط سے مشروط ہے ۔

۳۔ طب جدید وقدیم (Medical Science) اس پر متفق ہے کہ مرد کی طبعی کیفیت عورت کی کیفیت (Physical Structure / Health) سے جُداگانہ ہے ۔

۴۔ مرد میں جنسی رغبت (Sex) عورت سے کہیں زیادہ ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ جنسی عمل کے بعد عورت کو مدت دراز تک مختلف نازک سے نازک مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے ۔ استقرارِ حمل (Pregnancy)، وضع حمل (Delivery)، رضاعت (Breast Feeding) اور

ننھے بچے کی تربیت (Brought-up) یہ سارے مرحلے اُسے یوں مشغول رکھتے ہیں کہ اس میں کوئی طلب کم ہی رونما ہوتی ہے لیکن مردان تمام ذمہ داریوں سے آزاد ہوتا ہے۔

۵۔ اکثر ممالک میں عورت کی شرح پیدائش (Birth Rate) مردوں سے زیادہ ہے اس کے علاوہ جنگ آزما قوموں کے مرد ہی ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں جنگ کے مشغلوں کی نذر ہوتے ہیں۔اس لئے عورتوں کی تعداد میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

٦۔ تاریخ اِنسانی جب سے مرتّب کی گئی ہے اس کے ہر اس قانونی نظام میں جس میں تعدّدِ ازدواج قانوناً ممنُوع ہے۔ زنا کی کھلی اجازت ہے اور یہ فعلِ شنیع اپنی اَن گنت خرابیوں کے باوجُود جُرم ہی تصوّر نہیں کیا جاتا۔

۷۔کیا بیوی اور اس کے بچّوں کے لئے اس کے خاوند کی دُوسری بیوی قابل برداشت ہے یا اس کی داشتہ ذہنی رُوحانی، مادّی اور جسمانی صحت کے جُملہ پہلوؤں پر غور فرمایئے۔

۸۔کیا کسی باحمّیت و باغیرت عورت کے لئے یہ مُناسب ہے کہ وہ گھر کی مالکہ بن کے رہے۔اس کا خاونداس کے آرام کا ذمہ دار، اس کی نامُوس کا محافظ ہو۔اس کی اولاد جائز اولاد متصوّر رہو اور سوسائٹی میں اسے باعزّت مقام حاصل ہو یا ایسی عورت بن کر رہے جس کا حُسن و شباب ہوسناک نگاہوں کا کِھلونا بنا رہے لیکن نہ کوئی اس کی اولاد کا باپ بننا گوارا کرے اور نہ کوئی دوسری ذمہ داری لینے کے لئے تیار ہو۔

۹۔کیا یورپ اور امریکہ اپنی تمام سائنسی ترقّی کے باوجود حرامی بچوں اور کنواری ماؤں کی تعداد میں ہوش رُبا اضافہ کے باعث پریشان نہیں۔ (یُو-این-او کی رپورٹ کے مطابق بعض یورپین ممالک میں ناجائز ولادتوں کا اوسط ساٹھ فیصدی تک پہنچ گیا ہے۔

یہ حقائق ہیں کہ تسلیم کرتے ہوئے یہی مشکلات ہیں جن کا حل پیش کرتے ہوئے اسلام نے جو دینِ فطرت ہے ضرورت کے وقت ایک سے زائد بیوی سے نکاح کرنے کی اجازت دی ہے۔خود مغرب کے کئی مفکّر اپنے معاشرہ کی اخلاقی پستی اور اس میں ایسی عورتوں اور ناجائز بچوں کی زبُوں حالی کو دیکھ کر چیخ اُٹھتے ہیں اور برملا کہنے لگے ہیں کہ

قرآن کے قانون پرعمل کئے بغیر اب کوئی چارۂ کار نہیں۔

لیکن اگر ہم ذرا حقیقت پسندی سے کام لیں تو ہمیں یہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ ہم نے اس رُخصت کا اکثر ناجائز فائدہ اُٹھایا ہے۔ ہمارے ہاں گنتی کے چند افراد کے سوا جو لوگ بھی دُوسری شادی کرتے ہیں ہوس رانی اور لذّت طلبی کے سوا اُن کے پیشِ نظر کوئی چیز نہیں ہوتی۔ نیز نئی نویلی دُلہن کے حضور میں یوں متاعِ ہوش لُٹا دی جاتی ہے کہ پہلی بیوی کے جُملہ حقوق فراموش کردئے جاتے ہیں۔شریفانہ برتاؤ تک نہیں کیا جاتا۔اُس کے شکم سے جو اولاد ہوتی ہے وہ بھی اپنے ہوش باختہ باپ کی شفقت سے یکسر محروم ہو جاتی ہے۔ ہم بھی تو ذرا انصاف کریں کہ کیا خدائے بزرگ و برتر کا، اس کے رسول معظّم کا ہمیں یہی حکم ہے دینِ اسلام نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے۔ وہاں تو یہ تصریح ہے کہ اگر تم دونوں بیویوں میں عدل کرنے کی قدرت نہیں رکھتے تو ایک صرف ایک بیوی کی اجازت ہے۔ کاش مسلمان اپنی بدعملیوں سے اپنے پاکیزہ دین کو داغدار نہ کریں۔ اور اپنے حُسنِ عمل سے اسلام کی تعلیمات کی صداقت کو نمایاں کرنے کے بجائے اپنی کوتاہیوں اور خامیوں کے باعث طالبانِ حق اور متلاشیانِ ہدایت کو اس دینِ حق سے متنفر کرنے کا سبب نہ بنیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

قدرتی طور پر عورتوں کی پیداوار مردوں سے زیادہ ہے۔ پھر جنگ وغیرہ میں مرد زیادہ مارے جاتے ہیں کہ فوجیں مردوں کی بنتی ہیں نہ کہ عورتوں کی، اگر چند بیویوں سے نکاح جائز نہ ہوتا تو زیادہ عورتوں کی کھپت کیسے ہوتی۔ نیز زیادہ اولاد بقائے قوم کے لئے ضروری ہے کہ آج کثرت رائے اور زیادہ مردم شماری سے ملک بنتے ہیں۔ پاکستان مردم شماری سے قائم ہوا۔ (روس بکھر کر ٹکڑے ہونے کے بعد مردم شماری اور کثرت رائے کی بنیاد پر مسلم مما لک بنے۔ بوسنیا مسلم کثرت کیوجہ سے مسلم ملک بنا۔ پارلیمنٹ اور اسمبلی میں کثرت رائے سے ہی نمائندے منتخب ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں اردو کو دوسری سرکاری زبان کا درجہ کثرت رائے کیوجہ سے حاصل ہوا) اگر ایک مرد کی چند بیویاں ہوں تو اولاد زیادہ ہوگی جن قوموں میں ایک سے زیادہ نکاح کی اجازت نہیں، ان میں زنا کی کثرت ہوتی ہے کہ منکوحہ

بیوی ایک ہوتی ہے داشتہ، رکھیل اور ٹمپرری بہت سی، جیسا کہ آنکھوں دیکھا جارہا ہے۔ (مرد کے لئے ایک سے زیادہ منکوحہ بیویاں رکھنا دراصل عورتوں کے مفاد میں ہے۔ اسلام نے عورتوں کو عزت عطا کی ہے۔ اسلام عورتوں کے حقوق کا محافظ ہے۔ عورتوں کو تحفظ فراہم کیا ہے۔ عورتوں کو چاہیئے کہ دوسری قوموں اور مذاہب کے عبرتناک اور شرمناک حالات دیکھ کر اسلامی قوانین کا احترام کریں۔ دل سے اسلامی تعلیمات کو قبول کریں۔ ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا کریں۔ اپنی کنواری بیوہ اور مطلقہ بہنوں سے ہمدردی پیدا کریں انکی زندگیاں سنواریں، گناہوں اور برائیوں میں مبتلا ہونے سے انھیں بچالیں انکی زندگیوں پر ترس کھائیں۔ یہ دیکھا جارہا ہے کہ اکثر عورت کسی مرد کے ظلم کا شکار نہیں ہو رہی ہے بلکہ عورت پر عورت ہی ظلم کر رہی ہے ساس' نند' بہو یہ آپس میں ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی کر رہے ہیں۔ اور زندگیاں برباد کر رہے ہیں۔ مرد تو صرف عورتوں کو سہارا دیتا ہے۔)

اللہ تعالیٰ نے خاص حکمتوں کے پیش نظر نبی کریم ﷺ کو چار سے زیادہ ازواج کی اجازت مرحمت فرمائی۔ دشمنان اسلام نے اس بات کو ہدف تنقید بنایا خصوصاً عیسائی پادریوں نے، لیکن اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے تو یہ اجازت سراسر حکمت نظر آتی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جس خاتون کو حضور ﷺ نے سب سے پہلے شرف زوجیت بخشا ان کا اسم گرامی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔ اس وقت حضور اکرم ﷺ کا عنفوان شباب تھا۔ عمر مبارک پچیس سال تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوبارہ بیوہ ہونے کے بعد چالیسویں سال میں تھیں لیکن ان کے ساتھ زوجیت کے تعلقات اتنے خوشگوار تھے کہ ان کے وصال تک حضور ﷺ نے کسی دوسری کا کبھی خیال بھی نہیں فرمایا۔ اوران کے وصال کے بعد بھی اکثر ان کا ذکر خیر فرمایا کرتے یہاں تک کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی رشک کرنے لگتیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد ایک سن رسیدہ خاتون حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عقد اگرچہ ہجرت سے پہلے ہو چکا تھا لیکن رخصتی ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ

میں ہوئی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں جن کی شادی خنیس بن حذافہ سے ہوئی تھی وہ اُحد میں شدید زخمی ہوئے اور زخموں کی تاب نہ لاکر مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنی اس صاحبزادی کے مستقبل کے متعلق بڑے پریشان تھے۔ حضور ﷺ کا انھیں شرف زوجیت بخشنا نہ صرف ان کی دلجوئی کا باعث ہوا بلکہ اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کی بہت بڑی پریشانی دور ہوئی۔ حضور ﷺ کی جتنی شادیاں ہوئیں ان سے دین کی تبلیغ اور اس کی اشاعت میں بڑا فائدہ ہوا۔ ان سے مقصود یا تو اپنے غلاموں کی دلجوئی تھی اور یا دشمن قبائل کے ساتھ محبت اور مؤدّت کے تعلقات قائم کرنے تھے۔ ان شادیوں میں سے کسی شادی کو عشرت کشی کی علامت قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ہر قوم کے پیشواؤں نے بہت بیویاں رکھیں حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار بیویاں تھیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی ۹۹ تھیں۔ صحابہ کرام میں تقریباً سبھی کی ایک سے زیادہ بیویاں تھیں۔ (جنت میں ادنیٰ جنّتی کو ستّر ۷۰ بیویاں عطا ہوں گی) اگر چند بیویاں رکھنا عورت پر ظلم ہے تو کیا ان سب نے ظلم کئے۔ عورت پر ظلم جب ہے جب کہ ان میں انصاف نہ کرے قرآن کریم نے اس لئے قید لگادی کہ اگر انصاف نہ کرو تو ایک ہی بیوی رکھو۔ (تفسیر نعیمی۔ پارہ چہارم)

آج کل عام لوگوں نے اس آیت کریمہ سے ناجائز فائدہ اٹھایا کہ بہت سے لوگ چند بیویاں کر لیتے ہیں مگر ان میں عدل وانصاف نہیں کرتے ، شاید سو میں سے ایک ہوگا جو چند بیویوں میں صحیح طور پر اسلامی عدل وانصاف کرتا ہو۔ تعداد ازدواج کے جواز کے لئے یہ آیت کریمہ تو پیش کرتے ہیں مگر اس آیت کا یہ جزء نہیں دیکھتے کہ اگر انصاف نہ کرسکو تو ایک ہی کرو۔ کتنے ظلم کی بات ہے اور ان ظالموں کے برتاؤ سے اسلام وقرآن کس قدر بدنام ہوتا ہے

عورتوں کو ایک شوہر کیوں؟ اسلام نے مردوں کو چار بیویوں کی اجازت دی ہے لیکن عورتوں کو صرف ایک ہی شوہر کی اجازت دی ہے۔ اس کی دو وجہ ہیں۔ ایک یہ کہ اس

میں بے حیائی و بے غیرتی اول درجہ کی ہے دوسرے یہ کہ بچہ کا نسب باپ سے چلتا ہے۔ چند شوہروں کی صورت میں نہ معلوم ہوتا کہ بچہ کس مرد کا ہے کون اس کی پرورش وتربیت کرے۔ اس صورت میں بچہ کی عمر برباد ہوتی ہے۔

بازاری بے حیاء عورتیں جن کے جنسی تعلقات ایک سے زیادہ مردوں سے ہوتے ہیں وہ لا علاج امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ (AIDS) ایڈس کا مرض ان گندی عورتوں کیوجہ سے پھیل رہا ہے۔ اسلام نے مرد کے لئے چار بیویوں کی اجازت دے کر عورتوں کی زیادتی کوٹھکانے لگایا اور بدکاری سے انسان کو روکا۔

جنت میں ایک مرد کو چند بیویاں دی جائینگی مگر ایک عورت کو چند مرد نہیں کہ یہ بے حیائی ہے۔ اللہ تعالیٰ بے حیائی کو پسند نہیں فرماتا۔

بیویوں کی باری مقرر کرنا:

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے دو بیویاں ہوں اور دونوں میں عدل (انصاف) نہ کرے تو وہ قیامت کے دن اس حالت میں حاضر ہوگا کہ اس کا آدھا دھڑ بیکار ہوگا۔ (ترمذی) (جیسا کہ فالج والے کا حال ہوتا ہے جس کی دو یا تین یا چار بیویاں ہوں اس پر عدل وانصاف فرض ہے۔ یعنی جو چیزیں اختیاری ہوں ان میں سب عورتوں کا برابر خیال رکھے اور ہر ایک کا پورا حق ادا کرے۔ کپڑا، روٹی، خرچہ اور رہنے سہنے میں کسی کے ساتھ کچھ کمی نہ کرے اور جو بات اس کے اختیار کی نہیں اس میں مجبور ومعذور (Excused) ہے۔ جیسے ایک کی زیادہ محبت ہے دوسری کی کم یو ہیں جماع (صحبت) سب کے ساتھ برابر ہونا بھی ضروری نہیں۔ (بہارِشریعت)

باری میں رات کا اعتبار ہے لہذا ایک کی رات میں دوسری کے یہاں بلاضرورت نہیں جا سکتا۔ دن میں کسی کام اور ضرورت کے لئے جا سکتا ہے۔

اور دوسری بیمار ہوتو اس کے پوچھنے کو رات میں بھی جا سکتا ہے اور سخت بیماری ہے تو

اس کے ہاں رہ بھی سکتا ہے یعنی جب اس کے یہاں کوئی ایسا نہ ہو جس سے اس کا جی بہلے اور تیمارداری کرے۔ ایک کی باری میں دوسری سے دن میں بھی جماع (صحبت) نہیں کرسکتا۔ (بہارِشریعت) یہ اختیار شوہر کو ہے کہ ایک ایک دن کی باری مقرر کرے یا تین تین دن کی بلکہ ایک ایک ہفتہ کی بھی مقرر کرسکتا ہے۔ (بہارِشریعت) سفر کو جانے میں باری نہیں بلکہ شوہر کو اختیار ہے جسے چاہے اپنے ساتھ لے جائے لیکن بہتر یہ ہے کہ قرعہ ڈالے (Draw) جس کے نام کا قرعہ (Draw) نکلے اُسے لے جائے اور سفر سے واپسی کے بعد اور عورتوں کو یہ حق نہیں کہ اس کا مطالبہ کریں کہ جتنے دن سفر میں رہا اتنے ہی دنوں ان سب کے پاس بھی رہے بلکہ اب سے باری مقرر ہوگی۔ سفر سے مراد پندرہ دن سے کم مدت ہے۔ عورت کو اختیار ہے کہ اپنی باری سوت کو (Gift) ہبہ کردے۔

وطی (جماع)، بوسہ اور ہر قسم کا فائدہ سب عورتوں کے ساتھ یکساں کرنا مستحب ہے واجب نہیں۔ (بہارِشریعت)

جس کی چند بیویاں ہوں اس پر اُن میں شرعی عدل انصاف کرنا اہم ہے۔ اگر اس انصاف میں کوتاہی کرے گا تو سخت سزا کا مستحق ہوگا۔

حضرت جابر ابنِ عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری دو بیویاں ہیں تو میں ان میں یہاں تک انصاف کرتا ہوں کہ بوس و کنار میں بھی برابری کرتا ہوں کہ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ حضرات اپنی بیویوں میں عطر و خوشبو تک میں برابری کرتے تھے کہ ہر ایک کو برابر عطر دیتے۔ حضرت ابنِ سیرین فرماتے ہیں کہ جس کی دو بیویاں ہوں وہ ایک کی باری کی شب دوسری کے گھر وضو بھی نہ کرے۔ (روح المعانی)

پردیس میں رہنے والوں کے اگر دو بیویاں ہوں تو وہاں باری باری سے ہر ایک کو رکھے۔ مثلاً چھ ماہ ایک کو ساتھ رکھے اور چھ ماہ دوسری کو۔ (تفسیر خازن)

صحبت (ملاپ) عورت کا حق ہے:

ایک ہی بیوی ہے مگر مرد اس کے پاس نہیں رہتا بلکہ نماز روزہ میں لگا رہتا ہے تو عورت شوہر سے مطالبہ کرسکتی ہے اور مرد کو حکم دیا جائے گا کہ عورت کے پاس بھی رہا کرے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقّاً تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے۔ روزمرّہ شب بیداری اور روزے رکھنے میں اس کا حق تلف ہوتا ہے۔ عورتوں کی حق تلفی سے معاشرتی، سماجی اور اخلاقی برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔

عورت کے پاس رہنے کی کیا میعاد ہے اس کے بارے میں ایک روایت یہ ہے کہ چار دن میں ایک دن عورت کے لئے اور تین دن عبادت کے لئے اور صحیح یہ ہے کہ مرد کو حکم دیا جائے گا کہ عورت کا بھی خیال رکھے اس کے لئے بھی کچھ وقت دے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: جو شخص اپنی جوان عورت سے بلا عذر چالیس روز جُدا رہے، جماع نہ کرے، وہ گناہگار ہوگا۔ یعنی اتنی مدت بیوی سے دُور رہنا ممنوع کہ جس میں اُسے پریشان نظری و پریشان خاطری ہوتی ہے (اسوۂ حسنہ)

عورت کا سب سے بڑا اور سب سے بڑھ کر یہ حق ہے کہ اس کا شوہر اس کے بستر کا حق ادا کرتا رہے۔ شریعت میں اس کی کوئی حد مقرر نہیں ہے مگر کم سے کم اس قدر تو ہونا ہی چاہئے کہ عورت کی خواہش پوری Fulfilled ہو جایا کرے اور اِدھر اُدھر تاک جھانک نہ کرے۔ جو مرد شادی کر کے بیویوں سے الگ تھلگ رہتے ہیں اور عورت کے ساتھ اس کے بستر کا حق نہیں ادا کرتے وہ حق العباد یعنی بیوی کے حق میں گرفتار اور بہت بڑے گناہ گار ہیں۔ اگر خدا نہ کرے کوئی شوہر اپنی کسی مجبوری سے اپنی عورت کے اس حق کو نہ ادا کر سکے تو اس شوہر پر لازم ہے کہ عورت سے اس کے اس حق کو معاف کرائے اور اس عورت کی زندگی و جوانی برباد کرنے کے بجائے بہتر یہ ہے کہ خوش اسلوبی سے حسن سلوک کا مظاہرہ کرتے ہوئے عورت کو طلاق دے دیں تاکہ وہ خوشگوار ازدواجی زندگی گذار سکے۔

بیوی کے اس حق کی کتنی اہمیت ہے اس بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے دورخلافت کا ایک واقعہ بڑا عبرت انگیز اورانتہائی نصیحت آمیز ہے روایت ہے کہ امیر المومنین رات کو رعایا کی خبر گیری کے لئے شہر مدینہ منورہ کی گلیوں میں گشت کرر ہے تھے اچانک ایک مکان سے دردناک اشعار پڑھنے کی آواز کان میں آئی۔ یہ ایک عورت تھی جو اپنے شوہر کے فراق اور لمبی جدائی کے بارے میں دردناک اور رقت انگیز اشعار گا رہی تھی آپ غور سے ان اشعار کو سنتے رہے اور بیحد متاثر ہوئے۔صبح کو جب آپ نے تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ اس عورت کا شوہر جہاد کے سلسلے میں عرصہ دراز سے باہر گیا ہوا ہے اور یہ عورت اس کو یاد کر کے رنج وغم میں اکثر یہ اشعار پڑھتی رہتی ہے۔ امیرالمومنین کے دل پر اس کا اتنا گہرا اور شدید اثر پڑا کہ آپ نے تمام سپہ سالاروں کو یہ فرمان لکھ بھیجا کہ کوئی شادی شدہ فوجی چار مہینے سے زیادہ اپنی بیوی سے جدا نہ رہے۔آج کا دور بہت ہی پرفتن ہے۔نفس کی خواہشات اور شہوت کو ابھارنے والی فلمیں ڈرامے اور کتابیں پھیل چکی ہیں۔ ٹی وی، وی سی آر اور ڈش کی وجہ سے اخلاقی، سماجی ومعاشرتی برائیاں پھیل رہی ہیں۔ گندے مناظر اور عریاں نظارے گھر کی چاردیواری میں بیٹھ کر دیکھے جارہے ہیں۔

گھر سے بے رخی کیا تباہی مچارہی ہے۔ بیوی کے بستر کا حق ادا کرنا وہ کارنامہ ہے کہ اس سے بڑھ کر عورت کے دل کو لبھانے اور اس کو مسخر اور قابو میں لانے کے لئے کوئی سلوک اور برتاؤ نہیں ہوسکتا۔اسی کی بدولت عورت مطیع وفرماں بردار ہوکر محبت وپیار میں شوہر پر اپنی جان قربان کرنے پر تیار رہتی ہے۔ عورت کو دن بھر کھانا نہ ملے، کپڑے نہ ملیں اور شوہر کی بدمزاجی اور بد کلامی سے دن بھر کڑھتی اور گھٹتی رہے مگر شوہر رات میں اس کے ساتھ پوری قوت کے ساتھ بھر پور صحبت کرے کہ عورت سیراب ہوجائے تو عورت اپنے سارے صدمات کو بھول جائے گی اور خوش ہوکر اپنے شوہر کے قدموں کے نیچے جوش محبت میں اپنی آنکھیں بچھانے لگے گی اور جی جان سے اپنے شوہر پر قربان ہونے لگے گی۔مگر ظاہر ہے کہ مرد کو یہ کارنامہ انجام دینے کے لئے قوت مردمی کی ضرورت ہے۔لہٰذا اس انمول طاقت اور بیش بہا قوت کا تحفظ اور بقا ضروری ہے۔

متبنیٰ (Adoption) کے مسائل

عرب میں دیگر لغو رسموں کے علاوہ یہ بیہودہ رسم بھی تھی کہ جب کوئی شخص کسی کو اپنا متبنیٰ بنا لیتا تو اُسے وہی حقوق حاصل ہو جاتے جو حقیقی فرزند کو حاصل ہوتے ہیں۔ وہ متبنیٰ بنانے والے کے مرنے کے بعد اس کا وارث ہوتا۔ اس کی زوجہ کی بھی وہی حیثیت ہوتی جو سگے بیٹے کی بیوی کی ہو۔ وہ اجنبی لڑکا اس قبیلہ کا فرد شمار ہونے لگتا۔ اس طرح اس رسم کے باعث طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہو رہی تھیں۔ نسب میں خلط ہو رہا تھا۔ بیٹا وہ کسی کا ہوتا لیکن متبنیٰ بننے سے اپنے خاندان سے کٹ جاتا اور دوسرے خاندان کا فرد شمار ہوتا۔ اگر کسی کی حقیقی اولاد نہ ہوتو اس کے دوسرے قریبی رشتہ دار اس کے مال متروکہ کے حقدار بنتے ہیں لیکن متبنیٰ ہونے کی صورت میں یہ اجنبی بچہ ان کے سارے حقوق کو غصب کر لیتا اور خونی اور نسبی قرابت رکھنے والے قریبی رشتہ دار بھائی بھتیجے محروم کر دیئے جاتے جو صریح ظلم تھا۔ پھر ایسے متبنی کی بہو کے ساتھ اگر بعینہ وہی سلوک کیا جائے تو حرمت مصاہرت کا دائرہ بہت وسیع ہو جاتا ہے۔ متبنی بنانے والے پر اس کے متبنی کی بیوی حرام' اس کی بیوی کی ماں حرام' اگر کوئی اس کی بیٹی ہو تو وہ حرام۔ یہ عورتیں جن سے نکاح حلال ہے ان سے اس رسم کے باعث نکاح حرام ہو جاتا تھا۔ اس جاہلانہ رسم سے طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہو رہی تھیں اور معاشرہ گوناگوں مشکلات میں مبتلا تھا لیکن سماج کے اس رواج کی اصلاح کرنے کی ہمت کسی میں نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر رحم فرماتے ہوئے جب حضور اکرم ﷺ کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا تو حضور نے ان تمام رسوم و رواج کو ختم کر دیا۔ اگر حضور ﷺ سوسائٹی کے دباؤ کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایسا جرأت مندانہ اقدام نہ فرماتے تو اور کون اصلاح کرتا۔ اگر یہ موقع بھی ہاتھ سے نکل جاتا تو قیامت تک ان محرومیوں کا سلسلہ جاری رہتا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صحتِ نسب قائم رکھنے کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ عہدِ جاہلیت میں لے پالک بیٹے اپنے اصل باپ کی بجائے پالنے والے باپ کی نسبت کئے

جاتے تھے یہ خلاف واقع نسبتیں دینِ فطرت کے یکسر خلاف تھیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اعلانِ نبوت سے قبل زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو آزاد فرما کر اپنا بیٹا (متبنّٰی Adopted) بنا لیا اور لوگوں میں زید بن محمد ﷺ کے نام سے مشہور ہو گئے۔ سورۃ الاحزاب کے آغاز میں حکم دیا کہ متبنّٰی تمہارا حقیقی بیٹا نہیں۔ یوں ہی صرف زبان ہلا دینے سے کسی کا بیٹا، اپنا بیٹا نہیں بن سکتا۔ اس لئے نہ اُن کو اپنا بیٹا سمجھو، نہ زبان سے اُن کی فرزندی کی نسبت اپنی طرف کرو۔ اس ارشاد پر عمل کی ابتداء بھی ذاتِ رسالت مآب ﷺ سے ہوئی۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہیں زید بن محمد ﷺ کہہ کر پکارا جاتا تھا اب پھر اپنے حقیقی باپ کی طرف منسوب ہو کر زید بن حارثہ کہے جانے لگے۔

﴿**وَمَا جَعَلَ اَدۡعِيَآءَ کُمۡ اَبۡنَآءَ کُمۡ ذٰلِکَ قَوۡلُکُمۡ بِاَفۡوَاهِکُمۡ**﴾ (الاحزاب) اور تمہارے لے پالکوں (متبنّٰی Adopted) کو تمہارے بیٹے نہیں بنایا، یہ تمہارے اپنے منہ کی بات ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا نکاح جب سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہو گیا تو مخالفوں نے کہا کہ محمد (ﷺ) نے بیٹوں کی بیویوں سے نکاح حرام کر دیا مگر خود اپنے بیٹے زید کی بیوی سے طلاق کے بعد نکاح کر لیا ۔۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ﴿**مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ**﴾ (احزاب/۵) محمد (ﷺ) تمہارے مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ لیکن اللہ کے پیغمبر اور خاتم النبین ہیں۔

حضور ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں، جب باپ نہیں ہیں تو زید بٹیا کیسے بن گیا۔ وہ تو اپنے باپ حارثہ کا بیٹا ہے۔

اسلام نے جہاں اور بہت سی معاشرتی بُرائیاں دور کیں، صحت نسب کا پاس رکھنا اور غلط نسبت سے بچنا بھی دینِ فطرت کے لئے ضروری ٹھہرایا اور یہ صحیح ہے کہ صحت مند فکر کسی دوسرے باپ کی طرف منسوب ہونے میں کوئی عزت محسوس نہیں کرتی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا ہے: ﴿**اُدۡعُوۡهُمۡ لِاٰبَآءِ هِمۡ اَقۡسَطُ عِنۡدَ اللّٰهِ**﴾ (الاحزاب) بلاؤ لے پالکوں کو اُن کے باپوں کی طرف نسبت کر کے، یہی انصاف ہے اللہ کے ہاں۔

یہ حکم اس لئے ہے کہ نسبی تعلقات اور اُن کے احکام میں کسی پہلو سے شک وشبہہ واقع نہ ہونے پائے۔ حق یہ ہے کہ انہیں اُن کے باپوں کے نام سے ہی پُکارو۔ یہ صرف مَردوں کے لئے ہی نہیں کہ اُن کا نسب مشتبہ نہ رہے عورتوں کے بارے میں بھی یہی حکم ہے کہ انہیں اصل باپ کی بجائے کسی اور باپ کی طرف نسبت نہ کرو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **من ادعیٰ الی غیر ابیہ وھو یعلم انہ غیر ابیہ فالجنۃ علیہ حرام** (سنن ابی داؤد) **من ادعیٰ الی غیر ابیہ واتتمیٰ الیٰ غیر موالیہ فعلیہ لعنۃ اللہ المتتابعہ الیٰ یوم القیٰمۃ** (ابوداؤد) جس نے اپنے باپ کے سوا کسی اور نسل کو منسوب کرنا چاہا اور اُسے پتہ ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں تو وہ جنت میں کبھی نہ جائے گا۔

صلہ رحمی اسلام کی اساسی تعلیم ہے اس پر عمل تب ہی ہوسکتا ہے کہ لوگ رشتہ داری میں ایک دوسرے کو پہچانیں۔ پس نسب کا ضروری علم سیکھنا ٹھہرا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا : **تعلموا من انسابکم ماتصلون بہ ارحامکم فان صلۃ الرحم محبہ فی الاھل مثرات فی المال ومنسأۃ فی الاثر** (جامع ترمذی) اپنے نسب کو جانو کہ تم اپنے رشتہ داروں میں صلہ رحمی قائم رکھ سکے۔ صلہ رحمی اپنے لوگوں میں محبت کا سبب ہے مال میں ثروت ہے اور اثر میں دیرپا ہے۔

ویڈیو اور ٹی وی کا شرعی استعمال

تاجدارِ اہلسنت حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی نے سائنسی تحقیقات اور ایجادات کو شرعی طریقے پر استعمال کرنے کا سلیقہ' طریقہ بتایا اور مشروط طور پر جواز کی صورتیں پیدا فرما کر اُمت مسلمہ کی رہنمائی فرمائی۔

'' ویڈیو اور ٹی وی کے استعمال کرنے کا معاملہ بالکل گراموفون' ٹیپ ریکارڈ اور آئینوں کے استعمال کرنے کے معاملے کی طرح ہے جس طرح بالاتفاق گراموفون و ٹیپ ریکارڈ سے ہر وہ بات سنی جاسکتی ہے جس کا سننا ان کے بغیر بھی جائز ہے اور جس طرح آئینے کے اندر ہر اُن چیزوں کو دیکھا جاسکتا ہے جس کا دیکھنا آئینے کے باہر بھی جائز ہے بالکل اسی طرح ویڈیو اور ٹی وی کے ذریعے ہر اس چیز کو دیکھا اور سنا جاسکتا ہے جس کا دیکھنا اور سننا اس کے بغیر بھی جائز ہو۔ رہ گئے وہ امور جن کا دیکھنا اور سننا ناجائز و حرام ہے چونکہ فلم میں جامد و غیر متحرک تصاویر ہی بنیاد ہیں اس لئے ان کو دیکھنے اور سننے کے تعلق سے جائز و ناجائز کا مذکورہ بالا فرق نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں اگر بالفرض کوئی ایسی فلم تیار کی جائے جس میں ایک بھی جاندار کی تصویر نہ ہو اور وہ حرام و ناجائز نغمات و حرکات سے ملوث نہ ہو تو اس کو بھی دیکھنے میں بالاتفاق کوئی مضائقہ نہیں۔ بیاہ شادی کے موقع کے وہ جائز مناظر جن کو دیکھنے اور سننے میں شرعاً کوئی مضائقہ نہ ہو تو ویڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ بھی دیکھے اور سنے جاسکتے ہیں ...... اس صورت میں اس بات کی احتیاط ضروری ہے کہ آج کل شادی بیاہ میں بے پردگی اور بے حجابی کے سبب عورتیں ہر پروگرام میں پیش پیش نظر آتی ہیں اور گاتی بجاتی ہیں۔ ویڈیو کو ان مناظر سے بچایا جائے۔ اس لئے کہ جس طرح نامحرموں کے سامنے ان کا آنا اور نامحرموں کا اُن کو دیکھنا اور اُن کا گانا سننا حرام و ناجائز ہے اسی طرح ٹی وی پر بھی اُن کو دیکھنے اور اُن کے گانے بجانے سننے کا یہی حکم رہے گا۔

علمائے کرام کی تقاریر نیز دینی و مذہبی پروگرام کی نشر و اشاعت کے لئے ویڈیو کا

استعمال بالکل جائز ہے بلکہ جن علاقوں میں کوئی گھر ٹی وی سے خالی نہ ہو اور لوگ غیر شرعی پروگرام دیکھ دیکھ کر اپنے اخلاق و کردار کو خراب کر رہے ہوں' نیز ان کے بچے بھی دیکھا دیکھی اسی روش پر چل رہے ہوں' نہایت مناسب عمل ہوگا اگر ویڈیو کے ذریعہ خالص دینی' مذہبی' علمی' اخلاقی پروگراموں کو گھر گھر پہنچا کر اُن کے افکار و نظریات کی اصلاح اور اعمال و افعال کی درستگی کی راہ نکالی جائے اور اس کے ذریعہ تبلیغ و ہدایت اور تعلیم و اصلاح کا کام انجام دیا جائے۔

اسی طرح اگر ایک طرف لوگوں کو ٹی وی کے صحیح استعمال سے روشناس کرایا جاسکتا ہے تو دوسری طرف عظیم تعمیری کام بھی انجام دیئے جاسکتے ہیں اور وہ بھی حدود شرع میں رہ کر ''

بحرالعلوم حضرت علامہ سید شاہ حبیب اللہ قادری رشید پاشاہ فرماتے ہیں: 'بہر حال ان جدید ایجادات کو ناجائز و حرام نہیں کہا جاسکتا۔ اور ان کے استعمال سے بالکلیہ نہیں روکا جاسکتا۔ اور نہ صحیح استعمال کو ممنوع قرار دیا جاسکتا ہے۔ اصولی طور پر فرضیت یا حرمت کے ثبوت کے لئے دلیل قطعی درکار ہے اور جس طرح ایک حرام کو حلال قرار دینا اتنی اہمیت رکھتا ہے کہ کفر کی حد کو پہنچا دیتا ہے اسی طرح ایک حلال کو حرام قرار دینا بھی اتنی ہی اہمیت کا حامل ہے'

حضرت علامہ جلال الدین حسامی کامل فرماتے ہیں : 'اور جیسے ریڈیو سے صرف خبریں یا قرأت یا اصلاحی اور جائز تقاریر سن لینا بُرا نہیں' ویسے ہی ٹی وی اور ویڈیو سے بھی ایسی چیزیں اور غیر ممنوع مناظر دیکھ لینا جائز پایا جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ ٹی وی کو بھی مشروط طور پر دیکھنا اسی طرح جائز ہے جس طرح مشروط طور پر دو یا تین یا چار بیویوں کو وقت واحد میں رکھنا جائز ہے' (روزنامہ سیاست (حیدرآباد) ۱۲/ جون ۱۹۸۵ء)

مولانا مفتی مطیع الرحمٰن مضطر رضوی فرماتے ہیں: ' جو چینل دینی تعلیمات پر مبنی پروگرام نشر کرتا ہے' ٹی وی پر اُس کے اِس دینی تعلیمات پر مبنی پروگرام کو دیکھنا' سننا اور اُس سے اسلامی تعلیمات حاصل کرنا موجودہ حالات میں نہ صرف جائز بلکہ نہایت مستحسن ہے۔
(ماہنامہ جامِ نور ڈسمبر ۲۰۰۴ء)

خیال رہے کہ جن امور پر شریعت نے عام حالت میں بھی مسلمان کو پابند کر رکھا ہے ویڈیو اور ٹی وی پر بھی وہ پابندی برقرار رہے گی یعنی مرد وزَن کا خوشی وغمی، شادی و ماتم، سفر وحضر، اسکول وکالج اور مزار و بازار میں میل جول، اور اختلاط پر ہر حالت میں پابندی ہوگی جس طرح غیر محرم کو عام حالت میں عورت سے تفریح وغیرہ جائز نہیں، اسی طرح ویڈیو کا وی سی آر کے ذریعہ ٹی وی پر دیکھنا بھی درست نہیں، یوں عمومی حالت میں ٹی وی پر خلافِ شریعت افعال کی تائید وتوثیق نہیں کی جاسکتی۔

QTV عصرِ حاضر میں اسلام اور سنیت کی عظیم خدمات انجام دے رہا ہے۔ اخلاقی، روحانی و دینی اساس پر پروگرام پیش کر رہا ہے اب لوگ اپنے ٹی وی کے ذریعہ علمائے کرام کے بیانات، شرعی مسائل اور دین ودنیا کی بھلائی کے موضوعات پرسُن رہے ہیں۔ ذہن وفکر، دل ودماغ میں اسلامی واخلاقی اقدار کے لازوال نقوش بھی اُبھر رہے ہیں۔ بہت سے اکابرین اہلسنت باضابطہ QTV پروگراموں میں آتے ہیں اور اہلسنت سواد اعظم کی باقاعدہ نمائندگی کا حق ادا کرتے ہیں۔

ٹی وی کا رُخ کلیسا کی بجائے بیت اللہ کی طرف، گرجا کی بجائے گنبدِ خضرا کی جانب کر دیا جائے۔ ٹی وی پر قرآنِ کریم، احادیث، مسائل دینیہ، مقالات اسلامیہ اور مضامینِ سیرت مصطفٰے ﷺ کا نظارہ کریں۔ منٰی، عرفات ومزدلفہ صفاومروہ، حجر اسود کے گرد پروانہ وار مسلمانانِ عالم کی اندازِ عاشقانہ سے متاثر ہوں وہ مساجد سے عظمت اسلام کی گواہی دیں، مزاراتِ اولیاء کی ٹی وی اسکرین پر زیارت سے شادکام ہوں۔ علماء کرام ومشائخ عظام کی ایمان افروز، روح پرور تقاریر سے مستفیض ہوں، ثنا خوانِ حبیب ﷺ کی نعتوں سے اپنے دامنِ معصیت کو پاک کریں۔ صلوٰۃ وسلام اور ذکر واذکار سے اپنے قلوب کو منور کریں۔

پَردے کے احکام

'HIJAB' CONCEALING

پَردہ کیا ہے:

پَردہ عِفت اور پاک دامنی کا ذریعہ ہے۔

پردہ دل کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔

پَردہ حفاظت کا ذریعہ ہے۔

پَردہ تقویٰ حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

پَردہ ایمان کی علامت ہے۔

پَردہ حیاء کی علامت ہے۔

پَردہ غیرت کی علامت ہے۔

بے پَردگی کیا ہے:

بے پَردگی موجب لعنت ہے۔

بے پَردگی ہولناک تباہی ہے۔

بے پَردگی جہنمی عورتوں کی نشانی ہے۔

بے پَردگی قیامت کے روز روسیاہ کرے گی۔

بے پَردگی نفاق کی علامت ہے۔

بے پَردگی رسوائی کا ذریعہ ہے۔

بے پَردگی گناہ کی جڑ ہے۔

بے پَر دگی شیطانی طریقہ ہے۔
بے پَر دگی یہودیوں کا طریقہ ہے۔
بے پَر دگی زمانہ جاہلیت کی گندگی ہے۔
بے پَر دگی انحطاط اور پس ماندگی کا ذریعہ ہے۔
بے پَر دگی عظیم فتنے کا دروازہ ہے۔

عورتوں کے لئے پردہ بہت ضروری چیز ہے اور بے پردگی بہت ہی نقصان دہ ہے۔ سب مسلمان جانتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی مقدس ازواج پاک مسلمانوں کی مائیں ہیں ۔۔ ایسی مائیں کہ تمام جہاں کی مائیں اُن کے قدم پاک پر قربان ۔اگر امہات المؤمنین مسلمانوں سے پردہ نہ کرتیں تو ظاہراً کوئی حرج نہیں تھا' کیونکہ اولاد سے پردہ کیسا؟ مگر قرآن کریم نے ان پاک بیویوں سے خطاب کرکے فرمایا ﴿وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرَّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی﴾ (الاحزاب/۳۳) تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور اپنی آرائش کی نمائش نہ کرو جیسے سابق دور جاہلیت میں رواج تھا۔

امہات المومنین کو اپنے گھروں میں سکون و وقار سے ٹھہرنے کا حکم دیا جارہا ہے اور بلاضرورت گھروں سے نکلنے کی ممانعت فرمائی جارہی ہے اور زمانہ جاہلیت میں عورتیں جس طرح بن ٹھن کر بازاروں میں بے حجاب پھرا کرتی تھیں اور اپنے حُسن و جمال کی نمائش کیا کرتی تھیں اس سے سختی سے روکا جارہا ہے۔ اگرچہ یہاں خطاب صرف ازواج الرسول سے ہے لیکن اُمت کی ساری خواتین کے لئے یہی حکم ہے۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں نازو ادا سے مٹکتی اور لچکتی ہوئی سرِ بازار ٹہلا کرتی تھیں اس سے باز رہنے کا حکم دیا جارہا ہے۔

اس آیت میں ازواج مطہرات سے کلام تھا' اب مسلمانوں کو حکم ہورہا ہے۔
﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ (الاحزاب/۵۳) یعنی اے مسلمانو ! جب تم نبی کریم ﷺ کی بیویوں سے کوئی استعمالی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔

دیکھوازواج مطہرات کواپنے گھروں میں ٹھہرنے کے لئے فرمایا گیااوراب یہاں مسلمانوں کوادب سکھایا جارہا ہے کہ تمہیں حضور ﷺ کے اہلِ خانہ سے کوئی چیز مانگنی ہوتو پردے کے پیچھے کھڑے ہوکر مانگو' اندرگھس آنے کی قطعاً اجازت نہیں' یہ طریقہ کار تمہارے لئے اور امہات المومنین کے لئے قلب کی پاکیزگی کا باعث ہے۔ یہاں اس تساہل کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے کہ کبھی اُستاد کی اہلِ خانہ اپنے شاگردوں سے پردہ کرنا ضروری نہیں سمجھتیں۔ اس آیت سے تنبیہ فرمادی کہ جب مسلمانوں کوازواجِ طاہرات کے ہاں گھس آنے کی اجازت نہیں تو اورکون ہے جواس رخصت کا مستحق ہو۔ شیطان کسی وقت بھی دل میں فاسد خیال پیدا کرسکتا ہے۔ پردے کا حکم جوتمہیں دیا گیا ہےاس میں ہرگز تساہل نہ کرو بلکہ سختی سے اس پرعمل کرو۔

پردہ کا حکم انسدادِفحش کے لئے ہے۔ عورت کا پردہ بلاشبہ ایک شرعی اور دینی امر ہے اور یہ ایک ایسی مہلک اور خطرناک علت سے بچانے کی تدبیر کے طور پر رکھا گیا ہے جو انسانیت' انسانی فرداورانسانی سوسائٹی سب ہی کے لئے سمّ قاتل ہےاوراس کے متعدی اثرات سے کسی بھی وقت قوم کی قوم تباہی وبربادی کے کنارے لگ سکتی ہیں۔ اس مہلک علّت کوقرآنِ مجید نےفحش سےتعبیرکیا ہےجس کا دوسرانام بےحیائی' بےغیرتی' عریانی اور سیہ کاری ہےاور بلاشبہ اقوام کے لئے ہلاکت وبربادی کا پیش خیمہ ہے۔

اسلام کےنزدیک عفت وعصمت کی جوقدرومنزلت ہےاس کے پیش نظر یہ احکام صادرفرمائے جارہے ہیں۔ان راستوں کوہی بندکیا جارہا ہےاُن اسباب کا ہی قلع قمع کیا جارہا ہے جن کے ذریعہ اس متاعِ گرانمایہ کے لُٹنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔کوئی زیورقیمتی جواہرات رکھ کراپنے گھرکے دروازے چوروں کے لئے نہیں کھولتا' جولوگ اس زعم باطل میں مبتلا ہیں کہ ان کے گھروں کی خواتین' ان کی بچیاں' بہنیں پختہ کردارکی مالک ہیں' وہ اگرچہ قیمتی اور بھڑکیلے ملبوسات پہن کر بے پردہ گھومتی رہیں تو اُن کی عزت وآبرو پرکوئی آنچ نہیں آسکتی۔ انہیں ہم نرم سے نرم الفاظ میں' بھولا' کہہ سکتے ہیں اوراُن کا یہ بھولا پن

انہیں ایک روز ایسے گڑھے میں پھینک دے گا جس سے نکلنے کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ فطرتِ انسانی کے حیوانی تقاضوں کی شدت سے ان کی دانستہ چشم پوشی انہیں ایسے بھیانک نتائج سے دوچار کردے گی کہ اُن کا قلبی سکون برباد اور ذہنی توازن بگڑ کر رہ جائے گا۔ اُس وقت وہ پچھتائیں گے جب چڑیاں کھیت چُگ گئی ہوں گی۔ اس وقت وہ روئیں گے لیکن اُن کو اپنے درد کا درماں نہیں ملے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَايُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (النور/۳۱)

آپ مسلمان عورتوں کو حکم دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں (مردوں کی نگاہ عورتوں سے اور عورتوں کی نگاہ مردوں سے علحدہ رہے۔ Men and woman not allowed (to look each other) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں (اپنی عصمتوں (Sexual Parts) کی حفاظت کریں۔ ہر اس چیز سے حفاظت کی جائے جو اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہے اس میں بدکاری' مس کرنا اور دیکھنا سب داخل ہیں۔۔ بدنظری، عاشقانہ افسانے اور ڈرامے Comic بے حیائی کے مناظر دکھانے والی فلمیں ڈرامے، خیالات وجذبات میں ہیجان پیدا کرنے والے تصویروں Sexual Scene سے دوری اختیار کریں) اپنا بناؤ سنگھار وآرائش نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے (اجنبی وغیر مردوں پر اپنا سنگھار (Adornment)، میک اپ، خوشبو و پوڈر کی مہک نہ ظاہر کریں) دوپٹے واوڑھنیاں اپنے گریبانوں (سینوں) پر ڈالیں رہیں (چادر، برقع استعمال کریں) اپنا بناؤ

سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے ہم مذہب عورتوں پر (غیر مسلم عورتوں کے سامنے اپنی پوشیدہ زینت کی جگہوں کو کھولنا ممنوع ہے) یا اپنی باندیوں و کنیزوں پر یا اپنے ایسے نوکروں پر جو (عورت) کے خواہشمند نہ ہوں (شہوت والے مرد نہ ہوں، ان سے مراد وہ لوگ ہیں جن میں عورتوں کی خواہش نہیں ہوتی جیسے عنین، نامرد، خصی وغیرہ) یا وہ بچے جنھیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں (وہ بچے جو عورتوں کے خفیہ معاملات سے بے خبر ہوں۔ جب کوئی لڑکا اگرچہ وہ نابالغ بھی ہو ان معاملات سے آگاہ ہو جائے تو ان سے اجنبیوں والا سلوک کیا جائے گا) زمین پر زور سے پاؤں نہ ماریں جس سے انکا چھپا ہوا سنگھار معلوم ہو جائے۔ (ہر وہ آواز جو رغبت اور دلکشی کا باعث ہو ممنوع ہے یعنی ہر وہ چیز جو عورتوں کو نامحرموں کی توجہ کا مرکز بنا دے اس سے بھی منع کیا گیا ہے۔ بجنے والے زیور پازیب، گھنگرو، باجے دار جھانجن نہیں پہننا چاہئے، بھڑکیلے لباس پہن کر، یا تیز خوشبو لگا کر مجمع عام میں جانا بھی عورت کے لئے جائز نہیں) اور رجوع کرو اللہ تعالیٰ کی طرف سب کے سب اے ایمان والو! تا کہ تم (دونوں جہانوں میں) بامُراد ہو جاؤ۔ (یعنی بلا چوں و چرا احکام الٰہی اور ارشاداتِ نبوی کی تعمیل کے لئے جھک جاؤ۔ اسی میں تمہارے دونوں جہانوں کی کامیابی ہے۔ آفتاب اسلام کے طلوع ہونے کے بعد اب اہلِ جاہلیت کے رسم و رواج کو اور اخلاق و عادات کو نہ چھوڑنا بڑی بے انصافی ہے۔ ۔ابن کثیر)

شریعت اسلامیہ فقط گناہوں سے نہیں روکتی اور اُن کے ارتکاب پر سزا نہیں دیتی بلکہ اُن تمام وسائل اور ذرائع پر پابندی عائد کرتی ہے اور انھیں ممنوع قرار دیتی ہے جو انسان کو گناہوں کے طرف لے جاتے ہیں تا کہ جب گناہوں کی طرف لے جانے والا راستہ ہی بند ہوگا تو گناہوں کا ارتکاب آسان نہیں ہوگا۔ طبیعت میں ہیجان پیدا کرنے والے اور جذباتِ شہوت کو مشتعل کرنے والے اسباب سے نہ روکنا اور ان کی کھُلی چھٹی دے دینا اور پھر یہ توقع رکھنا کہ ہم اپنے قانون کی قوت سے لوگوں کو بُرائی سے بچا لیں گے،

بڑی حماقت اور نادانی ہے۔ اگر کوئی نظام ان عوامل اور محرکات کا قلع وقمع نہیں کرتا جو انسان کو بدکاری کی طرف ڈھکیل کر لے جاتے ہیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ اس بُرائی کو بُرائی نہیں سمجھتا اور نہ اُس سے لوگوں کو بچانے کی مخلصانہ کوشش کرتا ہے۔ اس کی زبان پر جو کچھ ہے وہ اس کے دل کی صدا نہیں بلکہ محض ریاکاری اور طمع سازی ہے۔ کسی کو بہتے ہوئے دریا میں دھکاّ دے کر گرا دینا اور پھر اس کو یہ کہنا کہ خبردار اپنے دامن کو پانی کی موجوں سے گیلا نہ ہونے دینا بہت بُری زیادتی ہے۔

حضور بنی کریم ﷺ نے فرمایا: 'عورت ،عورت ہے یعنی چھپانے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو اُسے شیطان جھانک کر دیکھتا ہے۔ یعنی اسے دیکھنا شیطانی کام ہے ' (ترمذی شریف)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت اپنے رب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر میں مستور ہو (مسلم)

سیدۃ النساء خاتون جنت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے رات میں دفن کیا جائے اس لئے کہ اگر دن میں دفن کیا گیا تو کم از کم دفن کرنے والوں کو میرے جسم کا تو اندازہ ہو جائے گا' مجھے یہ بھی منظور نہیں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **ان المرأة عورت فاذا خرجت استشرفها الشيطان واقرب ما تكون بروجة ربها وهى قعر بيتها** یعنی عورت پردے کے اندر رہنے کے قابل چیز ہے جب وہ نکلتی ہے (مطلب گھر سے باہر قدم رکھتی ہے) تو شیطان اس کو تاکتا ہے (یعنی اس عورت کو مسلمانوں میں بُرائی پھیلانے کا ذریعہ ونشانہ بناتا ہے) اور عورت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قریب تر اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر میں رہے۔ (بیہقی واحیاء العلوم)

سورہ نور کا آغاز زناکاروں (Illegal Sexual Relationship) کی سزا کے ذکر سے ہوا۔ یہاں ان راستوں کو ہی بند کیا جا رہا ہے جو انسان کو اس جرم شنیع کی طرف

لے جاتے ہیں۔ بدکاری کا سب سے خطرناک راستہ نظر بازی ہے اس لئے سب سے پہلے اس کو بند کیا جارہا ہے۔ پچھلی آیت میں مردوں کو حکم دیا گیا کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھو اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ جب نگاہ کسی نامحرم کی طرف نہیں اُٹھے گی تو دل میں اس کی طرف کشش پیدا نہ ہوگی۔ جب کشش ہی نہ پیدا ہوگی تو بدفعلی کا ارتکاب ہی بعید از قیاس ہوگا۔ آیت میں آنکھوں کو مطلقاً بند رکھنے کا حکم نہیں دیا جارہا' بلکہ اس کی طرف آنکھ بھر کر دیکھنے سے روکا جارہا ہے جس کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بڑی سختی سے نامحرم کی طرف دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔ چند ارشادات نبوی ملاحظہ فرمایئے:

عن ابی أمامة يقول سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وآلهٖ وسلم اكفلوا لی بست اكفل لكم بالجنة اذا حدث احدكم فلا يكذب واذا أؤتمن فلا يخن واذا وعد فلا يخلف وغضوا ابصاركم وكفوا ايديكم واحفظوا فروجكم (ابن کثیر)

اگر تم میرے ساتھ ان چھ باتوں کا وعدہ کرو تو میں تمہارے لئے جنت کا ضامن ہوں:

۱- اگر تم میں سے کوئی بات کرے تو جھوٹ نہ بولے

۲- جب اسے امین بنایا جائے تو خیانت نہ کرے

۳- جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی نہ کرے

۴- اپنی نگاہوں کو نیچے رکھو

۵- اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو

٦- اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو

امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے: **من يكفل لی مابين لحييه وبين رجليه اكفل له الجنة** جو شخص مجھے دو باتوں کی ضمانت دے کہ جو اُس کے دونوں جبڑوں کے درمیان یعنی زبان اور جو اُس کے دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے تو میں اُسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

قال رسول الله صلی الله علیه وآلہٖ وسلم ان النظر سهم من سهام ابلیس مسموم من ترکه، فحافتی ابدلته ایماناً یجد حلاوتها فی قلبهٖ نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے جو اس کو میرے خوف سے ترک کرتا ہے میں اُسے ایمان کی نعمت بخشوں گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں پائے گا۔ حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر اچانک کسی اجنبیہ پر نظر پڑ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ **فامرنی ان اصرف بصری** حضور ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں اپنی نظر کو پھیر لوں۔ اچانک کسی نامحرم پر اگر نظر پڑ جائے تو وہ معاف ہے لیکن اگر دوبارہ دانستہ اس کی طرف دیکھے گا تو گہنگار ہوگا **فان لك الاولیٰ ولیس لك اللآخرة** یہ احادیث طیبہ تفسیر ابن کثیر سے منقول ہیں۔

حفظ فروج : ابوالعالیہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں جہاں بھی حفظ فروج کا حکم دیا گیا ہے اس سے مُراد زنا (Illegal Sexual Relationship) سے بچنا ہے لیکن یہاں اس سے مراد ستر پوشی ہے تاکہ ان پر نظر نہ پڑے۔ مرد کا ستر ناف سے گھٹنوں تک ہے اتنی جگہ کو اسے ننگا نہ ہونے دینا چاہئے اور اگر کوئی برہنہ ہو تو اس کی طرف دیکھنا نہ چاہیئے۔ تنہائی میں بھی بے پردہ ہونے کی اجازت نہیں۔ حضور ﷺ نے اپنے ایک صحابی کو فرمایا **احفظ عورتك الا من زوجتك او ماملكت یمینك** اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ **افرأیت اذا کان الرجل خالیاً** اگر انسان تنہا ہو تو پھر اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ فرمایا **فالله احق ان یستحیٰ منه** حضور ﷺ نے فرمایا اس وقت بھی ستر نہ کھولے۔ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے شرم کی جائے۔

نگاہوں کی حفاظت : نگاہیں نیچی رکھنے کی حکمت بیان فرمائی جا رہی ہے کہ اس طرح ہی تمہارا دامنِ عفت پاک رہ سکتا ہے۔ اگر نگاہیں ہوسناک ہوں۔ مرد وزن کا آزادانہ اختلاط ہو، خلوت میں نامحرموں کے ساتھ سلسلہ گفتگو بھی جاری رہے اور پھر انسان

یہ خیال کرے کہ وہ اپنے دامن کو داغدار نہیں ہونے دے گا تو یہ اس کی حماقت کی انتہا ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے اور بچیاں عفیف اور عصمت شعار رہیں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم انھیں قرآن کریم کی ان آیات کی تعلیم دیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے یہ حکیمانہ ارشادات از بر کرائیں تا کہ وہ ہلاکت کے اس گرداب کے نزدیک ہی نہ آنے پائیں۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں: **البصر هو الباب الاكبر الى القلب ... وبحسب ذالك كثر السقوط من جهته ووجب التحذير منه وغضه واجب عن جميع المحرمات وقل مايخشى الفقنة من اجله** نظر دل کی طرف کھلنے والا سب سے بڑا دروازہ ہے۔ نگاہ کی بے راہ روی کے باعث ہی اکثر لغزشیں ہوتی ہیں۔ اس لئے اس سے بچنا چاہئے اور تمام محرکات سے انھیں روکنا چاہئے۔

پہلے مردوں کو نگاہیں نیچی رکھنے اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا گیا اب مومن عورتوں کو ان آداب واحکام کی پابندی کا حکم فرمایا جا رہا ہے جن سے وہ اپنی ناموس اور آبرو کو محفوظ رکھ سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کو فرما رہا ہے کہ آپ مومن عورتوں کو حکم دیجئے کہ:

۱- وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھا کریں
۲- اپنے ستر کی جگہوں کی حفاظت کیا کریں
۳- اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں بجز اس کے جس کے ظاہر کئے بغیر چارہ نہیں
۴- اپنی اوڑھنیوں سے اپنے سینوں کو ڈھانپ لیا کریں
۵- زمین پر پاؤں اس طرح نہ ماریں جن سے ان کی مخفی زینت وآرائش ظاہر ہو
۶- درمیان میں ان لوگوں کا ذکر کر دیا گیا جن کے سامنے زینت کا اظہار ممنوع نہیں

یہ چھ ارشادات ربّانی ہیں جو اس ایک آیت میں ذکر کئے گئے ہیں۔ اب ذرا ان کا تفصیلی تذکرہ سماعت فرمائیے تا کہ وہ قواعد وضوابط آپ کے سامنے واضح ہو جائیں جن پر کاربند ہونا اسلامی معاشرہ کو پاکیزہ رکھنے کے لئے ہر مرد اور عورت پر لازمی ہے۔

عورتوں کو بھی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا جارہا ہے کہ وہ ان چیزوں کی طرف نظر اُٹھا کر نہ دیکھیں جن کی طرف دیکھنا ممنوع ہے۔

اس مسئلہ کو امام فخر الدین رازی نے خاص ترتیب سے لکھا ہے جس سے مسئلہ کے سارے گوشے واضح ہو جاتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں جسم کا وہ حصہ جس کو ظاہر کرنا یا جس کو دیکھنا ممنوع ہے چار طرح سے ہے

۱- مرد کے جسم کا وہ حصہ جو دوسرے مرد کو دیکھنا ممنوع ہے

۲- عورت کے جسم کا وہ حصہ جو دوسری عورت کو دیکھنا ممنوع ہے

۳- عورت کے جسم کا وہ حصہ جو مرد کو دیکھنا ممنوع ہے

۴- مرد کے جسم کا وہ حصہ جس کی طرف عورت کو دیکھنا جائز نہیں

(۱) مرد کے جسم کا وہ حصہ جس کی طرف دوسرا مرد نہیں دیکھ سکتا، ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے امام صاحب کے نزدیک گھٹنوں کو دیکھنا جائز نہیں اور ران کو دیکھنا بطریقہ اولیٰ ممنوع ہوگا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ران سے کپڑا سرک گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا **غطّ فخذك فانها من العورة** اپنی ران کو ڈھانپ لو کیونکہ یہ بھی ستر ہے۔ حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ارشاد فرمایا **لاتبرز فخذك ولا تنظر الیٰ فخذ حی ولا میت** اپنی رانوں کو ظاہر نہ کرو اور کسی مردہ یا زندہ کی ران کی طرف مت دیکھو۔

(۲) عورت کے جسم کا وہ حصہ جو کسی عورت کو دیکھنا بھی جائز نہیں وہ بھی یہی ہے یعنی ناف سے لے کر گھٹنوں تک نہیں دیکھ سکتی، باقی جسم کا دیکھنا جائز ہے لیکن اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو یہ بھی ممنوع ہے۔ غیر مسلم عورت، مسلمان عورت کے صرف اُن حصوں کو دیکھ سکتی ہے جو مرد دیکھ سکتے ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سالارِ لشکر کی طرف لکھا **انہ بلغنی ان نساء اهل الذمه يدخلن الحمامات مع نساء المسلمين فامنع من ذالك وحل دونه فانه لايجوز ان ترى الذمية عرية المسلمة** یعنی مجھے یہ

اطلاع ملی ہے کہ ذمی عورتیں مسلمان عورتوں کے ساتھ حمام میں جاتی ہیں اس سے روک دو کیونکہ کسی ذمیہ عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ مومن عورت کے ستر کو دیکھے ۔۔مسلمان عورت کے لئے یہ بھی حلال نہیں کہ کافرہ کے سامنے اپنا ستر کھولے۔(عالمگیری)

مسلمان عورت کا غیر مسلم عورت سے پردہ : اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ 'تم اپنے دین کی عورتوں کے علاوہ کسی دوسری عورت پر اپنا بناؤ سنگھار نہ ظاہر کرو'

اس سے پتہ چلا کہ مسلمان عورت کی شان اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسی پیاری ہے کہ اس کی زینت غیر مسلم عورتوں کے سامنے بھی نہ ظاہر ہو' پس مسلمان عورتوں کو کافرہ عورتوں سے بھی اسی طرح پردہ کرنا چاہئے کہ جس طرح مردوں کے ساتھ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ مسلمان عورتوں کے لئے یہ بات درست نہیں کہ انہیں یہودی یا نصرانی عورتیں دیکھیں تا کہ یہ عورتیں ان مسلمان عورتوں کا تذکرہ ان غیر مردوں کے سامنے نہ کرسکیں۔ (تفسیر قرطبی)

چونکہ عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ کسی عورت کو دیکھ کر اس کی خوبصورتی 'بدصورتی' کپڑے اور زیورات وغیرہ کا ذکر ضرور کرتی ہیں اس لئے منع فرما دیا گیا کہ کوئی غیر مسلمہ عورت بھی مسلمان عورت کو نہ دیکھے تا کہ اس کی پاکدامنی کی حفاظت رہے۔

مسئلہ: صالحہ نیک اور شریف عورت کو چاہئے کہ وہ اپنے کو بدکار فاحشہ (بے پردہ گھومنے، عورتوں اور محفلوں کی باتیں اِدھر اُدھر بیان کرنے والی عورتوں) سے بچائے اگرچہ وہ مسلمان ہوں۔ان کے سامنے دوپٹہ Veil وغیرہ نہ اتارے کیوں کہ وہ اُسے دیکھ کر دوسرے مردوں کے سامنے اس کی شکل وصورت کا ذکر کریں گے جس سے فتنہ پھیلنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ (عالمگیری)

(۳) عورت کے جسم کا وہ حصہ جو مرد کو دیکھنا ممنوع ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے امام موصوف لکھتے ہیں : وہ عورت اجنبی ہوگی' محرم ہوگی یا بیوی ہوگی۔ اگر وہ آزاد نامحرم

عورت ہے تو اس کا سارا بدن ہاتھ اور چہرہ کے سوا ستر ہے۔ کیونکہ وہ بیع وشراء اور لین دین کے وقت چہرہ اور ہاتھوں کو کھولنے پر مجبور ہوتی ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں چہرہ اور ہاتھوں کی طرف دیکھنے کی تین صورتیں ہیں:

(ا) چہرہ دیکھنے کی کوئی غرض نہ ہو، فتنہ کا اندیشہ بھی نہ ہو

(ب) دوسری صورت یہ ہے، دیکھنے کی غرض کوئی نہیں لیکن فتنہ کا اندیشہ ہے

(ج) تیسری صورت یہ ہے کہ غرض بھی ہے اور فتنہ کا اندیشہ بھی ہے

پہلی صورت میں اجنبیہ کی طرف بلا مقصد قصدوَ ارادہ سے دیکھنا جائز نہیں۔ اگر ایک دفعہ نگاہ پڑ جائے تو دوسری مرتبہ آنکھیں پھیر لے۔ نگاہیں نیچی کر لے۔ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو ایک مرتبہ جائز ہے اور بار بار دیکھنا منع ہے۔ **وقيل يجوز مرة واحدة اذا لم يكن محل فتنة وبه قال ابوحنيفة رحمة الله ولا يجوز ان يكرر النظر اليها ۔**

خیال رہے کہ چہرہ اور ہتھیلیاں دیکھنے کی اباحت اس وقت ہے جب کہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو ورنہ چہرہ اور ہتھیلی کو دیکھنا بھی حرام ہے۔ علامہ ابن حیّان الاندلسی لکھتے ہیں **قال ابن خويز منداد اذا كانت جميلة وخيف من وجهها وكفها الفتنة فعليها ستر ذالك** اور اگر عورت خوبُرو ہو، اور اس کے چہرے اور ہاتھوں کی طرف دیکھنا فتنے کا باعث ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کو ظاہر نہ کرے (بحرمحیط)

آج جبکہ لوگوں کی آنکھوں میں حیا نہیں رہی، ہر طرف آوارگی اور بیہودگی کا دور دورہ ہے ہر اس شخص پر جس کی نگاہوں میں عفت وعصمت کی کوئی قدر و قیمت ہے اُسے چاہئے کہ وہ اپنی جوان بہو بیٹیوں کو بے پردہ باہر نکلنے سے روکے اور انھیں نامحرموں کے سامنے بے تکلفی سے آنے کی اجازت نہ دے۔

عورت کے چہرے کا پردہ :

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ (الاحزاب/۵۹) اے نبی مکرم! آپ اپنی ازواج مطہرات' اپنی صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں کوحکم دیں کہ وہ (بضرورت شرعیہ گھر سے نکلتے وقت) اپنی چادروں کا کچھ حصہ اپنے (منہ) پرلٹکائے رہیں۔

اس آیت مبارکہ میں جو لفظ استعمال ہوا ہے جلابیب جمع ہے جلباب کی جس کے معنٰی بڑی چادر کے ہیں جو کہ دوپٹے کے اُوپراوڑھی جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جلباب اس لمبی چادر کو کہتے ہیں کہ جس میں عورت سر سے پیر تک مستور (چھپ) جائے جب عورتیں اپنے چہرے کا بھی پردہ کریں گی تو یہ پتہ چل جائے گا کہ یہ شریف زادیاں ہیں اس طرح لوگوں کو جرأت نہ ہوگی کہ کوئی ان کو چھیڑے یا ستائے' اگر عقلاً بھی اس بات کا جائزہ لیا جائے تو چہرے کو دیکھ کر ہی پسند یا ناپسند کا اعتبار ہوتا ہے۔ مثلاً جب لڑکی کا رشتہ لینے کے لئے جایا جاتا ہے تو چہرے کو دیکھ کر ہی پسند یا ناپسند کیا جاتا ہے۔ انسان کو جو چیز سب سے زیادہ متاثر کرتی ہے وہ چہرہ ہی ہے۔ جس طرح کتاب کی فہرست (Index) دیکھ کر کتاب کے مضمون کا اندازہ ہوتا ہے اسی طرح چہرے کو دیکھ کر شخصیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

ہماری صحابیات رضی اللہ عنہن چہرے کا بھی پردہ کیا کرتی تھیں۔ اس بات کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک بار ایک صحابیہ' حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایسے بیٹے کا حال دریافت کرنے آئیں جو کہ جنگ میں شہید ہو گئے تھے تو نقاب پہنی ہوئی تھیں۔

نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اُن کی اس استقامت پر تعجب کیا کہ نقاب پہن کر آپ اپنے بیٹے کا حال دریافت کرنے آئی ہیں ان صحابیہ نے فرمایا: میرا بیٹا مرا ہے میری حیاء نہیں مری' (ابوداؤد) پس اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح جسم کا پردہ ضروری ہے اسی طرح چہرے کا پردہ بھی ضروری ہے۔

ستر وحجاب کا فرق : بعض لوگ بے پردگی کے جواز کے لئے بطور حجت وہ روایات پیش کر دیتے ہیں جس میں عورت کے چہرہ اور ہاتھ پاؤں کو چھپانے سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے اور بزعم خود مطمئن ہو جاتے ہیں کہ انہوں نے شریعت کی رُو سے بے پردگی کے جواز کی حجت نکال لی' حالانکہ یہ ایک دھوکہ ہے جو اُن کی غلط معلومات کا نتیجہ ہے کیونکہ جن نصوص میں ہاتھ' پیر اور چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت دی گئی ہے وہ ستر کے متعلق ہیں' حجاب سے اُن کا کوئی تعلق نہیں اور جن روایات وآیات میں چہرہ اور ہاتھ پاؤں کے ڈھانپنے کا امر کیا گیا ہے' اس کا ستر سے کوئی تعلق نہیں۔ بہرحال ستر اور حجاب دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ ستر عورت کے ساتھ مخصوص نہیں' مرد کے لئے بھی ہے لیکن حجاب عورت کے ساتھ خاص ہے مرد سے اُس کا تعلق نہیں۔ چنانچہ مسئلہ ستر کے سلسلے میں عورت کا ستر گردن سے ٹخنہ اور گٹہ تک ہے جس کا ڈھانپے رکھنا ہر حال ضروری ہے گردن سے اُوپر یعنی چہرے اور ٹخنہ اور گٹے سے نیچے یعنی ہاتھ پاؤں اس سے مستثنیٰ ہیں جن کا ڈھانپنا بمدّ ستر ضروری نہیں ہے۔ جب تک کہ اُن کے ڈھانپنے کا کوئی دوسرا محرک پیدا نہ ہو۔

اسی طرح مرد کا ستر ناف سے گھٹنوں تک ہے جس کا چھپائے رکھنا بہرحال ضروری ہے۔ ناف سے اُوپر اور گھٹنوں سے نیچے کا حصہ ستر سے خارج ہے جس کا چھپانا بمدّ ستر ضروری نہیں۔

پس ستر کے مسئلہ میں عورت اور مرد کا ایک حکم ہے۔ فرق اگر ہے تو حدِّ ستر میں ہے لیکن حجاب کا حکم صرف عورت کے لئے ہے مرد کے لئے نہیں' کیونکہ ان دونوں میں نوعیت کا وہی فرق ہے جو مرد اور عورت میں ہے۔ ستر فی نفسہٖ ضروری ہے کیونکہ اعضاء خاصہ کا چھپایا جانا اپنی ذات سے لازمی اور اخلاقی انسانیت کا فطری تقاضا ہے جو کسی کے دیکھنے نہ دیکھنے پر موقوف نہیں۔ ایک نامحرم ہی نہیں بلکہ محرم جیسے ماں' باپ' بھائی' بہن' بیٹا' بیٹی سے بھی ان اعضاء کا پردہ مرد اور عورت دونوں کے لئے ضروری ہے۔

بلکہ نامحرم اور محرم کوئی بھی وہاں موجود نہ ہو' مرد تنہا ہو یا عورت تنہا ہو تب بھی بلاضرورت ستر کھولنا مکروہ ہے۔ گویا ان اعضاء کا حتی الامکان خود اپنے سے چھپایا جانا بھی مطلوب ہے اور کھولا جانا شاملِ بے حیائی و بے غیرتی ہے جو فحش کے جلی افراد ہیں حتی کہ اگر نماز میں ستر حصّہ چوتھائی بھی کھل جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے خواہ کوئی وہاں دیکھنے والا موجود ہو یا نہ ہو۔

بخلاف حجاب کے کہ وہ فی نفسہٖ ضروری نہیں' کوئی دیکھنے والا موجود ہو اور وہ بھی نامحرم ہو تب تو عورت چہرہ اور ہاتھ پاؤں کو چھپائے گی ورنہ محرم کے سامنے یا تنہائی میں یا نماز میں ان کے کھلے رہنے میں کوئی شرعی قباحت نہیں' نہ وہ داخلِ فحش و بے حیائی ہے نہ مفسد صلوٰۃ ہے اور نہ ہی بداخلاقی کا کوئی فرد ہے۔

بہر حال ستر و حجاب کے اس فرق کا خلاصہ یہ ہے کہ ستر حقیقی پردہ ہے اور حجاب اضافی پردہ ہے۔ کھلے لفظوں میں اسے یوں سمجھئے کہ اعضاء شہوت کے لئے شریعت نے ستر رکھا ہے جن کا چھپائے رکھنا فی نفسہٖ ضروری قرار دیا ہے۔ وقتی طور پر کسی شرعی یا طبعی ضرورت سے ان کے کھولنے کی اجازت دی ہے اور اعضاء حسن کے لئے جیسے چہرہ مہرہ ہاتھ پاؤں وغیرہ شریعت نے حجاب رکھا ہے جو فی نفسہٖ ضروری نہیں۔ جہاں فتنہ کا اندیشہ ہو' جیسے اجنبی اور نامحرم سے ہے تو ضروری ہے ورنہ نہیں۔ پس اعضاء ستر جیسے اعضاء نہانی میں چھپانا اصل ہے اور کھولنا بضرورت ہے اور اعضاء حجاب جیسے چہرہ اور ہاتھ پاؤں میں کھلا رہنا اصل ہے اور چھپانا بضرورت ہے۔ اس طرح دونوں مسئلوں کے حکم میں تضاد کی نسبت نکلتی ہے۔

ان دو متضاد مسئلوں کو غلط ملط کر کے لوگوں نے ایک بنا دیا اور مسئلہ ستر کا حکم جس میں عورت کا چہرہ اور ہاتھ پاؤں شامل نہیں ہیں' مسئلہ حجاب پر لا ڈالا جہاں پردہ ہی چہرہ اور ہاتھ پاؤں ہے۔ پس چہرہ کو اعضائے شہوت سے خارج کر کے اُن کے حکم سے بھی اُسے شریعت نے الگ کر دیا ہے اور اعضاء شہوت کو اعضاء حسن سے جُدا کر کے اعضاء شہوت کے حکم سے بھی انہیں جُدا کر دیا ہے۔

شرعی پردہ پر عورت کا مذاق اُڑانا : اگر کوئی عورت کسی دوسری عورت کا شرعی پردے پر اس لئے مذاق اُڑاتی ہے کہ وہ پابند شریعت ہے تو شریعت کی کسی چیز کا مذاق اُڑانا حد کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ کسی بھی مسلمان عورت کو شرعی پردے کا مذاق نہیں اُڑانا چاہئے۔ پردے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کا مذاق اُڑانا اللہ تعالیٰ پر ہنسنا ہے یہاں تک کہ ہنسی اور مذاق میں بھی ایسا نہیں کرنا چاہئے اور شریعت کے حکم کو ہنسی میں نہیں اُڑانا چاہئے۔

عورت کا ملازمین اور ڈرائیور کے سامنے بے پردہ آنا : ملازمین اور ڈرائیور بھی نامحرم ہیں ان کے سامنے آنا تنہائی میں رہنا جائز نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا 'کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ خلوت (تنہائی) میں ہوتا ہے تو تیسرا اس کے ساتھ شیطان ہوتا ہے' لہذا ملازمین اور ڈرائیور سے بھی پردہ کیا جائے۔

منگنی کے بعد مرد و عورت کا ملاقات کرنا : حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مرد کسی عورت سے خلوت نہیں کرسکتا مگر اس میں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ (ترمذی)

اس بارے میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ 'خلوت اجنبیہ کے ساتھ حرام ہے' (فتاویٰ رضویہ)

اور ویسے بھی ایام جاہلیت میں عورتوں کا بے حجاب' غیر مردوں اور اجنبیوں کے ساتھ خلط ملط رہنا' ان کی جاہلانہ تہذیب کا ایک حصہ تھا۔

چنانچہ یہ بات ثابت ہوئی کہ مرد اور عورت کی باہم ملاقات حرام ہے اگرچہ اُن کی آپس میں منگنی (Engagement) ہو چکی ہو۔ منگنی مرد اور عورت کی ایک طریقے سے Commitment (شادی کا وعدہ) ہے اور اس Commitment سے وہ آپس میں محرم نہیں ہو جاتے' لہذا منگنی کے بعد ملنا بھی ایک اجنبی غیر مرد سے ملنے کے برابر ہے بلکہ زیادہ خطرناک ہے۔

مسئلہ: عورت کے سر سے نکلے ہوئے بال اور پاؤں کے کٹے ہوئے ناخن بھی غیر مرد نہ دیکھے۔ (شامی باب الستر)

دوسری صورت جب کہ اجنبیہ کے دیکھنے کا مقصد ہو، مثلاً اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے اس عورت کے چہرہ اور ہتھیلیوں کو دیکھنا جائز ہے۔ ارشادنبوی ہے **اذا خطب احدكم المرأة فلا جناح عليه ان ينظر اليها** یعنی اگر کوئی شخص کسی عورت سے منگنی کرنا چاہئے تو اُسے دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے منگنی کی، حضور ﷺ نے پوچھا کیا تو نے اُسے دیکھا ہے۔ انھوں نے عرض کی نہیں، **قال فانظر فانه احرى ان يدوم بينكما** فرمایا پہلے دیکھ لو اس طرح تمہارے رشتہ کی بقا کا زیادہ امکان ہے۔

تیسری صورت میں جب کہ اجنبیہ کی طرف محض شہوت کے خیال سے دیکھے تو اس وقت اس کے کسی حصہ جسم کو دیکھنا بھی ممنوع ہے البتہ ڈاکٹر اور طبیب مریضہ کے جسم کے کسی حصہ کو بھی دیکھ سکتا ہے جب کہ اس کا دیکھنا علاج کے لئے ضروری ہو لیکن مستورات کے علاج کے لئے ایسے طبیب وڈاکٹر کے پاس جانا چاہئے جو امین ہو۔ اسی لئے امام رازی فرماتے ہیں **يجوز للطبيب الامين ان ينظر اليها للمعالجة** اگر عورت ڈوب رہی ہو یا اُسے آگ لگ گئی ہو تو اُسے بچانے کے لئے اس کے جسم کے کسی حصہ کو ہاتھ لگانا یا اس کی طرف دیکھنا ممنوع نہیں کیونکہ اس وقت اس کی جان بچانا فرض ہے۔ یہ احکام اس عورت کے تھے جو اجنبیہ اور نامحرم ہو۔

مسئلہ: اجنبی عورت کے چہرہ اور ہتھیلی کی طرف اگرچہ نظر جائز ہے جب کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو مگر یہ زمانہ فتنہ کا ہے۔ لہذا اس زمانے میں اس کو دیکھنے کی ممانعت کی جائے گی۔ مگر گواہ قاضی Judge کے لئے کہ بوجہ ضرورت ان کے لئے نظر کرنا جائز ہے۔ اور ایک صورت اور بھی وہ یہ کہ اس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو اس نیت سے دیکھنا جائز ہے۔ (دُرِّمختار - ردالمختار)

محرم عورت کے متعلق سیدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد یہ ہے کہ جسم کے وہ حصے جو کام کاج کرتے وقت عام طور پر کھل جاتے ہیں فقط ان کی طرف دیکھنا جائز ہے **وعورتها مايبدو عند المهنة وهو قول ابی حنيفه رحمة الله عليه** اور اپنی بیوی کے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں جس کی طرف دیکھنا خاوند کے لئے ممنوع ہو۔ مرد اپنی بیوی (یا بیوی اپنے شوہر) کی ایڑی Heel سے چوٹی Top تک ہر عضو کی طرف نظر کر سکتا ہے شہوت اور بلا شہوت۔ ہاں بہتر یہ ہے کہ مقام مخصوص (Sexual Part) کی طرف نظر نہ کرے کیونکہ اس سے نسیان (بھولنے کی شکایت) پیدا ہوتا ہے۔ اور نظر میں بھی کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: مرد اپنے محارم (وہ عورتیں جن سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہے) کے سر، سینہ، پنڈلی، بازو، کلائی گردن قدم کی طرف نظر کر سکتا ہے۔ جب کہ دونوں میں سے کسی کو شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ محارم کے پیٹ، پیٹھ اور ران کی طرف نظر کرنا جائز نہیں۔ (ہدایہ)

(۴) عورت نامحرم مرد کے ناف اور گھٹنوں کے درمیان نہیں دیکھ سکتی۔ بعض نے یہ کہا ہے کہ عورت مرد کا صرف چہرہ اور ہاتھ دیکھ سکتی ہے۔ اس کے جسم کے باقی حصوں کی طرف نہیں دیکھ سکتی لیکن الاول اصح پہلا قول صحیح ہے۔ یہ اس وقت کا حکم ہے جب فتنہ کا اندیشہ نہ ہو اور اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو مرد کے کسی حصہ کی طرف نہ دیکھے حتیٰ کہ مرد کے چہرہ کی طرف بار بار دیکھنا بھی جائز نہیں۔ **ولايجوز لها قصد النظر عند خوف الفقنة ولا تكرير النظر الیٰ وجهه** (تفسیر کبیر)

دوپٹہ' اوڑھنی' چادر اور برقعہ:

ایام جاہلیت میں عورتیں سر پر جو کپڑا ڈالتی تھیں ان کے پلّو اپنی پشت پر لٹکا دیا کرتی تھیں۔ اس طرح اُن کی گردن' کان' سینہ وغیرہ ظاہر رہتے تھے۔ اس آیت نے یہ حکم دیا کہ سَر پر جو اُوڑھو اس کے پلّوں کو پُشت پر پیچھے نہ پھینک دو بلکہ انھیں اپنے گریبانوں پر ڈال دو

تا کہ تمہارے سینے، گردن وغیرہ لوگوں کی نظروں سے چُھپ جائیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی اور مردوں نے جا کر اپنی بیویوں بیٹیوں اور بہنوں کو سُنائی تو اسی وقت انھوں نے اس کی تعمیل کی اور اپنی ایک پُرانی عادت کو چشم زدن میں چھوڑ کر اطاعت وانقیاد کی ایک نادر مثال پیش کی۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آپ کی بھتیجی حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہما آئیں۔ انھوں نے ایک باریک (Transparent) اوڑھنی سر پر ڈالی ہوئی تھی۔ آپ کو یہ چیز سخت ناگوار گزری اور فرمایا **انما یضرب بالکثیف الذی یستر** اے بیٹی! ایسی اوڑھنی اوڑھنے کا حکم ہے جو موٹی ہو اور جس سے پردہ کا مقصد پورا ہو۔

دُخترانِ اسلام ! ذرا خود ہی انصاف کریں کہ جو باریک (Transparent) دوپٹے، اوڑھتی ہیں اور جس طرح انہیں سر کے بجائے اپنے کندھوں پر ڈال لیتی ہیں اور سینہ تان کر سرِ بازار چلتی ہیں ان کا یہ طریقہ کار اسلام کی تعلیمات کے کتنا منافی ہے۔

اس آیت سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ سر، گردن اور سینہ کا چھپانا فرض ہے۔

اسکارف سے جھلکتے بال : جس طرح چہرہ اور دیگر اعضاء کو ڈھانکنا ضروری ہے اسی طرح سَر کے تمام بالوں کو ڈھانپنا بھی ضروری ہے۔

معراج کی رات حضور ﷺ نے ایک منظر ملاحظہ فرمایا کہ ایک عورت بالوں سے لٹکی ہوئی تھی اور اس کا دماغ اس طرح کھول رہا ہے جس طرح پتیلی کھولتی ہے۔ حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہ عورت غیر مردوں سے اپنے بال نہیں چھپاتی تھی۔ (درۃ الناصحین)

زینت کی نمائش:

پہلے مومن عورتوں کو زینت کی نمائش سے منع فرما دیا، اب ان لوگوں کی فہرست بیان کر دی جن کے ساتھ نہایت قریبی تعلق ہوتا ہے اور جن کے ہاں آمدورفت عام ہوتی ہے۔ اگر ایسے قریبی رشتہ داروں پر بھی اس قسم کی پابندی لگا دی جاتی تو لوگ طرح طرح کی

اُلجھنوں میں مبتلا ہو جاتے اور زندگی کی بہت سی سہولتوں سے محروم ہو جاتے۔ اس لئے بتادیا کہ مسلم خواتین کو عام مردوں سے اپنی آرائش چھپانی چاہیئے لیکن ان رشتہ داروں سے جن کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے اپنی آرائش کو چھپانے کی ضرورت نہیں۔ اس فہرست میں جن اقربا کا ذکر ہے (خاوند کے سوا) وہ محرم ابدی ہونے میں سب یکساں ہیں' لیکن قرابت میں واضح فرق ہے اس لئے علماء اسلام نے اُنھیں تین درجوں میں تقسیم کیا ہے۔ سب سے پہلا درجہ خاوند کا ہے گھر میں جو اُس کا مقام ہے وہ کسی کا نہیں۔ **له حرمة ليست لغيره يحل له كل شيء** یعنی اس سے کسی قسم کا پردہ اور حجاب نہیں۔ اس کے بعد باپ' بیٹا اور بھائی ہیں۔ اس کے بعد خاوند کا بیٹا ہے۔ جو چیز شوہر کے سامنے ظاہر کی جاسکتی ہے وہ دوسروں کے سامنے ظاہر کرنے کی اجازت نہیں۔۔ یعنی جن لوگوں کے سامنے اظہار زینت ممنوع نہیں اُن میں سرفہرست خاوند ہے کیونکہ اس سے کسی طرح کا بھی حجاب نہیں۔ اس کے بعد محرم لوگ ہیں لیکن ان کے مراتب مختلف ہیں۔ جو مرتبہ باپ اور بھائی کا ہے وہ خاوند کے بیٹے کا نہیں' اس لئے اظہار زینت میں بھی فرق ہوگا۔

ایک مرد' ایک عورت اور تیسرا شیطان

قرآن وحدیث نے بالغ عورتوں کو اپنے ذاتی معاملات میں کافی آزادی بخشی ہے مگر اس کی آزادی مرد کی حد تک کسی بھی حالت میں جائز نہیں' یعنی عورت جہاں چاہے مرد کی طرح گھومتی پھرے اور مردانہ اجتماعات میں گھل مِل جائے' یہ آزادی عورتوں کو نہیں عطا کی گئی ہے۔ مرد اپنے اختیارات سے جہاں چاہے جاسکتا ہے لیکن عورت خواہ کنواری ہو یا شادی شدہ ہو' یا بیوہ ہو یا مطلقہ ہو' ہر حال میں ضرورت ہے کہ سفر میں اس کے ساتھ ایک محرم ہو' اس سلسلے میں شارع اسلام رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کس قدر بامعنیٰ ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

من كان يؤمن بالله واليوم الاخر فلا يخلون بامرة ليس معها ذو محرم منها فان ثالثهما الشيطان یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہو (اور اپنی کامیابی اور خوشحالی چاہتا ہو) وہ کبھی کسی غیر عورت سے تنہائی میں نہ ملے جب تک کہ اس کے ساتھ اس عورت کا کوئی محرم نہ ہو' کیونکہ تیسرا اس وقت شیطان ہوتا ہے (ابوداؤد)

'جب مرد، عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو تیسرا شیطان ہوتا ہے'۔ (ترمذی)

غیر مرد و عورت اگر تنہائی میں ملیں تو شیطان کو فوراً انھیں ورغلانے کا موقع مل جاتا ہے لیکن اگر ملاقات کے وقت کوئی محرم رشتہ دار بھی ساتھ موجود ہو تو شیطان کو ان کی نفسیات میں داخل ہونے کا موقع نہیں ملے گا۔ ایک صورت میں ملاقات کسی حد پر نہیں رکتی' اور دوسری صورت میں ملاقات ایک حد پر رہتی ہے' وہ اس سے آگے جانے نہیں پاتی۔

جب کوئی شخص کسی اجنبیہ کے ساتھ تنہا ہوتا ہے تو شیطان انھیں فتنے میں مبتلا کرنے کے لئے خود پہنچتا ہے وہ اپنے کسی چیلے کو نہیں بھیجتا اور اس میں اکثر وہ کامیاب ہی ہوکر رہتا ہے۔

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو تین اہم نصیحتیں کیں۔ (۱) صحبتِ شیطان سے اجتناب کرو' (۲) کسی عورت کے ساتھ تنہا نہ رہو خواہ وہ رابعہ بصری ہی کیوں نہ ہوں' کیونکہ اس میں خاص شیطان کا ہاتھ رہتا ہے' (۳) گانا' راگ رنگ وغیرہ میں کبھی شرکت نہ کرو اور نہ گانا سنو' کیونکہ یہ چیزیں بُرائی اور جہنم کی طرف لے جانے کا پیش خیمہ ہیں (تذکرۃ الاولیاء)

جن عورتوں کے شوہر غائب ہوں اُن کے پاس نہ جاوٴ: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا' جن عورتوں کے شوہر غائب ہوں ان کے پاس نہ جاوٴ۔ کیونکہ شیطان تم میں سے ہر ایک کے خون کے دوران کے ساتھ گردش کرتا ہے۔ (ترمذی شریف)

جب کوئی شخص اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے۔ خواہ دونوں کیسے پاکباز ہوں اور کسی مقصد کے لئے جمع ہوں شیطان دونوں کو برائی پر ضرور ابھارتا ہے اور دونوں کے

دلوں میں ضرور ہیجان پیدا کرتا ہے۔ خطرہ ہے کہ زنا واقع کرادے۔ اس لئے ایسی خلوت سے بہت ہی احتیاط چاہیئے۔ گناہ کے اسباب سے بھی بچنا لازم ہے۔ بخار روکنے کے لئے نزلہ وَ زکام روکو۔ اجنبی عورتوں کے پاس جانے سے بہت ہی بچو۔ جن کے شوہر پردیس میں ہیں۔ یہ قید اس لئے لگائی کہ شوہر والی عورت لذت جماع (Sexual Intercourse) سے واقف ہے اور شوہر کی غیر موجودگی سے اس کی شہوت غالب ہے۔ ایسی عورت کے لئے ادنیٰ محرک بھی خطرناک ہے۔ مٹی کے تیل میں بھیگی ہوئی روئی اور پٹرول دور سے آگ لے لیتے ہیں۔ عورت اور مرد دونوں کی رگ رگ میں شیطان خون کی طرح اثر کرتا ہے اور جیسے خون نظر نہیں آتا مگر جسم میں گردش کرتا ہے' یوں ہی شیطان نظر نہیں آتا مگر اپنا کام کئے جاتا ہے، چھپا دشمن، کھلے دشمن سے زیادہ خطرناک ہے۔

نابینا سے پردہ: عورتوں کے لئے سب سے بہتر یہ ہے کہ وہ نہ غیر مردوں کو دیکھیں اور نہ ہی غیر مرد انھیں دیکھیں۔ (دارقطنی)

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں کہ حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جو کہ نابینا تھے آئے۔ حضور ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا **احتجبا منه** اُن سے پردہ کرو۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ تو نابینا ہیں ہمیں نہیں دیکھیں گے۔ آپ نے جواب میں فرمایا، کیا تم بھی نابینا ہو۔ کیا تم انہیں نہیں دیکھ سکتیں۔ (ابوداؤد) اس سے معلوم ہوا کہ صرف یہ ہی ضروری نہیں کہ مرد' عورت کو نہ دیکھے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ اجنبی عورت بھی غیر مرد کو نہ دیکھے۔

مسئلہ: عورت کو عورت سے قرآن مجید پڑھنا، غیر محرم نابینا سے پڑھنے سے بہتر ہے کہ اگرچہ وہ اسے دیکھتا نہیں مگر آواز تو سنتا ہے۔ اور عورت کی آواز بھی عورت ہے یعنی غیر محرم کو بلاضرورت آواز سُنانے کی اجازت نہیں۔ (بہارِ شریعت)

پیر سے پردہ : Observing Veil infront of Priest/Saint

عورت کو چاہئے کہ اپنے پیر کے سامنے بے پردہ نہ ہو۔اور مرید ہوتے وقت پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر نہ مرید ہو، بلکہ پیر بھی عورت کا غیرمحرم ہے۔اس لئے عورت کو اپنے پیر سے بھی پردہ کرنا فرض ہے۔ پیر کے لئے بھی حرام ہے کہ اپنی مریدہ کو بے پردہ دیکھے یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھے بلکہ پیر کے لئے یہ بھی حرام ہے کہ عورت کا ہاتھ پکڑ کر اس کو بیعت کرے۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ خدا کی قسم کبھی حضور کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے بیعت کے وقت نہیں لگا۔صرف کلام سے حضور ﷺ بیعت فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری شریف)

پیر سے پردہ واجب ہے جب کہ محرم نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (احکام شریعت)

تاجدارِ اہلسنت حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی حفظہ اللہ صرف کلام سے یا چادر پکڑ کر عورتوں سے بیعت فرمایا کرتے ہیں۔کلماتِ توبہ نہایت مختصر ہوتے ہیں اور عورتیں شرعی پردے کا اہتمام کرتی ہیں۔ بیعت کے فوراً بعد عورتوں کو مجلس سے رخصت کر دیا جاتا ہے۔

بعض نوجوان عورتیں اپنے پیروں کا ہاتھ پاؤں دباتی ہیں اور بعض پیر اپنی مریدہ سے ہاتھ پاؤں دبواتے ہیں اور ان میں اکثر دونوں یا ایک حد شہوت میں ہوتا ہے ایسا کرنا ناجائز ہے اور دونوں گنہگار ہیں (بہار شریعت)

عورت کی آواز بھی عورت ہے :

VOICE OF A WOMAN IS ALSO WOMAN (VEIL)

عورت کو جب نامحرم مردوں سے گفتگو کی ضرورت پیش ہی آجائے تو بات میں اور لہجہ میں ایسی نزاکت اور لوچ Softness نہ ہو کہ سننے والے کے جذبات میں اشتعال پیدا ہو اور اس کے دل میں بُرے خیالات اور وسوسے آئیں۔ بات نہایت سادگی سے کی جائے۔عفت مآب خواتین کے لئے یہی شایانِ شان ہے۔عورت کی آواز بھی عورت ہے یعنی غیرمحرم کو بلاضرورت آواز سُنانے کی اجازت نہیں۔ (بہارِ شریعت)

ایک لڑائی میں حضور ﷺ تشریف لے جا رہے تھے۔آگے آگے حضرت انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ گیت گاتے ہوئے جا رہے تھے' لشکر کے ساتھ کچھ باپردہ عورتیں بھی تھیں حضرت انجشہ رضی اللہ عنہ بہت خوش آواز تھے۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انجشہ اپنا گیت بند کر دو کیونکہ میرے ساتھ کچی شیشیاں ہیں۔(دیکھو مشکوۃ باب البیان والشعر) اس میں عورتوں کے دلوں کو کچی شیشیاں فرمایا۔جس سے معلوم ہوا کہ پردہ میں رہ کر بھی عورت' مرد کا۔۔اور مرد' عورت کا گانا ہرگز نہ سُنیں۔

عورت کو عورت سے قرآن مجید پڑھنا، غیر محرم نابینا سے پڑھنے سے بہتر ہے کہ اگرچہ وہ اسے دیکھتا نہیں مگر آواز تو سنتا ہے۔اور عورت کی آواز بھی عورت ہے یعنی غیر محرم کو بلاضرورت آواز سُنانے کی اجازت نہیں۔ (بہارِشریعت)

☆ عورتیں بلاضرورت اپنی آواز غیر مردوں کو نہ سُنائیں۔ضرورت پڑنے پر بات کرنے کی اجازت تو خود قرآن کریم میں دی گئی ہے لیکن جہاں نہ اس کی ضرورت ہو اور نہ کوئی دینی یا اخلاقی فائدہ، وہاں اس بات کو پسند نہیں کیا گیا ہے کہ عورتوں کی آوازیں غیر مردوں کے کانوں سے ٹکرائیں۔تفریحِ طبع اور گشت کی خاطر بازاروں اور دکانوں پر جانے والی عورتیں ذرا اس کا خاص خیال رکھیں اور یہ بات تو بڑی بے غیرتی کی ہے کہ شوہر دُکان کے باہر کھڑا رہے یا بچوں کو تھامے رہے اور بیگم صاحبہ خریداری میں مصروف ہوں اور دکاندار سے ہنس ہنس کر گفتگو کریں اور قیمت کم کروانے کی کوشش کریں۔

عورتوں کا میلاد پڑھتے وقت آواز باہر جانا : چند عورتیں مل کر میلاد شریف پڑھتی ہیں اور ان کی آواز باہر جاتی ہے یہ ناجائز ہے کہ عورت کی آواز بھی عورت ہے اور عورت کی خوش الحانی کہ اجنبی سنے یہ محل فتنہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

دیدہ بازی 'بدنظری' کی مذمت :

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دیکھنے والے پر اور، اور اس پر جس کی طرف نظر گئی

اللہ تعالیٰ کی لعنت، **لعن اللہ الناظر** ۔یعنی دیکھنے والا جب بلا عذر شرعی قصداً دیکھے اور دوسرا قصداً اپنے آپ کو دکھائے ۔ (بیہقی)

صحیح مسلم میں حضرت جریر بن عبداللہ کلبی سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر بلا ارادہ کسی اجنبی غیر محرم عورت پر اچانک نگاہ پڑ جائے تو کیا کرنا چاہیۓ ؟ اسکے جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسی صورت میں اپنی نگاہ اس طرف سے فوراً پھیرلو (تفسیر ابن کثیر)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: **لاتتبع النظرة النظرة فان لك الاولیٰ ولیست لك الاٰخرة** اے علی ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالنا کیونکہ تمہاری پہلی نظر جو بلا ارادہ اچانک پڑ جائے وہ غیر اختیاری ہونے کی وجہ سے تو معاف ہے لیکن دوسری نظر تمہارے لئے معاف نہیں۔ اس لئے نگاہوں کو دیکھنے کے لئے بالکل آزاد چھوڑ دینا شریعت میں حرام ہے بلکہ نظر کو جہاں تک ہو سکے بچا کر رکھے (مشکوٰۃ ۔ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **یاابن اٰدم لك اوّل نظرة وایاك والثانية** یعنی اے اولادِ آدم! تیری پہلی نظر تو معاف ہے مگر خبردار دوسری نظر نہ ڈالنا (الجصاص)

حضرت یحیٰی علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ آپ تو اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں ذرا یہ بات بتا دیجئے کہ زنا (Illegal Sexual Relationship) کی ابتداء کیسے ہوتی ہے؟ فرمایا' دیکھنے سے یعنی دیدہ بازی سے اور تمنا کرنے سے' حضرت فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیطان نے دیکھنے کو اپنی پُرانی کمان اور خطا نہ کرنے والا تیر قرار دیا ہے (احیاء العلوم)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا انسان اپنے تمام حواس سے زنا کرتا ہے۔ دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے' لگاوٹ کی بات چیت زبان کا زنا ہے' آواز سے لذت لینا کانوں کا زنا ہے۔

ہاتھ لگانا اور ناجائز مقصد کے لئے چلنا یہ ہاتھ پاؤں کا زنا ہے۔ بدکاری کی یہ ساری تمہیدیں جب پوری ہوچکتی ہیں تب شرمگاہیں یا تو اسکی تکمیل کر دیتی ہیں یا تکمیل کرنے سے رہ جاتی ہیں (بخاری، مسلم)

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **النظر سهم من سهام ابليس سموم من تركها لخافتى ابدلته ايمانا يجد حلاوة فى قلبه** یعنی نظر شیطان کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو شخص باجود دل کے تقاضے کے مجھ سے ڈر کر اپنی نظر پھیر لے تو میں اسکو اس کے (اس عمل کے) بدلے ایسا پختہ ایمان (یعنی ایمان کے اندر اتنی تقویت) دوں گا جس کی لذت وہ اپنے دل میں پائے گا (مشکوٰۃ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **مامن مسلم ينظر الىٰ محاسن امرأة ثم يغض بصره الا اخلف الله له عبادة يجد حلاوتها** یعنی جس مسلمان کی نگاہ کسی عورت کے حسن پر پڑے اور وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے نگاہ ہٹالے تو اللہ تعالیٰ اسکی عبادت نماز میں، ذکر میں، تلاوت میں، اور دیگر تسبیح وتہلیل میں ایک قدرتی لطف ولذت پیدا کر دیتا ہے (مسنداحمد وترمذی)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اپنے کو نامحرم کی نظر سے بچائے گی دوزخ کی آگ اس کو نہ جلائے گی اور جو عورت اپنے کو نامحرم کے آگے کرے گی حُسنِ آرائش کر کے اُس کو دکھلائیگی اور بے حیائی سے اُس پر نظر ڈالے گی تو ہر نظر میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) لعنت اس پر پڑے گی اور فرمایا ہر نظر کے بدلے ہزار برس دوزخ میں رہے گی (تنبیہ الغافلین)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں، آنکھوں اور زبان کی آزادی روح کے لئے قید ہے لہذا نگاہ کی حفاظت بہت ضروری ہے اگر عبادت کی حلاوت اور ایمان کا سرور پانا ہے تو نگاہ ہر طرف سے بند کر، خاص طور پر بُری نگاہ سے بھی نہ دیکھ۔

حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کو

اس نے دارالسلام (جنت) میں جگہ دی ہے انہوں نے اپنے پیٹ حرام کے کھانوں سے خالی رکھے، اپنی آنکھوں کوحرام دیکھنے سے باز رکھا، اپنی زبان کوفضول کلام سے بیزار رکھا۔ لہذا نگاہ کی حفاظت کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ (بزم اولیاء)

مسئلہ: عورتوں کو اپنے محارم کے سواکسی مرد کو دیکھنا حرام ہے خواہ شہوت و بُری نیت سے دیکھے یا بغیر کسی نیت وشہوت کے، دونوں میں حرام ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ایک دفعہ اگر نظر پڑ جائے اور دوبارہ دیکھنے پر طبیعت راغب ہوتو اپنے دل میں یہ خیال راسخ کرلے کہ دوبارہ دیکھنا سراسر حماقت ہے کیونکہ یہ عمل دو حال سے خالی نہیں ہے (۱) یا تو وہ صورت اچھی معلوم ہوگی اس صورت میں نفس شہوت کا مقتضی ہوگا اور شہوت پوری نہیں ہوگی سوائے حسرت اور محرومی کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا (۲) یا وہ صورت بُری معلوم ہوگی اس صورت میں وہ مقصد ہی فوت ہوجائے گا جس کے لئے دوبارہ دیکھا تھا اور الٹا نامہ اعمال میں معصیت کا اضافہ ہوجائے گا۔ اسے کہتے ہیں گناہ بے لذت، اس کے بالمقابل اگر آنکھوں کی حفاظت کی جائے اور انھیں دیکھنے سے باز رکھا جائے تو دل بہت سی آفتوں سے محفوظ رہتا ہے اور ایمان کے اندر تقویت پیدا ہوتی ہے۔

آج جو بے حیائی اور دین سے بیزاری عام ہے اس کے نتائج نہایت ہی خطرناک ہے جوکہ آج کسی سے چھپا ہوانہیں ہے۔ اب بے حیائی کا بازار گرم ضرور ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب بھی دور نہیں، اس لئے اب بھی مہلت ہے اس فرصت کی گھڑی کوغنیمت سمجھو اور کام کی باتیں کرو، بیکار کی باتیں چھوڑو، بیکار باتوں میں کیا رکھا ہے، اسلام اور احکامِ اسلام کی پابندی کرو، دشمن کو پہچانو اور اسکی دشمنی سے بچو۔ اگر قیامت کے میدان میں اللہ تعالیٰ اپنے روبرو کھڑا کرکے یہ پوچھ لیں کہ دار العمل میں میرے حبیب رسول اللہ ﷺ کی عظمت تمہارے دلوں میں زیادہ تھی یا مغربی دنیا کی، تو کیا جواب دوگے؟

نفسانی خواہش یہ وہ مصیبت ہے کہ جب وہ غالب آتی ہے تو نہ عقل کام کرتی ہے اور نہ دین' کیونکہ یہ شیطان کا ایک زبردست ہتھیار ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ اپنی اُمّت کی تعلیم کے لئے اکثر بارگاہِ الٰہی میں یہ دُعا فرماتے' حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا راوی ہیں کہ **اللهم انی اعوذبك من شر سمعي وبصرى وقلبى وشر منى** یعنی اے اللہ مَیں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے کان آنکھ اور دل کے شر سے اور اپنی منی کے شر سے۔۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں **اسالك ان تطهر قلبى وتحفظ فرجى** یعنی اے اللہ مَیں سوال کرتا ہوں کہ میرے دل کو پاک کر اور میری شرمگاہ کی حفاظت فرما۔

قابل غور بات یہ ہے کہ جس چیز سے عالمِ پناہ سید کائنات محبوب خدا شافعِ محشر رسول انور ﷺ اپنی اُمّت کی تعلیم کے لئے پناہ مانگ رہے ہوں اس میں دوسرے لوگوں کے لئے تساہل کی کب گنجائش ہے۔

دُنیا میں مَردوں کے لئے سب سے بڑا فتنہ کیا ہے؟

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ عید کی نماز کے واسطے تشریف لے گئے' واپسی کے وقت آپ کا گزر کچھ عورتوں کے مجمع کے قریب سے ہوا تو حضور ﷺ نے اُن سب کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم لوگ صدقہ خیرات زیادہ سے زیادہ دیا کرو کیونکہ میں نے سب سے زیادہ جہنم میں عورتوں ہی کو دیکھا۔ یہ سُن کر ان عورتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! عورتیں کیوں سب سے زیادہ دوزخ میں جائیں گی؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا بالخصوص اس کی چار وجہ ہیں:

۱۔ تم لعنت زیادہ کرتی ہو ۲۔ یہ کہ شوہر کی نافرمانی زیادہ کرتی ہو' بات بات میں بگڑ جاتی ہو ۳۔ یہ کہ دین وعقل دونوں میں تم ناقص ہو ۴۔ یہ کہ ہوشیار اور ہر پرہیزگار مرد کی عقل وتقویٰ کو زائل کرنے والا اور برباد کرنے والا میں نے تمہارے سے زیادہ اور کسی میں نہیں دیکھا۔

لہذا بڑی سوچ سمجھ کے اور ہوشیاری سے زندگی گزارنا' اور دوسروں کی بُرائی کرنے سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا' اور شوہر کی خدمت دل و جان سے کرنا اور عبادت الٰہی میں کوئی کوتاہی نہ کرنا' اسی میں تمہاری کامیابی ہے۔۔

یہ فرمانے کے بعد اُن عورتوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہمارے دین میں اور ہماری عقل میں کیا نقص ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا اچھا تم ہی بتاؤ کیا ایک مرد کے عوض میں دو عورتیں گواہی نہیں دیتیں؟ (یعنی دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے) عرض کیا۔ جی ہاں یارسول اللہ ﷺ یہ تو درست ہے۔ فرمایا' بس یہی چیز عورتوں کے ناقص العقل ہونے کی علامت ہے۔۔ پھر فرمایا' اچھا یہ بھی اور بتادو کہ جب عورت کو حیض آتا ہے تو کیا وہ روزہ نماز ادا کرسکتی ہے؟ کہا' نہیں۔ فرمایا' بس یہی اُن کے دین کا نقصان ہے (بخاری شریف)

حضرت اسماء بنت یزید انصاری رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے۔ میں اس وقت اپنی ہم عمر لڑکیوں کے ساتھ تھی۔ حضور ﷺ نے ہمیں سلام کیا اور فرمایا: محسنوں کی ناشکری اور ناقدری سے بچو' تم میں سے ایک اپنے والدین کے ہاں عرصہ تک بے بیاہی بیٹھی رہتی ہے پھر اللہ تعالیٰ اُسے شوہر کی نعمت سے ہمکنار فرماتا ہے' پھر اُس کے ہاں اولاد کی چہل پہل و رونق ہوتی ہے (ان تمام خوبیوں واحسانات کے باوجود) اگر کبھی کسی بات پر شوہر سے معمولی سی رنجش ہو جاتی ہے تو (عورتیں اس لمبی رفاقت ومحبت اور محنت و جفاکشی کو نظرانداز کر کے بالکل طوطا چشمی اور بے وفائی سے) بول اُٹھتی ہیں کہ میں نے تو تجھ سے کبھی آج تک اچھا سلوک دیکھا ہی نہیں اور نہ کوئی بھلائی دیکھی۔ (یہاں پر عورت کے ایک خاص مزاج وفطرت کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر کبھی شوہر سے تھوڑی سی بدعنوانی و ناراضگی ہو جائے تو اس پر کہہ دیا کرتی ہیں کہ ہم نے تجھ سے آج تک کوئی فائدہ نہیں دیکھا' ایک لمحہ میں اس کے سارے کئے دھرے پر پانی پھیر دیتی ہے اور ساری محنت کو زیرخاک کر دیتی ہے اور یہ عادت آج کل

اکثر عورتوں کے اندر پائی جاتی ہے یہ انتہائی قابلِ مذمت حرکت ہے) (صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خطاب کر کے فرمایا کہ تین بلاؤں سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو' اُن میں سے ایک بَلا بُری عورت ہے۔ اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ **فَـاِنَّهَـا الْمَشِيْبَةَ قَبْلَ الشَّيْبَ** یعنی بُری عورت وقت سے پہلے بوڑھا کر دیتی ہے (احیاء العلوم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے بعد مَردوں کے واسطے عورتوں سے زیادہ کوئی فتنہ نہیں چھوڑا (تجریر بخاری)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

میں نے اپنے بعد مَردوں کے حق میں عورتوں سے خطرناک فتنہ کوئی اور نہیں چھوڑا۔
(صحیح بخاری و مسلم)

اس میں نبی کریم ﷺ نے عورت کے وجود کے حُسن و جمال کو مَردوں کے لئے تمام فتنوں میں سب سے بڑا اور سب سے زیادہ خطرناک فتنہ قرار دیا ہے جس کا مشاہدہ بہ آسانی کیا جا سکتا ہے۔ بالعموم عورتوں کی ناجائز خواہشات کی تکمیل کے لئے مرد رشوت خوری اور ناجائز ذرائع آمدنی اختیار کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اگر عورتیں نت نئے فیشن کے مطابق لباس اور زیورات پہننے کا شوقِ فضول ترک کر کے سادگی کو اپنا لیں تو مرد کو حرام ذرائع آمدنی اختیار کرنے کی زیادہ ضرورت پیش نہ آئے۔ اسی طرح شادی بیاہ کے موقعوں پر عورتیں ہی تمام بے ہودہ رسم ورواج کرنے پر مَردوں کو آمادہ کرتی ہیں اور یوں حدود شریعت کی پامالی کے ساتھ بے پناہ اخراجات کا باعث بنتی ہیں۔ جب کہ یہ آج کل ایک عذاب اور وبالِ جان بنی ہوئی ہیں۔ اسی طرح زندگی کے اور شعبوں میں بھی عورت کی حشر سامانیاں محتاج وضاحت نہیں ۔۔ اللہ تعالیٰ ان فتنوں سے محفوظ رکھے (آمین)

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اتقوا فتنة الدٌنيا وفتنة النساء فـان اول فتنة بنى اسرائيـل كانت من قبل النساء

یعنی دُنیا اور عورت کے فتنے سے بچو' اس لئے کہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ اور سب سے نقصان دہ چیز عورتوں ہی کا برپا کیا ہوا تھا (مسلم و احیاء العلوم)

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل کو فنا کرنے والی عورتوں ہی کی ذات تھی اور وہی اُن کی ہلاکت کا باعث ہوئی۔ سب سے اوّل فتنہ عورتوں میں پیدا ہوا (مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو جو نصیحتیں فرمائی تھیں' اُن میں ایک اہم نصیحت یہ بھی تھی کہ بیٹے ! بُری عورتوں سے بچتے رہنا' وہ تجھے وقت سے پہلے بوڑھا کر دیں گی اور تجھے خیر کی طرف نہیں بلائیں گی (احیاء العلوم)

ایک دفعہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ بیٹے ! شیر اور اژدھے کے پیچھے جانا روا ہے مگر عورتوں کے پیچھے ہرگز نہ جانا' وہ تیرا ایمان و اعمال ہلاک کر دے گی اور دُنیا میں اس سے بڑا فتنہ اور نہیں ہے۔ لہذا بہت ہی احتیاط رکھنا (کیمیائے سعادت)

حضور نبی کریم ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک راہب و عابد کا ذکر فرمایا کہ اس کے شہر میں شیطان نے کسی لڑکی کا گلا دبا دیا اور لڑکی کے گھر والوں کے دِل میں یہ بات ڈال دی کہ اس کا علاج فلاں راہی کے پاس ہے۔ وہ لوگ لڑکی کو لے کر راہب کے پاس پہنچے' اُس نے لاکھ انکار کیا مگر وہ نہ مانے' راہب کو علاج کے لئے مجبور ہونا پڑا۔ اب شیطان نے راہب کے دل میں زنا کا وسوسہ ڈالا اور اس راہب کو ناز یبا حرکت پر اکسانا شروع کیا' یہاں تک کہ وہ زنا کر بیٹھا' لڑکی حاملہ ہوگئی' شیطان نے راہب کو رسوائی کے خوف سے ڈرایا اور اُس کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اگر لڑکی کو قتل کر دیا جائے تو یہ راز چھپ سکتا ہے اور اس کے گھر والوں کو موت کا یقین دلا کر آسانی سے مطمئن کیا جا سکتا ہے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ شیطان نے اپنی کارروائی جاری رکھی' لڑکی کے گھر والوں کے دل میں یہ بات ڈالی کہ راہب نے تمہاری لڑکی کو حاملہ کرنے کے بعد رسوائی کے خوف سے قتل کر دیا۔ وہ لوگ راہب کے پاس آئے اور اپنی لڑکی کے متعلق پوچھا' راہب نے وہی جواب دیا جو شیطان

نے اس کے دل میں القاء کیا تھا کہ لڑکی بیمار تھی مرگئی، لیکن گھر والوں نے یقین نہیں کیا، اور راہب کو قصاص کے لئے گرفتار کرنا چاہا، اس وقت شیطان نے راہب کو بتلایا کہ یہ تمام 'کارنامے' میرے تھے۔۔ میں نے ہی لڑکی کا گلا گھونٹا تھا، میں نے ہی لڑکی کے والدین کو تیرے پاس آنے پر آمادہ کیا تھا، میں نے ہی تجھے اُس کے ساتھ زنا پر اور پھر اُسے قتل کردینے پر اکسایا تھا۔ اب میں ہی تجھے ان سے نجات دلاسکتا ہوں۔ اگر تو نجات چاہتا ہے تو مجھے دوسجدے کر۔ آخر راہب نے شیطان کو سجدے کئے، اس کے بعد شیطان یہ کہتا ہوا چل دیا کہ میں تیرے لئے کچھ نہیں کرسکتا، میں تجھے کیا جانوں؟ (احیاءالعلوم)

شیطان کی چال بازی کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے ﴿**كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّنْكَ**﴾ (سورۂ حشر) یعنی منافق کی مثال شیطان کی سی ہے۔ اول تو انسان سے کہتا ہے کہ تو کافر ہوجا، پھر جب وہ کافر ہوجاتا ہے (اور کفر کے وبال میں گرفتار ہوتا ہے) تو اس وقت صاف جواب دے دیتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ میرا تجھ سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

حضرت خالد بن زید الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **النساء حبائل الشیطان ولو لاھٰذہ الشھوۃ لما کان للنساء سلطنۃ علی الرجال** یعنی عورتیں شیطان کے جال ہیں اگر یہ شہوت نہ ہوتی تو عورتوں کو مردوں پر قابو نہ ہوتا (الحدیث الترہیب)

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ماضی میں جتنے بھی انبیاء ورُسل مبعوث ہوئے ہیں اُن سب کے متعلق شیطان کو یہی خوش فہمی رہی کہ میں انھیں عورتوں کے ذریعہ ہلاکت میں مبتلا کردوں گا۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ جس وقت اُن کی عمر (۸۴) چوراسی برس کی ہوگئی تھی اس وقت فرمایا کہ اب بھی میرے نزدیک عورت سے بڑھ کر کوئی چیز خطرناک نہیں ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ شیطان عورت سے کہتا ہے کہ تو میرا آدھا لشکر ہے تو میرا تیر ہے جب میں یہ تیر چلاتا ہوں تو نشانے سے خطا نہیں کرتا، تو میرا راز ہے،

تو میرا قاصد ہے، تیرے ہی ذریعہ میں انسانوں کے دلوں کو فتح کرتا ہوں (احیاء العلوم)

جنسی جذبہ یہ انسان کا ایک فطری جذبہ ہے جو اعتدال میں رہے اور پاکیزگی کے ساتھ استعمال ہو تو زندگی میں لطف وسُرور پیدا کرتا ہے اور بقائے نوع انسانی کا ذریعہ بنتا ہے اور اس سے الفت ومحبت کے مقدس رشتے استوار ہوتے ہیں لیکن اگر یہی جذبہ حد سے بڑھ جائے اور بہیمیت کا رُخ اختیار کرلے تو پورے نظامِ زندگی کا تہ وبالا کر ڈالتا ہے، باہمی تعلقات ومعاملات کا سارا نظام مصنوعی ہو کر رہ جاتا ہے اور باہمی نفرت وعداوت کے شعلے بھڑکتے ہیں اور انسان اشرف المخلوقات کے منصب سے ہٹ کر حیوانات کی صف میں آ گرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو عقل وہوش سے کام لینے کی توفیق دے۔

عورتوں کا اپنے گھروں میں نماز پڑھنا :

عورت کا اپنے گھر کے اندر نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور اس کا تہہ خانے میں نماز پڑھنا گھر کے اندر نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔(ابوداؤد)

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی حضرت عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے ساتھ مسجد میں نماز کے لئے جانے پر بھی کراہیت کا اظہار فرمایا ہے کیونکہ فتنہ کا خدشہ تھا۔

یہاں ہمارے لئے قابل غور بات یہ ہے کہ ہماری موجودہ سوسائٹی اور ماحول نہ تو اس متذکرہ پاک اور خدا ترس سوسائٹی سے کوئی نسبت رکھتا ہے اور نہ اس کی معمولی سی بھی جھلک ہے۔

حضور ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کو بھی حکم تھا کہ نماز عید اور دوسری نمازوں میں بھی حاضر ہوا کریں، اسی طرح وعظ کی محفلوں میں شرکت کیا کریں۔ کیونکہ اسلام بالکل نیا نیا دنیا میں آیا تھا، اگر حضور ﷺ کے وعظ عورتیں نہ سنتیں تو شریعت کے حکم اپنے لئے کیسے معلوم کرتیں۔ مگر پھر بھی ان کے نکلنے میں بہت پابندیاں لگا دی گئی تھیں کہ خوشبو لگا کر نہ نکلیں، بیچ راستہ میں نہ چلیں۔ فجر کی نماز اس قدر اندھیرے میں پڑھی جاتی تھی کہ عورتیں پڑھ کر نکل

جاویں اور کوئی پہچان نہ سکے۔عورتیں مردوں سے پیچھے کھڑی ہوتی تھیں۔لیکن حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خلافت کے زمانہ میں عورتوں کو مسجدوں میں آنے اور عیدگاہ جانے سے بھی روک دیا۔عورتوں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی کہ ہم کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیک کاموں سے روک دیا۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر حضور علیہ السلام بھی اس زمانے کو دیکھتے تو عورتوں کو مسجدوں سے روک دیتے۔ان احادیث میں غور کرو کہ وہ زمانہ نہایت خیر وبرکت کا' یہ زمانہ شر وفساد کا۔اُس وقت عام مرد نہایت پرہیزگار' اب نہایت فساق وفجار۔ اُس وقت کی عام عورتیں پاک دامن حیا والی اور شرمیلی۔اب عام عورتیں بے غیرت' آزاد اور بےشرم۔جب اُس وقت عورتوں سے پردہ کرایا گیا تو کیا یہ وقت اُس سے اچھا ہے؟

عورت پر جمعہ کی نماز فرض نہیں۔عید' بقرعید کی نماز واجب نہیں' کیونکہ یہ نمازیں جماعت سے مسجدوں میں ہی ہوتی ہیں اور عورتوں کو بلاضرورت شرعی گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں۔ عورت پر حج کے لئے سفر کرنا اس وقت فرض نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ اس کا اپنا محرم نہ ہو۔یعنی باپ' بیٹا یا شوہر وغیرہ۔عورت کا چہرہ غیر مرد نہ دیکھے۔(شامی باب الستر)

مَحرم کے لئے ضروری ہے کہ وہ نیک صالح دیندار اور خداترس ہو جس محرم کو خدا اور رسول کا خوف نہ ہو اور شریعت کے احکام کا پاس ولحاظ نہ ہو ایسے مَحرم کے ساتھ بھی سفر پر جانا درست نہیں۔

غور تو کرو کہ عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت نہیں' عیدگاہ میں جاکر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں' تو بازاروں کالجوں' کمپنیوں اور سیر وتفریح کے لئے جانے کی اجازت کیوں کر ہوگی؟ کیا بازار' کمپنی پارک اور تفریحی مقامات مسجدوں سے بڑھ کر ہیں؟ عورت کی سب سے بڑی تعریف یہ ہے کہ اس کی نگاہ اپنے شوہر کے سوا کسی پر نہ ہو۔ اسی لئے قرآن کریم نے حوروں کی تعریف میں فرمایا انہیں کسی آنکھوں نے نہیں دیکھا۔اگر عورت کی نگاہ میں غیر مرد آ گئے تو یوں سمجھوں کہ عورت اپنے جوہر کھو چکی۔

عورت جہنم میں زیادہ کیوں جائے گی؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰی﴾ (الیل/۱۳)
یقیناً آخرت اور دُنیا کے ہم ہی مالک ہیں۔ (ضیاء القرآن)

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ دنیا میں جیسی راہ کوئی شخص اختیار کرے گا اس کو ویسا ہی ثمرہ ہم دیں گے کیونکہ یہ دنیا و آخرت دونوں ہی ہمارے قبضہ قدرت میں ہیں۔ اور دونوں میں ہماری ہی حکومت ہے اس لئے دنیا میں ہم نے انسان کے لئے احکام اور قوانین مقرر کئے ہیں اور آخرت میں مخالف اور موافقت پر سزا و جزا دیں گے۔ یعنی دنیا و آخرت دونوں پر بہرحال ہماری ملکیت قائم ہے اور ہمارے قوانین قرآن کے ذریعہ نافذ ہیں اور دنیا سے آخرت تک تم کہیں بھی ہماری گرفت سے باہر نہیں ہو اور نہ ہماری گرفت سے بچ سکو گے۔ اب دنیا میں خواہ تم ہماری بتائی ہوئی راہ اور قوانین پر چلو یا نہ چلو، گمراہی اور نافرمانی اختیار کرو گے تو ہمارا کچھ نہ بگاڑو گے، اپنا ہی نقصان کرلو گے، اور اگر راہ راست، راہِ طاعت، راہِ نیک اختیار کرو گے تو ہمیں کوئی نفع نہ پہنچاؤ گے، خود ہی اس کا نفع اُٹھاؤ گے، تمہاری نافرمانی سے ہماری مِلک میں کوئی کمی نہیں ہوسکتی اور تمہاری فرمانبرداری سے بھی ہماری ملک میں کوئی اضافہ نہیں ہوسکتا۔۔غرض دنیا وعقبیٰ دونوں جہاں کے مالک ہم ہی ہیں۔دنیا چاہو گے دُنیا ملے گی، اور آخرت کی بھلائی وکامرانی چاہو گے تو وہ بھی ہمارے ہی اختیار میں ہے، البتہ آخرت کی کھیتی بونے والے کسان کو دنیا بھی حسبِ ضرورت ملے گی اگرچہ وہ اس کا طالب نہیں ہے اور نہ دنیا اس کا مقصد ہے، کیونکہ اس دنیا کے لطفِ عام میں اس کا بھی حصہ ہے۔رزق میں اس کا بھی حق ہے۔

واضح ہو کہ قرآن وحدیث میں متعدد ایسے جرائم کا ذکر ہے جن کے مرتکب کا ٹھکانا جہنم بتایا ہے خواہ تھوڑی دیر کے لئے ہی کیوں نہ ہو، مثلاً جو کسی مومن کو عمداً قتل کرے اس کے لئے جہنم کی سزا کا اللہ تعالیٰ نے خود اعلان فرمادیا ہے۔اسی طرح قانون وراثت(Law of Inheritance)

کی خداوندی حدود کوتوڑنے والوں کے لئے بھی قرآن مجید میں جہنم کی وعید فرمائی گئی۔ سود کی حرمت کا حکم آجانے کے بعد پھر سودخوری کرنے والوں کے لئے بھی قرآن میں صاف صاف اعلان فرمادیا گیا ہے کہ وہ **اصحاب النار** ہیں۔ اس مضمون پر حضور ﷺ کی احادیث کثرت سے ہیں۔ اس کے علاوہ بعض اور گناہِ کبائر کے مرتکبوں کے لئے بھی احادیث میں تصریح ہے کہ وہ جہنم میں جائیں گے البتہ یہاں پر یہ بات ضرور یاد رہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب کے سب ہی عذاب جہنم سے بَری ہیں۔ قرآن کریم میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں یہ صاف بیان ہے کہ ﴿**وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنىٰ**﴾ اُن میں سے ہر ایک کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ ﴿**اِمْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى**﴾ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ میں امتحان لے لیا۔۔ ﴿**رضی الله عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنات تجری من تحتها الانهار خالدين فيها ابدا**﴾ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جنتوں کا وعدہ فرمایا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں یہ (صحابہ) ہمیشہ اس میں رہیں گے۔۔ اور ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جہنم کی آگ اس شخص کو نہیں چُھوئے گی جس نے مجھے دیکھا ہے۔ (صحابہ کرام کی عظمت وفضائل سے متعلق مزید تفصیل کے لئے دیکھیں ہماری کتابیں 'جماعت اہلحدیث کا فریب' اور 'جماعت اہلحدیث کا نیا دین')۔

حضرت عمران ابنِ حصیص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو اکثر لوگوں کو فقراء میں سے پایا' اس کے بعد بحکم خدا میں نے جہنم میں جھانک کر دیکھا کہ وہاں اکثر عورتیں ہیں' یعنی عورتوں کی تعداد جہنم میں زیادہ دیکھی۔(بخاری)

ایک بزرگ سے کسی شخص نے سوال کیا کہ دوزخ کی آگ سے زیادہ گرم کونسا عمل ہے؟ جواب میں فرمایا کہ حرص اور دنیا کی محبت' دوزخ کی آگ کی تپش سے بھی زیادہ گرم ہے۔ (احیاء العلوم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خدا کی جہنم میں سب سے زیادہ عورتیں ہوں گی بالخصوص وہ عورتیں سب سے زیادہ ہوں گی جو بظاہر تو کپڑے پہنے ہوئے ہیں لیکن حقیقت میں ننگی ہیں (نہایت ہی باریک(Transparent) کپڑے پہننے والی عورتیں جن کے جسم کے سارے نشیب وفراز اور ہیئت باوجود کپڑے ہونے کے بھی نمایاں ہوجاتے ہیں اور بدن کی پوری حالت باہر سے جھلکتی ہے' جوکہ نفس پرست اور عیاش عورتوں ہی کی شان ہے۔کسی مسلمان عورت کو ایسے لباس زیب تن کرنا زیب نہیں دیتا اور نہ شرافت اجازت دیتی ہے) اور لوگوں کے دلوں میں خواہش پیدا کرنے والی عورتیں (یعنی نہایت تکلف اور بناؤ سنگھار کرنے والی اور فطری انداز سے میٹھی میٹھی باتیں کرنے والی عورتیں' جو باتیں آج کل اسکول کالج کی لڑکیوں کے اندر زیادہ پائی جاتی ہیں) اور وہ عورتیں جو ناز سے شانوں کو گھما کر لچکدار چال سے چلیں گی (جو چال بالکل ایک فاحشہ عورت کی ہے اور سینہ کی ہیئت ظاہر کر کے طوائف کی طرح چلے گی اور پنڈلی ننگی' سر ننگا اور بالوں کی چوٹیاں لہرا لہرا کر رقاصہ عورت کی طرح بے حیائی کے ساتھ سڑکوں میں بازاروں میں گھومتی پھریں گی اور چلتے ہوئے اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھیں گی کہ ہم پر نہ جانے کتنے لوگ فریفتہ اور ہماری حرکت و چال اور پوشاک پر نہ جانے کتنے شیفتہ ہیں اور نہ معلوم کیا کیا اس کے دل سے ناپاک نیتیں گزرتی ہوں گی' جب کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی نگاہ میں اس کی قیمت غلاظت کے کیڑے سے بھی گری ہوئی اور بدتر ہے'۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا اے دنیا کے لوگو) یاد رکھو! ایسی عورتیں اللہ تعالیٰ کی جنت میں ہرگز داخل نہ ہوں گی' اور نہ جنت کی خوشبو پائیں گی جبکہ جنت کی خوشبو بے حساب فاصلہ سے آئے گی (مسلم)

ایک مرفوع حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو لوگ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت نہیں کرتے انھیں دوزخ میں شرمگاہوں کے بل لٹکایا جائے گا اور دنیا کے قیام کے عرصہ تک لٹکے رہیں گے' ان کے جسم گل سڑ کر بہہ جائیں گے اور ہڈی بھی گل کر بہہ جائیں گی

صرف روح باقی رہے گی' اسے پھر نیا چمڑا اور ہڈیاں دی جائیں گی اور پھر پہلے کی طرح عذاب شروع ہوجائے گا' جتنی مدت وہ دنیا میں رہے اتنی مدت تک ستر ہزار فرشتے انھیں لوہے کی قینچی سے مارتے چلے جائیں گے جس سے ان کا جسم وچمڑا اور ہڈیاں سب پگھل کر بہہ جائیں گی' صرف روح باقی رہے گی' زانی اور زانیہ کا دوزخ میں یہی حال رہے گا (ابن ماجہ' ابوداؤد)۔۔اللہ تعالیٰ ہر مسلمان مرد وعورت کو اس شر سے محفوظ رکھے (آمین)

دُنیائے علم وفضل میں باپَردہ خواتین کا نمایاں مقام:

اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ پردے میں رہتے ہوئے مسلمان خواتین علم وفضل کی بلندیوں پر فائز ہوئیں اور انہوں نے زندگی کے دوسرے شعبوں میں بھی گرانقدر خدمات انجام دیں۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا علم وفضل کے اس اعلیٰ درجہ پر فائز تھیں کہ حضورﷺ نے فرمایا' آدھا علم عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حاصل کرو'۔ حافظ ابن حجر مکی فرماتے ہیں' شریعت کے تمام علوم کا چوتھائی حصہ صرف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے' (فتح الباری) کثرت روایات کے اعتبار سے آپ کا تیسرا نمبر ہے آپ سے ۲۲۱۰ احادیث مروی ہیں۔ علم حدیث میں آپ کے شاگردوں کی تعداد ۸۸ بیان ہوئی ہے جب کہ بکثرت صحابہ کرام آپ سے دینی مسائل میں استفادہ کرتے تھے۔ صاحبِ فتاویٰ صحابہ کی تعداد ۱۳۰ سے زائد بیان ہوئی ہے ان میں صف اول کے مفتی صحابہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام سرفہرست ہے' دوسری صف میں حضرت ام سلمیٰ اور تیسری صف میں حضرت ام عطیہ' حضرت ام حبیبہ' حضرت صفیہ' حضرت اسماء بنت ابی بکر' حضرت ام درداء اور حضرت خولہ بنت تویت (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) شامل ہیں۔

خواتین نے قرآن وحدیث اور فقہ کے علاوہ دیگر شعبوں میں بھی بہترین کارکردگی دکھائی۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا راہ خدا میں دل کھول کر مال خرچ کرتیں اور

دوسری خواتین کو یہ نصیحت کیا کرتیں کہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے مال کے ضرورت سے بچنے یا زیادہ ہونے کا انتظار نہ کیا کرو کیونکہ ضروریات تو دن بدن بڑھتی ہی رہتی ہیں۔ اس لئے راہ خدا میں خرچ کرتی رہا کرو کہ اس سے مال میں برکت ہوتی ہے۔

علم و تدریس، شجاعت وحق گوئی، صبر وشکر اور راہ خدا میں خرچ کرنا مسلمان خواتین کے نمایاں اوصاف ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی احادیث کی تعداد ۱۸ ہے۔ آپ نے خواتین کو حصولِ علم اور شرم وحیاء کے علاوہ سادگی اور تواضع کا بھی درس دیا۔ آپ اپنے ہاتھ سے چکّی پیستی جس کے باعث ہاتھ پر نشان پڑ گئے، آپ خود پانی کی مشک بھر کر لاتیں جس کی وجہ سے شانہ پر مشک کی رسی کے نشان پڑ گئے۔ آقائے کائنات ﷺ کی لخت جگر ہونے کے باوجود آپ نے کبھی ان کاموں کو عار نہیں سمجھا، خواتین کو چاہئے کہ وہ ان مقدس خواتین کے سیرت وکردار کو مشعلِ راہ بنائیں۔

عورت کے لئے سفر کے مسائل :

(☆) محارم (Unmarriagable Persons) کے ساتھ خلوت (Privacy) جائز ہے یعنی دونوں ایک مکان میں تنہا ہو سکتے ہیں بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو مگر رضاعی بہن (Foster Sister) اور ساس (Mother-in-law) کے ساتھ تنہائی جائز نہیں جب کہ یہ جوان ہوں، یہی حکم عورت کی جوان لڑکی کا ہے جو دوسرے شوہر سے ہو۔ (درمختار، ردالمختار)

ساس اور داماد کا پردہ نہیں ہے لیکن جوان ساس کو داماد سے پردہ مناسب ہے یہی حکم سسر اور بہو کا ہے اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو پردہ واجب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

اگر جوان ساس ہو تو فتنے سے بچنے کے لئے پردہ بہتر ہے کیونکہ آج کل اس بے پردگی سے بھی خوفناک واقعات رونما ہوتے ہیں۔

جوان سسر (Father in Law)، رضاعی بھائی (Foster Brother)

اور شوہر کے جوان لڑکے جو دوسری بیوی سے ہے سب کا یہی حکم ہے ۔تنہائی جائز نہیں ۔ان سب کے ساتھ تنہا سفر قطعاً جائز نہیں ۔

جس محرم سے اطمینان نہ ہو اُس کے ساتھ سفر اور خلوت درست نہیں :

مَحرم کے لئے ضروری ہے کہ وہ نیک صالح دیندار اور خدا ترس ہو جس محرم کو خدا اور رسول کا خوف نہ ہو اور شریعت کے احکام کا پاس ولحاظ نہ ہو' اس کی جانب سے اطمینان نہیں ہے بلکہ شرارتِ نفس کا اندیشہ ہو (جیسا کہ آجکل واقعات ہوتے رہتے ہیں) ایسے فاسق وفاجر مُحرم سے احتیاط لازم ہے اُس کے ساتھ بھی سفر کرنا یا تنہائی میں رہنا جائز نہیں خواہ سفر دینی ضرورت سے ہو (مثلاً سفر حج) یا دُنیاوی ضرورت سے (جیسے میکہ جانا یا سسرال پہنچنا) یہ ممانعت بہرحال ہے ۔ پیدل سفر کرے یا ہوائی جہاز سے یا ریل سے یا موٹر کار سے' جس محرم کے ساتھ سفر میں جائے اُس کا صالح ہونا ضروری ہے جس سے اطمینان ہو کہ کوئی خراب عمل نہ کرے گا اور خراب خیال سے نہ چھوئے گا اگر ایسا محرم ہو تو اس کے ساتھ سفر کرنا درست ہے)

سالی بہنوئی اور بھاوج دیور کی بے تکلفی جائز نہیں :

Brother in Law is not Mahram

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا عورتوں کے پاس جانے سے بچو ۔کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ دیور کے متعلق فرمائے ۔فرمایا دیور تو موت ہے ۔ (مسلم و بخاری)

بھاوج دیور، سالی بہنوئی میں عموماً بے تکلفی ہوتی ہے ۔ یہ آپسی بے تکلفی ہنسی مذاق موت کی طرح باعث ہلاکت ہے ۔حمو (دیور) سے مراد صرف شوہر کا بھائی ہی نہیں بلکہ شوہر کے تمام وہ قرابت دار مراد ہیں جن سے نکاح درست ہے ۔ اور وہ جو بے تکلف و بے جھجک آیا جایا کرتے ہیں ۔ جیسے شوہر کے چچا زاد، خالہ زاد بھائی ،شوہر کے دوست احباب ،شوہر کے چچا ماموں اور تمام غیر محرم رشتے دار وغیرہ اسی طرح بیوی کی بہن یعنی سالی ، بیوی کی سہلیاں ، بیوی کی خالہ زاد پھوپی زاد بہنیں ، بیوی کی بھانجی بھتیجی ، بیوی کی بھاوجیں ، بیوی

کے گھر آنے والی تمام اجنبی عورتیں وغیرہ کا یہی حکم ہے۔عموماً ان قریبی رشتوں میں پردہ نہیں کیا جاتا بلکہ ان سے ہنسی مذاق دل لگی بھی ہوا کرتی ہے۔ظاہر ہے اجنبیہ غیرمحرم سے مذاق دل لگی کس قدر فتنہ کا باعث ہے۔اب بھی زیادہ فتنے دیور بھاوج، سالی بہنوئی (In-Laws) اور تمام قریبی رشتے دار، بے تکلف دوست اور سہیلیوں (Relatives and Friends) کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں جو رشتے دار بے تکلف اور بے جھجک آتے ہیں وہی فتنے پھیلاتے ہیں۔آگ اور پٹرول میں دوری بہت ضروری ہے۔اس دور میں خوف خدا اور دینداری ختم ہوتی جارہی ہے۔احتیاط کا تقاضہ تو یہاں تک ہے کہ جوان ساس اپنے جوان داماد اور جوان بہوا پنے جوان سسر کے ساتھ بھی تنہا نہ بیٹھے اگرچہ ان کے لئے خلوت (تنہائی میں رہنا) درست ہے۔

دیوث : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشادفرمایا' تین آدمی ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت کوحرام کردیا ہے۔ (۱) دائمی شرابی (۲) ماں باپ کا نافرمان اور (۳) دیوث جو اپنے بیوی بچوں میں بے حیائی برداشت کرتا ہے (مسند احمد' سنن نسائی)

اس حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ نے تین طرح کے لوگوں کا ذکرفرمایا ہے کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت کوحرام کردیا ہے۔رسول کریم ﷺ کے اس فرمان سے ہمیں بخوبی اندازہ لگالینا چاہیے کہ یہ کتنے عظیم ترین گناہ ہیں جو جنت کے داخلہ سے محروم کردیتے ہیں۔ 'جنت میں داخلہ' یہ انسان کی سب سے بڑی طلب ہے۔ساری عبادات اور نیکیوں کا حاصل یہی کوشش ہوتی ہے کہ ہمارا جنت میں داخلہ ہو جائے۔

پہلا وہ بدبخت انسان ہے جو کہ مستقل شراب کا عادی ہے۔ دوسرا جنت سے محروم شخص وہ ہے جو کہ اپنے والدین کا نافرمان ہے۔۔اور تیسرا بدبخت' بے غیرت' بے شرم وحیا شخص' دیوث' ہے۔

'دیوث' اسے کہتے ہیں کہ جس کے گھر میں کوئی غیر شخص آ کر اس کی بیوی' لڑکیوں' بہوؤں کے ساتھ بے حیائی کے کام کرے اور وہ چشم پوشی کرے اور چپ رہے۔ اس غیرت نا آشنا 'دیوث' کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس پر جنت حرام ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا دیوث وہ بے حیاء مرد ہے جس کو اس بات کی پروانہیں کہ اس کی بیوی کے پاس کون آتا ہے اور کیوں آتا ہے؟ اور اسی طرح وہ بے مروت و بے حیاء عورتیں جو باہر گھومتی پھرتی ہیں اور غیر مردوں سے لاپروائی اور بے حیائی کے ساتھ باتیں کرتی ہیں (ان کے نزدیک کیا اپنا اور کیا پرایا سب برابر ہے) (ابن ماجہ)

امام اہلسنت فاضل بریلوی فرماتے ہیں 'عورت اگر کسی نامحرم کے سامنے اس طرح آئے کہ اس کے بال اور گلے اور گردن اور پیٹھ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر ہو یا لباس ایسا باریک (Transparent) ہو کہ ان چیزوں میں سے کوئی حصہ چمکے یہ بالا جماع حرام اور ایسی وضع ولباس کی عادی عورتیں فاسقات ہیں' ان کے شوہر اگر اس پر راضی ہوں اور حسب مقدور بندوبست نہ کریں تو دیوث ہیں' (فتاویٰ رضویہ جلد ششم)

'دیوث وہ شخص ہے جو اپنی بیوی پر غیرت نہیں کھاتا' (فتاویٰ رضویہ جلد ششم)

موجودہ دور میں دیوثیت یہ ہے کہ آدمی اپنی بہو' بیٹی اور بیوی کو اس حال میں برداشت کرتا ہے کہ وہ غیر محرم کے ساتھ آتی جاتی اور بغیر روک ٹوک کے باتیں کرتی ہیں۔ اسی طرح اپنے گھر کی عورت کو اجنبی اور غیر محرم کے ساتھ خلوت میں دیکھنا اور کچھ نہ کہنا۔ اور اپنی بہو' بیٹیوں کو بے پردہ نکلنے کی اجازت دینا کہ ہر کوئی انہیں دیکھتا پھرتا ہے۔ اجنبی اور غیر محرم مرد خاندان کی ماؤں' بہنوں اور بہو بیٹیوں کو ہوس ناک نگاہوں سے دیکھتے رہیں' دل لگی و ہنسی مذاق کرتے رہیں اور یہ برداشت کرتا رہے۔ دیوثیت یہ بھی ہے کہ اپنی عورتوں کو غیر محرموں کے لئے میک اپ اور سنگھار کرنے کی اجازت دے دینا اور غیر مردوں کی محفلوں میں پیش کرتے ہوئے ہر طرح کی بے حجابی کو برداشت کر لینا۔ آزادانہ ماحول میں مَردوں کے ساتھ بیوی کو ملازمت کی اجازت دینا اور غیر مردوں کے درمیان

چھوڑ دینا یہ بھی دیوثیت ہے۔ دیوث مرد اپنی بیوی کو غیر مردوں کے سامنے لے جاتے ہیں بلکہ اُن سے مصافحے کراتے ہیں حتیٰ کہ غیر مردوں کے ساتھ اپنی بیوی کو نچواتے ہیں اور اُسے احباب کا کھلونا بنانا پسند کرتے ہیں ۔۔دیوث مرد چاہتا ہے کہ اس کی بیوی غیر مردوں سے ملے جلے اور ماڈرن نظر آئے' بیوی کے بیہودہ حرکات کو ترقی کی علامت سمجھ کر خوش ہوتا ہے۔ دیوثیت کی یہ بھی بدترین شکل ہے کہ اپنی بیوی' بہو' بیٹی کو اپنے کاروبار اور ملازمت کی ترقی کے لئے پیش پیش رکھتے ہوئے اُن کی خدمات حاصل کرنا۔۔آفیسرس کے گھروں اور دفاتر پر حاضری دینا اور دلجوئی کے مظاہرے کرنا...... (لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم)

بہرحال اپنی عورتوں کے لئے ہر طرح کی آزادخیالی' فیشن پرستی اور بے پردگی کو برداشت کرلینا ہی دیوثیت ہے۔ اسی طرح بے ہودہ اور فحش قسم کے جریدوں کا گھر میں لگوانا یہ سب بے غیرتی اور دیوثیت کے زمرے میں ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مسلمان کبھی بھی بے غیرت نہیں ہوسکتا اور ہرگز یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ اس کی بیوی پر کسی غیر مرد کی نظر پڑے یا ہاتھ لگے اور نہ ہی مسلمان عورت یہ پسند کرتی ہے کہ شوہر کے علاوہ کسی کے ساتھ نفس ونظروالا تعلق رکھے۔

اللہ تعالیٰ شرک کے علاوہ سارے گناہوں کو معاف فرماتا ہے ﴿**إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا**﴾ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں کسی کو برداشت نہیں فرماتا اور یہی صفت بندوں کو بھی عطا فرمایا ہے کہ باعزت اور غیرت مند بندے اپنی ذات میں بیوی کے لئے غیر محرم مردوں کو برداشت نہیں کرتے۔ دیوث مرد صحیح مسلمان تو کیا ہوتے' ٹھیک طرح سے انسان بھی نہیں ہوتے ہیں۔۔دیوث چونکہ بہت ہی بے غیرت' بے ضمیر اور ذلیل فطرت ہوتے ہیں اس لئے یہ بے حیاء لوگ عنداللہ اور عندالناس مردود اور لعنتی بھی ہوتے ہیں۔

مزارات پر عورتوں کی حاضری

Women Visiting Graves

مزارات پرعورتوں کی حاضری کی سخت ممانعت ہے۔۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ۔ **لعن الله زائرات القبور**۔ان عورتوں پرلعنت جوزیارت قبورکو جائیں ۔

عورتوں کا مزارات اولیاء مقابرعوام دونوں پر جانے کی ممانعت ہے۔ (احکام شریعت)

امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ' جو عالم اسلام کی عظیم اورعبقری شخصیت ہیں احیائے سنت اور رد بدعات ومنکرات پر آپ کے سینکڑوں رسائل ہیں۔ان رسائل میں 'جمل النور فی نهی النساء عن زيارة القبور' (مزارات پرعورتوں کی حاضری) یہ کتاب دور حاضر کی عمومی بدعت پر آپ کے قلم کا اصلاحی نشتر ہے جس میں احکام قرآن مجید' ارشادات نبوی ﷺ' اقوال صحابہ کرام اور مسائل فقہ کی روشنی میں مزارات پرعورتوں کی حاضری کوایک غیرشرعی عمل بتایا گیا ہے۔امام اہلسنت علیہ الرحمہ اس رسالہ میں ایک مقام پرتحریر فرماتے ہیں کہ امام قاضی رحمۃ اللہ علیہ سے استفتاء ہوا کہ عورتوں کا مقابر کو جانا جائز ہے یانہیں؟

فرمایا' غنیّۃ میں ہے' یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یانہیں' بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ۔ اور کس قدر صاحب قبر کی جانب سے ۔جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے۔ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں جب گھر سے چلتی ہے سب طرف سے شیطان اُسے گھیر لیتے ہیں اور جب قبر پر آتی ہے میت کی روح اسے لعنت کرتی ہے ۔اور جب پلٹتی ہے اللہ تعالیٰ کی لعنت کے ساتھ پھرتی ہے۔

سوائے روضہ انور حضور ﷺ کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں ہے ۔ وہاں کی حاضری البتہ سنت جلیلہ عظیمہ قریب بواجبات ہے اورقرآن عظیم نے اُسے مغفرت ذنوب کا تریاق بتایا۔

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ (النساء)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پرظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر ہوں' پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول اُن کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے (کنزالایمان)

اور اگر یہ لوگ اپنی جانوں پرظلم کرکے آپ کے آستانہ پر آجائیں اور اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور آپ بھی' یارسول اللہ ﷺ اُن کی سفارش کریں تو بیشک یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے (نورالعرفان)۔

گناہ ہوجانے اور ظلم سرزد ہونے کے بعد معافی کے لئے حضور ﷺ کے دروازہ پر جانا شرک نہیں ہے بلکہ دُعا کی قبولیت کا یہی واحد ذریعہ ہے۔ واضح رہے کہ ظلم سے مُراد شرک وکفر' گناہ کبیرہ وصغیرہ' چُھپے' کھلے' نئے پُرانے سارے گناہ ہیں۔ (تحقیق کے لئے دیکھیں ہماری کتاب 'مغفرت الٰہی بوسیلۃ النبی ﷺ)

خود حدیث میں ارشاد ہوا۔ **من زار قبری و جبت له شفاعتی** ۔ جو میرے مزار کریم کی زیارت کو حاضر ہوا اُس کیلئے میری شفاعت واجب ہوگی۔ **من حج ولم یزرنی فقد جفانی** ۔ جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا بے شک اس نے مجھ پر جفا کی۔ایک تو یہ ادائے واجب' دوسرے قبول توبہ' تیسرے دولت شفاعت حاصل ہونا' چوتھے سرکار ﷺ کے ساتھ معاذ اللہ جفا سے بچنا۔ یہ عظیم اہم امور ایسے ہیں جنہوں نے سب سرکاری غلاموں اور سرکاری کنیزوں پر خاک بوسی آستان عرش نشان لازم کردی۔ بخلاف دیگر قبور و مزارات کہ وہاں ایسی تاکیدیں مفقود اور احتمال مفسدہ موجود۔اگر عزیزوں کی قبریں ہیں بےصبری کرے گی۔ اولیاء کے مزار ہیں تو بےتمیزی سے بےادبی کرے۔یا جہالت سے تعظیم میں افراط' جیسا کہ معلوم ومشاہد ہے۔لہٰذا ان کے لئے طریقہ اسلم احتراز ہی ہے۔ (الملفوظ۔ امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ)

اس پُرفتن دور میں عورتوں کو چاہئے کہ وہ بزرگانِ دین کی سیرت اور اُن کی تعلیمات پر مبنی کتب گھر میں رکھیں، خود بھی پڑھیں اور بچوں کو بھی پڑھوائیں اور جب کسی بزرگ کے عرس کا موقع آئے تو گھر ہی میں اُن کے لئے ایصال ثواب کے لئے محفل منعقد کرلیں جس میں اگر ہو سکے تو اُن کی سیرت وتعلیمات بیان کریں ورنہ کھانے پینے کی کسی چیز پر فاتحہ پڑھ کر انہیں ایصال ثواب کریں۔ اسی طرح وہ اپنے عزیز واقارب میں سے کسی کے لئے تلاوت قرآن اور ذکر واذکار کے بعد فاتحہ پڑھ کر ایصال ثواب کرسکتی ہیں۔

چست اور باریک لباس:

Wearing tight and transparent clothing

ایسے چست کپڑے جن سے جسم کا نقشہ کھینچ جاتا ہو مثلاً چست پاجامہ میں پنڈلی اور ران کی پوری ہیت (Shape) نظر آتی ہے اور اس پر کوئی اور ڈھیلا کپڑا شلوار وغیرہ نہ ہو تو عورتیں ایسے موقعوں پر استعمال نہ کریں کہ غیروں کی نظریں ان پر پڑیں مثلاً گھر میں دیور، جیٹھ، چچا پھوپی ماموں خالہ کے بیٹوں یا ایسے ہی دور کے رشتہ داروں کا آنا جانا ہو یا وہ موجود ہوں۔ اسی طرح بعض عورتیں بہت باریک (Transparent) کپڑے پہنتی ہیں۔ مثلاً جارجٹ، جالی، یا باریک ململ ہی کا ڈوپٹہ جس سے سر کے بال یا بالوں کی سیاہی یا گردن یا کان نظر آتے ہیں یا کُرتے میں سے پیٹ اور پیٹھ بالکل نظر آتی ہے اس قسم کے کپڑے پہننا بھی ناجائز ہے۔ اور مردوں کو اس حالت میں ان کی طرف نظر کرنا بھی حرام۔ (عالمگیری، بہارِ شریعت)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حفصہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہا باریک (Transparent) ڈوپٹہ اوڑھ کر آئیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کا ڈوپٹہ پھاڑ دیا اور موٹا ڈوپٹہ دے دیا۔ (امام مالک)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

باریک کپڑے (Transparent Clothes) پہن کر حضور ﷺ کے سامنے آئیں۔ آپ ﷺ نے منہ پھیر لیا اور فرمایا اسماء جب عورت بالغہ ہو جائے تو اس کے بدن کا کوئی حصہ نہ دکھائی دینا چاہئے سوائے منہ اور ہتھیلیوں کے۔ (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دوزخیوں میں دو گروہ ہیں۔ایک ان میں سے ان عورتوں کا ہے جو ظاہر میں تو کپڑے پہنتی ہیں مگر حقیقت میں ننگی ہیں۔یعنی اس قدر باریک اور ایسی لا پرواہی سے کپڑے استعمال کرتی ہیں کہ ان کا بدن چمکتا ہے۔اور کہیں سے کھلا ہوتا ہے، کہیں سے چھپا ہو۔خود بھی دوسرے مردوں کی طرف رغبت کرتی ہیں (کہ بناؤ سنگھار کر کے دوسروں کا دل لبھاتی یا سر سے دوپٹہ اُتار ڈالتی ہیں تا کہ دوسرے مرد اُن کا چہرہ وغیرہ دیکھیں) اور مٹک مٹک کر چلتی ہیں۔ (تا کہ دوسروں کو فریفتہ اور اپنی طرف مائل کریں) یہ عورتیں ہرگز جنت میں داخل نہ ہوں گی۔اور جنت کی خوشبو بھی نہ پائیں گی۔حالانکہ جنت کی خوشبو بہت دور سے معلوم ہو جاتی اور دور دور تک پھیلتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ اپنی عورتوں کو ایسے کپڑے ہرگز نہ پہنایا کرو جو جسم پر اس طرح چست ہوں کہ سارے جسم کی ہیئت نمایاں ہو جائے۔۔یہ سراسر حرام ہے (المبسوط باب الاستحسان)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا لعن اللہ الکاسیات العاریات یعنی ان عورتوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے جو لباس پہن کر بھی ننگی رہیں۔(مطلب اس حدیث پاک کا یہ ہے کہ آج کل مسلم عورتوں میں جو مغربی جدید طریقے پائے جاتے ہیں عُریانی لباس کا پسند کرنا اور بدن کا اکثر حصہ چھوڑ کر کپڑا پہننا جو پہن کر بھی ننگی ہی رہیں اور ایسے جدید طریقے پر کپڑا بنانا جو پہننے کے بعد بدن کے نیچے کا حصہ اور بالائی حصہ بالکل کپڑے سے خالی رہے اور بعض پوشاکوں میں تو آستین اور بازو کا حصہ بھی غائب رہتا ہے غرض اس طرح کے جتنے پوشاکیں ہیں جو نئے نئے ڈیزائن اور نئی نئی کٹنگ سے مسلمان خواتین میں رائج ہیں یہ سب شرع میں

حرام ہیں اوراس جدید طرز اورعریانی چال ڈھال سے پہننے اور چلنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور اس گندی اور بے حیائی تہذیب کو وہی عورت اپنا سکتی ہے جو اپنی آبرو اور عصمت کو کھو چکی ہیں اور جو اسلام کی دشمن اور اللہ تعالیٰ سے باغی ہیں)۔

بعض عورتیں بہت باریک کپڑے (Transparent Clothes) پہنتی ہیں جس سے سر کے بال، بالوں کی سیاہی، گردن، کان، پیٹ یا پیٹھ نظر آتی ہے اور بدن کی رنگت جھلکتی ہے۔ ایسے موقع پر کہ اجنبی مردوں کی نظر اُن پر پڑے۔ اس قسم کے کپڑے پہننا بھی ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

آج بدقسمتی سے ہمارے ہاں شیفون اور جارجٹ کے باریک دوپٹے بہت ہی رائج ہیں۔ انھیں سر پر اوڑھ کر غیر مرد کے سامنے آنا حرام ہے۔ کیوں کہ اس سے بالوں کی سیاہی چمکتی ہے۔ اور عورت کے بال بھی عورت یعنی چھپانے کی چیز ہیں۔ نیز ایسا باریک (Transparent) دوپٹہ اوڑھ کر نماز بھی نہیں ہوگی۔ نماز میں اتنی موٹی چادر سے سر چھپانا فرض ہے کہ جس سے بالوں کی سیاہی ظاہر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ عورتوں کو پردے کی توفیق عطا فرمائے اور مردوں کو بھی توفیق دے کہ وہ اپنی عورتوں کو پردے کی پابندی کرائے۔

چوڑی دار اور تنگ پاجامے : TIGHT CLOTHINGS

عورتوں کو بالخصوص چوڑی دار پاجامہ نہیں پہننا چاہئے کہ اس میں پنڈلیوں وغیرہ کی پوری ہیئات نظر میں آجاتی ہیں۔ عورتوں کے پاجامے ڈھیلے ڈھالے ہوں جیسے کہ شلواریں اور نیچے ہوں کہ قدم چھپ جائیں۔ ان کے لئے جہاں تک پاؤں کا زیادہ حصہ چھپے اچھا ہے۔ (بہارِشریعت)

عورت کے لئے مرد کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا حرام ہے

UNIFORMITY AND SIMILARITY

حضور ﷺ نے ایسے مردوں پر لعنت بھیجی ہے جو عورتوں سے مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ایسی عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت اختیار کرتی ہیں۔حضور ﷺ نے ایسے مردوں پر لعنت بھیجی ہے جو نسوانیت اختیار کرتے ہیں۔اور ایسی عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔(بخاری)

مردوں اور عورتوں میں ایک دوسرے سے مشابہت اور اندھی تقلید کا مرض بہت ہو گیا ہے۔عورتیں مردانہ لباس پہن رہے ہیں اور مردانہ بال کٹوا رہے ہیں۔مرد، زنانی حرکات کر رہے ہیں۔کان میں بالیاں، ہاتھ میں کڑے، گلے میں سونے کی چین، ریشمی کپڑے اور زنانی چوٹیاں رکھ رہے ہیں۔عورت اور مرد ایک طرح کے کپڑے پہن رہے ہیں۔مرد ہاتھ پاؤں میں مہندی نہیں لگا سکتا کہ یہ بھی گناہ ہے۔مرد تو مرد مخنث (ہجڑے) تک کو اس کی اجازت نہیں۔ بچوں کے ہاتھ پاؤں میں بلاضرورت مہندی لگانا ناجائز ہے عورت خود اپنے ہاتھ پاؤں میں لگا سکتی ہے مگر لڑکے کو لگائے گی تو گنہگار ہو گی۔ (درمختار)
حضور ﷺ نے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانے والے مخنث کو مدینہ منورہ سے باہر نکلوا دیا تھا۔ ابوداؤد میں ہے کہ کسی نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ایک عورت مَردوں کی طرح جوتے پہنتی ہے۔انھوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چار لوگوں پر اللہ تعالیٰ صبح و شام ہر آن غصہ و غضب فرماتا ہے۔ایک وہ عورت جو مردوں کی مشابہت اور طرز وَ روش کو اختیار کرتی ہے دوسرا وہ مرد جو عورتوں کی مشابہت وطریقہ کو اپناتا ہے تیسرا وہ شخص جو مردوں سے قضائے شہوت کرتا ہے چوتھا وہ شخص جو چوپائے سے غیر فطری حرکت کرتا ہے (حدیث الترغیب والترہیب)

آج کی ان مسلم عورتوں کی حالت وعادت قابلِ حیرت ہے کہ مسلمانی کا دعویٰ کرنے کے باوجود جوعورتیں مردوں کی طرح سر کے بال کٹوا کے ہیرو بنتی ہیں اور بَپ کٹنگ بال رکھتی ہیں اور مردانہ لباس پہن کر بے حیا و بے شرم اور بدکردار عورتوں کی طرح گھومتی پھرتی ہیں، نہ ہاتھوں میں چوڑی، نہ کانوں میں بالیاں اور نہ سینہ پر کپڑا ہوتا ہے۔ یہ طرز بالکل مغربی عورتوں کا ہے نہ کہ مسلمان عورتوں کا۔ ایسی عورتوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ لہذا جوعورتیں اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر واقعی ایمان رکھتی ہیں اس پر واجب ہے کہ اب بھی وقت ہے کہ اس ناپاک طرزِ عمل اور قبیح حرکتوں سے باز آ جائیں۔ یہ تشبّہ وطریقہ اسلام میں سراسر ناجائز وحرام ہے۔ مسلمان عورتوں کو مغربی عورتوں کی تقلید وانگریزی لباس وطریقے اختیار کرنے سے منع کرنے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ وہ سب عریانی لباس وکپڑے پہن کر دل ودماغ کی خواہش یہی ہوگی کہ دوسروں کو دکھائیں اور اس خواہش کی تکمیل کے لئے یہ لازمی ہوگا کہ بے پردگی اختیار کریں، کلبوں، بازاروں، مجلسوں اور مردوں میں جا کر اپنی خواہش پوری کریں۔

عورتوں کو مردانہ جوتا نہیں پہننا چاہئے بلکہ وہ تمام باتیں جن میں مردوں اور عورتوں کا امتیاز ہوتا ہے ان میں ہر ایک کو دوسرے کی وضع اختیار کرنے سے ممانعت ہے۔ نہ مرد، عورت کی وضع اختیار کرے نہ عورت مرد کی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں ایک عورت کمان لٹکائے مردانی چال چلتی سامنے سے گزری۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے پوچھا، کون ہے؟ کہا ام سعید بنتِ ابوجہل۔ فرمایا میں نے سید المرسلین ﷺ کو فرماتے سُنا کہ ہمارے گروہ سے نہیں وہ عورت جو مردوں سے تشبیہہ کرے اور نہ وہ مرد جو عورتوں سے مشابہت کرے۔ (امام احمد)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے لعنت فرمائی زنانہ مردوں کی صورت بنائیں اور جنگل کے اکیلے سوار پر یعنی جو خطرہ ہونے کی حالت میں بھی اکیلا ہی سفر کرے۔ (امام احمد)

نہ مرد عورت کی نقل کرسکتا ہے اور نہ عورت مرد کی نقل کرسکتی ہے۔ مردوں پر سونا حرام کرنے کی حکمت یہ ہے کہ مرد کی مردانگی کو ہجڑہ پن ناز ونخرے اور عورتوں کے سے انداز اختیار کرنے سے بچایا جائے۔ مرد کی شان کے لئے یہ قطعاً مناسب نہیں ہے کہ وہ کپڑے گھسیٹے، بناؤ سنگھار، سونا اور زیور پہننے میں عورتوں سے مشابہت اختیار کرے۔

سلام کا بیان

GREETINGS

سلام کا طریقہ

عورت ہو یا مرد سب کے سلام کرنے اور جواب دینے کا اسلامی طریقہ یہی ہے کہ السلام علیکم کہے اور جواب میں وعلیکم السلام کہے اس کے سوا سب طریقے غیر اسلامی ہیں۔

سلام کا جواب

اکثر جگہ بالخصوص عورتوں میں یہ طریقہ ہے کہ چھوٹا جب بڑے کو سلام کرتا ہے تو وہ جواب میں کہہ دیتے ہیں ''جیتے رہو'' یہ سلام کا جواب نہیں بلکہ یہ جواب زمانہ جاہلیت میں کفار دیا کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے 'حیاك الله' (یعنی اللہ تمھیں جیتا رکھے)۔ اسلام نے یہ بتایا کہ جواب میں 'وعلیکم السلام' کہا جائے اگر چہ کسی نے کہا سلام تو سلام کہہ دینے سے بھی جواب ہو جائے گا۔ (بہارِ شریعت)

اسی طرح بڑھیا عورتیں بچیوں کے سلام کا جواب اس طرح دیا کرتی ہیں 'خوش رہو' 'سہاگن بنی رہو' 'دودھ پوت والی رہو' ان الفاظ سے سلام کا جواب نہیں ہوتا بلکہ ہر مرد اور ہر عورت کو سلام کے جواب میں ہمیشہ وعلیکم السلام ہی کہنا چاہئے کہ یہی مسنون طریقہ ہے۔

اجنبی مردعورت کا سلام

مرداورعورت کی ملاقات ہوتو مردعورت کوسلام کرے اوراگر اجنبیہ نے مردکو سلام کیا اور وہ بوڑھی ہوتو اس طرح جواب دے کہ وہ بھی سُنے اور وہ جوان ہوتو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سُنے ۔ (خانیہ)

عورتیں مردوں کوسلام کہہ سکتی ہیں بشرطیکہ جاننے والے ہوں ایسے یہ مرد بھی عورت کوسلام کہے کیونکہ اس سے اسلامی ہمدردی کا اظہار ہوتا ہے ۔حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں ، ہم کچھ عورتیں بیٹھی تھیں کہ نبی ﷺ کا ہم پر گزر ہوا تو نبی ﷺ نے ہمیں سلام کیا۔ (ابن ماجہ)

بعض فقہاء کا کہنا ہے عورتوں کوسلام کہنے کاتعلق صرف حضورتک ہی تھا لیکن عام صورتحال میں اجنبی جوان مردکو جوان ،عورت کا سلام کہنا درست نہیں ۔

مردوعورت کا آپس میں چُھونا اورمصافحہ کرنا:

TOUCHING AND SHAKING HANDS

عورت کسی اجنبی مرد کے جسم کو نہ چُھوئے جب کہ دونوں میں سے کوئی جوان ہو اگر چہ اس بات کا دونوں کواطمینان ہو کہ شہوت پیدانہیں ہوگی ۔ (عالمگیری)

اجنبی مرد وعورت کا آپس میں ایک دوسرے کوچھونا جائزنہیں ۔ اگر چہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ آپس میں مصافحہ (Shake Hands) بھی جائزنہیں کیونکہ چُھونا حرام ہے ۔حضورنبی کریم ﷺ جب عورتوں سے بیعت لیا کرتے تھے اس وقت مصافحہ نہ فرماتے صرف زبان سے بیعت لیتے ۔ ہاں اگرعورت بہت زیادہ بوڑھی ہو کہ محلِ شہوت (Sexual Feelings) نہ ہوتو اس سے مصافحہ میں حرج نہیں ۔ یوں ہی اگرمرد بہت زیادہ بوڑھا ہو کہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہوتو مصافحہ کرسکتا ہے ۔ (ہدایہ)

مصافحے کا بنیادی اسلامی اصول یہ ہے کہ مرد دوسرے مرد سے ہاتھ ملائے اور

عورت دوسری عورتوں سے ہاتھ ملائے۔مصافحے کے لئے مرد کو کسی عورت سے ہاتھ ملانا جائز نہیں، ایسے ہی کسی عورت کو مرد سے مصافحہ نہیں کرنا چاہئے۔کیونکہ مرد اور عورت کا آپس میں مصافحہ کرنا خلاف شرع ہے۔اسلامی نقطۂ نظر سے عورت و مرد کے مصافحے سے برائی جنم لینے کے آثار پیدا ہوتے ہیں۔یعنی جب کوئی مرد کسی عورت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے گا تو اس کے دل میں شیطانی وساوس (Evil Feelings) پیدا ہوسکتے ہیں اس لئے اسلام نے مرد اور عورت کے مصافحے کو منع فرمایا ہے۔

مردوعورت کی چھینک کا جواب:

عورت کو چھینک آئی اگر وہ بوڑھی ہے تو مرد اس کا جواب زور سے دے اور اگر عورت جوان ہے تو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سُنے۔مرد کو چھینک آئی اور عورت نے جواب دیا اگر عورت جوان ہے تو مرد اس کا جواب اپنے دل میں دے اور بوڑھی ہے تو زور سے جواب دے سکتا ہے۔ (بہارِشریعت)

اجنبی مردوعورت کا جُھوٹا کھانا پینا:

عورت کو اجنبی مرد اور مرد کو اجنبی عورت کا جھوٹا مکروہ ہے۔زوجین اور محارم (محرم مردوعورت) کے جھوٹے میں حرج نہیں۔ (دُرِّمختار)

اجنبی عورت یا اجنبی مرد کے جھوٹے میں کراہیت اس صورت میں ہے جب کہ لذت حاصل کرنے کے طور پر ہو اور اگر لذت حاصل کرنا مقصود نہ ہو بلکہ تبرک کے طور پر ہو جیسا کہ عالم باعمل اور باشرع پیر کا جھوٹا کہ لوگ اسے تبرک سمجھ کر کھاتے پیتے ہیں اس میں حرج نہیں۔ (بہارِشریعت)

بازاروں میں چلنا پھرنا اور دُکانوں پر خریداری کرنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں

کوحکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضروری کام کے لئے گھروں سے باہر نکلیں تو اپنے سروں کے اوپر سے اپنی چادروں کے دامن لٹکا کر یا برقع کے نقاب ڈال کر اپنا منہ چھپا لیں اور صرف اپنی آنکھیں کھلی رکھیں تاکہ کوئی فاسق ان کو چھیڑنے کی جرأت نہ کرے ۔

☆ عورتیں ، مردوں کے سامنے یا مرد ، عورتوں کے سامنے آ جائیں تو درمیان سے نہ گزریں ۔ دائیں یا بائیں کا راستہ لیں ۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! کیا تمہاری غیرت یہ گوارا کرتی ہے کہ تمہاری بیویاں بازاروں میں سڑکوں پر کافر کے ساتھ گھومتی پھیریں اور اپنا جسم مردوں کے جسم کے ساتھ رگڑ کر چلیں' اللہ تعالیٰ اس کا بہت بُرا کرے جس کے پاس غیرت نہ ہو (احیاء العلوم)

☆ عورتیں خوشبو لگا کر اور دوسروں کے حواس کو مشتعل کرنے والی چیزیں استعمال کر کے ہرگز گھروں سے نہ نکلیں ۔

☆ شریف عورت جب بضرورت گھر سے باہر نکلے تو کسی بڑی چادر یا برقع سے اپنا سارا بدن ، سر سے پاؤں تک چُھپا لے جس سے اس کی اصل پوشاک اور زیب و زینت کی ساری چیزیں چُھپ جائیں اور چادر یا نقاب کا کچھ حصہ منہ پر بھی آ جائے ۔

☆ خوشنما کپڑے ، زیور اور سر ، منہ ، ہاتھ ، پاؤں ، ابرو ، پلکوں اور آنکھوں کی مختلف آرائش و زیبائش جو بلعموم عورتیں کرتی ہیں اور جن کے لئے موجودہ زمانے میں میک اپ کا لفظ بولا جاتا ہے ۔ یہ بناؤ سنگھار ہرگز ہرگز غیروں پر ظاہر نہ ہو عورت اپنے منہ کو مسّی اور سُرمے اور سرخی پاؤڈر سے اور اپنے ہاتھوں کو انگوٹھی چھلّے اور چوڑیوں اور کنگن وغیرہ سے آراستہ رکھ کر لوگوں کے سامنے کھولے پھیرے جیسا کہ آجکل کی ماڈرن عورتیں کرتی ہیں ۔ یہ حرکات بہت ہی معیوب اور ننگ و عار ہے ۔ شریف مسلمان عورت کو زیب نہیں دیتا ۔

☆ راہ چلتے نگاہیں نیچی رکھیں جس طرح مردوں کو حکم ہے کہ وہ غیر عورتوں پر نظر نہ ڈالیں ۔ یونہی عورتوں کو حکم ہے کہ وہ قصداً غیر مردوں کو نہ دیکھیں ۔ نگاہ پڑ جائے تو فوراً ہٹا لیں اگر چہ

وہ مرد نابینا ہو۔ یہ کسی طرح بھی جائز نہیں کہ عورتیں اطمینان سے مردوں کو گھوریں اوران کے حسن و جمال یا بدصورتی کو موضوع بحث بنا کر ان کے جسمانی ساخت کا جائزہ لیں۔

☆ عورتوں کو بیچ راستے سے الگ ہو کر راستہ کے کنارے سے چلنا چاہئے۔ (بہارِشریعت)

عورتوں اور مردوں کا اختلاط منع ہے :

MEN AND WOMAN GATHERING IS FORBIDDEN

حضور نبی کریم ﷺ نے مردوں اور عورتوں کو الگ الگ چلنے کا حکم صادر فرمایا۔ عورتوں سے فرمایا کہ تم راستے کے کنارے پر چلا کرو۔ خواتین کا جذبہ اتباع سنت دیکھئے! دیواروں سے تقریباً لگ کر چلنے لگیں جب اتنی احتیاط تھی تو پردہ کتنا سخت ہوگا! حضرت ابو سعید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایک بار دیکھا کہ حضور بنی کریم ﷺ مسجد نبوی شریف سے باہر نکلے، راستے میں مرد اور خواتین آپس میں مل گئے، حضور ﷺ نے عورتوں سے فرمایا ''تم پیچھے ہٹ جاؤ تمھیں راستہ کے درمیان نہیں چلنا چاہئے اور راستہ کے کناروں کو لازم پکڑو'' جب حضور ﷺ نے اس قانون کا حکم فرمایا، عورتیں دیوار کے بالکل ساتھ لگ کر چلنے لگیں۔ ان کے کپڑے کبھی کبھی دیواروں کے ساتھ اٹک جاتے تھے۔ (ابوداؤد)

آج بدقسمتی سے بازار عورتوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ مرد اور عورتیں سب ساتھ چل رہے ہیں۔ مرد اور عورت ایک ہی دفتر میں کام کرتے ہیں۔ مردوں کی صفوں میں عورتیں دکھائی دے رہی ہیں۔ ماحول مکمل مخلوط (Mixed) ہوتا جارہا ہے۔ ہاسپٹلس، اسکولس، دفاتر، کاروباری اداروں اور ایجنسیوں میں مرد و عورت ساتھ ساتھ کام کررہے ہیں۔ بے تکلفی سے بات چیت، ہنسی مذاق اور سب کچھ ہوتا ہے۔ اجنبی مرد اور عورت کی بے تکلفانہ نشست و برخاست اور مخلوط تعلیم نے اسلامی ماحول کو بدل کر رکھ دیا ہے۔ شرم و حیاء ختم ہوچکی ہے۔ معاشرہ تباہی کی طرف بڑھتا جارہا ہے۔

لڑکے اور لڑکیوں کے مشترکہ اسکولس اور کالجس :

CO-EDUCATION SYSTEM

اسلام کم سن بچوں کا بستر الگ کر کے جنسی معاملات میں مناسب وقت تک انھیں زیادہ سے زیادہ معصوم دیکھنا چاہتا ہے۔ اسلام بچوں کے جنسی جذبات کو بھڑکانا کسی صورت میں بھی پسند نہیں کرتا۔ اسلام ہر فتنہ فساد کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے ہی اس کے دروازے بند کر دینا چاہتا ہے۔ اسلام میں لڑکے لڑکیوں کا میل جول اور اختلاط منع ہے۔ راستہ چلنے میں بھی اختلاط کو برداشت نہیں کیا گیا۔ مردوں اور عورتوں کو الگ الگ چلنے کا حکم صادر فرمایا۔ عورتوں سے فرمایا کہ تم راستے کے کنارے پر چلا کرو۔

اسلام نے جب مرد اور عورت کے راستے الگ الگ متعین کر دیا ہو تو وہ کب اس بات کی اجازت دے گا کہ اسکولوں اور کالجوں میں ایک ساتھ تعلیم حاصل کریں۔ لڑکے اور لڑکیوں کے اسکولس اور کالجس علحدہ ہونے چاہئے۔ لڑکوں کو صرف مرد اور لڑکیوں کو صرف عورتیں ہی پڑھانا چاہئے۔ مشترکہ تعلیم اسلامی نظریات کے خلاف ہے۔ اسی سے تمام فتنوں اور فسادوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ مشترکہ تعلیم سے جنسی جذبات بھڑکتے ہیں۔ ذہنی صلاحیتیں منتشر ہوتی ہیں۔ اور بچوں کی معصومیت ختم ہو کر جنسی وسوسوں اور خیالات میں کھو جاتے ہیں۔ والدین کی اولین ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کو اچھی تعلیم اور دینی ماحول مہیا کریں۔ اخلاق و کردار کو سنواریں اور ہمیشہ اپنی اولاد پر کڑی نظر رکھیں۔

بال اور ناخن کٹوانے کے احکام

CUTTING HAIRS AND NAILS

عورت کو سر کے بال کٹوانا جائز نہیں:

عورت کو سر کے بال کٹوانے جیسا کہ اس زمانہ میں کریسچن (نصرانی) عورتیں کٹواتی ہیں ناجائز وہ گناہ ہے اور اس پر لعنت آئی ہے۔ شوہر نے ایسا کرنے کو کہا جب بھی یہی حکم ہے کہ عورت ایسا کرنے میں گناہ گار ہوگی کیونکہ شریعت کی نافرمانی کرنے میں کسی کا کہنا نہیں مانا جائے گا۔ (دُرِّ مُختار)

آہستہ آہستہ یہ بلا و مصیبت مغربی تہذیب کے دلدادہ اور شائقین کے گھروں میں پھیلتی جارہی ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو عورت مردانہ ہیت میں ہو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ یہ بال کٹواتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی لعنت میں گرفتار ہوتی ہیں۔

عورت کو داڑھی یا مونچھ کے بال نکل آئیں تو ان کا نوچنا جائز بلکہ مستحب ہے کہ کہیں اس کے شوہر کو اس سے نفرت نہ پیدا ہو۔ (ردّالمحتار)

موئے زیر ناف اور بغل کے بال اکھیڑنا

REMOVING UNCOMMON HAIRS

موئے زیر ناف (Hairs under the Navel) دُور کرنا سنت ہے اور بہتر جمعہ کے دن ہے۔ پندرہویں دن کرنا بھی جائز ہے۔ چالیس دن سے زیادہ گزار کے کرنا مکروہ وممنوع ہے۔ غسل ضروری ہو تو ایسی حالت میں نہ بال مونڈ لے اور نہ ناخن ترشوائے کہ یہ مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

(☆) موئے زیر ناف (Hairs under the Navel) استرے سے، بال صفا پاوڈر سے یا کریم سے بھی نکالنا جائز ہے۔

(☆) موئے زیرناف کا ایسی جگہ پھینکنا جہاں دوسروں کی نظر پڑے ناجائز ہے کیونکہ یہ ستر کے بال ہیں۔جس طرح ستر دوسروں کے سامنے ظاہر نہیں کر سکتے یہی حکم ان بالوں کا بھی ہے۔

(☆) موئے زیرناف کو ناف کے عین نیچے سے مونڈنا شروع کریں۔

(☆) ناک کے بال نہ اکھاڑیں کہ اس سے مرض آکلہ پیدا ہوجانے کا خوف ہے۔ (عالمگیری) (ناک کے باہر جو بال باہر نکل گئے ہیں ان کو کاٹ دیں ناک کے اندر کے بال نہ کاٹیں)

(☆) ابرو کے بال (Eye brows) اگر بڑے ہو جائیں تو ان کو ترشوا سکتے ہیں۔ (ردالمختار) مگر مونڈوا نہیں سکتے۔

(☆) جنابت (Impurity) کی حالت میں (یعنی غسل فرض ہونے کی صورت میں) نہ کہیں کے بال مونڈیں نہ ہی ناخن تراشیں کہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

(☆) کنگھا کرنے یا سر دھونے میں جو بال سر سے جدا ہوں، یونہی عورت پاؤں کے ناخن کاٹے تو عورتوں پر لازم ہے کہ انہیں زمین میں دفن کر دیں یا کہیں چھپا دیں یا ایسی جگہ ڈال دیں کہ ان پر کسی اجنبی کی نظر نہ پڑیں۔(دُرِّمختار)

(☆) انسان کے بال (خواہ وہ جسم کے کسی بھی حصے کے ہوں) ناخن، حیض، حیض کا لتّہ (یعنی وہ کپڑا جس سے حیض کا خون صاف کیا گیا ہو Napkin) اور انسانی خون ان چاروں چیزوں کو دفن کر دینے کا حکم ہے۔ (عالمگیری)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا موئے زیرناف مونڈنا Hairs under the (Navel)، ناخن ترشوانا اور بغل کے بال اکھیڑنا، انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت اور فطرت سے ہے فطرتاً عقل سلیم بھی ان باتوں کو تسلیم کرتی ہے۔حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو موئے زیرناف کو نہ مونڈے اور ناخن نہ تراشے وہ ہم میں سے نہیں۔

فیشن کے طور پر اپنے لمبے لمبے ناخن رکھنے والے غور کریں عبرت حاصل کریں اور توبہ کریں۔ ایسے لوگوں سے حضور نبی کریم ﷺ بیزار ہیں کیونکہ اس کا عمل حضور ﷺ

اور تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے طریقوں وسنتوں کے خلاف ہے۔

(☆) بعض اوقات موسم کی تبدیلی، مزاج میں نقص یا کسی بیماری کے باعث سر کے بال سفید ہو جاتے ہیں۔ عورتیں وقت سے پہلے ہی بوڑھی معلوم ہونے لگتی ہیں۔ ایسی عورتیں شوہر کی خوشنودی اور اس کی رغبت بڑھانے کی نیت سے اگر سیاہ خضاب سے سر کے بال رنگ لیں تو ان شاء اللہ اس میں حرج نہیں۔

اَبرو کے بال SHORTENING EYEBROWS

آج کل عورتیں ابرو کے بال نچوا کرانہیں باریک بناتی ہیں، یہ ممنوع ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت کی ہے۔ بھوؤں اور ابروؤں کے بال نوچنا از روئے طب بھی سخت نقصان دہ ہے۔ آنکھوں کی بینائی کمزور ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں جو بالوں کے ساتھ مُثلہ (بال بگاڑنا) کرے اللہ عزوجل کے یہاں اس کا کچھ حصہ نہیں۔ (طبرانی)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں یہ حدیث خاص بالوں سے متعلق ہے۔ اور بالوں کا مُثلہ (بالوں کی خرابی) یہی ہے جو کلمات ائمہ میں مذکور ہوا کہ عورت سر کے بال منڈانے یا مرد داڑھی یا مرد وَ عورت بھویں منڈوائے۔ یہ سب صورتیں بالوں کو بگاڑنے میں داخل ہیں اور سب حرام۔

بدقسمتی سے عورتوں میں آج کل بھویں (ابرو) منڈانے (Shortening Eyebrows) کا فیشن چل پڑا ہے۔ یہ مُثلہ (بالوں کا بگاڑنا) ہے اور حرام ہے۔

انسانی بالوں کی چوٹی:

انسان کے بالوں کی چوٹی بنا کر عورت اپنے بالوں میں گوندھے یہ حرام ہے۔ (انسانی بالوں کا چٹلہ حرام ہے) حدیث میں اس پر لعنت آئی بلکہ اس پر بھی لعنت جس نے کسی عورت کے سر میں ایسی چوٹی گوندھی۔ اور اگر وہ بال جس کی چوٹی بنائی گئی خود اسی

عورت کے سَر کے ہیں جس کے سر میں جوڑی گئی جب بھی ناجائز ہے۔ اُون یا سیاہ تاگے کی چوٹی بنا کر لگائے تو اس کی ممانعت نہیں۔ سیاہ کپڑے کا موباق باندھنا بھی جائز ہے۔ (دُرِّ مختار)

سَر کے اُوپر جوڑا باندھنا :

HAIR GATHERED ON TOP OF HEAD

عورت کا بالوں کا جوڑا بنا کر سر پر اونٹ کی کوہان کی طرح رکھنا بھی حرام ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دوزخیوں کی دو قسمیں ارشاد فرمایا۔ ایک وہ قوم جس کے پاس گائے کی دم کی طرح کوڑے ہوں جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے اور ایک وہ عورتیں جو ظاہری لباس پہننے والی ہوں گی۔ لیکن پھر بھی وہ ننگی ہوں گی۔ ان کے جسم ان کے کپڑوں سے نظر آتے ہوں گے۔ وہ مردوں کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی۔ مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں گی۔ ان کے سر ایسے ہوں گے جیسے بختی اونٹوں کے کوہان۔ وہ نہ ہی جنت میں داخل ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی۔ حالانکہ اس کی خوشبو پانچ سو سال کے فاصلہ سے محسوس ہوتی ہوگی۔ (مسلم شریف)

ناخن کاٹنا CUTTING NAILS :

ہر جمعہ کو اگر ناخن نہ تراش سکے تو پندرویں دن تراشے اور اس کی انتہائی مدت چالیس دن ہے۔ (حدیث شریف)

کچھ لڑکیوں میں ناخن بڑھانے، نوکیلے بنانے اور ان پر نیل پالش کرنے کا شوق بڑھتا جا رہا ہے۔ ماں باپ اور گھر کے بڑوں کو چاہئے کہ اس بیماری اور افلاسی حرکت کو جو زمانہ جاہلیت کی یادگار ہے سختی سے مٹا دیں۔

دانت سے ناخن نہ کاٹنا چاہئے کہ مکروہ ہے اور اس میں مرض برص (Vitiligo) پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ (عالمگیری) اور مشہور ہے کہ اس سے برکت جاتی اور نحوست پھیلتی ہے۔

لمبے ناخن شیطان کی نشست گاہ ہیں یعنی ان پر شیطان بیٹھتا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

ناخن یا بال وغیرہ کاٹنے کے بعد دفن کر دینا چاہئے۔ بیت الخلاء یا غسل خانہ (حمام) میں ڈال دینا مکروہ ہے کہ اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔ (عالمگیری)

نیل پالش لگانا گناہ ہے NAIL POLISH :

آج کل بدقسمتی سے مسلمانوں میں 'نیل پالش' کا فیشن عام ہوگیا ہے۔ بہت کم عورتیں اس فیشن سے بچتی ہوں گی۔ نیل پالش ناپاک ہوتی ہے۔ کیونکہ اس میں اسپرٹ ڈالا جاتا ہے۔ اسپرٹ از قسم شراب ہے اور شراب ناپاک ہے۔ نیل پالش کی تہہ ناخن پر جم جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے اس کے نیچے پانی نہیں پہنچتا۔ لہذا جن کے ناخنوں پر یہ پالش لگی ہوتی ہے ان کا نہ ہی وضو ہوتا ہے اور نہ ہی غسل اترتا ہے۔ ظاہر ہے جب وضو و غسل نہ ہوگا تو نماز کس طرح ہوگی؟ اور جس گھر میں کوئی جنبی (یعنی بے غسل) ہوتا ہے اس میں رحمت کے فرشتے بھی داخل نہیں ہوتے۔ رحمت کے فرشتے داخل نہ ہونے سے گھر میں نحوست ہی نحوست ہوگی لہذا دین اسلام کا درد رکھنے والوں سے درخواست ہے کہ اپنے حال زار پر رحم کریں اپنی آخرت کو تباہ ہونے سے بچائیں۔ 'نیل پالش' سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے توبہ کرلیں اپنے بچوں کو بھی نیل پالش نہ لگایا کریں۔ ورنہ اس کا گناہ بھی آپ ہی کو ہوگا۔ بعض عورتیں حالت ناپاکی (ایام ماہواری) میں اس خیال سے نیل پالش لگا لیتے ہیں کہ پاک ہونے پر نیل پالش نکال دی جائے گی، یہ سوچ بھی غلط ہے۔ نیل پالش ہر حال میں ناجائز ہے۔ نیل پالش ناپاک ہوتی ہے۔ کیونکہ اس میں اسپرٹ ڈالا جاتا ہے۔ اسپرٹ از قسم شراب ہے۔ الکحل (Alcohol) (شراب) کی آمیزش والے اسپرے سینٹ اور پالش سب ناجائز ہیں۔ الکحل والے پالش اور سینٹ کی شناخت یہ ہے کہ جسم (ہتھیلی، ہاتھ اور انگلیوں) پر اس کی ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔

عورت اور زیور

(☆) گھنگرو والے زیورات کا استعمال عورت کے لئے منع ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ہر گھنگرو کے ساتھ شیطان ہوتا ہے اور جس گھر میں گھنگرو والے زیورات استعمال کئے جاتے ہیں اس گھر میں فرشتے نہیں آتے۔ (ابوداؤد)

☆ عورت کو بجنے والے زیور، مثلاً پازیب، جھانجن پہن کر چلنے میں زمین پر زور زور سے پاؤں نہیں رکھنا چاہئے، کیونکہ اس کی آواز سے سننے والوں کے خیالات میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔

ابوداؤد نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہتے ہیں کہ 'ہمارے یہاں کی لونڈی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی لڑکی کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائی اور اس کے پاؤں میں گھنگھرو تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کاٹ دیا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ہر گھنگھرو کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔

معلوم ہوا کہ گھنگھرو والا زیور پہننا عورت کے لئے منع ہے۔

(☆) سونے چاندی کے علاوہ دوسری دھات کے زیورات اور انگوٹھیاں (Imitation) پہننا حرام ہے۔ مثلاً لوہا، پیتل، رولڈ گولڈ، تانبا جست وغیرہ۔ ان دھاتوں کی انگوٹھیاں اور زیورات مرد و عورت دونوں کے لئے ناجائز ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ عورت سونا چاندی بھی پہن سکتی ہے اور مرد نہیں پہن سکتا۔ نگینہ، ہر قسم کے پتھر کا مرد و عورت دونوں کیلئے ہوسکتا ہے۔ عقیق، زمرد، فیروزہ، یاقوت وغیرہا سب کا نگینہ جائز ہے۔ (دُرِّ مُختار)

زینت اور بناؤ سنگھار ADORNMENT

(☆) عورتوں کو ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا جائز ہے کہ یہ زینت کی چیز ہے۔ بے ضرورت چھوٹے بچوں کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا نہ چاہئے۔ (عالمگیری)

لڑکیوں کے ہاتھ پاؤں میں لگا سکتے ہیں جس طرح ان کو زیور پہنا سکتے ہیں۔

(☆) لڑکیوں کے کان ناک چھدوانا جائز ہے۔بعض گھرانوں میں لڑکوں کے بھی کان چھدواتے اور بالی (دُریا، چھلہ) پہناتے ہیں یہ ناجائز ہے۔یعنی کان چھدوانا بھی ناجائز اوراُسے زیور پہنانا بھی ناجائز۔ (ردالمختار)

(☆) عورتیں اپنی چوٹیوں میں پوت اور چاندی سونے کے دانے لگا سکتی ہیں۔ (عالمگیری)

(☆) عورت کا اپنے شوہر کے لئے گہنا پہننا، بناؤ سنگھار کرنا عظیم ثواب کا باعث اوران کے حق میں نمازنفل سے افضل ہے۔ایک نیک وصالحہ بی بی کہ وہ خوداوران کے شوہر دونوں صاحب اولیاءکرام سے تھے۔ہر شب بعد نمازِ عشاء پورا سنگھار کر کے دلہن بن کر اپنے شوہر کے پاس آتیں وہیں حاضر رہتیں۔اگر شوہر کو اپنی طرف راغب پاتیں خدمت بجالاتیں ورنہ زیور ولباس اتار کر مصلیٰ بچھاتیں اور نماز میں مشغول ہوجاتیں۔دلہن کو سجانا تو مسلمانوں میں زمانہِ قدیم سے رائج اوراحادیث سے ثابت ہے۔بلکہ کنواری لڑکیوں کو زیور ولباس سے آراستہ رکھنا کہ ان کی منگنیاں آئیں یہ بھی سنت ہے بلکہ عورت کا قدرت رکھنے کے باوجود بالکل بے زیور رہنا مکروہ ہے۔کہ یہ مردوں سے تشبیہہ ہے۔ام المومنین صدیقہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورت کا بے زیور نماز پڑھنا مکروہ جانتیں اور فرماتیں اور کچھ نہ پائے تو ایک ڈورا ہی گلے میں باندھ لے اور بجنے والا زیور عورت کے لئے اس حالت میں جائز ہے کہ نامحرموں مثلاً خالہ، ماموں، چچا، پھوپی کے بیٹوں، جیٹھ، دیور بہنوئی کے سامنے نہ آتی ہو۔نہ اس کے زیور کی جھنکار نامحرم تک پہنچے۔ (فتاویٰ رضویہ)

(☆) عورتوں کو کاجل اور کالا سُرمہ زینت کے لئے لگانا جائز ہے۔مردوں کو کالا سرمہ محض زینت کے لئے لگانا مکروہ ہے۔ہاں اگر کالا سرمہ آنکھوں کے علاج کے لئے لگائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (عالمگیری)

دانت کو باریک اور چھوٹا کروانا حرام ہے

RESTRUCTURING OF TOOTH IS FORBIDDEN

رسول اللہ ﷺ نے گودنے والی اور گدوانے والی اور دانتوں کو باریک کرنے والی پر لعنت بھیجی ہے۔ (مسلم شریف)

حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کی لعنت گودنے والیوں اور گودوانے والیوں پر اور بال نوچنے والیوں پر یعنی جو عورت اَبرو کے بال نوچ کر اَبرو کو خوبصورت بناتی ہے اس پر لعنت اور خوبصورتی کے لئے دانت ریتنے) یعنی دانت گھسوانے) والیوں پر۔ یعنی وہ عورتیں جو دانتوں کو گھسوا کر خوبصورت بناتی ہیں اور اس طرح اللہ عزوجل کی پیدا کی ہوئی چیز کو وہ بدل ڈالتی ہیں۔

گودنے میں چہرے اور ہاتھوں کو نیلے رنگ اور قبیح نقش و نگار سے بگاڑ کر رکھ دیا جاتا ہے۔ اور دانتوں کا تیز اور چھوٹا کرنا اور اسی طرح وہ آپریشن (Plastic Surgery) وغیرہ جو آج کل خوبصورتی کے لئے کئے جاتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ایسا کرنے والوں پر لعنت بھیجی ہے اس لئے کہ اس میں انسان کو عذاب دینا اور اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تغیر و تبدیلی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ و تقدیر پر عدم رضامندگی کا اظہار ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے اس تغیر و تبدیلی کو شیطانی اثر قرار دیا ہے جس کے ذریعے وہ اپنے پیروکاروں کو گمراہ کرتا ہے۔ ﴿وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ (النساء/ ۱۱۹) اور میں انھیں حکم دوں گا تو وہ ضرور بدل ڈالیں گے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو۔۔

تغییر خلق سے مُراد کسی جانور کے کان کاٹ دینا، کسی مرد کو خصی کر دینا، عورتوں کا بال کٹا کر اپنی انوثیت کو بگاڑ کر مردوں کی مشابہت اختیار کرنا، مردوں کا داڑھی منڈانا وغیرہ اعمال ہیں۔ بعض علمائے کرام نے اس کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ جس مقصد کے لئے کسی چیز کی تخلیق اس کے خالق نے فرمائی ہے اس کے خلاف اس کو استعمال کرنا۔۔ مثلاً سورج، دریا اور پتھر وغیرہ

جو انسان کی خدمت گذاری کے لئے پیدا کئے گئے ہیں ان کو اپنا معبود بنالینا بھی تغییر خلق میں داخل ہے۔ دین اسلام جو دین فطرت ہے اس میں رد و بدل اور کانٹ چھانٹ کرنا اور اس کا حلیہ کچھ سے کچھ کر دینا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ قرآن حکیم کا یہ لفظ ان تمام معانی پر مشتمل ہے۔ ہر ایک نے اپنی فکر کے مطابق اس سے استفادہ کیا ہے (تفسیر ضیاء القرآن)

یہاں وہ آپریشن مستثنیٰ ہیں جو اس لئے کئے جاتے ہیں جن سے انسان کو حسی یا نفسیاتی درد و الم سے بچایا جا سکے۔ مثلاً زائد انگلی یا غدود وغیرہ، یا جن کے کاٹنے کا شریعت نے حکم دیا ہے مثلاً بالوں کا کاٹنا، ناخن تراشنا، زیر ناف کے بال کاٹنا تاکہ لوگوں سے مشقت دور ہو اور صفائی ستھرائی حاصل ہو اور شکل و صورت بھی اچھی رہے۔

ناجائز چیزوں سے زینت کرنا:

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے کچھ لوگ ایسے دیکھے جن کی زبانیں آگ کی قینچیوں سے کاٹی جا رہی تھیں میں نے سوال کیا کہ یہ کون ہیں؟ تو مجھے بتایا گیا 'یہ وہ لوگ ہیں جو ناجائز چیزوں سے زینت حاصل کرتے تھے' نیز میں نے ایک گڑھا بھی ملاحظہ فرمایا جس میں سے چیخ و پکار کی آوازیں آ رہی تھیں۔ میرے دریافت کرنے پر بتایا گیا 'یہ وہ عورتیں ہیں جو ناجائز اشیاء کے ذریعے زینت کیا کرتی تھیں' (شرح الصدور)

نظر سے بچنے کے لئے کاجل لگانا: نظر سے بچنے کے لئے بچوں کے ماتھے یا تھوڑی وغیرہ میں کاجل وغیرہ سے دھبہ (Spot) لگا دینا یا کھیتوں میں کسی لکڑی میں کپڑا لپیٹ کر گاڑ دینا تاکہ دیکھنے والے کی نظر پہلے اس پر پڑے اور بچوں اور کھیتی کو کسی کی نظر نہ لگے۔ ایسا کرنا منع نہیں ہے کیونکہ نظر کا لگنا حدیثوں سے ثابت ہے۔ اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب اپنی یا کسی مسلمان کی کوئی چیز دیکھے اور وہ اچھی لگے اور پسند آ جائے تو فوراً یہ دعا پڑھے **تبارك الله احسن الخالقين ۔ اللهم بارك فيه** یا اردو میں کہہ لے کہ اللہ تعالیٰ برکت دے اس طرح کہنے سے نظر نہیں لگے گی۔ (ردالمحتار)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا **من رأى شيئا فاعجبه قال ما شاء الله لاقوة الا بالله لم يضره** اگر کوئی شخص کسی چیز کو دیکھے اور وہ اُسے پسند آئے تو یہ کہے **ماشاء الله لاحول ولا قوة الا بالله** اُسے نظر نہیں لگے گی۔

آباد گھر، پھلے پُھولے باغ، صحتمند ذہین بچوں، اپنی یا دوسروں کی ترقی کا منظر دیکھ کر **ماشاء الله لاحول ولا قوة الا بالله العظيم** کہنا چاہیے۔ ان شاء اللہ نظر سے محفوظ رہیں گے، مزید ترقی وخوشحالی نصیب ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پھلے پُھولے باغ (خوشحالی، ترقی) کے منظر کو دیکھ کر **ماشاء الله لاحول ولا قوة الا بالله العظيم** نہ کہنا بہت بڑی حماقت ہے۔ ﴿وَلَوْ لَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتُ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ اور کیوں ایسا نہ ہوا کہ جب تو باغ میں داخل ہوا تو تو کہتا ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ (وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کسی میں کوئی طاقت نہیں)

دیکھ تو نے کتنی بڑی حماقت کی کہ جب تو اس پھلے پھولے باغ میں آیا تو داخل ہوتے وقت تو نے اتنا بھی نہ کہا **ما شاء الله لا قوة الا بالله** یعنی وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور کسی کے پاس کوئی قوت واختیار نہیں جس سے وہ کوئی کام کرسکے، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اُس کا معاون ہو۔

عورت اور خوشبو: حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مردانہ خوشبو وہ ہے کہ اس کی خوشبو تو ظاہر ہو مگر رنگ ظاہر نہ ہونے پائے اور زنانہ خوشبو وہ ہے کہ اس کا رنگ تو ظاہر ہو مگر خوشبو ظاہر نہ ہو (ترمذی شریف)

عورتیں رنگ دار خوشبوئیں بھی استعمال کرسکتی ہیں جن کی خوشبو زیادہ نہ پھیلتی ہو جیسا کہ حنا وغیرہ۔ عورتوں کو ایسی خوشبو قطعاً نہیں لگانی چاہئے جس کی خوشبو اُڑ کر غیر مردوں تک پہنچ جائے۔ عورتیں یہ حدیث پڑھیں اور عبرت حاصل کریں۔ حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ جب کوئی عورت خوشبو لگا کر لوگوں میں نکلتی ہے تا کہ اس کی خوشبو پائی جائے تو یہ زانیہ ہے۔ (نسائی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عورت کو آتے ہوئے دیکھا' اس سے خوشبو کی لپٹیں اُٹھ رہی تھیں۔ آپ نے اُسے فرمایا **یا امة الجبار** اے خداوند جبار کی بندی کیا تو مسجد سے آ رہی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے پوچھا کیا تو نے خوشبو لگا رکھی ہے۔ اُس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا **سمعت حبی ابا القاسم صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم یقول لایقبل الله صلوٰة امرائة طیبت لهذا المسجد حتیٰ ترجع فتغسل غسلها من الجنابة** میں نے اپنے محبوب ابوالقاسم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس عورت کی نماز قبول نہیں فرماتا جو مسجد میں تیز خوشبو لگا کر جائے جب تک کہ وہ گھر لوٹ کر غسل جنابت نہ کرے۔

وہ عورتیں جو زرق برق بھڑکیلے لباس پہن کر خراماں خراماں مٹکتی ہوئی اجنبی مردوں کے پاس آتی جاتی ہیں' دخترانِ اسلام ان کے متعلق اپنے پیارے رسول کریم ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی بھی سُن لیں۔ میمونہ بنت سعد کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **الرافلة فی الزنیة فی غیر اهلها کمثل ظلمة یوم القیامة لانور لها** وہ عورت جو آراستہ پیراستہ ہو کر نامحرموں میں اترا اترا کر چلتی ہے قیامت کے دن وہ مجسم تاریکی ہوگی جہاں نور کی کرن تک نہ ہو (ترمذی)

اسپرے سینٹ نہ لگائیں:

بدقسمتی سے آجکل خالص خوشبویات کا ملنا بے حد دشوار ہوگیا ہے۔ اب عموماً عطریات کیمیکلز سے بنائے جاتے ہیں۔ اسپرے سینٹ عام ہوگئے ہیں۔ عموماً ان میں الکحل کی آمیزش ہوتی ہے اور الکحل والے عطر کا استعمال گناہ ہے۔ بلکہ شراب کی آمیزش والے عطر یعنی الکحل والے سینٹ کی خوشبو سونگھنا بھی فتاویٰ رضویہ میں ناجائز لکھا ہے۔ لہٰذا کاروں میں اور گھر کی دیواروں وغیرہ پر بھی اس کا استعمال نہ کریں۔ الکحل والے سینٹ کی شناخت یہ ہے کہ اگر اس کو ہتھیلی پر لگایا جائے تو فوراً اڑ جائے گا نیز ہتھیلی پر ٹھنڈک بھی محسوس ہوگی۔

عورتوں کی آزادی

مغربی و مادہ پرست ذہن یہ شور مچا رہا ہے کہ اسلام نے عورت کو نقاب اور پردہ میں رکھ کر اس کو گھر کی چار دیواری میں قید کر دیا ہے۔

یہ نعرہ تو آج بہت زور وشور سے لگایا جاتا ہے کہ عورتوں کو بھی مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنا چاہئے۔ مغربی ذہنوں نے یہ نہیں دیکھا کہ اگر مرد اور عورت دونوں ایک ہی جیسے کام کے لیے پیدا ہوئے تھے تو پھر دونوں کو جسمانی طور پر الگ الگ پیدا کرنے کی ضرورت کیا تھی؟ مرد اور عورت کے جسمانی نظام، مزاج اور صلاحیتوں میں بہت فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں جنس اس طرح بنایا کہ دونوں کے تخلیقی نظام میں بنیادی فرق پایا جاتا ہے، لہذا یہ کہنا کہ مرد اور عورت میں کسی طرح کا کوئی فرق نہیں ہے، یہ خود فطرت کے خلاف بغاوت ہے اس لئے کہ یہ تو آنکھوں سے نظر آرہا ہے کہ مرد عورت میں فرق ہے۔ لباس، بال اور وضع قطع میں یکسانیت پیدا کر لینے سے جسمانی نظام کا فرق ختم نہیں ہو جاتا۔

انسانی زندگی کے دو شعبے ہیں۔ ایک گھر کے باہر کی ذمہ داریاں مرد پر عائد کی ہیں اور دوسرے گھر کے اندر کا شعبہ عورتوں کے حوالے کیا گیا ہے۔ یہی فطری تقسیم کار رہے اور اسی پر ہمیشہ سے عمل چلا آرہا تھا اور یہ تقسیم کار صرف اسلام ہی میں نہیں بلکہ دوسرے مذاہب میں بھی زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے۔ لیکن جب سے مغرب کے اندر صنعتی انقلاب رونما ہوا اُس وقت عورت کو یہ کہکر بے وقوف بنایا گیا کہ باہر کے سارے کام اور سارے عہدے مرد نے حاصل کر لئے ہیں اور تمہیں گھر کی چار دیواری میں قید کر کے رکھ دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس زمانے میں صنعتی انقلاب رونما ہوا اور زندگی کے مختلف شعبوں میں کاموں کی ضرورت پیش آئی تو مغربی مرد کے سامنے دو مشکلات تھیں، ایک یہ کہ اُس کو اپنی تجارت اور معیشت چلانے کیلئے زیادہ محنت اور زیادہ دولت کمانے کی ضرورت تھی۔ لہذا اُن مغربی

مردوں نے یہ نعرہ بلند کیا کہ عورتوں کو بھی مردوں کے شانہ بشانہ' مردوں کے دوش بدوش کام کرنا چاہئے اور گھر سے باہر نکلنا چاہئے ۔ یہ کیا وجہ ہے کہ صرف مرد ہی افسر بنتا ہے عورت کیوں نہیں بنتی ؟ مرد حکومت کا سربراہ بنتا ہے عورت سربراہ کیوں نہیں بنتی ؟ اس طرح کے نعروں سے ساری دنیا میں متعارف کرایا گیا اور اس تحریک کے نتیجے میں عورت دھوکہ میں آ گئی اور اس نے یہ تحرک شروع کی اور اس طرح وہ گھر سے باہر نکل گئی ۔

عورت کو گھر سے باہر نکلتے وقت یہ لالچ دی گئی کہ جب تم گھر سے باہر نکلو گی تو تمہاری حکومت ہوگی ۔ اس دھوکے میں لاکھوں عورتوں کو سڑکوں پر گھسیٹ لیا گیا اور آج دنیا کے بد ترین سے بدترین کام عورت کے سپرد ہے ۔ آج ہوٹلوں میں دوسروں کی ناز برداری عورت کرتی ہے' ویٹر اگر ہے تو وہ عورت ہے' سیلز گرل بن کر عورت گھوم رہی ہے' منصب نصیب ہوا ہے تو وہ کسی دفتر میں سکریٹری بن گئی ہے یا ٹائپسٹ بن گئی ہے جہاں وہ اپنے آفیسروں کی دل جوئی اور ناز برداری کر رہی ہے ۔ ماڈلنگ اور اشتہار بازی عورت کر رہی ہے ۔ فیشن شو کے نام پر عورت کو ایک ٹی وی چینل میں ۲۴ گھنٹے نیم برہنہ کر کے دیکھا جارہا ہے ۔

نئی تہذیب کا یہ عجیب فلسفہ ہے کہ اگر ایک عورت اپنے گھر میں اپنے لئے' اپنے شوہر کے لئے' اپنے بچوں کیلئے کھانا تیار کرتی ہے یا کھانے کا انتظام کرتی ہے تو یہ رجعت پسندی اور دقیانوسیت ہے ۔ اور اگر وہی عورت ہوائی جہاز کے اندر ایر ہوسٹس بن کر سینکڑوں انسانوں کی نگاہوں کا نشانہ بن کر ان کی خدمت کرتی ہے تو اس کا نام آزادی اور جدّت پسند ہے ۔ عورتوں کا ہوٹلوں' دفتروں' شوروم کے کاونٹرس اور بازاروں میں کام کرنا آزادی اور جدت پسندی قرار دیا جارہا ہے اور یہ کہا جارہا ہے کہ ہم نے عورت کو باہر نکال کر آزادی دے دی ہے ۔

آج نیچ سے نیچ اور ذلیل سے ذلیل کام عورت کے سپرد کر دیا گیا ہے آزادی' دولت کے لالچ میں لاکھوں عورتوں کو بے حیائی کی آگ میں ڈھکیل دیا گیا کہ مردوں کے دوش بدوش کام کریں ۔ آزادی اور جدّت پسندی کے نتیجے میں عورت کی عزت وعصمت کا تحفظ خطرے میں پڑ گیا ہے ۔

اللہ تعالیٰ نے عورت کو گھر کا ذمہ دار بنایا تھا، گھر کی منتظمہ بنایا تھا کہ وہ فیملی سسٹم کو استوار رکھ سکے لیکن جب وہ گھر سے باہر آ گئی تو نتیجہ یہ ہوا کہ باپ بھی باہر اور ماں بھی باہر اور بچے اسکول میں یا نرسری میں، اور گھر پر تالا پڑ گیا۔ اب وہ فیملی سسٹم تباہ ہو کر رہ گیا۔ عورت کو تو اس لئے بنایا تھا کہ جب وہ گھر میں رہے گی تو گھر کا انتظام بھی کرے گی اور بچے اس کی گود میں تربیت پائیں گے ماں کی گود بچے کی سب سے پہلی تربیت گاہ ہوتی ہے، وہیں سے وہ اخلاق سیکھتے ہیں، وہیں سے وہ کردار سیکھتے ہیں، وہیں سے زندگی گذارنے کے صحیح طریقے سیکھتے ہیں

لیکن آج مغربی معاشرے میں بچوں کو ماں اور باپ کی شفقت میسر نہیں اور فیملی سسٹم درہم برہم رہ گیا ہے۔ اور جب عورت دوسری جگہ کام کر رہی اور مرد دوسری جگہ کام کر رہا ہے اور دونوں کے درمیان دن بھر میں کوئی رابطہ نہیں ہے تو بسا اوقات ان دونوں کا آپسی کا رشتہ کمزور پڑ جاتا ہے اور ٹوٹنے لگتا ہے اور اس کی جگہ دوسرے ناجائز رشتے پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور جس کے سبب طلاق تک نوبت پہونچتی ہے، گھر برباد ہو جاتا ہے۔

مرد اور عورت کے آزادانہ میل جول اور ملاپ کے بھیانک نتائج مغربی سوسائٹی میں دکھائی دے رہے ہیں۔ ان ممالک میں مرد یا عورت ناجائز طریقے سے اپنی جنسی تسکین کرنا چاہیں تو ان کے دروازے ہر ایک کے لئے کھلے ہیں۔ کوئی قانون ان کو روکنے والا نہیں ہے، کوئی معاشرہ ان کو منع کرنے والا نہیں۔ کوئی معاشرتی رکاوٹ ان پر عائد نہیں۔

آجکل لوگ بچوں کو نرسریوں کے اندر پالتے ہیں۔ یاد رکھو! کوئی بھی نرسری بچے کو ماں کی ممتا فراہم نہیں کر سکتی۔ بچے کو کسی پولٹری فارم قسم کے ادارے کی ضرورت نہیں، بلکہ بچے کو ماں کی ممتا اور اس کی شفقت کی ضرورت ہے۔ اور ماں کی ممتا اسکی شفقت کو حاصل کرنے کے لئے یہ لازم ہے کہ عورت گھر کا نظام سنبھالے۔ اگر کوئی عورت گھر کا نظام نہیں سنبھالتی ہے تو وہ فطرت سے بغاوت کر رہی ہے اور فطرت سے بغاوت کا نتیجہ وہی ہوتا ہے جو اس وقت آنکھیں دیکھ رہی ہیں۔

مغربی سوسائٹی نے عورت کو گھر سے باہر نکال کر کچھ معاشی فوائد حاصل کئے ہیں

اور پیداوار میں کچھ اضافہ ہوا اس لئے کہ مرد بھی کام کر رہے ہیں اور عورتیں بھی کام کر رہی ہیں۔لیکن پیداوار کے زیادہ ہونے کے باوجود اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ فیملی سسٹم تباہ ہو گیا۔اور اس فیملی سسٹم کے تباہ ہونے کے جو نقصانات اٹھانا پڑ رہے ہیں وہ نقصانات اُن فوائد سے بہت زیادہ ہے۔

تاریخی اوراق اور روزمرہ کے مشاہدات شاہد عدل ہیں۔

اگر قدیم زمانہ جاہلیت میں عورتوں کی عزت وعصمت کا نیلام عام بازاروں میں ہوتا تھا تو آج بھی عورتیں' مردوں کی ہوس رانیوں کا شکار ہو رہی ہیں۔اگر زمانہ جاہلیت میں عصمت فروشی کے اڈوں کے کاوبار کا بازار گرم رہتا تھا تو آج بھی کسی نہ کسی ثقافت کے نام پر اس کاروبار کا بازار گرم ہے۔

ایام جاہلیت میں عورتوں کا بے حجاب' بے نقاب' غیر مردوں اور اجنبیوں کے ساتھ 'خلط ملط' رہنا اگر ان جہالت کے ماروں کی تہذیب کا ایک حصہ تھا تو آج بھی رقص وسروری کی محفلوں میں حیاسوز حرکتوں کی موجودگی' آخر کون سی تہذیب کی آئینہ دار ہے۔؟

زمانہ جاہلیت میں جذبات کو مشتعل کرنے والے نظارے عام اور سرراہ تھےتو آج بھی نیم عریاں لباسوں اور تنگ وچست لبادوں میں ملبوس وملفوف اپنے حُسن وآرائش کی کھلے عام نمائش کرنے والی بے حمیت لڑکیاں' جنہیں مغربی یلغار میں بہہ جانے والے مرد اپنے اشاروں پر نچا رہے ہیں۔آخر یہ کون سی تہذیب وشائستگی کی یادگاریں ہیں؟

نائٹ کلبوں اور مخلوط محفلوں کی رونقیں عورتوں کے دم سے ہو چکی ہیں۔غرض وہ کونسا انداز زندگی تھا۔آج نہیں اپنایا گیا اور وہ کونسی 'بہارِ جاہلیت' تھی جس سے آج کے ماحول کو سنوارا نہیں گیا؟

مغربی تہذیب وثقافت کو اختیار کرنے اور اپنانے والوں کو روشن خیال مہذب' جدّت پسند کہا جا رہا ہے۔

مغربی تہذب کی انسایت سوز گندگیوں سے اپنا دامن بچانے والوں کو تنگ ذہن' غیر مہذب' دقیانوسی اور جعت پسند کہا جا رہا ہے۔

اسلام کے سایہ رحمت اور سایہ عاطفت میں پناہ لینے والی عورتیں ہی اپنی عزت وآبرو اورعصمت کو جابر وظالم کی دستبرد سے بچا سکتی ہیں۔

مرداورعورت کا بے حجابانہ ایک دوسرے کے سامنے آجانا' فتنوں کی راہیں کھولتا ہے۔ اسلام نے پردے کورواج دے کران فتنوں کا قلع قمع کر دیا۔

زنا کارمردوں اورعورتوں کیلئے عبرت ناک سزائیں تجویز کی گئیں اوران کا اجراء برسر عام رکھا تا کہ دوسروں کے لئے سامان عبرت ہو۔

مردوں اورعورتوں کا بے نکاح رہنا' اخلاقی نظام کے لئے ایک خطرہ بھی بن سکتا ہے۔ اسلام نے اس سلسلہ میں بھی واضح ہدایات دیں تا کہ معاشرہ پاک وصاف رہے۔ چادراور چاردیواری کی اہمیت کو واضح فرمایا۔ اجازت طلب کئے بغیر کسی کے گھر میں بلا روک ٹوک داخل ہوجانا ممنوع قرار دیا گیا تا کہ کسی سے شرمندگی نہ ہواور فتنے پیر نہ پھیلائیں۔

اسلامی تعلیمات نے معاشرہ کوسنوارتے ہوئے پاکیزہ بنایا ہے۔ معاشرتی اورسماجی فتنوں کے دروازے بند کر دیئے ہیں۔ اسلام نے عورت کو حفظ وامان عطا کیا ہے۔ مذہب اسلام نے صنف نازک کوعزت وعظمت کا جو مقام خاص عنایت فرمایا ہے بلاشبہ اس کی ایک ہلکی مثال بھی دیگر مذاہب اور'علمبرداران آزادی نسواں' پیش نہیں کر سکتے۔ اگرعورت ہوش مندی سے کام لیتے ہوئے اسلام کے وضع کردہ حقوق ومراعات کا صحیح ڈھنگ سے استعمال کرنے لگے اوران حدود کو پھلانگنے کی کوشش نہ کرے جو شارع اسلام نے متعین فرمائے ہیں' تو ہمارا دعویٰ ہے کہ اس طرح عورت اپنی عزت وعصمت کو پورے طور پر محفوظ رکھ سکتی ہےاورصرف اپنی زندگی ہی نہیں بلکہ پورے معاشرہ کوخیر وفلاح کا گہوارہ بنا سکتی ہے۔ مگر حیرت ہے کہ جو تہذیب عورت کوکردار کی پاکیزگی اور شخصیت کا نکھار عطا کرتی ہےاوراس کی عفت و پاکدامنی کی کلی طور پر محافظ ہے' آج کے دور میں بعض عورتیں خود ہی اُس سے بیزاراورمتنفر ہوتی جارہی ہیں۔ اورجس تہذیب نے اُسے نام نہاد آزادی اورترقی کے نام پر زندگی کے بے شمار پیچیدہ مسائل اور پست کرداری کی سب سے نچلی سطح پر لا کھڑا کیا ہے

عورت نے اُسے قبولیت کی سند دے کرعُر یانیت وفحاشی کی بدترین مثال قائم کر دی ہے۔

مغربی تہذیب کوآج اپنی مادی ترقیات پر بڑا ناز ہے اور اس کا دعویٰ ہے کہ اس نے ہرمیدان میں بین الاقوامی سطح پر جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں وہ ایک عالم کیلئے رہنمایانہ اصول کی حیثیت رکھتے ہیں اور اپنی نت نئی ایجاد اور حیرت انگیز اصلاحات کی بنیاد پر وہ پوری دنیا سے خراج تحسین حاصل کر چکا ہے۔مگر خوب یاد رکھو! کہ جس طرح دور جدید کے یہ تمام پروپگنڈے صداقت کے معیار پر پرکھنے کے بعد کھو کھلے ثابت ہو چکے ہیں اور یقیناً اس کی یہ ساری جدوجہد انسانیت کی خیرخواہی پرنہیں بلکہ اس کی ہلاکت و تباہی پر بنی ہے' ٹھیک اسی طرح عورت سے متعلق اس کا نظریہ ترقی اور تحریک آزادی بھی درحقیقت عورت کی عزت و پارسائی پر خاموش حملے کے مترادف ہے اور اسے حقوق نسواں کی بحالی نہیں بلکہ عالمی پامالی کی انتہائی خطرناک کوشش قرار دی جاسکتی ہے جس کا ردعمل یہ ہے کہ آج ہرطرف بے حیائی بدکرداری اور جنسی رجحان کی شدت عام ہوکر رہ گئی ہے' دن بدن ان جرائم کی شرح میں اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے اور فتنہ وفساد کا ایک نا ٹوٹنے والا سلسلہ قائم ہے۔

چنانچہ امریکہ اور یورپ جیسے ترقی یافتہ مما لک میں واقع ان حیا سوز مظاہرے ومناظر کی تفصیل بیان کرتے ہوئے خود ایک انگریز مصنف جارج وا کیلی اسکاٹ نے یہ انکشاف کیا ہے کہ:

'ہماری تاریخ کے کسی دور میں آج سے پہلے معزز گھرانوں کی لڑکیوں کی اتنی کثیر تعداد جنسی خواہشات کی تسکین میں کبھی اتنی پیش پیش نہ تھی' یہ صورت حال امریکہ اور یورپ کے ہرشہر میں موجود ہے جہاں لڑکیاں بہر وجوہ مردوں سے شادی کے بغیر اختلاط پیدا کر لیتی ہیں' یہ تمدن جدید کی دراصل فاحشہ گری ہے۔آجکل بعض بے حیاء لڑکیاں اس وقت تک شادی کا خیال بھی نہیں کرتیں جب تک کہ گل چھرے اُڑا کر تھک نہیں جاتیں۔ پہلے زمانہ میں مرد اس مرض میں مبتلا تھے لیکن آجکل اسلامی تہذیب سے دور رہنے والی ہرلڑکی کی زبان پر اس کا چرچہ ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ پیدائش اولاد کے کام سے پہلوتہی کر کے

تفنن طبع کی خاطر جنسی بے راہ روی اختیار کی جائے دوشیزگی یا بکارت کے قائم رکھنے کو فرسودہ خیالی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جدید معاشرے میں لڑکی کی آزادی کا نظریہ تو یہ ہے کہ جب تک جوانی ہے عیش پرستی میں زندگی بسر کی جائے۔ اسی کی خاطر رقص وسرور کی محفلوں، ہوٹلوں اور شراب خانوں کی تفریحی کی جاتی ہے۔ بالفاظ دیگر جدید عورت اپنے آپکو ایسے حالات اور ماحول میں پیش کرتی ہے جہاں جنسی ملاپ کے اُبھرنے کے مواقع ملتے ہیں اور اس کا ناگزیر نتیجہ اختلاط جنسی کی صورت اور اس کی چاٹ میں ظہور پذیر ہوتا ہے' (بحوالہ فریب تمدن ص ۱۵۲)

ایک دوسری رپورٹ کے مطابق امریکہ میں ہائی اسکول تک کی لڑکیوں کی صنفی آوارگی کا یہ عالم ہے کہ اسکول کے سلسلہ تعلیم منقطع ہونے سے پہلے ہی اپنی عفت و پارسائی کھو بیٹھتی ہیں، اپنی نفسانی تسکینی کے لئے باضابطہ لڑکوں پر زور دیتے ہوئے بھی کوئی شرم محسوس نہیں کرتی اور بسا اوقات لڑکے خود ہی اظہار جذبات کی شدت میں لڑکیوں سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ مگر حسب خواہش لڑکوں کو اپنی طرف کھینچ لینے میں لڑکیاں فنکارانہ صلاحیت رکھتی ہیں اور لڑکے ان کے اشاروں پر ناچتے رہتے ہیں۔

لندن میں بھی عورت کی پوزیشن اس سے کچھ مختلف نہیں ہے۔ اخبار میں شائع ایک رپورٹ کے مطابق لندن میں چودہ پندرہ برس کی اسکول میں تعلیم پانے والی لڑکیاں تک مانع حمل اشیاء اپنے بیگ میں لئے پھرتی ہیں کہ نہ جانے کہاں اور کس وقت سابقہ پڑ جائے۔ اس سلسلہ میں وہ اپنے ماں باپ سے کہیں زیادہ ہوشیار ہیں۔ (بحوالہ فریب تمدن ص ۱۸۷)

انگلستان میں یہ لہر اس حد تک پہونچی ہوئی ہے کہ وہاں تقریباً ۷۰ فیصد لڑکیاں شادی سے پہلے جنسی تعلقات قائم کر لیتی ہیں اور ۳۳ فیصد لڑکیاں شادی کے بغیر ہی حاملہ ہو جاتی ہیں۔ (فریب تمدن)

یہ تو دَیار مغرب کی اپنی مخصوص روایتی تہذیب ہے جہاں شرافت اور اخلاق کا ہلکا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہی صورت حال وہ اسلامی معاشرہ میں پیدا کرنا چاہتا ہے تا کہ مسلم خواتین میں بھی یہی ننگی تہذیب رواج پا سکے۔

کون نہیں جانتا کہ وہ اسلام کو ہمیشہ سے اپنا سب سے خطرناک دشمن سمجھتا ہے اور صلیبی سامراج کی تمام تر سرگرمیاں اور منظّم سازشیں صدیوں سے اسلام کے خلاف جاری ہیں ۔ وہ مسلمانوں کے مسلمہ بنیادی افکار اور پاکیزہ نظریات تک کو یکسر بدل کر رکھ دینا چاہتا ہے ۔ اور یہ بات بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ آزادی نسواں بھی اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی کی حیثیت رکھتی ہے میرے خیال میں اپنے اس ناپاک مقصد کو پورا کرنے کیلئے مغرب نے اب تک جتنی بھی تحریکیں چلائی ہیں ان تمام میں سب سے زیادہ فتنہ انگیز اور انتہائی گمراہ کن اگر کوئی تحریک ہے تو وہ یہی تحریک ہے جس پر آزادی نسواں کا خوبصورت اور پرفریب لیبل لگا ہوا ہے ۔ مشہور عیسائی مصنف مسٹر ''شاتلیہ'' کی تفصیل کے مطابق قاہرہ کی ۱۹۰۶ء میں منعقدہ کانفرنس میں عیسائی مشنریوں کو جو ہدایت دی گئی تھی اس سے ہمارے دعویٰ کی پوری تائید ہوتی ہے ۔ ذیل میں 'مسٹر شاتلیہ' کی کتاب '**غزو العالم الاسلامی**' (اسلامی دنیا کی فتح) سے دو چند اقتباس ملاحظ ہوں :

ان مشنریوں کی جدو جہد کا پہلا نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ مسلم نوجوان لڑکے اور لڑکیاں عیسائی بن جائیں اور دوسرا نتیجہ یہ کہ مسلمانوں کے تمام طبقات بتدریج مسیحی افکار قبول کرنے کے عادی ہو جائیں ۔ (ص ۴۸)

مشنریوں کو چاہئے کہ مسلمانوں میں اپنی مشنری عمل کے نتائج کمزور دیکھ کر مایوس نہ ہوں کیونکہ مسلمانوں میں مغربی افکار اور آزادی نسواں کا شدید رجحان پیدا ہو گیا ۔

اور یہ حقیقت بھی ہے کہ مغربی علوم اور آزادی نسواں کی شکل میں ہر طرح کی بے راہ روی، جنسی آوارگی اور مذہب بیزارگی مسلم خواتین کے رگ وریشے میں پورے طور پر سرایت کرتی جارہی ہے اور مسلمان عورت یہ گمان کرنے لگی ہے کہ وہ اپنی پسند کے مطابق جو لباس بھی چاہے استعمال کرسکتی ہے ۔ پُرکشش ہے، اپنے حُسن و جمال کا کھلے عام مظاہرہ کر سکتی ہے، نوجوان لڑکوں سے ہر طرح کا ربط وضبط رکھ سکتی ہے ۔ یہ باتیں اس کے مسلمان ہونے کی ہرگز نفی نہیں کرتیں کیونکہ اسکی نیت درست ہے اور اس کی پاکیزہ خیالی میں ذرہ برابر بھی شبہ نہیں کیا جاسکتا ۔

اسلام کے خلاف صلیبی سازشیں

یہود و نصاریٰ کی یہ کوشش ہے کہ مسلمان عورت کو بگاڑا جائے۔عورت کی آزادی کے سلسلہ میں جو جماعتیں کام کر رہی ہیں ان کا خوب خیال رکھا جارہا ہے۔ عورت کے حقوق کے سلسلہ میں گرما گرم بحثیں کی جارہی ہیں' اس کو مرد کے مساوی قرار دیا جارہا ہے' اسلامی نظام میں ایک سے زیادہ بیوی رکھنے اور طلاق دینے کی اجازت دینے کی مخالفت کی جارہی ہے۔اس کا مقصد شبہات کا پیدا کرنا ہے اور یہ بتلانا کہ اسلامی شریعت اس دور کے لئے لائق عمل نہیں۔زندگی کے ساتھ چلنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔وہ جانتے ہیں کہ عورت کی آزادی کے جراثیم اسلامی معاشرہ کی ہڈی کو کھوکھلا کر دیں گے۔

قتل اولاد (ضبط تولید' اسقاط حمل)

ABORTION

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا﴾ (بنی اسرائیل ۳۱۔۳۲)
اپنی اولاد کو افلاس و مفلسی کے اندیشے سے قتل نہ کرو' ہم انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی۔ بلاشبہ ان کا قتل بڑی غلطی ہے۔

﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاكُمْ﴾ (الانعام)
اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو تنگدستی کی وجہ سے، ہم تمھیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے۔
مفلسی کے خوف سے اپنے بچوں کو قتل نہ کرو کیونکہ تمھارے اُن کے رزاق ہم ہیں

اُن کی روزی تمھارے ذمہ نہیں ہے ہم تم کو بھی روزی دیتے اور اُن کو بھی۔

﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ (الانعام/۱۴۱)

بے شک تباہ ہوئے وہ جو اپنی اولاد کو قتل کرتے ہیں احمقانہ جہالت سے۔ (یقیناً نقصان اُٹھایا جنھوں نے قتل کیا اپنی اولاد کو حماقت سے بغیر جانے)

اس آیت سے صاف واضح ہو گیا کہ اپنے وہم و گمان سے قانون بنانا اور اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام سمجھنا انسان کے لئے تباہی و بربادی کا باعث ہے۔

قتلِ اولاد وہ گناہ ہے جس میں دنیا بھی برباد اور دین بھی کہ اس سے اپنی نسل ختم ہوتی ہے۔ رب ناراض ہوتا ہے۔ اس لئے اسے خسارہ فرمایا۔ اس خسارہ سے دنیا و دین دونوں جہاں کی خرابی مراد ہے کہ اولاد اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ قوت بازو ہے۔ اپنی قوم کو نقصان دنیا میں پہنچانا ہے اور آخرت میں اس کے عذاب کا مستحق ہونا ہے۔

آج ساری دنیا میں ایک طرف انسانی حقوق کی دھوم مچی ہوئی ہے اور دوسری طرف اولاد کو کم کرنے کی کوششیں تیز تر ہوتی جارہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نسل کشی کی اس تحریک کو ختم کرنے کے لئے فرمایا کہ فقر و افلاس کے اندیشہ سے اولاد کو قتل نہ کرو۔ اس کے بعد اس اندیشہ کا قلع قمع ان الفاظ سے فرمادیا کہ رزاق ہم ہیں۔ انہیں بھی اور تمہیں رزق مہیا فرمانا ہم نے اپنے ذمہ کرم پر لیا ہے۔ تم خواہ مخواہ نہ اپنے آپ کو پریشان اور ہلکان کیوں کر رہے ہو؟

قرآن کریم نے نسل کشی کو ﴿خِطْاً كَبِيْرًا﴾ (بہت بڑی غلطی) کہا ہے۔ اگر اس کا مشاہدہ کرنا ہو تو فرانس وغیرہ ممالک پر نظر ڈالئے جنھوں نے مصنوعی ذرائع سے ضبط تولید کر کے اپنی تعداد کو گھٹا دیا اور جب جرمن فوجیں ان پر حملہ آور ہوئیں تو انکے پاس ایسے جوانوں کی شدید قلت تھی جو وطن کی حفاظت کے لئے میدان جنگ

میں سینہ سپر ہوسکیں۔ ایسا اقدام جس سے قوم اور وطن کی آزادی خطرہ میں پڑ جائے اسکو اگر بڑی غلطی نہ کہا جائے تو کیا اُسے دانشمندی کہا جائے؟

خاندانی منصوبہ بندی دراصل ایک ایسی میکانیکی منصوبہ بندی ہے جس میں انسان کو حیوان تصور کر کے اس کی آبادی پر پابندی لگانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ نظام قدرت میں دخل اندازی اور فطرت کے اصول سے بغاوت کی جاتی ہے۔ فطری نظام جسمانی میں مصنوعی طریقوں سے خلل ڈالا جاتا ہے۔

یہ اصول ذہن نشین رہے کہ غلط کو سچ ثابت کرنے کی کوشش اور غلط کی تاویل بھی غلط ہوتی ہے۔غلط کا انجام غلط ہے نتائج ہمیشہ غلط ہی ہوتے ہیں۔

مانع حمل دوائیں (Contraceptive Pills) اور تمام تدابیر وطریقے سب صحت کے لئے نقصاندہ ثابت ہوتے ہیں۔ اکثر وبیشتر ان دواؤں سے مہلک اور لاعلاج امراض پیدا ہوتے ہیں۔ عورت بانجھ ہوجاتی ہے، اندرونی زخم اور خرابی کی وجہ سے عورت کی بچہ دانی کو نکالنے تک کی نوبت آجاتی ہے۔

ہر وہ چیز جو تباہی تک پہونچائے اور ہلاکت میں ڈال دے اس سے بچنا واجب اور اس کو اختیار کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿**وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ**﴾ 'اور اپنی جان کو ہلاکت میں مت ڈالو'

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا **لاضرر ولا ضرار** نہ خود نقصان اُٹھاؤ اور نہ دوسروں کو نقصان پہونچاؤ۔

آج بعض نام نہاد ترقی پسند ماڈرن مرد اور خواتین عیاشی کی لت میں مبتلاء ہیں اور یہ لوگ محض عیش کی خاطر اپنی آئندہ نسل کو قتل کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور اس کے سبب ذلیل وخوار بھی ہورہے ہیں۔

افلاس کے خوف سے قتلِ اولاد قدیم جاہلانہ رسم ہے۔ آج معاشرہ کم اولاد اور بہتر تربیت کے بہانے قتل اولاد کے جرم کا مرتکب ہے۔ ضبط ولادت صریحاً قتل اولاد ہے اس لئے کہ اس کے ذریعہ بچوں کو پیدا ہونے سے پہلے ہی مار دیا جاتا ہے۔ یہ ایک اجتماعی نسل کشی ہے۔ اس کا ارتکاب کرنے سے جنس کا سب سے بڑا مقصد یعنی تشخص نسل فوت ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے قرآن نے قتل اولاد کے ساتھ ساتھ زنا کے قریب جانے سے بھی منع کیا ہے۔ آئے دن کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ضبط ولادت کے مصنوعی طریقے مرد وزن کے تعلقات میں ایسی پیچیدگیاں پیدا کررہے ہیں کہ بعض اوقات تحفظ نسل مشتبہ ہو جاتا ہے اور زنا کے راستے کھل جاتے ہیں۔ اس لئے کہ نکاح کی وہ بندش ڈھیلی پڑ جاتی ہے جو بچے کی پیدائش سے وابستہ ہے اور شادی شدہ زندگی میں آزاد جنسی تعلق سے روکنے والا اثر باقی نہیں رہتا۔ فقط اعلیٰ معیار زندگی کے حصول کے لئے ضبط ولادت کوئی لائق تحسین مقصد نہیں ہوسکتا۔ چونکہ اس کا نبیادی مقصد محض عیاشی ہے لہذا اس پر کاربند ہونے والے مرد٬ عورت سے اخلاقی ضوابط کی توقع نہیں کی جاتی۔ برتھ کنڑول انسانی انا کی قیمت پر اولاً حیوانی جبلت معاش کی تسکین ہے دوسرے جبلت جنس کی بے قید تسکین کا سامان ہے۔

اسقاط حمل ناجائز وحرام وگناہ کبیرہ ہے:

اسقاط حمل کے لئے دوا (PILLS) استعمال کرنا، ڈاکٹر یا دائی سے حمل گروانا (Abortion) منع ہے۔ بچہ کی صورت بن گئی ہو یا نہ بنی ہو دونوں صورتوں میں حمل گرانا ممنوع ہے لیکن ہاں اگر کوئی عذر (Excuse) ہو مثلاً بچہ پیدا کرنے میں عورت کی جان کا خطرہ ہو تو اس صورت میں مجبوری کی وجہ سے حمل گرایا جا سکتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ بچے کے اعضاء نہ بنے ہوں اور اس کی مدت ایک سو بیس دن ہے یعنی اگر حمل

چار ماہ کا ہو چکا ہو اور بچے کے اعضاء بن چکے ہوں تو ایسی صورت میں حمل گرانے کی اجازت نہیں ہے۔حمل گرانا سخت وشدید گناہ کبیرہ ہے۔ (عالمگیری۔بہارِشریعت)

زیادہ اولاد سے پریشان ہوکر مانع حمل گولیوں کا استعمال ناجائز ہے۔اللہ تعالیٰ نے جس جان کو دنیا میں پیدا کرتا ہے اس کے رزق دینے کا بھی وعدہ فرماتا ہے ﴿**وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا**﴾ اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے کرم پر نہ ہو۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے **تزوجو الولودا لودود فانی مکاثر بکم الامم یوم القیامۃ** (ابوداؤد) محبت کرنے والی اور زیادہ بچوں کو جنم دینے والی عورتوں سے شادی کرو میں روزِ قیامت تمہاری وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

امت مسلمہ کو اس بات کی ضرورت ہے کہ ان کے افراد زیادہ سے زیادہ ہوں تاکہ وہ خوب دین کی تبلیغ واشاعت کریں، غیر مسلموں سے جہاد کریں، عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمع کو دوسروں کے سینوں میں بھی روشن کریں، خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام اور اس کی طرف سے ملنے والی مانع حمل ادویات یہ بھی کفار کی مسلمانوں کے خلاف ایک سازش ہے تاکہ مسلمانوں کی افرادی قوت کو کمزور کیا جائے، خود یورپ، امریکہ وغیرہ کا یہ حال ہے کہ ان کے زنا سے کثرت سے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ نوعمر لڑکے اور لڑکیاں بھی مبتلائے زنا ہوکر حرامی بچے پیدا کررہے ہیں، جبکہ انہوں نے مسلمانوں کو حلال ذرائع سے بھی روکنے کی طرف لگا دیا ہے۔ لہٰذا مسلمان خواتین کو چاہئے کہ کفار کی اس سازش کو سمجھیں اور ایسی ادویات سے پرہیز کریں، اگر ایسی صورت ہے کہ جس میں عورت کی جان کو خطرہ ہے تو ایسی صورت میں استعمال کرے ورنہ کوشش کریں کہ کثرت سے بچے پیدا کریں اور سرکار ﷺ کی امت میں اضافہ

کریں اور ان کی صحیح طریقے سے پرورش کر کے اسلام کا مجاہد بنا کر کفار کے خلاف تیار کریں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فتاویٰ رضویہ میں اس کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں : 'ایسی دوا کا استعمال جس سے حمل نہ ہونے پائے اگر کسی ضرورت شدیدہ قابل قبول شرع کے سبب ہے تو حرج نہیں ورنہ معیوب ہے اور شرعاً ایسا قصد ناجائز حرام'

برتھ کنٹرول (فیملی پلاننگ) :

حق یہ ہے اللہ تعالیٰ جسے پیدا کرنا ہے وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گا یہ عقیدہ نہیں رکھنا چاہئے کہ اولاد زیادہ ہوگی تو رزق کہاں سے آئے گا۔ رزاق حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہے۔عورت کمزور ہو، حمل سے بیماری کا اندیشہ ہو یا اللہ تعالیٰ کو مؤثر حقیقی عقیدہ رکھتے ہوئے نیت کی درستگی کے ساتھ اسباب کو محض اسباب سمجھتے ہوئے برتھ کنٹرول کرے تو مباح ہے۔مگر یہ حقیقت ہے کہ مانع حمل جو دوائیں (Contraceptive) اس وقت مل رہی ہیں وہ سب کی سب عورت کی صحت کے لئے سخت نقصان دہ ہیں۔ابھی تک مانع حمل بے ضرر دوائی ایجاد نہیں ہوسکی۔ مانع حمل ادویہ وآلات نے فحاشی و عریانی (Nakedness/Evilness) و بدکاری کو بہت مدد پہنچائی ہے۔اور اس کا پروپگنڈا کچھ اس انداز سے کیا جا رہا ہے کہ ایک مومن مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر جیسا کچھ اعتماد یقین توکل اور اس کی حکمتوں پر اعتماد و یقین ہونا چاہئے اس میں کمی پیدا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور اس کے رزاق اور رب العالمین ہونے کا عقیدہ مضمحل ہو رہا ہے۔خوب یاد رکھئے۔اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔اس کے چاہنے میں کوئی رکاوٹ نہیں بن سکتا **والله علی کل شئی قدیر** ۔

شرعی مجبوریوں میں اسقاط حمل:

Excused for Abortion

بعض شرعی مجبوریوں میں جان پڑنے سے پہلے حمل گرا دینا جائز ہے کہ یہ قتل ولد نہیں۔ مثلاً عورت بہت کمزور ہے اب اس میں جننے کی تاب نہیں تو ایسا کر سکتے ہیں۔ جب دو ایک ماہ چڑھیں تو اس کا خون جاری کر دیں۔ کسی دوا سے حمل قائم نہ ہونے دینا اس کا حکم علحدہ ہے۔ کسی مجبوری میں مانع حمل دوا (Contraceptive Pills) کے ذریعہ حمل قائم نہ ہونے دینا بھی جائز ہے کہ یہ قتل نفس نہیں۔ حضور ﷺ نے عزل سے صحابہ کرام کو منع نہ فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ اس سے آنے والی روح رک نہیں سکتی۔ بعض صحابہ نے بعض وقت عزل کیا۔ صحبت میں انزال باہر کرنا (منی باہر گرانا) عزل کہلاتا ہے۔

عزل کے معنی ہیں علحدگی۔ اصطلاح میں عزل کے معنی ہیں انزال (Discharge) کے وقت عورت سے علحدہ ہوجانا اور باہر منی نکالنا تاکہ حمل قائم نہ ہو۔ بیوی کی اجازت سے عزل جائز ہے بلا اجازت مکروہ ہے۔ جماع عورت کا حق ہے۔ عزل سے عورت کی حق تلفی ہوتی ہے۔ یعنی خاطر خواہ تشفی حاصل نہیں ہوتی ہے انزال سے جماع کی تکمیل ہوتی ہے۔

عزل کرنا ممنوع تو نہیں مگر بے کار ضرور ہے۔ عزل سے تقدیر نہیں بدل جاتی، جس قطرہ سے بچہ بننا ہے وہ بن کر رہے گا۔ تمھاری تدبیر، تقدیر کو نہیں بدل سکتی۔ عزل کے باوجود حمل قائم ہوسکتا ہے۔ اس طرح کہ منی کا ایک قطرہ شرمگاہ میں گر جائے اور اسے خبر نہ ہو۔ دیکھا گیا ہے کہ بعض اولاد والوں نے اولاد سے بچنے کے لئے کنڈوم استعمال کئے مگر حمل قائم ہوگیا۔ آج کل خاندانی منصوبہ بندی کے نام سے ولادت روکنے کی تدبیریں کی جارہی ہیں مگر تجربہ کہہ رہا ہے کہ ولادتیں پہلے سے بھی زیادہ

ہورہی ہیں۔ عزل کرنے کی وجہ سے آنے والی روح آنے سے نہ رکے گی۔لہذا عزل کرنا اگرچہ حلال ہے مگر ہے بیکار۔

عورت کے حمل میں جب جان پڑ جاوے تو اسے گرانا حرام ہے کہ یہ قتل اولاد ہے۔ جب بچہ میں جان نہ پڑی ہو شرعی مجبوری کی وجہ سے گرا دینا جائز ہے۔حرام مقصد کے لئے گرانا یقیناً حرام ہے۔اللہ تعالیٰ نیتوں کا خوب جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کا دین لیتا ہے تو اس کی عقل بھی چھین لیتا ہے۔جانوروں میں نہ علم ہے نہ عقل مگر وہ اپنے بچوں کو ہلاک نہیں کرتے۔انسان جو علم وعقل دونوں رکھتا ہے، اشرف المخلوقات ہے لیکن اپنی بے وقوفی، جہالت اور اللہ تعالیٰ کے رزاق ہونے پر کامل یقین نہ ہونیکی وجہ سے اپنی ہی اولاد کا قتل کر دیتا ہے۔عورت کے حمل میں جب جان پڑ جاوے تو اسے گرانا حرام ہے کہ یہ بھی قتل اولاد ہے۔جان پڑنے سے پہلے ضرورت شرعی کی بنا پر گرا دینا جائز ہے۔ (ردالمختار)

افراد کی کثرت قوم کی قوت کا ذریعہ ہے اللہ کی نعمت ہے انہیں افراد سے فوجیں بنتی ہیں اور آج کثرت رائے سے صدر سے لے کر ممبران تک کا انتخاب ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ محبت کرنے والیوں اور زیادہ بچے دینے والیوں سے نکاح کرو کیونکہ میں تمھاری کثرت سے فخر کروں گا۔ **انکحو الولودالودود فانی مکاثربکم الامم**۔ بعض بے دین لوگ ہزار بہانوں سے قوم کو گھٹانا چاہتے ہیں۔برتھ کنٹرول وغیرہ سے ولادت کم کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔حالانکہ آنے والی روح رک نہیں سکتی۔

زمانہ حمل کی احتیاط وتدبیریں :

Prevention during pregnancy

☆ حمل کے زمانے میں عورت کو اس کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ ایسی ثقیل غذائیں (ہضم نہ ہونے والی Heavy غذائیں) نہ کھائیں جس سے قبض (Constipation) پیدا ہو جائے اور اگر ذرا بھی پیٹ میں وزن محسوس ہو تو ایک دو وقت روٹی چاول نہ کھائیں بلکہ صرف شوربا (Soup) گھی ڈال کر پی لیں۔

☆ حاملہ عورت کو چاہئے کہ چلنے میں پاؤں زور سے زمیں پر نہ پڑے اور نہ دوڑ کر چلے، اسی طرح اونچی جگہ سے ایک دم جھٹکے کے ساتھ نیچے نہ اترے۔ سیڑھی پر دوڑ کر نہ چڑھے بلکہ آہستہ آہستہ چڑھے۔ اس بات کا خیال رکھے کہ پیٹ زیادہ نہ ملے اور پیٹ کو جھٹکہ نہ لگے، نہ وزن اٹھائے اور نہ کوئی سخت محنت کا کام کرے۔ غم وغصہ نہ کرے۔ دست (Motions) لانے والی دوائیں نہ کھائے اور نہ زیادہ خوشبو سونگھے۔

☆ حاملہ عورت کو چلنے پھرنے کی عادت رکھنی چاہئے کیونکہ ہر وقت بیٹھے اور لیٹے رہنے سے بادی اور سستی بڑھتی ہے۔ معدہ خراب ہو جاتا ہے۔ اور قبض کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔

☆ حاملہ عورت کو شوہر کے پاس نہیں سونا چاہئے (احتیاط ضروری ہے) خصوصاً چوتھے مہینے سے پہلے اور ساتویں مہینے کے بعد بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ (Pregnent woman should avoid sexual intercourse) گرم غذاؤں سے بالکل پرہیز کرنا چاہئے۔

-بعض حاملہ عورتوں کے پیروں پر ورم (Swelling) آجاتی ہے۔ یہ کوئی خطرناک چیز نہیں ہے۔ زچگی کے بعد خود بخود یہ ورم جاتا رہتا ہے۔

وراثت میں عورتوں کا حصہ

Inheritance of a woman

﴿لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا﴾ (النساء/۷) مردوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قریبی رشتہ دار اور عورتوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قریبی رشتہ دار اس ترکہ سے خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ یہ حصہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مقرر ہے۔

عرصہ ہائے دراز سے یہ صنف نازک ظلم وستم کا نشانہ بنی ہوئی تھی۔ قدرت نے اگرچہ اُسے مرد کی طرح ذی رُوح اور ذی شعور بنایا تھا لیکن اس کے ساتھ برتاؤ مٹی کی بے جان مورتیوں کا سا کیا جاتا تھا۔ جُـــــوّے میں اُسے داؤ پر لگایا جا سکتا تھا۔ خاوند کی لاش کے ساتھ قانوناً اُسے جل کر راکھ ہونا پڑتا تھا۔ کہیں اُسے تمام بُرائیوں کی جڑ اور انسان کی ساری بدبختیوں کا سرچشمہ یقین کیا جاتا تھا اور کہیں چوٹی کے نامور فلسفی اس کے انسان ہونے کو بھی مشکوک نگاہوں سے دیکھا کرتے تھے۔ عورت کو ملکیت کے حقوق حاصل نہ تھے۔ اُسے ازدواجی بندھنوں میں مقید کرنے سے پہلے اس سے کوئی رائے لینے کا تصور تک نہ تھا۔ یہ بلکہ اس سے بھی بدتر حالات تھے جن میں اسلام سے پہلے یہ صنف نازک گرفتار تھی۔ جہاں کنبہ کے نصف افراد کی بے بسی کا یہ عالم ہو وہاں خوشی اور مسرت کا گزر کہاں؟ قرآن نے پہلی مرتبہ اعلان کیا کہ جس طرح مرد کے حقوق عورت پر ہیں اسی طرح عورت کے حقوق بھی مرد پر ہیں۔ اس کی رائے ہے۔ اور قانون اس کی رائے کا احترام کرتا ہے۔ اس کو اپنے والدین' اپنے خاوند' اپنی اولاد کا وارث تسلیم کیا گیا۔ اس کی ملکیت کے حقوق تفویض کئے گئے۔

عرب میں میراث کا یہ قاعدہ تھا کہ عورتیں اور چھوٹے بچے اپنے مرنے والے باپ اور

خاوند وغیرہ کی وراثت سے یکسرمحروم کردئے جاتے تھے اوراس کی وجہ یہ بیان کی جاتی کہ جو میدان جنگ میں دادشجاعت دینے کے قابل نہیں وہ میراث پانے کا بھی حقدار نہیں۔ بھارت میں بھی عورت وارث شمار نہیں کی جاتی تھی۔اور یورپ میں تو گنگا ہی الٹی بہہ رہی تھی۔صرف بڑالڑکا وارث بنتا دوسرے لڑکے بھی محروم رہ جاتے۔ یہ حالت تھی جب قرآن کی یہ انقلاب آفرین آیت نازل ہوئی۔جس نے عورتوں کو مردوں کی طرح وارث قرار دیا۔ بڑے لڑکے کی تخصیص ختم کر کے سب لڑکوں کو اپنے متوفّی باپ کی وراثت میں برابر کا شریک بنایا۔چھوٹی اور بڑی تمام جائیدادوں میں ورثاء کوحسب حصہ حقدار تسلیم کیا۔

قانونِ میراث کی تفصیلات بیان کرنے سے پہلے ایک اخلاقی ضابطہ کا ذکر بھی کردیا کہ متروکہ جائیداد کے وارث تو وہی ہیں جن کا ذکر تفصیلاً آگے آرہا ہے۔لیکن اگر تقسیم کے وقت غیر وارث رشتہ دار،محلّہ کے یتیم بچے بستی کے غریب لوگ جمع ہو جائیں تو ان کو بھی کچھ نہ کچھ دے دواور ترش لب ولہجہ میں ان سے گفتگو نہ کرو جس سے ان کی دل شکنی ہو۔

اسلام نے صحت مند معاشرہ کومعرض وجود میں لانے کے لئے کنبہ کو بڑی اہمیت دی ہے اوراس کے افراد کے مفاد کو یوں ایک دوسرے سے وابستہ کردیا ہے کہ محبت وقرابت کا باہمی رشتہ کبھی ٹوٹنے نہ پائے۔اس کے لئے جو وسائل اختیار کئے ہیں انھیں میں سے ایک نظامِ میراث ہے۔زندگی میں اگر کنبہ کا کوئی فرد افلاس وغربت کا شکار ہو جائے تو دوسرے افراد پراس کے نفقہ کوفرض قرار دیا۔اسی طرح موت کے بعد متوفّی کے قریبی رشتہ داروں میں اس کی جائداد کو تقسیم کرنے کا حکم دیا تا کہ زندگی اور موت میں کنبہ کا مفاد یوں باہم پیوستہ رہے کہ جدائی کا خیال ہی ان میں راہ نہ پا سکے۔کنبہ کے اتحاد کو برقرار رکھنے کے لئے نظام وراثت میں قرابت کا اصول پیش نظر رکھا گیا۔میراث میں حصہ کے ملنے یا نہ ملنے اور حصہ کے کم یا زیادہ ہونے میں رشتہ کی نزدیکی اور دوری کو بہت بڑادخل ہے۔ دوسرا اصول ضرورت ہے۔یعنی قریبی رشتہ داروں میں حصہ کی کمی بیشی کا مدارضرورت کوقرار دیا۔جتنی کسی کی ضروریات زیادہ اور ذمہ داریاں کثیر ہوں گی اسی لحاظ سے اس کا حصہ مقرر کیا

جائے گا۔ مثلاً متوفّی کے والدین اور اس کی اولاد کی قرابت بالکل مساوی نوعیت کی ہے لیکن اولاد جو زندگی کے سفر کا اب آغاز کر رہی ہے اس کی ضروریات والدین کی ضروریات سے کہیں زیادہ ہوتی ہیں جو اس طویل سفر کی آخری منزل میں قدم رکھ چکے ہیں۔ نیز والدین کے پاس تو زندگی بھر کا کچھ نہ کچھ اندوختہ ہوتا ہی ہے۔ اور اولاد بالکل خالی ہاتھ ہے۔ یہی فرق لڑکی اور لڑکے میں بھی ہے۔ لڑکی پر کسی قسم کی ذمہ داری نہیں۔ شادی سے پہلے اس کے والدین اس کی تمام ضروریات کے کفیل ہیں اور شادی کے بعد اس کی رہائش، لباس، خورد ونوش کی تمام تر ذمہ داری خاوند پر ہے۔ اس کی اولاد کی تعلیم و تربیت کے جملہ مصارف بھی اس کے خاوند کے ذمہ ہیں۔ مزید برآں عملی زندگی کی سرگرمیاں جس سرمایہ کی محتاج ہیں اس کا مہیا کرنا بھی مرد کی ذمہ داری ہے۔ یہ حقائق ہیں جن کے پیش نظر اسلام نے والدین اور اولاد، عورت اور مرد کے حصوں میں فرق کیا ہے۔ اور یہ فرق عین عدل ہے۔ ان امتیازات کی موجودگی میں ان کے حصوں کو مساوی رکھنا مساوات تو ہوگی لیکن کھوکھلی اور ظالمانہ، اور اسلام صرف اس مساوات کا علمبردار ہے جو عدل وانصاف پر مبنی ہو تیسرا اصول تقسیم دولت ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ دولت سمٹ کر چند ہاتھوں میں جمع نہ ہو جائے اور وراثت کی تقسیم میں بھی اس اصول کو ملحوظ رکھا۔ اس لئے صرف بڑے لڑکے یا صرف لڑکوں کو ہی وارث تسلیم نہیں کیا بلکہ تمام اولاد لڑکے اور لڑکیاں اور ان کے علاوہ کئی اور رشتہ داروں کو وارث قرار دیا تا کہ زیادہ سے زیادہ افراد میں یہ دولت تقسیم ہو۔ یہ وہ تین اصول ہیں (قرابت، ضرورت، تقسیم دولت) جن پر اسلام کا یہ بے نظیر نظامِ وراثت قائم ہے۔

اولاد کے وارث ہونے کی چار صورتیں ہیں: (۱) لڑکے بھی ہوں اور لڑکیاں بھی اس صورت میں لڑکے کو دو حصے اور لڑکی کو ایک حصہ ملے گا۔ (۲) صرف ایک لڑکی ہو۔ اس صورت میں لڑکی نصف جائیداد کی وارث ہوگی۔ (۳) صرف دو لڑکیاں ہوں (۴) یا دو سے زائد اور لڑکا کوئی نہ ہو۔ ان صورتوں میں لڑکیوں کو جائیداد کا دو تہائی حصہ ملے گا۔

والدین کے وارث بننے کی تین مختلف صورتیں ہیں۔ (۱) ماں باپ بھی موجود ہوں

اور اولاد بھی ہو خواہ لڑکا یا لڑکی ایک یا زیادہ، اس صورت میں ماں باپ کو چھٹا چھٹا حصہ ملے گا اور بقایا ۴/۶ اولاد میں حسب قاعدہ تقسیم ہوگا۔ (۲) صرف ماں باپ وارث ہوں۔ میّت کی اولاد بھی نہ ہو اور بہن بھائی بھی نہ ہوں اس صورت میں ماں کا ۱/۳، اور بقیہ دو تہائی باپ کا۔ یہاں بہن بھائی کے نہ ہونے کی تصریح نہیں کی کیونکہ تیسری صورت میں اس کی وضاحت آرہی ہے۔ (۳) میّت کی اولاد تو نہ ہو لیکن اس کے بھائی یا بہن ہوں۔ اس صورت میں ماں کو چھٹا حصہ اور بقیہ ۵/۶ باپ کو۔ بھائی بہن خواہ عینی ہوں یعنی ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہوں خواہ علاّتی عینی باپ ایک مائیں الگ الگ یا اخیافی یعنی ماں ایک باپ الگ الگ۔ ان سب حالتوں میں ایک ہی حکم ہے۔ باپ کے باعث بھائی بہنوں کو حصہ نہ ملے گا۔

سابقہ حصص بیان کرنے کے بعد یہ وضاحت فرما دی کہ ان حصص کو خدائے علیم وخبیر نے اپنی حکمت کاملہ سے مقرر فرمایا ہے۔ تمھیں یہ اختیار نہیں کہ ان میں ردّ و بدل کریں۔ اور اگر یہ بات تمھاری صوابدید پر چھوڑی جاتی تو تم اپنی عارضی اور وقتی مصلحتوں اور مفاد کے زیرِ اثر معلوم نہیں کیا کیا ترمیمیں کرتے رہتے۔

بیوی کی وراثت تقسیم کرنے کی دو صورتیں ہیں:-

۱- متوفیّہ بیوی کی کوئی اولاد نہ ہو نہ لڑکی نہ لڑکا نہ تم سے اور نہ کسی دوسرے خاوند سے۔ اس صورت میں نصف خاوند کو ملے گا اور بقیہ نصف دوسرے وارثوں میں حسبِ قاعدہ شرعی تقسیم ہوگا۔

۲- اس کی کوئی اولاد ہو تو اس صورت میں چوتھائی خاوند کو ملے گی اور بقیہ دوسرے وارثوں کو۔ خاوند کی وراثت تقسیم کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ (۱) خاوند کی کوئی اولاد نہ ہو نہ لڑکا نہ لڑکی نہ موجودہ بیوی سے نہ کسی دوسری بیوی سے تو چوتھائی بیوی کو ملے گا خواہ ایک ہو یا زیادہ اور اگر خاوند کی اولاد ہو (بہ تفصیل سابق) تو بیوی کو آٹھواں حصہ ملے گا۔ ایک ہو یا زیادہ۔ بقیہ دیگر وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا۔

شریعت اسلامیہ کا یہ حکم ہے کہ جب کوئی شخص فوت ہو جائے تو کفن و دفن کے بعد

سب سے پہلے اس کا قرض ادا کیا جائے بعدازاں اس کی وصیت پر عمل کیا جائے اور اس کے بعد بقیہ ترکہ حسب احکامِ قرآنی وارثوں میں تقسیم کیا جائے۔ قرض کی ادائیگی کا مقدّم ہونا تو عین انصاف ہے۔ وصیّت کے بارے میں شریعت نے چند ایک قیود عائد کی ہیں۔ اور اسلام سے پہلے وصیّت کے بارے میں جو طریقہ رائج تھا اس میں اصلاح کردی تاکہ اس طریقہ میں جو بے راہ روی رونما ہو چکی تھی اس کا سد باب کر دیا جائے۔ اہلِ عرب کا یہ دستور تھا کہ مرنے والا اپنی جائیداد کی ایسے لوگوں کے نام وصیّت کر جاتا جن سے اس کا دور کا واسطہ بھی نہیں ہوتا تھا اور اپنی اولاد کو محروم کر دیتا اور اس فعل کو شرافت وسخاوت کا کمال شمار کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس لئے راہ روی کے انسداد کے لئے احکام وراثت نازل فرمائے اور تمام رشتہ داروں کے حصے مقرر کر دئے اور ان میں ردّ و بدل اور کمی بیشی کرنے سے صاف الفاظ میں منع فرما دیا لیکن بسا اوقات کوئی اجنبی یا غیر وارث رشتہ دار وارثوں سے کہیں بڑھ کر کسی کی خدمت کرتا ہے اور وہ شخص اس کا معاوضہ اسے دینا چاہتا ہے یا کسی کارِخیر میں حصہ لینا چاہتا ہے تو اس سے بھی اسے محروم نہیں کیا گیا۔ بلکہ جائیداد کے ۱/۳ حصہ میں اسے وصیّت کرنے کا حق دیا۔ قرآن حکیم نے وصیّت کے لئے 'غیر مضار' کی قید لگائی اور نبی کریم ﷺ نے اس کی حد ۱/۳ مقرر فرمادی اور وصیّت کی اجازت صرف ان لوگوں کے لئے دی گئی ہے جو وارث نہیں ہیں۔ کیونکہ اگر وارث کے لئے بھی وصیّت جائز رکھی جاتی تو پھر قواعد میراث بالکل معطّل ہو کر رہ جاتے۔ اس لئے حضور رحمۃ للعٰلمین علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا **ان اللــه اعطى كل ذى حق حقه فلا وصية لوارث** ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حصہ عطا فرما دیا ہے اس لئے اب کسی وارث کے لئے وصیّت کی اجازت نہیں بعض لوگ وارث کو وصیّت سے محروم کرنے اور وصیّت کو ۱/۳ تک محدود کرنے پر بڑے برافروختہ ہوتے ہیں کاش وہ اسلام کے حکیمانہ نظام میں غور کریں۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

یتیم بچوں کا تحفظ :

جس گھر میں یتیم بچوں پر زیادتیاں کی جائیں اور اُن کے سرپرست اُن کی دولت کو خُرد وبُرد کرنے کے لئے سازش وفریب کے جال بُنتے رہیں اس گھر کی فضا کبھی صحت مند نہیں ہوسکتی اور اس خاندان کے افراد کبھی سچی مسرت کی لذتوں سے آشنا نہیں ہوسکتے ۔ اس لئے قرآن حکیم نے اپنے ماننے والوں کو صاف الفاظ میں حکم فرمایا کہ وہ یتیم بچوں اور بچیوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں ۔ اُن کے حقوق کی نگہبانی اور اُن کے اموال کی حفاظت کریں بلکہ اُن کے احساسات تک کا پاس رکھیں ۔ اور جو بھی ان بیکسوں کے ورثہ میں ناجائز تصرف کرے گا وہ خوب جان لے کہ وہ آتش جہنم سے اپنے پیٹ کو بھر رہا ہے ۔ نادان، لاشعور، مجنون اور پاگل انسان کی اولاد اگرچہ یتیم نہیں کہلائے گی لیکن اس کے باوجود باشعور سرپرستوں کی ذمہ داری ہوگی کہ اُن کی بہتر تربیت کرتے ہوئے دولت کا تحفظ کریں ۔

افلاس و نحوست کی حرکات

جھوٹ بولنا، گناہوں میں مشغول رہنا، جھوٹی قسمیں کھانا، شب میں جھاڑ و دینا' ناخن سے دانت کاٹنا، پائجامہ یا دامن یا آنچل سے منہ پونچھنا، کھڑے ہوکر پائجامہ پہننا، چالیس دن سے زیادہ زیرناف کے بال رکھنا، مکڑی کے جالے دور نہ کرنا، جوں کو زندہ چھوڑنا، نماز میں کاہلی کرنا، پھٹے ہوئے کپڑے کو نہ سینا بغیر ہاتھ دھوئے کھانا کھانا، کھانے کے بعد برتن صاف نہ کرنا، خلال کرتے وقت جو ریشہ نکلے اسے پھر منہ میں رکھ لینا، کھانے پینے کے برتن کھلے ہوئے رکھنا، اوندھے جوتے کو دیکھنا اوراس کو سیدھا نہ کرنا، اولاد کو گالی دینا، لعنت کرنا، کوسنا اور بدعا دینا، کوڑا کرکٹ (کچرا وگندگی) گھر میں جمع رکھنا، مغرب اور عشاء کے درمیان سونا، گانے بجانے میں دل لگانا، صلہ رحمی نہ کرنا، بلا وجہ شرعی اپنوں سے تعلقات ختم کرلینا، سجدہ تلاوت نہ کرنا یا باوضو ہوتے ہوئے اس میں دیر لگانا تلاوت قرآن کے دوران آیت سجدہ چھوڑ کر آگے پڑھنا، نہانے کی جگہ پیشاب کرنا مہمان کو حقارت سے دیکھنا اوراس کے آنے سے ناخوش ہونا، بلا وجہ شرعی کسی کے تحفہ ہدیہ یا نذرانہ کو رد کردینا، جس برتن میں کھانا کھایا ہے اسی میں ہاتھ دھونا، شرعی احکام یا دین کی پابندیوں کے خلاف قدم بڑھانا یقیناً اپنے لئے برکتوں کے درورزے بند کرنا اورنحوست وافلاس اورفقر وتنگدستی کو دعوت دینا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین وشریعت کے احکام پر پابندی سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

گناہ کیا ھے ؟ شرعی احکام کی خلاف ورزی کا نام گناہ ہے یعنی جس کام کے کرنے کا حکم اللہ ورسول نے دیا ہے اُس کو نہ کرنا اور جس سے منع کیا ہے اُس کو کرنا گناہ ہے۔ گناہ (حرام) کو حلال جاننا کفر ہے۔ گناہوں کی وجہ سے دل میں سختی اور سیاہی پیدا ہوتی ہے اور ایمان ضعیف (کمزور) ہو جاتا ہے۔

گناہ کے نقصانات : گناہ انسان کو اللہ سے دور، ثواب سے محروم اور عذاب کا مستحق بناتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ گناہ کرنے سے انسان کے دل پر ایک سیاہ نقطہ پیدا ہوہے جو توبہ کرنے پر دور ہوتا ہے لیکن اگر کوئی شخص گناہ کرتا ہے اور توبہ نہ کرے تو وہ سیاہ نقطہ دن بدن کثرتِ گناہ سے بڑھ جاتا اور یہاں تک پھیلتا ہے کہ تمام دل کو سیاہ کر دیتا ہے۔ جب نوبت یہاں تک پہونچی ہے تو پھر اس کے دل پر وعظ ونصیحت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ہمیشہ ہر گناہ سے بچتا رہے۔ اگر کبھی کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ کرے۔ توبہ کی اصل رجوع الی اللہ ہے یعنی اللہ کی فرماں برداری واطاعت کی طرف پلٹنا۔ توبہ ان تین چیزوں کا نام ہے (۱) گناہ کو گناہ سمجھنا (۲) گناہ پر ندامت (۳) گناہ سے باز رہنے کا پکا ارادہ۔

گناہ کے اثرات : گناہ اگر چہ مومن کو ایمان سے محروم نہیں کرسکتا مگر کفر کے خوف سے بچا نہیں سکتا۔ سلامتی اسی میں ہے کہ دُنیا کے معاملات کو بقدر ضرورت اختیار کیا جائے۔ ایسا تین قسم کی احتیاطوں سے ہوسکتا ہے (۱) اسی قدر کھایا جائے کہ بھوک سے آسودگی ہو (۲) کپڑے اسی قدر استعمال میں لائے جائیں جو ستر کے لئے کافی ہوں (۳) مکان اسی قدر لیا جائے کہ جو سردی وگرمی سے پناہ گاہ ثابت ہو سکے۔ ضروریات کو بہت ہی محدود یعنی کم سے کم کر دیں تو اسراف، فضول خرچی، تصنع اور ریا کاری سے محفوظ رہ

سکتے ہیں۔ انسان کی ضروریات کم ہو جائیں تو مختصر آمدنی میں گھریلو اخراجات کی تکمیل ممکن ہو جاتی ہے۔ ناجائز اور حرام طریقوں سے کمانے کی حاجت اُسی وقت محسوس ہوتی ہے جب انسان کے اخراجات اور تعیّشات میں زبردست اضافہ ہو جاتا ہے۔ ان حالات میں حدود سے تجاوز کرتے ہوئے مباحات کے میدان میں قدم رکھنے اور آرام وآسائش کی وسعت کے دروازے کھولنا مشتبہات ومکروہات تک پہونچا دیتا ہے۔ رفتہ رفتہ انسان محرمات کا ارتکاب کرنے سے بھی باز نہیں رہتا۔ اسلام کی سرحدیں یہاں تک ختم ہو جاتی ہیں، آگے کفر کی وادیٔ ظلمات ہے۔

بندگیِ رب کا تقاضہ یہ ہے کہ واجبات، سنن اور نوافل ادا کئے جائیں اور مرتے دم تک اس پر قائم رہیں۔ زوالِ نعمت اُس وقت شروع ہوتا ہے جب انسان مشتبہات اور حرام میں پڑ جاتا ہے۔ سلامتی اور ایمان کی حفاظت تو خوف وامید کے درمیان ہے۔

گناہوں سے دُنیاوی نقصان : گناہوں سے آخرت کا نقصان اور عذابِ جہنم کی سزائیں اور قبر میں قسم قسم کے عذابوں میں مبتلا ہونا، اس سے تو ہر مسلمان واقف ہے۔ مگر یاد رکھو کہ گناہوں کی نحوست سے انسان کو دُنیا میں بھی طرح طرح کے نقصان پہونچتے رہتے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) روزی کم ہونا (۲) بلاؤں کا ہجوم ہونا (۳) عمر گھٹ جانا (۴) دل میں اور بعض مرتبہ تمام بدن میں اچانک کمزوری پیدا ہو کر صحت خراب ہو جانا (۵) عبادتوں سے محروم ہو جانا (۶) عقل میں فتور پیدا ہو جانا (۷) لوگوں کی نظروں میں ذلیل وخوار ہو جانا (۸) کھیتوں اور باغوں کی پیداوار میں کمی ہو جانا (۹) نعمتوں کا چھین جانا (۱۰) ہر وقت دل کا پریشان رہنا (۱۱) اچانک لاعلاج بیماریوں میں مبتلا ہو جانا (۱۲) اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کے نیک بندوں کی لعنتوں میں گرفتار ہو جانا (۱۳) چہرے سے ایمان کا نور نکل جانے سے چہرے کا بے رونق ہو جانا (۱۴) شرم وغیرت کا جاتا رہنا (۱۵) ہر طرف

سے ذلتوں، رسوائیوں اور ناکامیوں کا شکار ہوجانا (۱۶) مرتے وقت منہ سے کلمہ نہ نکلنا وغیرہ ...... گناہوں کی نحوست سے بڑے بڑے دُنیاوی نقصان ہوا کرتے ہیں۔

ہر گناہ کی دس بُرائیاں ہیں : گناہ سے دس بُرائیاں ہوتی ہیں:

(۱) جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو غصہ دلاتا ہے اور وہ اپنے غصہ کو استعمال کرنے پر قادر ہے (۲) گنہگار ابلیس ملعون کو خوش کرتا ہے (۳) گناہ کے سبب جنت سے دور ہوجاتا ہے (۴) دوزخ کے قریب ہوجاتا ہے (۵) اس نے اپنی جان کو اذیت پہنچائی (۶) اپنے باطن کو ناپاک کردیا (۷) اپنے متعلقہ فرشتوں کو اذیت پہنچائی (۸) حضور ﷺ کو غمگین کیا (۹) اپنے گناہ پر آسمان، زمین اور دیگر مخلوقات کو گواہ بنایا (۱۰) اس نے عظمتِ انسانیت کی بے قدری اور رب تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں ہماری کتاب 'گناہ اور عذاب الٰہی')

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی تحقیق

Test Tube Baby

عورت کے بیضہ دان سے جو نالی رحم (Uterus) کی طرف جارہی ہے (Fallopian Tube) ماہواری کے چودھویں دن اسی میں سے انڈا نکلتا ہے اس وقت عمل تزویج کرنے سے مرد کا تولیدی جرثومہ (Sperms) بیضہ دان کی اس نالی میں پہنچ کر نسوانی انڈے (ovum) میں داخل ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد اس انڈے میں خلیے (Cells) بننے کا عمل شروع ہوتا ہے اور وہ کاشت شدہ انڈا(Fertilized egg) اس نالی سے رحم کی طرف سفر شروع کردیتا ہے۔ نو دن کے بعد اس انڈے میں سولہ خلیے بن جاتے ہیں اور خلیات کا وہ مجموعہ رحم میں پہنچ جاتا ہے اور اس کے بعد بچہ بننے کا عمل شروع ہوجاتا ہے۔ اگر کسی خرابی کی وجہ سے یہ کاشت شدہ انڈا خلیات میں متشکل ہوکر رحم میں نہ آسکے تو اس مرحلہ کے حصول کے لئے ٹیسٹ ٹیوب(Test Tube) کی ضرورت پیش آتی ہے۔ یہ خرابی مرد کی بھی ہوسکتی ہے اور عورت کی بھی۔ مرد کے جرثومہ اور نسوانی انڈے کو ایک ٹیوب میں رکھ دیتے ہیں اور اس ٹیسٹ ٹیوب میں جدید میڈیکل سائنس نے ایسی صلاحیت پیدا کردی ہے کہ اس ٹیوب میں نسوانی نالی (Fallopian Tube) کی طرح عمل ہوتا ہے مرد کا جرثومہ نسوانی انڈے میں داخل ہوجاتا ہے اور اس میں خلیات بننے کا عمل شروع ہوجاتا ہے اور جب اس میں سولہ خلیات بن جاتے ہیں تو ان کو عورت کے رحم میں رکھ دیا جاتا ہے۔

مرد کی وہ خرابیاں جن کی وجہ سے ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی ضرورت پڑتی ہے :

مرد کی وہ خرابیاں جن کی وجہ سے کاشت شدہ انڈا خلیات میں متشکل ہوکر رحم میں نہ پہنچ سکے حسب ذیل ہیں :

۱۔ مرد میں تولیدی جرثومے ہوں لیکن وہ کسی خرابی کی وجہ سے عمل تزویج پر قادر نہ ہو' اس صورت میں مرد کے تولیدی جرثومے اور عورت کے انڈے حاصل کر کے ٹیوب میں رکھ دیتے ہیں اور جب اس میں مطلوبہ خلیاب بن جاتے ہیں تو ان کو رحم میں منتقل کر دیتے ہیں۔
۲۔ مرد میں تولیدی جرثومے بھی ہوں اور وہ عمل تزویج پر قادر بھی ہو لیکن کسی خرابی کے باعث وہ جرثومے نسوانی نالی (Fallopian Tube) تک نہ پہنچ سکتے ہوں اس صورت میں مرد کے جرثومے اور عورت کے انڈوں کو ٹیسٹ ٹیوب میں رکھ دیتے ہیں۔

عورت کی وہ خرابیاں جن کی وجہ سے ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی ضرورت پڑتی ہے :

عورت کی جن خرابیوں کی بناء پر حصولِ ولادت کے لئے ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی ضرورت پڑتی ہے حسب ذیل ہے :
۱۔ نسوانی نالی (Fallopian Tube) سکڑ جائے جس کی وجہ سے کاشت شدہ انڈے رحم کی طرف سفر نہ کر سکیں تو پھر مرد کے جرثوموں اور عورت کے انڈوں کو ٹیسٹ ٹیوب میں رکھ دیتے ہیں۔
۲۔ اس نالی میں انفکشن (Infection) یا کوئی اور خرابی ہو' تب بھی عورت کے انڈوں اور مرد کے جرثوموں کو ٹیوب میں رکھ دیتے ہیں۔
۳۔ رحم کی ساخت میں کوئی ایسی خرابی ہو جس کی وجہ سے مرد کا جرثومہ نسوانی نالی میں نہ پہنچ سکے' ایسی صورت میں بھی ٹیوب کی ضرورت پیش آتی ہے۔

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے ذریعہ تولید کا شرعی حکم :

حسب ذیل صورتوں میں ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے ذریعہ عمل تولید شرعاً جائز ہے۔
۱۔ شوہر میں تولیدی جرثومے ہوں لیکن وہ کسی بیماری کی وجہ سے عمل تزویج پر قادر نہ ہو' ایسی صورت میں شوہر کے تولیدی جرثوموں اور بیوی کے انڈوں کے ٹیوب میں ملاپ کے بعد ولادت کے لئے اس کی بیوی کے رحم میں ان انڈوں کو رکھنا جائز ہے۔

۲۔ شوہر میں تولیدی جرثومے بھی ہوں اور وہ عمل تزویج پر بھی قادر ہو لیکن کسی خرابی کے باعث وہ تولیدی جرثومے نسوانی نالی (Fallopian Tube) تک نہ پہنچ سکیں اس صورت میں بھی شوہر کے جرثوموں اور بیوی کے انڈوں کو لے کر ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا عمل کرنا اور بعد ازاں بیوی کے رحم میں منتقل کرنا جائز ہے۔

۳۔ بیوی کے رحم کی ساخت میں کوئی ایسی خرابی ہو جس کی وجہ سے مرد کے جرثومے نسوانی نالی میں نہ پہنچ سکیں، پھر بھی دونوں کے مادوں کا ٹیوب میں ملاپ کرانا جائز ہے۔

(شرح صحیح مسلم ۔ علامہ غلام رسول سعیدی شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ کراچی)

ہم نے یہاں ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی جائز صورتیں ہی بیان کی ہیں جس میں شوہر کے تولیدی جرثومے اور بیوی کے نسوانی انڈوں کے ذریعہ یہ عمل ہوتا ہے بہر حال ٹیسٹ ٹیوب بے بی جائز ہونے کے لئے شوہر و بیوی دونوں کا شامل ہونا (Involvement) ضروری ہے۔

متفرق مسائل

MISCELLANEOUS ISSUES

عورت کے لئے جانور ذبح کرنا درست ہے :

Slaughtering allowed for the woman

عورت اپنی یا کسی کی جانب سے جانور کو ذبح کرسکتی ہے۔عورت کا ذبیحہ مرد کی طرح حلال ہے۔عوام میں یہ جومشہور ہے کہ عورت کسی جانور کو ذبح نہیں کرسکتی ہے سراسر غلط ہے۔قربانی کے موقع پر اپنی یا کسی مردہ یا زندہ مرد وعورت کی جانب سے بھی قربانی کا جانور ذبح کرسکتی ہے۔

عورتوں کا جھولا جھولنا : Swinging of woman

کوئی نامحرم نہ ہو اور گھر کے اندر ہوں اور گانا نہ گائیں تو عورتوں کے واسطے بھی جھولا جھولنا جائز ہے کہ یہ بدن کی ریاضت (ورزش) ہے۔بعض امراض میں ڈاکٹرس مفید اور بہتر بتاتے ہیں۔ (ملفوظات امام احمد رضا)

گڑیوں کا کھیل : Playing with Dolls

لڑکیوں کے لئے گڑیوں سے کھیلنے کی اجازت ہے کہ اس بہانے ان میں سینے پرونے، کھانے پینے اور قرینے سے رہنے سہنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔خواہ یہ گڑیاں یا ایسے ہی دوسرے کھلونے، کپڑے کے ہوں یا بٹن وغیرہ کسی دھات کے یا مٹی اور پلاسٹک کے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ یہ چیزیں کھلونوں کی حد تک رہیں کہ بچے پھینکیں توڑیں تا کہ ان میں بت شکنی کی عادت پیدا ہو۔۔ اُنھیں شیشے کی الماریوں میں سجا سجا کر گھر اور کمرے کی زینت کا سامان بنانا کسی طرح جائز و درست نہیں۔ یہ مسئلہ خوب ذہن نشیں رکھیں۔

انسانوں اور جانوروں کی تصویریں لگانا منع ہے:

Pictures of living creatures are forbidden

کچھ لوگ مکانوں میں زینت کے لئے انسانوں اور جانوروں کی تصویریں یا مورتیاں رکھتے ہیں یہ حرام ہے اسی طرح کچھ لوگ مٹی یا پلاسٹک یا دھاتوں کی مورتیاں بچوں کے کھیلنے کے لئے خریدتے ہیں یہ سب حرام وممنوع ہیں اپنے بچوں کو اس سے روکنا چاہئے اور ایسے کھلونوں کو توڑ پھوڑ دینا یا جلا دینا چاہئے۔

بچھونے یا مصلّے پر لکھا ہو تو اُس کو استعمال کرنا ناجائز ہے :

یہ عبارت اس کی بناوٹ میں ہو یا کاڑھی گئی ہو یا روشنائی سے لکھی ہو، اگرچہ الگ الگ حروف لکھے ہوں کیونکہ حروفِ مفردہ (حروف تہجی) کا بھی احترام ہے۔ (ردالمحتار)
اکثر دسترخوانوں پر جو عموماً استعمال کئے جاتے ہیں اردو یا فارسی میں اشعار لکھے ہوتے ہیں ایسے دسترخوان کو استعمال میں لانا، ان پر کھانا کھانا نہ چاہئے۔ یونہی بعض لوگوں کے تکیوں پر عشقیہ یا دُعائیہ اشعار لکھے ہوتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے کہ استعمال نہ کیا جائے کہ حروف تہجی کی بے ادبی پائی جاتی ہے اور بعض جگہ چادروں پر بھی اشعار لکھے پائے جاتے ہیں، ایسی چادروں کا استعمال میں لانا اور بھی زیادہ بُرا اور ممنوع کہ ان پر آدمی کا پیر بھی پڑے گا۔
(بہارِ شریعت)

اونچی ایڑھی کے جوتے پہننا: High-Heeled Shoes

اونچی ایڑھی کے جوتے پہننا قطعا مناسب نہیں ہے یہ غیر پسندیدہ حرکت ہے۔
(۱) دھوکے اور فریب کی حرکت ہے۔ اپنی شخصیت کو حقیقت سے زیادہ پیش کرنا ہے۔ اپنے قد کو اونچا دکھانا ہے۔ یقیناً یہ غلط اور حقیقت سے دور ہے۔
(۲) اونچی ایڑھی کیوجہ سے چلنے میں تکلیف محسوس ہوتی ہے اور گرنے کا خوف ہوتا ہے۔

بازار میں گر جائے تو ہنسی مذاق کا ذریعہ بن جائے گی۔ حیاء دار عورت کے لئے یہ قطعا مناسب نہیں ہے۔

(۳) طبی لحاظ سے بھی اونچی ایڑھی کے جوتے مناسب نہیں رہتے ہیں۔عموما ڈاکٹرس اس طرح کے جوتے استعمال کرنے سے منع کرتے ہیں۔ حاملہ عورتوں کے لئے سخت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔لہذا اس طرح کے جوتے استعمال کرنا نقصان کا باعث ہوسکتا ہے۔

پانی، نمک اور آگ کا منع کرنا حلال نہیں :

پانی نمک اور آگ کا منع کرنا حلال نہیں۔ حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ جس نے آگ دے دی گویا اس نے اس تمام کھانے کو صدقہ کیا جس سے کھانا پکایا گیا۔ جس نے نمک دیا گویا اُس نے تمام کھانے کو صدقہ کیا جو اس نمک سے درست کیا گیا اور جس نے مسلمانوں کو اس جگہ پانی کا گھونٹ پلایا جہاں پانی ملتا ہے تو گویا گردن کو آزاد کیا اور جس نے مسلمان کو ایسی جگہ پانی کا گھونٹ پلایا جہاں پانی نہیں ملتا تو گویا اس نے اسے زندہ کر دیا۔ (ابن ماجہ)

جتنا ثواب پانی دینے پر ہے بلاوجہ شرعی پانی نہ دینے پر اتنا ہی وبال بھی ہونا چاہئے ۔اس لئے پانی نہ پلانا شقاوت کی نشانی ہے اور آگ کے قائم مقام آج کل دیا سلائی یا لائٹر قسم کی چیزیں بھی ہیں۔

چھوٹی چھوٹی چیزوں کا آپس میں لین دین :

ایسی چھوٹی چھوٹی چیزیں جو عادتاً ہمسائے (Neighbours) ایک دوسرے سے مانگتے رہتے ہیں اوران کا مانگنا کوئی بُری بات بھی نہیں سمجھی جاتی کیونکہ امیر وغریب سب ہی کو کسی نہ کسی وقت ان کی ضرورت پیش آتی رہتی ہئے۔ ہمسائے ایک دوسرے سے عاریتہً لے کر عموماً جوں کی توں واپس کر دیا کرتے ہیں ایسی چیزوں کو دینے سے بخل برتنا اخلاقاً ایک ذلیل اور گری ہوئی بات سمجھا جاتا ہے اور بات ہے بھی ایسی ہی کہ یہ حرکتیں وہی کرتے ہیں جن کے دل مخلوق خدا کی ہمدردی سے اس قدر خالی ہیں کہ کسی کی معمولی سی

اعانت بھی انہیں گوارہ نہیں ہوتی بلکہ گراں گزرتی ہے ایسوں کی برائی کا ذکر سورہ ماعون میں بھی آیا ہے۔ (بہارشریعت)

﴿وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ﴾ اور برتنے کی حقیری چیز (بھی کوئی مانگے تو) نہیں دیتے ۔۔۔ علمائے تفسیر کی کثیر جماعت نے ماعون کے معنیٰ روزمرہ استعمال کی چیزیں بتایا ہے۔ جو ہر پڑوسی بوقتِ ضرورت اپنے پڑوسی سے عاریۃً لے لیتا ہے اور اپنی ضرورت پوری کر کے مالک کو واپس کر دیتا ہے جیسے برتن، چُھری، نمک، مرچ، پکوان میں استعمال ہونے والے چیزیں، وغیرہ۔ اپنے ہمسایوں، عزیز دوستوں، قریبی رشتہ داروں، سے عام ضرورت کی چیزوں کو روکنا قبیح عادت ہے۔ مسلمانوں کو ان سے اجتناب کی تلقین کی گئی ہے۔ یہ خصلتیں اُن لوگوں کی ہیں جو دین کو نہیں مانتے، جن کے دلوں میں نفاق کی غلاظت ہے (تفسیر ضیاءالقرآن)

بستر یا لباس تہہ کر کے رکھنا : انسان کو زیادہ ایسے کاموں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے جس میں شیطان کی دخل اندازی ہو، اپنے ہر معاملے کو شیطان سے بچانا چاہیئے۔ ابن عساکر نے تاریخ میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں 'شیطان تمہارے کپڑے اپنے استعمال میں لاتا ہے تو اپنے کپڑے اتار کر تہہ کر دیا کرو کہ اس کا دم راست ہو جائے کہ شیطان تہہ کئے ہوئے کپڑے نہیں پہنتا' (کنز العمال، فتاویٰ رضویہ)

'کپڑے لپیٹ دیا کرو کہ ان کی جان میں جان آئے اس لئے کہ شیطان جس کپڑے کو لپیٹا ہوا دیکھتا ہے اُسے نہیں پہنتا اور جسے پھیلا ہوا پاتا ہے اُسے پہنتا ہے' (فتاویٰ رضویہ)

اس لئے ہمیں چاہیئے کہ اپنے بستر ولباس طے کر کے رکھیں، نیز اس سے گھر میں بھی رکھ رکھاؤ قائم رہتا ہے اور گھر میں بھی بدسلوکی کا اظہار نہیں ہوتا۔

دوسروں کے برتنوں کو استعمال کرنا: اکثر یہ دیکھا جاتا ہے کہ بہت سی عورتیں دوسروں کے برتنوں کو جن میں کوئی چیز بطور تحفہ و ہدیہ آئی اور اس وقت برتن کسی وجہ سے واپس نہ کیئے گئے، بلا تکلف اپنے گھر میں استعمال کر لیتی ہیں حالانکہ ان کو اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں وہ اس کے پاس امانت کے طور پر ہیں۔ (عالمگیری)

روٹی کا احترام: روٹی پر کوئی چیز نہ رکھی جائے۔ حدیث شریف میں فرمایا کہ روٹی کا احترام کرو کہ یہ چیز جب کسی قوم سے بھاگی ہے تو لوٹ کر نہیں آئی۔ یعنی ناشکری کی وجہ سے کسی قوم کا رزق چلا جاتا ہے تو پھر واپس نہیں آتا۔ بعض لوگ سالن کا پیالہ یا چٹنی کی پیالی یا نمک دانی وغیرہ روٹی پر رکھ دیتے ہیں ایسا نہ کرنا چاہئے۔ روٹی کا کنارہ خواہ مخواہ توڑ کر ڈال دینا اور بیچ کی کھالینا اسراف ہے بلکہ پوری روٹی کھالے۔ ہاں اگر کنارے کچے رہ گئے ہیں یا جل گئے ہیں کہ کھانے سے نقصان ہوگا تو توڑ سکتی ہے۔

روٹی کے چار ٹکڑے: کھانا کھاتے روٹی کے چار ٹکڑے اس نیت سے کرنا کہ دوسرے انہیں سُنی مسلمان، چاروں خلفاء کے ماننے والے، چاروں کی خلافت کو حق جاننے والے سمجھیں اور بچوں کے دِلوں میں بھی یہ عقیدہ راسخ ہوجائے کہ چاروں خلفاء کا ماننا فرض ہے تو اس میں حرج نہیں بلکہ اگر رافضیوں کے سامنے ان کے چڑانے کو چار کریں تو یہ نیت محمود ہے اور ان شآء اللہ اس پر ثواب پائے گا۔ ہاں جو سنی مسلمان ایسا نہ کرے اُسے عیب لگانا، خود معیوب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

یاداشت کے لئے گِرہ یا ڈورا باندھنا: یاداشت کے لئے یعنی اس غرض سے کہ بات یاد رہے بعض لوگ رومال یا کمر بند میں گِرہ لگا لیتے ہیں یا کسی جگہ انگلی وغیرہ پر ڈورا باندھ لیتے ہیں یہ جائز ہے اور بلا وجہ ڈورا باندھ لینا مکروہ ہے۔ (درمختار)

تعویذ AMULET / CHARM :

گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے۔ جب کہ وہ تعویذ جائز ہو یعنی آیات قرآنیہ یا اسمائے الٰہیہ (Names of Allah) یا ان دعاؤں یا تحریروں پر مشتمل ہوں جو بزرگان دین سے ماثور ومنقول ہیں یا کسی اسم کا نقش مظہر یا مضمر (ہندسوں) میں لکھا جائے۔ اور اگر اس تعویذ میں ناجائز الفاظ لکھے ہوں یا شرک وکفر کے الفاظ پر مشتمل ہوں یا تعویذ دینے والا قابل اعتبار آدمی نہیں، حلال حرام اور جائز و ناجائز میں امتیاز نہیں رکھتا تو ایسے تعویذ لکھنا بھی ناجائز ہے۔ اور اس کا لینا اور باندھنا بھی ناجائز اور گناہ ہے۔ بعض عورتیں تعویذ گنڈوں کے لئے ماری ماری پھرتی ہیں اور غلط جگہ پر پہنچ جاتی ہیں۔ ان باتوں کا خاص خیال رکھیں ورنہ فائدہ درکنار، الٹا نقصان اٹھائیں گی۔ اور خواہ مخواہ گناہ میں پڑیں گی۔

وہ تعویذات اور آیات واحادیث یا دعائیں جو بزرگان دین کے معمولات میں رہیں رکابی میں لکھ کر مریض کو بہ نیت شفا پلانا بھی جائز ہے۔ **جنب** اور حیض ونفاس والی عورتیں بھی تعویذات کو گلے میں پہن سکتی ہیں۔ جس انگوٹھی پر کوئی متبرک نام لکھا ہو یا تعویذ پہن کر بیت الخلاء جانے سے بچنا چاہئے۔ (فتاویٰ رضویہ)

صُبح وشام پڑھنے کی دُعائیں

☆ **اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ** (حصن حصین)

اللہ تعالیٰ کے کلماتِ تامّہ کی پناہ لیتا ہوں اُس کی ہر مخلوق کے شر سے۔

جو شخص صبح وشام تین تین مرتبہ یہ دُعا مانگے گا اللہ تعالیٰ اُسکو ہر مخلوق خصوصاً سانپ بچّھو وغیرہ زہریلے اور موذی جانوروں کے شر سے بچائیگا۔

☆ **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ** (حصن حصین)

اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں کفر سے، تنگدستی سے اور قبر کے عذاب سے۔

☆ **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمَعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُبِكَ**

مِنْكَ لَا اَحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ (حصن حصین)

اے اللہ! بے شک میں پناہ لیتا ہوں تیری ناراضگی سے، اور تیرے عفو و درگذر کی سزا سے، اور میں پناہ لیتا ہوں تیرے عذاب سے تیری رحمت کی، میں تو تیری تعریف کا حق نہیں ادا کر سکتا۔ بس تو ایسا ہی ہے جیسے تو نے اپنی تعریف کی۔۔

☆ **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابَ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِیْحِ الدَّجَالِ ۔** اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنوں سے اور کانے دجّال کے شر سے

☆ **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضِلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزِلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ ۔**

اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں اس سے کہ میں خود گمراہ ہوں یا گمراہ کیا جاؤں یا میں راہ مستقیم سے خود پھسلوں یا پھسلا جاؤں یا میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے یا میں خود کسی کے ساتھ جہالت (بدتمیزی) کا برتاؤ کروں یا میرے ساتھ جہالت (بدتمیزی) کا برتاؤ کیا جائے

☆ **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ ۔**

اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ لیتا ہوں کانے دجّال کے فتنہ سے، اور تیری پناہ لیتا ہوں زندگی اور موت کے تمام فتنوں سے، اے اللہ! میں پناہ لیتا ہوں ہر گناہ اور قرض سے (تو مجھے اُن سے بچا لے)۔

☆ **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْیَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ۔**

اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں بزدلی اور بے عزّتی سے، اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ نکمّی اور ذلیل عُمر (عمر کا بدنام، شرمناک، عبرتناک اور ذلیل عرصہ) کو پہونچوں، اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں دُنیا کے فتنوں سے اور میں پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے۔

☆ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَا مَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّآمَّةٍ ۔
اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں ہر شیطان اور زہریلی بلا کے شر سے' اور ہر لگنے والی نظر بد کے شر سے۔
(بچّہ کو نظر بد اور ہر طرح کی آفت و بلا' دُکھ' بیماری سے محفوظ رکھنے کے لئے یہ تعویذ لکھ کر گلے میں ڈالیں۔)

حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے دونوں صاحبزادوں اسمٰعیل اور اسحٰق علیہما السلام کو یہ پڑھ کر دَم کیا کرتے تھے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جس کو نظرِ بد سے تکلیف پہونچے یہ آیت پڑھ کر دَم کیا جائے۔

☆اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ ۔ اللہ تعالیٰ اور اس کی قدرت کی پناہ لیتا ہوں اس تکلیف کے شر سے جو مجھے ہو رہی ہے اور جس سے میں ڈر رہا ہوں۔

☆ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَسُوْءِ الْعُمُرِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ۔
اے اللہ۔ میں تیری پناہ لیتا ہوں بخل سے اور بُری عمر سے اور نفس کے ہر فتنہ سے اور قبر کے عذاب سے۔

☆ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوَّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ ۔ اے اللہ۔ بے شک میں تیری پناہ لیتا ہوں تری دی ہوئی نعمتوں کے زوال سے تیری دی ہوئی صحت و عافیت کے تغیر سے اور تیری ناگہانی پکڑ سے اور تیری تمام تر ناراضگیوں اور غصّہ سے۔

☆ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْفَاقَةِ وَالذِّلَّةِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ
اے اللہ۔ بے شک میں پناہ لیتا ہوں فقر و فاقہ سے اور ذلت و خواری سے اور تیری پناہ لیتا ہوں اس سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے (کوئی ظلم کرے)

☆ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَايَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَايَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَايُسْمَعُ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هٰؤُلَآءِ الْاَرْبَعِ

اے اللہ۔ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے' اس دل سے جس میں عجز وانکساری نہ ہو اور اس دُعا سے جو تیری بارگاہ میں سنی نہ جائے اور اس حریص نفس سے جس کا کبھی پیٹ نہ بھرے' اے اللہ! میں ان چاروں (آفتوں) سے تیری پناہ لیتا ہوں۔

☆ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَآءِ وَدَرْكِ الشَّقَآءِ وَسُوْءِ الْقَضَآءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَآءِ ۔ اے اللہ! بے شک ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں ہر بلا اور مصیبت کی سختی سے اور بدبختی کے گھیر لینے سے' اور بُری تقدیر سے اور دشمنوں کے ہم پر خوش ہونے سے۔۔

☆ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعِجْزِ وَالْكَسْلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعَ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ ۔ اے اللہ۔ بے شک میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں فکر وپریشانی سے' رنج وغم سے' عاجزی سے ' کاہلی سے' کنجوسی سے' بزدلی سے' قرض کے بوجھ سے' اور زبردست لوگوں کے غلبہ اور دَباؤ سے۔

☆ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَاعَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَالَمْ اَعْمَلْ اے اللہ۔ بے شک میں نے اب تک جو کچھ کیا ہے اس کے شر سے' اور جو کچھ نہیں کیا اس کے بھی شر سے پناہ مانگتا ہو

☆ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْلَمْ ۔

اے اللہ۔ پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے جو میں جانتا ہوں کہ میں نے کیا ہے اور پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے بھی جو میں نہیں جانتا ہوں۔

☆ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ مُنْكِرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَآءِ وَالْاَدْوَآءِ ۔

اے اللہ۔ میں تیری پناہ چاہتا ہوں' بُرے اخلاق' اعمال' خواہشات اور امراض سے (تو مجھے ان سے محفوظ رکھ)

☆ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلْبَةِ الدَّيْنِ وَغَلْبَةِ الْعَدُوِّ وَشَمَاتِهِ الْاَعْدَآءِ ۔

اے اللہ۔ میں قرض کے بوجھ' دشمنوں کے غلبہ اور دشمنوں کی ہنسی سے پناہ چاہتا ہوں۔

☆ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْكُفْرِ وَالدَّيْنِ ۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں کفر اور قرض سے۔

☆ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَسَیِّءِ الْاَسْقَامِ ۔

اے اللہ۔تو مجھے پناہ دے' برص سے' اور دیوانگی سے اور جُذام (کوڑھ) سے اور تمام بُری اور موذی بیماریوں سے۔

☆ **اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ** ۔ اے اللہ۔تو مجھے پناہ دے' آپس کے جھگڑے اور فساد' اور منافقت سے اور تمام بُرے اور رذیل اخلاق سے

☆ **اَللّٰهُمّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّه' بِئْسَ الضَّجِیْعُ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخِیَانَةِ فَاِنَّهَابِئْسَتِ الْبِطَانَةُ** اے اللہ۔تو مجھے پناہ دے' بھوک اور پیاس سے اسلئے کہ یہ بہت بُرا ساتھی ہے۔اور تو مجھے پناہ دے خیانت سے اس لئے کہ یہ بدترین چُھپا ہوا ساتھی اور مشیر ہے

☆ ﴿**اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِیْن**﴾ (البقرہ/ ۶۷) اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہلوں سے ہوں۔

اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں لانے کے لئے اس دُعا کو پڑھنا چاہئے۔ان کلمات کا شانِ نزول یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو۔تو انھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب دیا کہ موسیٰ ہمارا مذاق کیوں اُڑاتے ہو؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی' کیونکہ مذاق کرنا تو جاہلوں کا شیوہ ہے' اللہ تعالیٰ کا نبی ایسی تمام چیزوں سے بلند و بالا ہوتا ہے۔لہذا آج بھی اگر کوئی اللہ تعالیٰ کا ولی' یا عالم دین جب لوگوں کو دعوت دے اور لوگ یہ خیال کریں کہ وہ ان کا مذاق اُڑا رہا ہے تو ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ کے ولی' اور داعی کو ﴿**اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِیْن**﴾ پڑھنا چاہئے تا کہ شیطانی وساوس کی فضا ختم ہو' اور وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں شیطانی شر سے محفوظ رہے۔صبح شام اس دُعا کا پڑھنا ہمیں یادِ الٰہی کی طرف مائل کرے گا۔

☆ ﴿**ربّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ ۔ وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضَرُوْن**﴾ اے میرے رب۔میں شیطان کی حرکتوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس بات سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ میرے نزدیک آئیں۔ (المومنون/ ۹۷۔۹۸)

شیطان، انسان کا ازلی دشمن ہے اور انسان کے نیک اعمال سے ہمیشہ بوکھلاتا ہے اور اس کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح انسان کو راہ راست سے گمراہ کر دے اور یادالٰہی سے غفلت میں ڈال دے۔ اس مقصد کے لئے وہ انسانی نفس میں شیطانی وسوسے پیدا کرتا ہے، لہٰذا شیطانی وسوسوں سے بچنے کے لئے اس دُعا کو پڑھنا چاہئے۔ ہر نماز کے بعد اُس دعا کا تین مرتبہ پڑھنا بھی شیطان سے پناہ حاصل کرنے کے مترادف ہے اور انسان اپنے ایمان سے کسی حالت میں کمزور نہیں پڑتا ۔۔ خیر و برکت میں اضافہ کے لئے اس دُعا کا پڑھنا بہت بہتر ہے۔

غیر شرعی طریقہ علاج : اسلام نے شرک کو بیخ و بُن سے اُکھیڑ کر رکھ دیا۔۔ اس لئے یہ تو گمان ہی نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام کسی ایسے منتر یا جھاڑ پھُونک کی اجازت دے جس میں شرک یا شرکیہ عقائد کا شائبہ تک بھی پایا جاتا ہو۔ اس لئے ایسے تمام منتر، طلسم، نقوش، تعویذات وغیرہ اسلام میں قطعاً حرام اور ممنوع ہیں۔ جن احادیث میں دَم کرنے، جھاڑ پھُونک کرنے وغیرہ کی ممانعت کی گئی ہے اُن جملہ احادیث سے اسی قسم کے شرکیہ اعمال مُراد ہیں، لیکن ایسا دم اور تعویذ جس میں اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے کوئی اسم مبارک، کوئی آیت قرآنی، یا سَرورِ عالم ﷺ کی زبانِ پاک سے نکلا ہوا کوئی جملہ ہو، یا جس نقش میں، یا دَم میں شرکیہ بات نہ ہو، اس کا کرنا جائز ہے۔ حضور ﷺ خود بھی اپنے آپ کو دَم فرمایا کرتے اور صحابہ کرام پر بھی دَم کرتے اور حسنین کریمین کو تو خصوصی دَم فرمایا کرتے ۔۔ عہد رسالت میں اور اس کے بعد صحابہ کرام کا بھی یہ معمول تھا، اُس وقت سے لے کر اب تک پاکانِ اُمّت کا بھی یہ دستور رہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں امراض جسمانی، وساوس روحانی اور ہر قسم کے اثرات شیطانی سے محفوظ رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

باطل اور بے اصل باتیں

Illogical and Superstitious Issues

ماہ صفر اور آخری چہار شنبہ

ماہ صفر کو جاہلوں میں منحوس (Unfortunate / Unlucky) سمجھا جاتا ہے اس میں نہ شادی بیاہ کرتے ہیں نہ کوئی اور جائز تقریب بلکہ لڑکیوں تک کو اس ماہ میں رخصت کرنا معیوب و منحوس سمجھا جاتا ہے۔حتیٰ کہ بعض لوگوں میں اس ماہ کے دوران سفر کرنے سے بھی سخت پرہیز کیا جاتا ہے۔خصوصاً ماہ صفر کی ابتدائی تیرہ ۱۳ تاریخیں بہت زیادہ منحوس مانی جاتی ہیں۔عورتیں ان کو تیرہ تیزی کے نام سے یاد کرتی ہیں بلکہ عورتوں کی زبان میں اس مہینہ ہی کو تیرہ تیزی کا مہینہ کہا جاتا ہے۔ یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔حدیث شریف میں فرمایا کہ **لا صفر** ۔صفر کوئی چیز نہیں۔یعنی لوگوں کو اسے منحوس سمجھنا غلط ہے۔

ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ ہندوستان و پاکستان میں بہت منایا جاتا ہے۔لوگ اپنے کاروبار بند کر دیتے ہیں۔سیر و تفریح و شکار کو نکل جاتے ہیں۔قافلوں کی شکل میں، خاندان و گھرانے کے افراد، باغوں، دریاؤں کے کناروں یا ایسی ہی دوسری تفریح گاہوں میں ڈیرا جما دیتے ہیں۔پوریاں پکتی ہیں کڑھائیاں چڑھتی ہیں۔پکوان تیار ہوتا ہے۔پھر سب مل کر کھاتے پیتے ہیں۔نہاتے دھوتے ہیں خوشیاں مناتے اور دھما چوکڑی مچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے اس روز غسل صحت فرمایا تھا اور بیرون مدینہ طیبہ سیر کے لئے شریف لے گئے تھے۔یہ سب باتیں بے اصل ہیں بلکہ ان دنوں میں حضور اکرم ﷺ کا مرض وفات شریف شدت کے ساتھ تھا۔وہ باتیں خلاف واقع ہیں۔ (بہار شریعت)

امام ضامن باندھنا:

سفر پر جانے والے کے بازو پر امام ضامن کا جو پیسہ باندھا جاتا ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (فتاویٰ افریقہ ،الملفوظ) مسافر کو نیک دُعاؤں سے رخصت کریں۔

کتے کا رونا : بعض عورتوں میں یہ بات مشہور ہے کہ کتے کے بھونکنے (آوازیں نکالنے سے) موت پھیلتی ہے۔اور جس گھر کے قریب بیٹھ کر وہ آوازیں نکالے اس گھر میں موت واقع ہوتی ہے۔ یہ بے اصل اور جہالت کی بات ہے۔

ہتھیلی کی خارش: اکثر عوام کہتے ہیں کہ ہتھیلی میں خارش ہونے (ہتھیلی کھجانے سے) مال ملتا ہے اور تلوے میں خارش ہونے سے یا جوتے پر جوتا چڑھنے سے سفر درپیش ہوتا ہے۔ یہ سب لغو اور مہمل باتیں ہیں۔

آنکھ پھڑکنا:

بعض عوام کا کہنا ہے کہ مرد کی بائیں آنکھ اور عورت کی دائیں آنکھ پھڑکنے سے کوئی مصیبت رنج اور اس کے برعکس ہونے سے خوشی پیش آتی ہے۔ یہ محض غلط خیال ہے۔

کوّے کی آواز: بعض عورتیں مکان کے منڈیر پر کوے کے بولنے سے کسی مہمان کی آمد کا شکون لیتی ہیں۔ یہ خیال غلط ہے۔

جھاڑو اور نحوست :

☆ عوام میں یہ مشہور ہے کہ اگر بستر کو جھاڑو سے صاف کیا جائے تو گھر کا صفایا ہو جاتا ہے۔ یہ بالکل غلط اور بے اصل بات ہے۔

☆ بعض لوگ عصر کے بعد جھاڑو دینے کو بُرا سمجھتے ہیں۔اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

☆ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کسی شخص کو جھاڑو مار دینے سے اس کا جسم سوکھ جاتا ہے۔

جھاڑو پر تھکار دو۔ یہ بات محض بے اصل ہے۔ اگر حقیقت میں ایسا واقع ہوتا تو یہ وزن کم کرنے اور مٹاپے کا بہترین علاج ہوتا تھا۔

ہچکی کی حقیقت : اکثر لوگوں میں یہ بات بہت مشہور ہو چکی ہے کہ جب ہچکی آتی ہے تو کوئی یاد کرتا ہے۔ یہ بالکل بے اصل بات ہے۔

مرغ کی بانگ : لوگوں میں مشہور ہے کہ شام کے وقت مرغا اذان بانگ دے تو اس کو فوراً ذبح کر دو کیوں کہ یہ اچھا شگون نہیں۔ یہ بات جہالت پر مبنی اور بے اصل ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ سفید مرغ باعث برکت ہے۔۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے گھر میں مرغ رکھا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سفید مرغ رکھا کرو کیونکہ جس گھر میں سفید مرغ ہوگا نہ تو شیطان اس کے قریب جائے گا نہ جادوگر' اور ان گھروں میں بھی (نہیں) جو اس گھر کے اردگرد ہوں گے۔ (معجم اوسط طبرانی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مرغ نماز کے لیے اذان دیتا ہے' جو شخص سفید مرغ رکھے گا اس کی تین چیزوں سے حفاظت کی جائے گی۔ شیطان کے شر سے' جادوگر کے شر سے' کاہن کے شر سے۔ (شعب الایمان بیہقی' کنز العمال)

حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سفید مرغ میرا بھی دوست ہے اور میرے دوست کا بھی دوست ہے۔ یہ اپنے مالک کے گھر کی بھی حفاظت کرتا ہے اور اس کے اردگرد کے سات گھروں کی بھی۔ (مسند بن اسامہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شاخ شاخ کلغی والا سفید مرغ میرا بھی دوست ہے اور میرے دوست حضرت جبرئیل علیہ السلام کا بھی دوست ہے' یہ اپنے گھر کی بھی حفاظت کرتا ہے اور اپنے پڑوس کے سولہ گھروں کی بھی' چار دائیں طرف سے' چار بائیں طرف سے' چار سامنے سے اور چار پیچھے سے۔ (کتاب العظمہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سفید مرغ کو بُرا بھلا مت کہا کرو یہ میرا دوست ہے اور میں اس کا دوست ہوں' اس کا دشمن میرا دشمن ہے جہاں تک اس کی آواز پہنچتی ہے یہ جنات کو دفع کرتا ہے۔ (کتاب العظمہ)

پاؤں ہلانے کی روایت: عوام میں یہ مشہور ہے کہ کسی کی چارپائی یا پلنگ پر بیٹھ کر پاؤں ہلانے سے وہ قرض دار ہو جاتا ہے۔ یہ بے اصل اور غلط بات ہے۔

نمک کی حکایت: بعض عورتوں میں یہ مشہور ہے کہ زمین پر نمک گرا دینے سے قیامت کے دن پلکوں سے اُٹھانا پڑے گا۔ یہ خیال محض بے اصل ہے۔

قینچی بجانا: عوام میں یہ مشہور ہے کہ قینچی نہ بجاؤ' آپس میں لڑائی ہوتی ہے بالکل بے اصل ہے

بدجانور اور مسئلہ وضو: یہ بات مشہور ہے کہ سور کے دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔

مُردہ بیوی کو ہاتھ لگانا: یہ مسئلہ جہلاء میں بہت مشہور ہے کہ اگر عورت کا انتقال ہو جائے تو اس کے شوہر کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں۔ نہ وہ کندھا دے سکتا ہے اور نہ ہی چہرہ دیکھ سکتا ہے۔ بالکل بے اصل ہے۔ ہاں بے حائل اس کے جسم کو بے شک ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ باقی کندھا دے سکتا ہے قبر میں اتار سکتا ہے اور اگر موت ایسی جگہ آ جائے جہاں میاں بیوی کے سوا کوئی اور نہ ہو تو شوہر اپنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر میت کو تیمّم کرائے' لیکن عورت کو بلا کسی شرط کے اپنے مُردہ شوہر کو چھونے کی اجازت ہے (الملفوظ)

عقیقہ کا گوشت: عوام میں یہ بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ اور دادا' دادی' نانا' نانی نہ کھائیں۔ یہ محض غلط ہے۔ اس کا کوئی ثبوت نہیں (بہار شریعت)

یہ خیال محض غلط اور بے اصل ہے کہ جس کا عقیقہ نہ ہوا ہو وہ قربانی نہیں کرسکتا۔

ستر دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا : اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے اصلاً وضو میں خلل نہیں آتا۔ یہ مسئلہ عوام میں غلط مشہور ہے۔ ہاں پرایا ستر بالقصد دیکھنا حرام ہے' اور نماز میں اور زیادہ حرام۔ اگر قصداً دیکھے گا نماز مکروہ ہوگی۔

عورت کو عورت کا ستر دیکھنا بھی جائز نہیں ہے (فتاویٰ افریقہ)

اندھے سے پردہ : عوام میں مشہور ہے کہ نامحرم عورتوں کو اندھے سے پردہ کرنا لازم نہیں ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اندھے سے پردہ ویسا ہی ہے جیسا آنکھ والے سے۔ اور اس کا گھر میں جانا' عورت کے پاس بیٹھنا ویسا ہی ہے جیسے آنکھ والے (احکام شریعت)

دکھتی آنکھ کا پانی : دکھتی آنکھ' ناف' یا پستان سے درد کے ساتھ جو پانی نکلے وہ ناپاک ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ آنکھ دکھنے میں جو پانی بہتا ہے لوگ اسے اپنے لباس وغیرہ سے پونچھ لیا کرتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ آنسو کی طرح ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ جس کپڑے سے پونچھا گیا وہ بھی ناپاک ہوگیا۔

کپڑے پر تیمّم :

☆ کپڑے اور تکیہ پر تیمّم کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔ کسی بھی ایسی چیز سے جو مٹی کی جنس اور قسم سے نہ ہو تیمّم کرنا درست نہیں ہے۔

☆ بعض لوگ تیمّم میں تمام امور بھی وضو کی طرح کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ محض غلط ہے جبکہ طریقہ تیمّم یہ ہے کہ پاکی کی نیت کرتے ہوئے ایک مرتبہ زمین پر ہاتھ مار کر پورے منہ (چہرے) کا مسح کرنا اور دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا فرض ہوتا ہے۔

قضائے عمری کچھ نہیں : بعض لوگ شبِ قدر یا آخر رمضان میں جو نماز قضائے عمری کے نام سے پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عمر بھر کی قضاؤں کے لئے یہ کافی ہے یہ بالکل غلط اور باطل محض ہے۔ (قانون شریعت)

زچہ کے ہاتھ کا کھانا: یہ مشہور ہے کہ زچہ جب تک غسل نہ کرے اس کے ہاتھ کی کوئی چیز کھانا درست نہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔حیض ونفاس میں ہاتھ ناپاک نہیں ہوتے۔

عورتوں کی نماز:

☆ عورتوں میں یہ مشہور ہے کہ مردوں سے پہلے عورت نماز نہ پڑھیں۔ یہ محض غلط ہے۔

☆ عورتوں میں یہ بات بھی مشہور ہے کہ جب تک جمعہ کی نماز مسجد میں ختم نہ ہوجائے عورتیں گھروں میں ظہر کی نماز نہ پڑھیں۔ یہ بالکل غلط اور بے اصل ہے۔

چھینک اور بدفالی: بہت لوگ چھینک کو بدفالی خیال کرتے ہیں۔ مثلاً آدمی کسی کام کے لئے جارہا ہے اور کسی کو چھینک آگئی تو سمجھتے ہیں کہ اب وہ کام پورا نہیں ہوگا۔ یہ جہالت ہے کہ بدفالی کوئی چیز نہیں۔ اور ایسی چیز کو بدفالی کہنا جس کو حدیث میں شاہد عدل (سچا گواہ) فرمایا اور بھی سخت غلطی ہے (بہارشریعت)

اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند فرماتا ہے ۔۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **ان اللہ یحب العطاس و یکرہ التثاؤب ' فاذا عطس احدکم فحمداللہ کان حقا علیٰ کل مسلم سمعہ ان یقول لہ : یرحمک اللہ ۔ واما التثاؤب فانما ھو من الشیطان ' فاذا تثاء ب احدکم فلیردہ ما استطاع فان احدکم اذا قال : ھا ' ضحک منہ الشیطان ۔** (بخاری،مسلم،ابوداؤد)

اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتے ہیں اور جمائی کو ناپسند کرتے ہیں۔تم میں سے جو کوئی چھینک مارے اور اس پر 'الحمدللہ' کہے تو ہر مسلمان پر حق ہے جو اُس کو سنے یوں کہے ' **یرحمک اللہ** ' اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔اور جمائی شیطان کی طرف سے ہے تم میں سے جب کوئی لے تو حتیٰ المقدور اُس کو روکے کیونکہ تم میں کوئی (جمائی کے وقت منہ کھول کر) کہتا ہے 'ھا' تو اس سے شیطان خوش ہوتا ہے۔

بلی کا گذر : بلی راستے میں آجائے تو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آگے جانا نحوست ہے یہ خیال بھی غیر درست ہے۔

رات کو آئینہ دیکھنا : رات کے وقت آئینہ دیکھنے کی ممانعت نہیں۔ بعض عوام کا خیال ہے کہ اس سے منہ پر جھائیاں پڑتی ہیں اس کا بھی کوئی ثبوت نہیں ہے، نہ شرعاً نہ طبعاً اور عورت اپنے شوہر کے سنگار کے واسطے آئینہ دیکھے ثوابِ عظیم کی مستحق ہے۔ ثواب کی بات بے اصل خیالات کی بناء پر منع نہیں ہوسکتی۔ (فتاویٰ رضویہ)

اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان جہالت سب سے بڑا حجاب ہے۔۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جہالت، خرافات، واہیات اور وہمی امراض سے محفوظ رکھے (آمین)

ضمنی مسائل

شیعوں کی مجالس میں شرکت کرنا : شیعوں کی محفل میں مسلمانوں کو جانا اور مرثیہ سننا حرام ہے۔ اُن کی نیاز کی چیز نہ لی جائے، اُن کی نیاز نیاز نہیں اور وہ غالباً نجاست سے خالی نہیں ہوتی۔ کم از کم ناپاک قلین کا پانی ضروری ہوتا ہے اور وہ حاضری سخت ملعون ہے اور اس میں شرکت موجب لعنت ہے۔ محرم میں سیاہ اور سبز کپڑے علامتِ سوگ ہیں۔ سوگ حرام ہے خصوصاً سیاہ کپڑے کہ شعارِ رافضیانِ شام ہے۔ (احکام شریعت)

عشرۂ محرم کے متعلق باتیں :

(۱) بعض اہل سنت و جماعت عشرۂ محرم میں نہ تو دن بھر روٹی پکاتے ہیں اور نہ جھاڑو دیتے ہیں کہتے ہیں بعد میں دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی۔ (۲) ان دس دن میں کپڑے نہیں اُتارتے (۳) ماہ محرم میں کوئی بیاہ شادی نہیں کرتے (۴) ان ایام میں سوائے امام حسین اور امام حسن رضی اللہ عنہما کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے۔

پہلی تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے اور چوتھی بات جہالت ہے۔ ہر مہینے میں' ہر تاریخ میں ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہوسکتی ہے۔ (احکام شریعت)

کافر کو کافر کہنا : یہ بات محض غلط ہے کہ کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہئے۔ خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کو کافر کہہ کر پکارا ہے ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ (اے حبیب) آپ فرما دیجئے اے کافرو !

عقیدہ : مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر جاننا ضروریاتِ دین سے ہے اگر چہ کسی خاص شخص کی نسبت یہ یقین نہیں کیا جا سکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان یا معاذ اللہ کفر پر ہوا تاوقتیکہ اس کے خاتمہ کا حال دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو مگر اس سے یہ نہ ہوگا کہ جس شخص نے قطعاً کفر کیا ہو اُس کے کفر میں شک کیا جائے کہ قطعی کافر کے کفر میں شک بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے۔

کس کا خاتمہ ایمان پر ہوا؟ اور کس کا خاتمہ کفر پر ہوا؟ یہ اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے ہم کو اس کا علم نہیں' مگر ہم کو اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے کہ مسلمان کو مسلمان کہیں اور کافر کو کافر کہیں۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ میاں جتنی دیر اُسے کافر کہو گے اتنی دیر اللہ اللہ کہو' ثواب ملے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم کب کہتے ہیں کہ کافر کافر کا وظیفہ پڑھتے رہو۔ ہمارا مقصود تو یہ ہے کہ مسلمان کو مسلمان جانو اور کافر کو کافر جانو۔ اور کوئی تم سے پوچھے تو مسلمان کو مسلمان کہہ دو اور کافر کو کافر کہہ دو۔ مصلحت کی وجہ سے اُس کے کفر پر پردہ نہ ڈالو۔ (بہارِ شریعت)

مسائل ذبیحہ:

☆ مشہور ہے کہ عورت کا ذبیحہ درست نہیں۔ یہ بالکل غلط ہے (مسلمان نابالغ سمجھ دار لڑکے لڑکی کا ذبیحہ بھی حلال ہے)

☆ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ذبح کرنے والے کی مدد کرنے والا۔ مثلاً جانور پکڑنے والا کافر ہو تو ذبیحہ حلال نہیں۔ یہ خیال بالکل غلط ہے۔

بیوی کا شوہر کو رشتہ سے پُکارنا:

بعض عوام کا یہ خیال ہے کہ بیوی اگر شوہر کو باپ یا بھائی کہہ دے تو نکاح میں خلل آجاتا ہے۔ (نکاح ٹوٹ جاتا ہے) یہ محض بے اصل بات ہے۔ بلکہ اگر شوہر بھی بیوی کو ماں یا بیٹی کہہ دے تو نکاح میں فرق نہیں آتا۔ یقیناً یہ بے ہودہ بات ہے۔ اس سے گریز کرنا چاہئے۔ ہاں اگر یوں کہہ دے کہ تو مجھ پر مثل ماں بیٹی کے ہے (ماں بیٹی کی طرح ہو چکی ہے) تو اس میں بعض صورتوں میں عورت حرام ہو جاتی ہے۔

اسی طرح بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ اپنے شوہر کا نام لینے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ بھی محض غلط ہے۔ شوہر کا نام لیکر بلا ضرورت پُکارنا مکروہ اور خلاف ادب ہے۔ اگر شوہر کا نام لینے سے نکاح ٹوٹ جاتا تو مظلوم عورتیں اپنے ظالم شوہر کا نام لے کر گھروں سے ہنسی خوشی سے نکل جاتی تھیں۔۔طلاق پر راضی کرنے یا خلع حاصل کرنے کے نوبت ہی نہیں آتی تھی۔

جائز رسومات

بچے کی پیدائش، ختنہ، عقیقہ، بسم اللہ خوانی، شادی بیاہ اور دوسری تمام تقریبات سے لے کر انسان کے آخری انجام یعنی موت تک مسلمان گھرانوں میں طرح طرح کی رسمیں ہوتی جاتی ہیں۔ ہر ملک میں نئی رسوم ہیں اور ہر قوم و خاندان کے رواج اور طریقے جداگانہ۔ رسوم کی بنیاد عرف پر ہے۔ یہ کوئی نہیں سمجھتا کہ یہ شرعاً واجب یا سنت یا مستحب ہیں......لہذا جب تک کسی رسم کی ممانعت، شریعت سے ثابت نہ ہو اُس وقت تک اُسے حرام و ناجائز نہیں کہہ سکتے۔ کھینچ تان کر اُسے ممنوع قرار دینا بڑی زیادتی ہے۔

دراصل شرع شریف کا ایک کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز کو اللہ اور رسول اچھا بتائیں وہ اچھی ہے اور جسے بُرا فرمائیں وہ بُری ہے اور جس سے سکوت فرمائیں یعنی شرع سے نہ اُس کی خوبی نکلی نہ

بُرائی کہ نہ اُس کی ممانعت شریعت مطہرہ سے ثابت ہے نہ شریعت نے اُس کے کرنے کا حکم دیا تو وہ چیز اباحتِ اصلیہ پر رہتی ہے۔ اور جسے مباح قرار دیا جائے گا کہ اس کے کرنے میں کوئی ثواب نہیں اور نہ کرنے پر کوئی عذاب وعتاب نہیں۔ یہ قاعدہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ اکثر جگہ کام آئے گا آجکل مخالفینِ حق اور اہلسنت سے کٹ کر نئی راہوں پر چلنے والوں مثل وہابیہ دیوبندیہ نے یہ روش اختیار کر لی ہے کہ جس چیز کو چاہا' شرک' حرام' بدعت ضلالت کہنا شروع کر دیا۔ اس پر طرہ یہ کہ اہلسنت سے پوچھتے ہیں تم جو ان چیزوں کو جائز بتاتے ہو قرآن وحدیث میں کہاں جائز لکھا ہے۔ حالانکہ ان کو اپنی خوش فہمی سے اتنی خبر نہیں کہ جائز کہنے والا کسی دلائل کا محتاج نہیں۔ جو ناجائز کہے وہ قرآن وحدیث میں دِکھلائے کہ ان افعال کو کہاں ناجائز لکھا ہے ورنہ شریعت کسی کی زبان کا نام نہیں کہ جسے چاہے آدمی بے دلیل حرام وناجائز وممنوع کہہ دے۔

اور فرقہ وہابیہ کے مبلغ اور اُن کے بہی خواہ جو اس قسم کے مسائل میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہورد (یعنی جو شخص دین میں نئی بات پیدا کرے وہ بات مردود ہے) تو یہ محض بےمحل اومسلمانوں کو گمراہ کرنے کا ایک بہانہ ہے ورنہ ان کے بڑے بھی یہ بات خوب جانتے ہیں کہ بدعت ضلالت وہی ہے جو دین میں نئی پیدا ہو اور دُنیاوی رسوم وعادات پر حکم بدعت نہیں ہوسکتا مثلاً شروانی کُرتہ قمیص پہننا' بریانی شیرمال فروٹ چاٹ کباب چٹنی کھیر ...... وغیرہ لذیذ کھانا' عالیشان مکانوں میں رہنا' بنگلوں کے نام تجویز کرنا اور اُن میں رہنا' فریج واشنگ مشین ایرکنڈیشن استعمال کرنا' دولہا کو عمدہ پوشاک پہنانا' سنوار کر پورے اہتمام سے دلہن کے گھر لے جانا اور اُن کو جائز طریقوں پر استقبال کرنا اور خاطر ومدارت میں پیش پیش رہنا' دلہن کو بوقت رخصت پالکی یا موٹر وغیرہ میں بٹھانا۔ اسی طرح دلہن اور دلہا کے سر پر سہرا باندھنا۔ سہرا پہننا مباح ہے یعنی پہنے تو نہ کوئی ثواب اور اگر کوئی نہ پہنے تو کوئی عذاب نہیں۔ سہرا نہ شریعت میں منع ہے نہ شریعت میں ضروری یا مستحب' بلکہ ایک دُنیاوی رسم ہے۔ کوئی بھی ان چیزوں کو دینی بات سمجھ کر نہیں کرتا' نہ بغرض ثواب انہیں کیا جاتا ہے بلکہ سب ایک دُنیاوی رسم ہی جان کر کرتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی جاہل اور ناواقف محض ایسا ہو کہ انہیں دینی

بات جانے اور نہ کرنے کو شرعاً بُرا یا گناہ مانے تو اس کی اس بے ہودہ سمجھ پر اعتراض صحیح ہے۔ اور اگر جو کوئی اسے حرام گناہ و بدعت وضلالت بتائے وہ سخت جھوٹا سراسر مکار ہے۔

یونہی دولہا دلہن کو ابٹنا ملنا' خوشبو لگانا' دلہن کو مائیوں بٹھانا اور ڈال بری کی رسم کہ کپڑے وغیرہ بھیجے جاتے ہیں' یہ جائز ہے۔ اسی طرح دلہا دلہن کے گلوں میں خالص پھولوں کے ہار پہنانا کہ ان میں پھولوں سے بس اتنی بات زائد ہے کہ انہیں ایک ڈورے میں پرولیا ہے اور گلے میں ڈالنا خوشبو سے خود فائدہ لینا اور اپنے ساتھیوں کو فرحت پہنچانا ہے اور خوشبو لگانا سنت ہے اور خوشبو کی چیزیں پھول پتی وغیرہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پسند ہیں اور پھول اگر ہاتھ میں لئے رہیں تو ہاتھ بھی رُکے اور پھول بھی جلد کملا جائیں' اسی لئے ڈورے میں پروکر گلے میں ڈالنے سے کوئی حرج نہیں تو اس میں حرمت یا ممانعت و ناجوازی کس طرف سے آ گئی۔

کیا آج کوئی ٹلیفون' ٹیلیگرام' فیاکس' ٹیلکس' کمپیوٹر' انٹرنٹ' ٹی وی وڈیو اور الکٹرانکس کی افادیت سے انکار کرسکتا ہے؟ اگر آج کوئی یہ کہے کہ نئی نئی سائنسی ایجادات کے استعمال سے گریز کرنا چاہئے' یہ اسلام کے خلاف ہے' یہ دین میں بدعت ہے' ان تمام چیزوں سے فائدہ اُٹھانا' اُن کو استعمال کرنا حرام ہے تو وہ یقیناً احمق' مجنون' فاتر العقل' فقہی بصیرت سے محروم' قلیل البضاعۃ' جاہل' عَالم سے بے خبر اور مخبوط الحواس سمجھا جائے گا۔

اصولی طور پر فرضیت یا حرمت کے ثبوت کے لئے دلیل قطعی درکار ہے اور جس طرح ایک حرام کو حلال قرار دینا اتنی اہمیت رکھتا ہے کہ کفر کی حد کو پہنچا دیتا ہے اسی طرح ایک حلال کو حرام قرار دینا بھی اتنی ہی اہمیت کا حامل ہے۔

غرض یہ کہ ان جائز رسوم وعادات کو جو بلا دلیل شرعی ناجائز وحرام اور بدعت وضلالت کہتا ہے وہ شریعت مطہرہ پر افتراء کرتا ہے اگر سچا ہے تو بتائے کہ اللہ ورسول نے قرآن وحدیث میں اُسے کہاں ناجائز اور کہاں منع فرمایا ہے؟ اور جب اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے منع نہیں فرمایا تو دوسرا اپنی طرف سے منع کرنے والا کون ہوسکتا ہے۔

جہنمی عورتوں کا حال

حضورسید عالم ﷺ نے شب معراج میں جنت وجہنم کی سیر فرمائی۔جہنم میں جہنمیوں کے حالات اورعبرتناک ودردناک عذاب کا مشاہدہ فرمایا۔جہنم میں کثرت عورتوں کی تھی۔

بدکاراورسنورنے والی عورتوں کا حال:

حضور ﷺ نے جہنم میں کھجور کے درخت کی طرح لمبے لمبے سانپ (Snake) اورخچر (Mule) کی طرح بچھو (Scorpion) ،ستر ہزارسخت سرد کنویں اوراس میں غمگین رونے والی عورتیں دیکھیں جو چیخ وپکارکررہی تھیں مگران کی کچھ نہ سنی جاتی تھی۔ان کی پرواہ نہیں کی جاتی تھی۔حضور ﷺ کے پوچھنے پرحضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جواپنے شوہروں کوچھوڑکردوسروں کے پاس بن سنورکرجاتی تھیں۔

شوہروں کی توہین کرنے والی عورتوں کا حال:

حضور ﷺ نے ایسی عورتیں بھی دیکھیں جن پرکولتارکالباس تھااوران کی گردنوں میں زنجیراورطوق تھے۔جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ اپنے شوہروں کی توہین کرنے والی عورتیں ہیں ان میں سے کوئی اپنے شوہرکوکہتی کہ تیراچہرہ کیسابھدّاہے۔تیری شکل کتنی قبیح ہے۔یہ کتنابدبودارہے۔انھیں یہ معلوم نہیں کہ جس ذات والاصفات نے انھیں پیداکیااس نے ہی اس مردکوبھی پیداکیااوروہی معبودہے۔

شوہروں کی نافرمان عوتوں کا حال:

حضور ﷺ نے فرمایا میں نے ایسی عورتیں بھی دیکھیں کہ ان کے چہرے جلے ہوئے اوران کی زبانیں لٹک کران کے سینے پرآئی ہوئی تھیں۔حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو بلاوجہ اپنے شوہروں سے طلاق کا مطالبہ کرتی تھیں۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو عورت بغیر کسی حرج کے شوہر سے طلاق کا سوال کرے اُس پر جنت کی خوشبو حرام ہے (ترمذی' ابوداؤد)

ایک دوسری حدیث میں تو رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورت کو منافق فرمایا جو بلا وجہ اپنے شوہر سے علحدگی چاہے۔ ارشاد فرماتے ہیں: **المنتزعات والمختلعات هن المنافقات** (مشکوٰۃ' النسائی) شوہروں سے علحدگی اور خلع چاہنے والی عورتیں منافق صفت ہیں۔

بے پردہ عورتوں کا حال:

حضور ﷺ نے جہنم میں بالوں سے لٹکتی ہوئی عورتیں بھی دیکھیں جن کے دماغ ابلتی ہوئی ہانڈی کی طرح ابل رہے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ بے پردہ عورتیں ہیں۔ جو غیر مردوں کو اپنے بالوں کی نمائش کراتی تھیں۔ حضور ﷺ نے ایسی عورتوں کو بھی دیکھا جن کے پستان (چھاتیاں) آگ کی بیڑیوں سے مقید (جکڑے ہوئے) تھے۔ یہ عورتیں اپنے شوہر سے اجازت لئے بغیر دوسروں کی اولاد کو دودھ پلاتی تھیں۔

بری صحبت میں بیٹھنے والی عورتوں کا حال:

حضور ﷺ نے ایسی عورتیں بھی دیکھیں جن کے پاؤں زبان سے پیوست (سلے ہوئے) تھے اور پستان (چھاتیاں) پیشانیوں سے ملے ہوئے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو اچھی مجلس اختیار نہیں کرتی تھیں اور نہ ہی اچھی طرح وضو کرتی تھیں، ناپاک کپڑوں، ناپاک جسم والی عورتیں ہیں۔ جو حیض و جنابت کا غسل تک نہیں کرتی تھیں اور نماز و روزہ میں اس قدر سست روی کا مظاہرہ کرتیں کہ نمازیں چھوٹ جاتی تھیں۔

زانی عورتوں کا حال:

حضور ﷺ نے جہنم میں آگ کے ایک صندوق میں بہری گونگی اور اندھی عورتیں دیکھیں جن کے دماغ سے نتھنوں کے راستے تیل کے مثل کوئی چیز بہہ رہی تھی اور ان کے بدبودار جسم

جذام اور برص کی بیماری کی وجہ سے پھٹے ہوئے تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ زانیہ عورتیں ہیں جن کی اولاد زنا سے پیدا ہوئی۔ حضور ﷺ نے جہنم میں ایسے لوگوں کو بھی دیکھا کہ ان کے ایک ہاتھ میں حلال و پاکیزہ گوشت ہے اور دوسرے ہاتھ میں حرام وخبیث گوشت ہے مگر وہ پاکیزہ اور حلال گوشت کو چھوڑ کر حرام وخبیث گوشت کھاتے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کی یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی بیوی کو چھوڑ کر حرام (نامحرم) کی طرف مائل تھے اور کسی عورت کا اپنا حلال شوہر ہوتے ہوئے وہ اسے چھوڑ کر دوسرے مرد کی طرف مائل تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی' انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا کہ جو عورت کسی قوم میں اس کو داخل کردے جو اس قوم سے نہ ہو (یعنی زنا کرایا اور اس سے اولاد ہوئی) تو اُسے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا حصہ نہیں اور اُسے جنت میں داخل نہ فرمائے گا۔ (ابوداؤد' نسائی)

شوہروں سے زبان درازی کرنے والی عورتوں کا حال:

جہنم میں ایسی عورتیں بھی دیکھی گئیں جنھیں آگ کے تنور میں الٹے پاؤں لٹکایا ہوا تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ اپنے شوہروں کو گالی گلوج دینے والی عورتیں ہیں۔

مردوں کو جمع کرنے والی عورتوں کا حال: حضور ﷺ نے جہنم میں سیاہ چہرے والی عورتیں دیکھیں جو اپنی آنتڑیاں کاٹ رہی تھیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو دو افراد کو جمع کرنے حرام پر مجبور کرتی تھیں۔

چغل خور عورتوں کا حال:

جہنم میں ایسی عورتوں کو دیکھا گیا جن کا سر خنزیر (سُور) اور جسم گدھے کی طرح تھا اور وہ ہزار قسم کے عذاب میں مبتلا تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو چغل خور تھیں۔ یہ اپنے شوہروں اور پڑوسیوں میں عداوت اور دشمنی کا بیج بو دیتی تھیں اور لوگوں میں چغلی اور جھوٹ پھیلانے کی بھرپور کوشش کرتی تھیں۔

لوگوں کولڑانے والی عورتوں کا حال:

حضور ﷺ نے جہنم میں کتے کی ہم شکل عورت کوبھی دیکھا جس کے سر سے آگ داخل ہوتی اور پاؤں سے نکل جاتی اور فرشتے لوہے کے گرزوں سے اس کا سر کوٹ رہے تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ لوگوں میں نفرت اور دشمنی ابھارنے والی عورت ہے۔

اپنی اولاد کوقتل کرنے والی عورتوں کا حال:

حضور ﷺ نے رقوم کے درخت میں لٹکی ہوئی عورتیں دیکھیں ان پر گرم پانی ڈالا جاتا تو ان کا گوشت جھلس جاتا۔ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنی اولاد کے خوردونوش (کھانے پینے) اوران کی تربیت کے خوف کی وجہہ سے دوائیں پی کر اپنی اولاد کو مارڈالتیں۔ کیا انھیں اتنا بھی معلوم نہیں تھا کہ ان کی اولاد کے رزق کا بندوبست کرنے والا اللہ تعالی ہی ہے ارشادخداوندی ہے ﴿ **وَمَآ مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا** ﴾ اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسانہیں جس کا رزق اللہ تعالٰی کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔

گانے والی عورتوں کا حال :

حضور ﷺ نے جہنم میں آگ کی بیڑیوں کے ساتھ بندھی ہوئی عورتیں دیکھیں ان کے منہ کھلے ہوئے تھے اوران کے پیٹوں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ گانے والی عورتیں ہیں جوتوبہ کئے بغیر مرگئیں۔ (العیاذ باللہ)

اجرت لے کررونے پیٹنے والی عورتوں کا حال:

جہنم میں ایسی عورتوں کوبھی دیکھا گیا جن کے سَروں پرکوتارتھی اور سانپ انھیں ڈس رہے تھے جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ اجرت لے کر میت پر واویلا کرنے والی عورتیں ہیں۔ اللہ تعالٰی کی منع کردہ چیز کوکرتی رہی ہیں۔ اورتوبہ کئے بغیر مرگئیں۔

بناؤسنگھارکرنے والی عورتوں کا حال: حضور ﷺ نے جہنم میں مسخ شدہ

عورتوں کو دیکھا جن کے جسم کوتار کی طرح سیاہ تھے جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو بالوں کو رنگین اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی شکل وصورت کو متغیر (تبدیل) کرتی تھیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دوزخ کی آگ اور اس کی ہولنا کیوں اور عذاب کو نہایت شدید پایا سخت پتھر اور لوہا بھی اس کی برداشت کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور میں نے اس میں خوفناک چیزیں دیکھیں ان کے دیکھنے سے میرے ضعیف اور ناتواں امتیوں کی وجہ سے مجھے گھبراہٹ لاحق ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ ان عذابوں میں مبتلا اکثر عورتیں تھیں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہر نظر (جو شہوت سے کسی اجنبیہ پر ڈالی جائے) زنا کار ہے اور یہ کہ عورت جب عطر لگا کر کسی محفل سے گذرتی ہے تو ایسی ہے ایسی ہے یعنی زانیہ ہے (ترمذی ٗ ابوداوٗد ٗ نسائی)

حضور اقدس ﷺ نے اس وقت جب کہ عہد رسالت میں عورتوں کو مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کی اجازت تھی فرمایا ٗ جب کوئی عورت تم میں سے مسجد جائے تو خوشبو کو نہ چھوئے (مسلم ٗ مشکوٰۃ)

اور ایک روایت میں یوں ارشاد فرمایا کہ اس عورت کی نماز ہی قبول نہیں ہوئی ٗ جو مسجد میں خوشبو لگا کر جائے یہاں تک کہ جنابت کی طرح غسل کر لے۔ (یعنی اچھی طرح خوشبو کو دھوڈالے کہ اس کا اثر باقی نہ رہے) (ابوداوٗد ٗ نسائی)

اس سے وہ عورتیں سبق لیں جو آج طرح طرح کی تیز خوشبوؤں کو لگا کر عام شاہراہوں پر اتراتی پھرتی ہیں۔ واضح رہے کہ جو عورتیں پردے کے ساتھ چلتی ہیں اگر وہ بھی خوشبو لگائیں گی تو اسی وعید کی مستحق ہوں گی ٗ کیونکہ پردہ بدن اور چہرے کا ہے نہ کہ خوشبو کا ٗ خوشبو تو پردے سے بھی باہر ہو جاتی ہے لہٰذا دینی محافل میں بھی عورتیں خوشبو نہ لگائیں۔

لعن طعن اور شوہروں کی ناشکری کرنے والی عورتیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ عیدگاہ کو تشریف لے گئے۔ راستے میں عورتوں کے ایک گروہ سے گزرتے ہوئے اُن سے فرمایا کہ تم خوب خیرات (صدقہ خیرات اور نیک

اعمال) کرو کیونکہ مجھے دکھایا گیا ہے کہ تم زیادہ دوزخ والی ہو۔انھوں نے عرض کیا حضور یہ کیوں؟ فرمایاتم لعن طعن زیادہ کرتی ہو۔شوہر کی ناشکری ہو۔ (بخاری ومسلم)

لعن طعن کرنا، بدّ عا دینا، کوسنا، غصہ کی حالت میں منہ سے لعنت بھیجنا کہ مٹی میں ملے، مُردہ نکلے، کفن پہنو، کفن میں جاؤ، واپس نہ آؤ ،،،،،، اس طرح کی گفتگو عورتوں کی عادت وفطرت بن چکی ہے۔شوہروں کی ناشکری بھی عورتوں میں بڑھتی جارہی ہے۔اگر شوہر عمر بھر ناز برداری کرے اور ایک بار کچھ کوتاہی کردے تو کہتی ہو کہ تم نے میرے ساتھ کچھ کیا ہی نہیں۔جو بندے کا ناشکرا ہے خدا کا ناشکرا ہے۔

عورتوں کو چاہئے کہ اپنی اصلاح کریں ہمیشہ خیر خواہی نیکی اور بھلائی کی باتیں کریں اور قناعت پسند، شاکر وصابر بن کر شوہروں کی دلجوئی کرتی رہیں۔عورتیں آپس میں مسابقت اور جھوٹی شان دکھانے کا رجحان ختم کردیں۔

اہلحدیث مذہب کے فقہی مسائل

☆ پانی میں نجاست پڑنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا خواہ وہ نجاست آدمی کا پیشاب پاخانہ ہو یا جانور کا یا شراب ہو یا سور کا گوشت یا اس کا خون ہو یا کتے کا لعاب ہو یا اس کے بدن کی کوئی نجاست ہو(عرف الجاوی) ☆ کتا کنوئیں میں گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا (فتاویٰ نذیریہ)

☆ آدمی کا پیشاب پاخانہ اصلاً پاک ہے (عرف الجاوی)

☆ کتوں کا پیشاب نجس نہیں ہے (ہدایۃ المہدی) ☆ منی پاک ہے (بدور الاہلہ)

☆ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے اُن کا پیشاب پاک ہے (تحفہ جلد اص ۷۸)

☆ نجس چیز پر ناپاکی کا اثر نہ ہو تو پاک ہے (کنز الحقائق)

☆ عورت کی شرمگاہ کی رطوبت بھی پاک ہے (فقہ محمدیہ کلاں)

☆ غلّے اگر پیشاب میں پڑے رہیں اور وہ پھول بھی جائیں' پھر اس کو پانی میں ڈبو دیا جائے اور خشک کرلیا جائے تو وہ پاک ہوگا (نزل الابرار)

☆ نجاست سے رنگا گیا کپڑا پاک ہے (نزل الابرار)

☆ خون پیپ اور قے پاک ہے (نزل الابرار) ☆ شرابی کا جھوٹا پاک ہے (نزل الابرار)

☆ کنوئیں میں نجاست، خون اور جانور گر کر پھول پھٹ جائے تو اس کنوئیں کا پانی پاک ہے (نزل الابرار)

☆ چوہا شراب میں پڑ جائے پھر وہ شراب سرکہ بن جائے تو سرکہ پاک ہے (نزل الابرار)

☆ شراب سے بنی ہوئی خوشبودار پینے کی چیزیں پاک ہیں اُن کا کھانا اور استعمال کرنا جائز ہے (نزل الابرار) ☆ کتے اور خنزیر کا جوٹھا پاک ہے (ہدیۃ المہدی)

☆ خون خنزیر اور شراب پاک ہے (عرف الجاوی)

☆ خون اور قے سے وضو نہیں ٹوٹتا (عرف الجاوی)

☆ سجدۂ تلاوت کے لئے وضو ضروری نہیں، بلا وضو بھی جائز ہے (کنز الحقائق)

☆ جنبی (حالتِ ناپاکی میں) اذان دے سکتا ہے (عرف الجاوی)

☆ کتے کو اُٹھا کر نماز پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی (نزل الابرار)

☆ اموال تجارت میں زکوٰۃ نہیں (عرف الجاوی)

☆ ماں باپ اور اولاد کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے (عرف الجاوی)

☆ ایک بکری کی قربانی سب کے لئے کافی ہوگی اگرچہ سو آدمی ایک مکان میں ہوں (بدور الاہلہ)

☆ نکاح میں گواہ کی ضرورت نہیں، بلا گواہ بھی نکاح درست ہے (عرف الجاوی)

☆ شراب ملی ہوئی دوائیں جائز ہیں (کنز الحقائق)

☆ شراب سے گندھا ہوا آٹا اور اُس سے پکی ہوئی روٹی کھانا جائز ہے (کنز الحقائق)

☆ پانی میں مرنے والی مچھلی کھانا حلال ہے (کنز الحقائق)

☆ چوہے کا پاخانہ اگر روٹی کے بیچ پایا گیا ہو تو اس کو کھانا جائز ہے (کنز الحقائق)

☆ گھوڑا حلال ہے (صحیفہ اہلحدیث)

☆ ہاتھی اور خچر کھانا حلال ہے (کنز الحقائق) ☆ کافر کا ذبیحہ حلال ہے (کنز الحقائق)

☆ سب دریائی جانورحلال ہیں یہاں تک کہ کتا' خنزیراورسانپ بھی حلال ہیں (نیل الاوطار)
☆ کچھوا' کوکرا' گھونگا حلال ہیں (فتاویٰ ثنائیہ) ☆ جنگلی گدھا حلال ہے (فقہ محمدیہ)
☆عورت کی دُبر میں وطی کرنے سے نہ اس کا روزہ ٹوٹتا ہے اور نہ ہی اُس پر غسل کا وجوب (کنزالحقائق) ☆ ضب (گھوڑ پھوڑ' گوہ' سوسمار) حلال ہے (صحیفہ اہلحدیث)

اللہ تعالیٰ نے دراصل اُن (اہلحدیث/ غیر مقلدین) کو یہ سزا دی ہے کہ ان جانوروں کا گوشت خوب کھائیں مگر وہ متبرک کھانا جس پر قرآن شریف درودشریف پڑھا گیا ہو وہ کھانا اُن کونصیب نہ ہو کیونکہ ان کے نزدیک یہ متبرک کھانا حرام ہے۔جن لوگوں کے نزدیک ایصال ثواب کی غرض سے دی ہوئی بزرگوں کی فاتحہ اور نیازحرام ہے اور کتے خنزیر منی مُردار جانوروغیرہ ان کے لئے حلال ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام اہل اسلام کوحق پر قائم رکھے اور جمہور علماء واُمت کے دامن سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ابن تیمیہ اور اُس کی پیروی کرنے والے اہلحدیث کے فتنے سے مسلمانوں کومحفوظ رکھے (آمین بجاہ سید المرسلین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعالَمِیْن
وَصَل اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمّدٍ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

العبـــــــد
محمد یحییٰ انصاری اشرفی
شیخ الاسلام اکیڈمی (مکتبہ انوارالمصطفٰی)
23-2-75/6 مغل پورہ حیدرآباد

دوشنبہ ۲۶ رمضان المبارک ۱۴۲۶ ہجری ۳۱/اکتوبر ۲۰۰۵ء

مناجات

(امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ)

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہ مشکل کُشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیِ دیدارِ حُسنِ مصطفٰے کا ساتھ ہو

یا الٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
اُن کے پیارے مُنہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
اَمن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جُود وعَطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر
سیّدِ بے سایہ کے ظِلّ لِوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمی محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھُلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستّارِ خطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حساب جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دُعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب حسابِ خندۂ بیجا رُلائے
چشمِ گریانِ شفیعِ مُرتجےٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی رنگ لائیں جب میری بیباکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب چلوں تاریک راہ پُل صِراط
آفتابِ ہاشمی نُورُ الھُدیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
رَبِّ سَلِّم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دُعائیں نیک ہم تجھ سے کریں
قُدسیوں کے لب سے آمین ربّنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضاؔ خواب گراں سے سر اُٹھائے
دَولتِ بیدار عشقِ مصطفٰے کا ساتھ ہو